جلد دہم

ارمغانِ امامِ ربّانی

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمّد ہمایوں عباس شمس

باھتمام

محمّد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

امامِ ربّانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارمغانِ امام ربّانی

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

جلد دہم

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

سلسلہ اشاعت ۱۰

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

297.04
1954 م
۱۴۸۷۳۱

نام کتاب	ارمغان امام ربانی (دہم)
ترتیب وتدوین	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
باہتمام	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۴۱ھ/ اکتوبر ۲۰۱۹
ناشر	امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

.....ملنے کا پتہ.....

35-C کمرشل ایریا، این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور پاکستان

www.mujadidway.com

297.4 ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر
ارم

لاہور، امام ربانی پبلیکیشنز، 2019

ص 744

1۔ تصوف

Marfat.com

فہرست

1۔	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	اویس از ہر مدنی	۵
2۔	منقبت	اویس از ہر مدنی	۷
3۔	پیش گفتار	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۹

مقالات

(ا) گوشۂ تحقیقات ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

1۔	امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ایک متحرک شخصیت	۱۵
2۔	القابات حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵
3۔	حضرت مجدد الف ثانی۔تاریخ ہائے وصال	۵۵
4۔	مجدد اور مجدد الف ثانی (علماء کی آراء کا جائزہ)	۷۷
5۔	مکتوبات امام ربانی کی تفہیم کے لیے درس مکتوبات کی روایت	۹۷
6۔	''الجنات الثمانیہ'' اور اس کا مصنف (ایک اجمالی تعارف)	۱۰۷
7۔	اُردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار	۱۲۹
8۔	تفسیر روفی میں منظوم تفسیر کا رجحان	۱۵۱
9۔	دیوان رافت: تعارف و جائزہ	۱۶۳

Marfat.com

10۔	حضرت مجدد الف ثانی کے اسلوبِ دعوت کی عصری معنویت	ڈاکٹر محمد اکرم وِرک، ایسوسی ایٹ پروفیسر	۱۷۵
11۔	معیارِ مجددیت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تجدیدی کاوشیں	سید بدر مسعود شاہ گیلانی چوراشریف	۲۰۷
12۔	مکتوباتِ امام ربانی کی جدید محقق اشاعت (استنبول ۲۰۱۸ء)	عارف نوشاہی	۲۳۱
13۔	Shaikh Ahmad Sirhindi and Mughal Politics	S.Nurul Hasan Ed. by Satish chandra	۲۳۹

Marfat.com

لا تقولوا راعنا

اے نبی کے جانثارو! لا تقولوا راعنا
عرض جب کرنا ہو کچھ تو! لا تقولوا راعنا

گر ضرورت پیش آجائے تو انظرنا کہو
حکمِ خالق ہے یہ سن لو! لا تقولوا راعنا

داستانِ رنج و غم اپنی سنانے کے لئے
جب حضورِ شاہ بیٹھو! لا تقولوا راعنا

نقص کا پہلو نہ جن سے کچھ نکالا جا سکے
ایسے اچھے لفظ بولو! لا تقولوا راعنا

ایسے مبہم لفظ جن میں معنیٔ تنقیص ہو
مت زباں پر اپنی لاؤ! لا تقولوا راعنا

Marfat.com

گرچہ نیت میں تمہاری شک نہیں اے مومنو!
پر یہودی شر کو سمجھو! لا تقولوا راعنا

ہم پہ اُزہر کھل گئی عظمت رسول اللہ کی
جب کہا خالق نے بندو! لا تقولوا راعنا

Marfat.com

ہدیہ منقبت بہ بارگاہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز

اے حاملِ ہر رتبہ و شاں، شیخِ مجدد
کیا آپ کی عظمت ہو بیاں، شیخِ مجدد!

جتنے بھی ولی ہند میں بعد آپ کے آئے
سب آپ کے ہیں زمزمہ خواں، شیخِ مجدد!

لکھے جو مکاتیب کے ہیں آپ نے دفتر
سارے ہیں ہدایت کے نشاں، شیخِ مجدد!

اسلام کی تصویرِ حقیقی ہوئی ہم پر
ہے آپ کے دم سے ہی عیاں، شیخِ مجدد!

Marfat.com

دی آپ نے ہی شرک کے ایوان میں جا کر
اللہ کی وحدت کی اذاں، شیخِ مجدد!

یہ آپ کی محنت کا صلہ ہے کہ جہاں میں
اسلام ہوا پھر سے جواں، شیخِ مجدد!

اللہ کا عرفان ہویدا ہے یہاں سے
عرفانِ خداوندِ جہاں، شیخِ مجدد!

پاتا ہے یہاں فیض ہر اک بندۂ عاصی
باران پئے مُردہ دلاں، شیخِ مجدد!

تعریف بیاں اُن کی ہو ازہر سے بھلا کیا
فن میرا کہاں اور کہاں، شیخِ مجدد!

Marfat.com

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و الہ وسلم

آج جب ارمغان امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی دسویں جلد اہل علم کے ہاتھوں میں جارہی ہے جنت نظیر خطہ کشمیر پر ظلم و بربریت کی تصویر بنا ہوا ہے۔ یہ وہی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس شہر سے یہ رشتہ بھی کہ آپ کے استاد حضرت یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اس شہر سے ہے۔ اہل کشمیر پر ہونے والا یہ ظلم ہمیں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر و فلسفہ کی عصری اہمیت وضرورت کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ آپ نے اسلام کا اصول تبری اور تولی کی طرف جو توجہ دلائی تھی اس کی امت کو ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ تبری اور تولی سے بے اعتنائی کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو ''امت مسلمہ'' بھی ایک تصوراتی وجود دکھائی دینے لگا ہے۔

آج ہمیں ہندو فلسفہ کو سمجھنا ہے اور ہندو مزاج مسلمانوں کو آشکارا بھی کرنا ہے۔ ان دونوں کارہائے ضروری کے بغیر کبھی بھی ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں تمدن صرف ظاہری عمارتوں کی تعمیر ہی سے وابستہ نہیں افراد کی تعمیر اور تربیت بھی تمدنی ترقی کا لازمہ ہے۔

حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے فکر مجدد کے فہم کے لیے جس تحریک کا آغاز کیا تھا آنے والا ہر دن یہ بتاتا ہے۔ فکر مجدد کے فہم کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ یہ

Marfat.com

فکر کیوں کہ حضرت خاتم النبیین نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات پر شعوری عمل کے نتیجہ میں پیدا ہوئی اس لیے اس کی اثر انگیزی ہر دن بڑھتی ہی جارہی ہے۔

زیرِ نظر جلد سابقہ جلدوں سے قدرے مختلف اسلوب پر ترتیب دی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں راقم کے نئے اور پرانے مضامین شامل ہیں۔ پرانے مضامین پاکستان اور انڈیا کے مختلف رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ انگریزی مضمون ہندوستان سے میرے دوست/بھائی جناب ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی جو فکر سرسید کے اس دور میں شارح و ترجمان ہیں نے مہیا کیا یہ مضمون (Shaikh Ahmad Sirhindi and Mughal Politics) بھی شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں۔ ڈاکٹر محمد اکرم ورک کا جو مقالہ گذشتہ سال کانفرنس میں پڑھا گیا تھا بھی شامل اشاعت ہے۔ استنبول سے مکتوبات کے شائع ہونے والے نسخہ کا تعارف جو عارف نوشاہی صاحب کا تحریر کردہ ہے اور معارف اعظم گڑھ میں شائع ہوا، اسے بھی مکرر شائع کر رہے ہیں۔ دوسرا حصہ دراصل ممتاز مجدد شناس پروفیسر محمد اقبال مجددی کی تحقیقات پر مشتمل ہے جس میں چند مقالات کے علاوہ مخطوطات کو محفوظ کرنے کی خاطر شائع کیا گیا ہے۔ ہم ان تمام احباب کے شکر گذار ہیں جو سفیر امام ربانی صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کی ترویج و اشاعت میں شریک رہے۔

بالخصوص جانشین سرور ملت، حضرت صوفی ناظم بشیر نقشبندی مجددی کا، جو اپنے شیخ کے مشن کو اخلاص سے جاری رکھے ہوئے ہیں، بہر صورت درج ذیل اور دیگر تمام احباب کا شکریہ کہ وہ اس کار فکری میں کسی نہ کسی حوالے سے شریک کار رہے۔

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

Marfat.com

جناب جمیل اطہر سرہندی

جناب میاں محمد صادق قصوری

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

جناب ڈاکٹر عقیل احمد خان

جناب ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

ڈاکٹر افتخار احمد خان

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

ڈاکٹر حافظ سجاد

ڈاکٹر مطلوب رانا

جناب خواجہ عمر فیاض

محمد عارف کوریجہ

جناب رضاء الحسن قادری

ڈاکٹر عمرانہ شہزادی

رفعت اویس

بشریٰ فضل

جناب عرفان ظفر (چیف ایگزیکٹو ارحم سافٹ)

جناب محمود صاحب (ارحم سافٹ)

Marfat.com

جناب رانا سیف اللہ

احسان الحق صدیقی

ڈاکٹر کریم خاں

پروفیسر حافظ عبدالمجید

ڈاکٹر علی اکبر ازہری

ڈاکٹر حسیب قادری

محمد شفیق عاصم

خواجہ محبوب الٰہی

حافظ ذوالفقار علی

حافظ فخر الزماں

جناب شاہد حسین

جناب محمد راشد مگھالوی

جناب ناظم بشیر صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ اپنے شیخ کے مشن کی ترویج واشاعت میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

ربناتقبل منا انک انت السمیع العلیم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

صفر المظفر ۱۴۴۱ھ/ اکتوبر ۲۰۱۹

جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

Marfat.com

گوشۂ تحقیقات

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

Marfat.com

Marfat.com

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک متحرک شخصیت

devrimci sufi hareketleri ve imam-rabbani

[استنبول یونیورسٹی ترکی کے شعبہ الٰہیات کے استاد ابراھیم ادھم بیلگن (Ibrahim Edhem Bilgin) کی ترکی زبان میں تصنیف ہے۔ جو ۱۹۸۹ء میں استنبول سے شائع ہوئی۔ اس کا فارسی ترجمہ منصورہ حسینی، اور داؤد فالی نے کیا اور تہران سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کی فصل سوم (ص: ۶۱۔۹۰) کا ترجمہ جو امام ربانی کے احوال اور آپ کی تحریک سے متعلقہ امور پر مشتمل ہے۔ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ البتہ بعض امور کی اصلاح اور تصحیح کی ضرورت تھی۔ بعض نامانوس الفاظ کے فہم میں مسائل بھی درپیش تھے مگر ارمغان کی جلد تیار تھی اس لیے اسے افادہ عام کے لیے شامل اشاعت کر لیا۔ بقیہ امور کی تکمیل بعد میں کر لی جائے گی۔ (شمس)]

امام ربانی نقشبندیہ مکتب تصوف ایشیاء کے سب سے زیادہ پیروی کیے جانے والے رہنما تھے اور اس سلسلہ کی فکری و عملی خصوصیات اپنے اندر رکھتے تھے۔

Marfat.com

ایشیاء میں اس حدتک کیوں ان کے حامی اور عقیدت مند ہیں؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے پروفیسر کولو پرولر قرقیزیوں کی مثال دیتے ہیں کہ یہ قرقیزی مکتبہ امام ربانی سے نسبت رکھتے ہیں۔ (اور اس نسبت کی وجہ سے) شیخ احمد یسوی سے اس قدر عقیدت و محبت رکھتے ہیں کہ سبھی شفاعت کی امید سے یہ وصیت کرتے ہیں کہ وفات کے بعد انہیں احمد یسوی کے مزار کے پاس دفن کیا جائے۔ سردیوں کے موسم میں تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ ترک کے یہ قرقیزی اپنے مردوں کو پوستینی میں لپیٹ کر مضبوط لکڑیوں میں باندھ کر لٹکائے رکھتے ہیں یہاں تک کہ چند مہینوں بعد جب موسم بہار آتا ہے اور راستے کھل جاتے ہیں۔ جنازوں کو کسی بھی ذریعے سے احمد یسوی کے مرکز کے پاس منتقل کر کے دفن کر دیتے ہیں۔ طویل و دراز مسافت طے کرنا ان کے لیے کوئی ایشو نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح کے کام کے لیے ہر قسم کی تکالیف اٹھانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہ وہ قابل توجہ نکتہ ہے اور ان کی شدید عقیدت و محبت کا ایک نمونہ ہے۔

احمد فاروق سرہندی (امام ربانی) ایک ایسی معروف شخصیت ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ جہالت، بدعت اور باطل سے مقابلہ کرنے میں امام ربانی کے پراثر کردار کا اندازہ لگانے کے لیے مجوسیوں کی شورش بطور مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے امام ربانی کی وفات کے سالہا بعد جا کر شورش اور سرکشی کی جرأت کی۔ حالات وحشت ناک اور پریشان کن ہو گئے۔ شورشیوں نے شہر کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں ایک شہر سرہند تھا۔ مجوسیوں نے سب سے پہلے اس قبرستان کو منہدم کیا جہاں امام ربانی مدفون تھے۔ ایک مسلمان عالم کے جنازے سے اس طرح کے انتقام سے جہاں ان کے جاہلی دشمنی و غصہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

Marfat.com

وہاں امام ربانی کی تاثیر گذاری اور باطل سے مقابلہ کی عظمت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

الف۔امام ربانی کے احوال:

یہ بات مشہور ہے کہ طریقت نقشبندیہ کے بانی بزرگ عارفوں میں سے ایک بزرگ حاج محمد بہاء الدین نقشبند ہیں۔ (پیدائش: ۱۳۱۸ /۷۱۸، وفات: ۱۳۸۸/۷۹۱) ان کا سلسلہ ان کے ڈیڑھ سو سال بعد ہندوستان میں وارد ہوا۔ اس سلسلہ کی بنیادیں مصاحبت، ذکر خفی، مراقبہ، توجہ، رابطہ، موت کی فکر وغیرہ جیسے چند اصولوں پر استوار ہے۔

مؤیدالدین محمد الباقی باللہ کابلی (وفات:۱۶۰۳/۱۰۱۴) اصل میں کابلی تھے لیکن ہندوستان میں اقامت اختیار کی تھی۔ وہ سمرقند گئے اور مولانا خواجگی کی پیروی میں ہندوستان کی سرزمین میں سلسلہ نقشبندیہ کی پہچان کا ذریعہ بنے۔ ان کے شیخ خواجگی املکنگی (وفات: ۱۰۰۸/۹۱۸) نے تھوڑی مدت بعد ہی خواجہ باقی باللہ کو ایک اجازت نامہ دیا اور ہندوستان واپس جانے پر آمادہ کر دیا۔ مغلوں کی حاکمیت نے بھی اس سلسلے کی ہندوستان میں جگہ اور وسعت دینے میں مدد کی۔ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی کے اصل تربیت کنندہ ہیں۔ امام ربانی حکومت اکبر شاہ کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہوئے (۱۵۶۳/۱۷۹) جب آپ سترہ سال کے ہوئے تب تمام علوم اپنے پدر بزرگوار شیخ عبداللہ بن زین العابدین سے حاصل کر چکے تھے۔

سلسلہ چشتیہ اور سہروردیہ سے مربوط علوم بھی پدر بزرگوار سے حاصل کر لیے تھے۔ امام ربانی کو شیخ اسکندر کیتھلی کے واسطہ سے قادریہ سے بھی نسبت حاصل تھی۔

Marfat.com

نشاط انگیز حالات اور خواجہ باقی باللہ کابلی کی ہدایت پر طریقت نقشبندیہ میں وارد ہوئے جو کہ آپ کے مزاج سے زیادہ سازگار تھا۔ آپ چونکہ اتصال معنوی کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اپنے شیخ پر اکتفا نہیں کیا بلند تر مقامات تک رسائی اور ترقی کے لیے اویسی سلسلہ کو بھی اختیار کیا۔ شیخؒ باقی باللہ کابلی نے امام ربانی کی قابلیت اور فوق العادۃ صلاحیتوں کو دیکھ کر فرمایا احمد نام کا ایک جوان سرہند سے آیا ہے۔ علوم میں قابلیت اور فوق العادۃ صلاحیت رکھتا ہے چند دن میرے پاس رہا۔ اس تھوڑے عرصہ میں میں نے اس کی استعداد کو دیکھ لیا ہے وہ ان شاء اللہ آنے والے وقت میں لوگوں کے درمیان حقائق کے بیان کے لیے ایک واقعی رہبر ہوگا۔ اور بعد میں مریدوں کی تربیت کا معاملہ بھی ان کے سپرد کر دیا۔

امام ربانی کی شخصیت سلسلہ نقشبندیہ کے رنگ میں رنگی گئی۔ اس سلسلہ کے معارف کو ریاضت پر مبنی دستور العمل کی صورت میں پیش کیا۔ انہوں نے شریعت و طریقت کے ارتباط کے استحکام اور بہتری کے لیے ایک ہی بات کہی ہے کہ میں نے ابوحنیفہ اور امام شافعی کی روحانیت سے فیض حاصل کیا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ اس پر نفوذ شخصیت کی ہمت کی بدولت ان میں تیزی سے پھیلا۔ اس طرح کہ بہت سی حکومتی شخصیات بھی اس سلسلہ میں داخل ہوئیں۔ اس وجہ سے مخالفین ان کو برداشت نہ کر سکے اور اکبر کے بیٹے نورالدین جہانگیر کے کان بھرے۔ جھوٹ اور افتراء پردازیاں کیں جو ان کے قید ہونے کا باعث بنیں۔ شاہ جہاں کا بیٹا امام ربانی کے درپے آزار تھا۔ چونکہ امام بادشاہوں کے آگے سجدہ کی شدید مخالفت کرتے۔ تقریباً تین سال قید میں رہے۔ آپ گوالیار کے زندان کی زندگی کے متعلق مکتوبات میں یوں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

جہانگیر بادشاہ نے جو مجھے قید کیا ہے میں اسے مولیٰ عز شانہ کی عبادت و ریاضت کے لیے ایک دریچہ سمجھتا ہوں۔ ایسے معاملات خصوصاً کشمکش کے دنوں میں عجائبات میں سے ہیں۔ دوست سے جدائی اور فراق کے دنوں میں ایسے مواقع فراہم ہونا میرے لیے فخر اور اس کا لطف و کرم ہے یعنی امام ربانی کے نزدیک یہ قید حق تعالیٰ کا لطف ہے۔ قید خانہ ایک ایسا پنجرہ ہے جو رضائے خدا کی طرف کھلتا ہے اور اس کے کرم کا ایک جلوہ ہے۔

تقریباً تین سال گذرنے کے بعد جب جہانگیر کو احساس ندامت ہوا تو امام ربانی قید خانے سے آزاد ہوئے۔ جہانگیر نے تا وفات ان کو اپنا مشیر بنائے رکھا اور ہر جگہ پر ان کی آراء سے بہرہ مند ہوتا رہا۔ امام ربانی کو جو مقام بادشاہ کے قرب میں ملا اس کو اسلام کے نفوذ کے لیے بروئے کار لایا۔

امام ربانی کے توسط سے اسلام کی تعلیمات جہانگیر کے دل میں القاء ہوتے اس طرح اسلام کو ہند میں تازہ سانس ملی اور پہلے سے زیادہ پھلا پھولا۔ امام ربانی (۱۶۲۴/۱۰۳۴ھ) ۲۹ صفر بروز منگل وفات پائے۔ آپ کا مقبرہ سرہند کے خاندانی آرام گاہ میں واقع ہے۔ آپ ایسے بزرگ عارف ہیں کہ اپنی ساری زندگی جاہلی رسومات، انحرافات، بت پرستی اور اکبر شاہ کے فکری کج رویوں کا علمی، سیاسی اور اجتماعی میدان میں بھرپور مقابلہ کیا۔ امام ربانی کے دور میں سرزمین ہند میں انحرافات کی ایک بڑی داستان ہے۔ یہاں کچھ اجمالاً بیان کیا جاتا ہے۔

ب۔ عہد امام ربانی کے فکری انحرافات:

ا۔ اخلاقی انحطاط عروج پر پہنچا تھا۔

Marfat.com

۲۔ حکمرانوں کے ظلم کا دور دورہ تھا۔

۳۔ جہانگیر کے اتر باء کی دسیسہ کاری عام تھی۔

۴۔ ناجائز دولت سمیٹنا معمول بن چکا تھا۔

۵۔ اسراف، فحاشی اور شراب کا استعمال بڑھتا جا رہا تھا۔

۶۔ آخرت کے منکروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

۷۔ حکمرانوں کا دعویٰ تھا کہ اسلام ہندوستان کے آئین کے ساتھ مطابقت و مناسبت نہیں رکھتا اس لیے ایک نیا دین لایا جائے جو اس آئین حاضر سے مناسبت رکھتا ہو۔

۸۔ پیغمبر اور تعداد ازواج کا مسخرہ کیا جاتا۔

۹۔ اس نظریہ کی ترویج ہوتی تھی کہ قرآن وحی سے حاصل نہیں ہے۔

۱۰۔ معراج کے واقعہ کو خرافات قرار دیتے تھے۔

۱۱۔ بچوں کا نام محمد، احمد رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔

۱۲۔ علماء و روحانی طبقہ اپنے مادی مفادات کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

۱۳۔ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ''دجال ھمان رسول اللہ است۔'' (نعوذ باللہ)

۱۴۔ دربار میں مشغول اور حکومت کے قریب والے مسلمان جان کے خوف سے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۱۵۔ ابوالفضل نماز کی ہیئت میں تبدیلی کی کوشش کرتا تھا۔

۱۶۔ شعراء اپنے اشعار سے کفر کی ترویج کرتے۔

۱۷۔ ایک نئے دین کی ضرورت کی علامت سکہ پر چھپنے لگی۔

Marfat.com

۱۸۔ مسلمان اور ہندوؤں میں کشیدگی بحران بن گئی۔

۱۹۔ ایک نیا دین ''دین الٰہی'' کے نام پر ایجاد کیا گیا۔

۲۰۔ اس نئے دین کی دو شہادتیں اس طرح تھیں۔ لا الہ الا اللہ، اکبر خلیفۃ اللہ

۲۱۔ ہندو اور مسلم کو اسی دین کو قبول کرنے کا کہا جاتا۔

۲۲۔ نئے دین کے پیروکار کو چیلا نام دیا جاتا۔

۲۳۔ اس نئے دین میں سلام اس طرح تھا اللہ اکبر جل جلالہ اور اس عبارت میں اکبر سے مراد اکبر شاہ تھا۔

۲۴۔ چیلوں کے عمامے اکبر شاہ کی تصاویر سے مزین تھے۔

۲۵۔ جو اکبر شاہ کے سامنے جاتے وہ سجدہ کرنے پر مجبور تھے۔

۲۶۔ زرتشتی مذہب کے مطابق آگ کا مشعل بادشاہ کے محل میں ہمیشہ روشن کیا جاتا۔

۲۷۔ زرتشت مذہب کے اثر سے غروب آفتاب کے ساتھ چراغ اور فانوس روشن کرنے کی رسم شروع کی جاتی۔

۲۸۔ ناقوس (گھنٹی)، تثلیث اور مسیحی مذہب کی بعض دیگر علامات اور عبارات متداول ہوئیں۔

۲۹۔ گائے ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔

۳۰۔ ''اصلاحاتِ ہندوازم'' کے عنوان کے تحت سے جشن وتقریب کا انعقاد ہوتا۔

۳۱۔ آتش پرستوں کا آئین محل اور اطراف میں شدومد سے چلتا۔

۳۲۔ نئے دین میں عبادت کی صورتوں میں ایک یہ تھی کہ روز چار مرتبہ سورج کے سامنے دعا کرتے اور اس کے نام کو خاص تعداد میں پکارتے۔

Marfat.com

۳۳۔ بعض اشیاء نیک فال کے اعتقاد سے اٹھوایا جاتا۔

۳۴۔ گائے سے کسی بھی قسم کی بے احترامی کی سزا مقرر تھی۔

۳۵۔ ہندوؤں کا نظریہ تناسخ پوری طرح رائج تھا۔

۳۶۔ اعلان ہوا کہ نوروز کے دن شراب نوشی لازمی ہے۔

۳۷۔ داڑھی چھوٹی کرنے کی گنجائش بھی اس نئے دین میں موجود تھی۔

۳۸۔ چچا کے بیٹے یا بیٹی سے نکاح ممنوع قرار دیا گیا۔

۳۹۔ مردوں کے لیے ریشم اور سونا جائز قرار دیا گیا۔

۴۰۔ لڑکوں کی شادی کے لیے عمر سولہ اور لڑکیوں کی شادی کے لیے ۱۴ سال مقرر کی گئی۔

۴۱۔ ایک مرتبہ سے زائد شادی ممنوع قرار دی گئی۔

۴۲۔ اعلان ہوا کہ خنزیر پاکیزہ، حلال اور قابل احترام جانور ہے۔

۴۳۔ مردے اسلامی قوانین کے مطابق دفن نہیں ہوتے ان کو آگ میں جلا دیا جاتا یا پانی میں بہا دیا جاتا اور اگر میت کے ورثاء دفن پر اصرار کرتے تو اس شرط پر دفن کی اجازت ملتی کہ پاؤں قبلے کی سمت ہوں۔

۴۴۔ اکبر بادشاہ خود بھی سوتے وقت پاؤں قبلے کی طرف کرتا اور لوگوں کو بھی اسی کا حکم دیتا۔

۴۵۔ علوم اسلامی حاصل کرنے والوں کی تحقیر کی جاتی۔

۴۶۔ ہندی زبان رسمی طور پر قبول کی گئی۔

۴۷۔ راسخ العقیدہ مسلمان اذیت و آزار میں پڑتے۔

۱۹۸۷ء

Marfat.com

۴۸۔ نام نہاد مشائخ نہ صرف یہ کہ کفر سے مقابلہ نہ کرتے بلکہ ان کا دفاع بھی کرتے۔

۴۹۔ اس تمام فتنہ اور فساد نے تصوف کو بھی متاثر کر دیا تھا۔

۵۰۔ حلال چیزوں کو حرام اور حرام امور کو حلال سمجھا جاتا۔

اکبر بادشاہ نے تمام ادیان کی تحقیق اور اپنے تئیں ایک نئے دین ایجاد کرنے کے لیے اہل علم پر مشتمل ایک شوریٰ تشکیل دیا۔ اس شوریٰ کا نام ''سرکاری طلاب'' تھا۔ ۱۴۴ افراد پر مشتمل اس شوریٰ میں اکثریت ہندو دانش مندوں کی تھی۔

ج۔ تحریک امام ربانی کی اہمیت:

امام ربانی نے اپنی ۶۳ سالہ زندگی تا وفات بہت پریشانیوں اور خراب حالات میں گذاری اور مقابلہ کیا۔ مکتوبات جو کہ ۵۳۴ (۵۳۵؟) خطوط پر مشتمل ہیں کے دقیق مطالعہ سے یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ آپ دینی، سیاسی، اجتماعی انحرافات کے مقابلے میں مسلسل کوشاں رہے اور اسلام کے حقیقی چہرہ اور ماہیت کو علمی زبان میں بیان کیا۔ امام ربانی اکبر بادشاہ اور اس کے بعد جہانگیری حکومت کے دور میں مسلسل کوشش کرتے رہے کہ حکومتی جماعت کو اسلامی اقدار کی طرف مائل کیا جائے۔ آپ کے بعد بزرگان نقشبندیہ نے بھی اس راہ میں ان سے رہنمائی لی۔ پروفیسر شیمل اس بارے میں لکھتی ہیں:

نقشبندیہ پورے ہندوستان میں ہندوازم اور اسلام کے درمیان دفاعی پل کا کردار اور اثر رکھتے ہیں اور اسی طرح مغل حکام کو انحراف سے روکنے کے لیے ان کے قریب ہونے کی سیاسی روش اپنائی۔ یہ ایک دلچسپ موضوع ہے تحقیقات علمی کے

Marfat.com

لیے اور باہمت محققین کا منتظر ہے۔ بقول پروفیسر خاتون شیمل نقشبندی بزرگان کا ہندوستانی حکمرانوں سے قریبی روابط جیسے جہانگیر اور امام ربانی یا سلطان عالمگیر کے محمد معصوم سے روابط پر تحقیق سے اسلامی تہذیب میں تاریخ تصوف کے نئے تجزیے اور نئے پہلو سامنے آئیں گے اور تصوف اسلامی میں دوبارہ روح پھونکی جا سکے گی۔

پروفیسر عزیز احمد جس نے ۱۹۴۲ میں علی گڑھ یونیورسٹی ہندوستان سے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کا دفاع کیا ہے اور اب تک ''ہند میں اسلام کا مقام'' کے متعلق متعدد علمی مقالات و آثار پیش کیے ہیں۔ وہ امام ربانی کی جدوجہد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نقشبندیہ سلسلہ تصوف جو کہ اکبر بادشاہ کے انحرافات کی مخالف تحریکوں کی قیادت کا بیڑہ اٹھایا ہوا تھا ہندوستان وارد ہوا۔ نقشبندیہ کے پیروکار دیگر سنی مذہب کے صوفیوں کی بہ نسبت شریعت اسلام سے زیادہ وابستگی رکھتے تھے۔ نقشبندیہ نے بڑھتے ہوئے بادشاہی انحرافات کو ناکام بنانے کا آغاز مکتب سہروردیہ کے طریقوں کو جاری رکھ کر سنی حکمرانوں سے قریبی روابط حاصل کرنے سے کیا۔ اکبر بادشاہ کی حکومت کے اواخر میں سلسلہ نقشبندیہ نے خواجہ محمد باقی باللہ کابلی کے توسط سے ہند میں تیزی سے نفوذ پانا شروع کیا۔

ابوالفضل (جو کہ منحرف افکار رکھتا تھا) کی موت کے بعد حکومت کے مرکزی عہدوں پر سنی مذہب حکمران آئے۔ ''میرزا عزیز کوکا'' اکبر بادشاہ کا رضاعی بھائی شیخ فرید فوج کے رئیس (بادشاہوں کے مورد اعتماد منصب پر) اور قلیچ خان لاہور کے گورنر بھی ان مرکزی کردار رکھنے والوں میں سے ہیں۔ یہ شخصیات شیخ عبداللہ دہلوی اور

Marfat.com

شعراء میں عبدالرحمن خان خانان اور خواجہ باقی باللہ جیسے مذہبی اکابرین کے زیر اثر تھے۔ مذکورہ افراد خصوصاً شیخ فرید (برج و باروی مذہب) نے ہندوستان کو استحکام بخشا۔ (شیخ فرید کے احوال کے لیے دیکھیں شاہ نواز خان، معاصر الامراء، کلکتہ، ص:۱۸۸۔۱۹۰)

اسلام کی طرف واپسی میں نقشبندیہ کا اثر خواجہ باقی باللہ کے خاص مرید یعنی امام ربانی کی فعالیت کے توسط سے اپنے عروج پر پہنچی۔ آپ کی علمی شخصیت کی بنیاد کلام اسلامی پر تھی۔ مکاتب سہروردیہ، چشتیہ اور قادریہ کے علوم و آداب بھی آپ میں جمع تھیں۔ آپ ہر حال میں انحرافاتِ عصر کے مقابل جرأت و ہمت سے کھڑے رہے اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ جو کہ وسعت ایشیاء کے مکاتب صوفیاء میں مناسب ترین سلسلہ ہے کو رہنما سلسلہ کے عنوان سے انتخاب کیا۔

امام ربانی کا سب سے پہلا ہدف یہ تھا کہ پیامبر خدا ﷺ کی شخصیت پر کھینچے گئے پردے اٹھا دیں اور یہ دراصل مسیحی تحریک (الفی) اس کا رہبر مہدی جانپوری اور اکبر بادشاہ جو خود کو پیغمبر اسلام کی طرح کا مقام دیتا تھا سے مقابلہ تھا۔ آپ کے ابوالفضل اور اکبر شاہ کے دیگر حواریوں کے ساتھ مباحثے ہوتے۔ ان میں مسلسل یہی تاکید کرتے کہ خدا پر واقعی ایمان کے لیے پیغمبر ﷺ پر ایمان ضروریات میں سے ہے۔

یہی وجہ تھی کہ امام ربانی نے سب سے پہلی تالیف ''اثبات النبوۃ'' کے عنوان سے کی۔ اور شیخ یحییٰ منیری کی مؤثر تبلیغی روش سے استفادہ کیا اور خطوط نویسی کا کام شروع کیا۔ آپ اپنے دینی، سیاسی اور عارفانہ فکر سے ہندوستان کے حالات سنوارنے کے لیے کوشاں رہے۔ عزیز احمد اس سلسلے میں اپنی آراء اختصار کے ساتھ

Marfat.com

یوں بیان کرتے ہیں:

امام ربانی اکبر بادشاہ کے بعد جہانگیر کی توجہ مبذول کرا کے اسلام کی بنیادوں کوقوت بخشنے میں کوشاں رہے۔علماءاور روحانی شخصیات کو بادشاہ کے محل میں بھیجا اور منحرف تحریک الفیٰ جو کہ مدعی مھدویت تھا کا خاتمہ کر دیا۔ امام ربانی نے ''بندخوان راخی سی وارات ری'' جیسے عید ومراسم کی جگہ محرم جیسے مقدس ایام و ماہ جو مسلمانوں کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں کودوبارہ زندہ کیا۔امام ربانی اس کوحکمران سمجھتے ہیں جواپنی شمشیر سے اسلام نافذ کرنے کا سبب بنے۔آپ حکمرانوں اورعہدے داروں کو مسلسل وعظ ونصیحت کرتے کہ احکام اسلامی پرعمل کریں اور اسلامی رفتار رکھیں۔ امام ربانی جانتے تھے کہ ہندوؤں کو جب موقع ملے پہلی ہی فرصت میں وہ مسلمانوں کے مذہب کوتبدیل کردیں گے یا مسلمانوں کوقتل کردیں گےاور مسلسل اس بات کوان مسلمان رہنماؤں تک پہنچاتے جن کے پاس حکمرانی ہے۔مغل بادشاہت کا خاتمہ ناگزیر ہونے کی ایک وجہ ان کے اہل حکومت واقتدار کی امام ربانی کے نصائح اور تعلیمات کی طرف سے بےتوجہی تھی۔امام ربانی ایک طبیب حاذق کی مانند مسلمانوں کے آنے والے دوسوسال کی صورت حال دیکھ رہے تھےاور جانتے تھے کہ اس وقت یہ کام نہ کیا تو آنے والے وقت میں کیا مسائل بن سکتے ہیں۔ایک طبیب جس کا تخصص اسلام اورلوگوں میں دینی روح پھونکنا تھا ہمارے خیال میں امام ربانی کی اہم ترین شخصیتی پہلو جس پر بہت غور کی ضرورت ہے یہی بات ہے۔ وہ مسلمانانِ ہند کے مصائب کی تشخیص اور علاج کے بارے بخوبی جانتے تھے کہ وہ ایک تہذیبی بحران کی حالت میں ہیں۔

Marfat.com

امام ربانی نے ہمیشہ اس نظریے کا دفاع کیا کہ تصوف شریعت اسلام سے مکمل وابستگی سے متحقق ہوتا ہے۔ آپ ان صوفیہ باطن جو دراصل اکبر بادشاہ کے لیے راستہ صاف کرنے کا ذریعہ تھے، کے قائل نہ تھے۔ اسی طرح وحدت وجودی بخشی تحریک (خالق ومخلوق ایک ہی ہے) کی مخالفت اور تنقید شدت سے کرتے تھے۔ ڈاکٹر عزیز احمد جنہوں نے ہندوستان میں نقشبندی تحریک پر اپنے خاص اسلوب سے وسیع ابعاد میں تحقیقات کی ہیں ان کی گراں قدر تصنیف میں سے اسی قدر اقتباس پر اکتفا کرتا ہوں۔ ہمارے خیال میں ہندوستان کے مختلف مسائل سے آگاہی کے لیے کتاب مذکور کا ترجمہ بہت مفید رہے گا۔ امام ربانی مکتوبات میں فرماتے ہیں

''وہ جن کو سیاسی، اجتماعی اور دینی حوالے سے مظالم کا سامنا ہے چاہیے کہ اپنی نجات کے لیے کوشش کریں ورنہ وہ عنداللہ مسئول ہیں۔ آج اگر مسلمان جوان سے تعاون ہو سکتا تھا اور نہیں کیا وہ دباؤ اور تحقیر کا نشانہ بنے رہیں گے۔ جو کوئی کام کر سکتا تھا اور نہیں کیا وہ آخرت میں مسئول ہے۔ (یعنی اس سے پوچھ ہوگی) اس لیے اس فقیر (امام ربانی) سے جہاں تک ہو سکتا تھا اس کی کوشش کی ہے۔''

وہ اس بات کے قائل تھے کہ علمائے اسلام کے فتوے آزادانہ بغیر وابستگی اقتدار حکومت کے ہو تو امت کے لیے باعث خیر ہوں گے۔ ان کے مطابق علماء کے فتوے سیاست دانوں کی خواہشات و مقاصد کے مطابق ہوں وہ خسارے ہی خسارے کا باعث ہیں اسی وجہ سے اس بارے میں ان کی شدید مخالفت کرتے۔ امام ربانی نے ان انحرافی سلسلوں سے بھی سختی سے مقابلہ کیا جن کی ہندوستان کی سرزمین میں پھیلنے کے امکانات موجود تھے۔ آپ نے جاہل صوفی رہنماؤں جو کہ

Marfat.com

نظریہ وحدت الوجود، ہندوازم کے زیر اثر انحراف کی طرف گئے تھے، سے مقابلہ میں بھی کوئی کوتاہی نہ کی اور مسلمانوں کو اس طرح کے علم سے کورے شیوخ کی قربت وصحبت سے بھی خبردار کیا۔

آپ کی رائے میں بعض اوقات جہاد بالکلام، جہاد بالسیف سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ آپ نے اس اعتقاد کی بنیاد پر کہ سلسلہ نقشبندیہ وعظ ونصیحت کے طریقہ کو رسول اللہ ﷺ سے ایک اصول کے عنوان سے لیتا ہے۔ مسلح جہاد پر ڈائیلاگ یعنی جہاد باقلم وکلام کو ترجیح دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں صوفی کی ترکِ دنیا درحقیقت اسلام کی مکمل پیروی اور شرع کی طرف سے معین کردہ امر ونہی کی رعایت ہونی چاہیے۔ یہ امام ربانی کی قابل توجہ آراء میں سے ہے۔ آپ تمدن کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں تمدن کا مطلب تعمیر بلاد اور بندگان کی بلندی ہے اور یہ دونوں اسلام سے مکمل وابستگی سے متحقق ہوتے ہیں۔

امام ربانی ایک اور خط میں لکھتے ہیں انسان مدنی الطبع پیدا کیا گیا ہے۔ حکومتی عہدے داروں کو لکھے گئے خطوط میں ہندوؤں کی طرف سے نقصانات کے دفعیہ اور اسلام کی مکمل پیروی اور فقراء مظلومین کی حمایت کی تاکید کرتے یہ بھی ان کی سیاسی بصیرت کی ایک نشانی ہے۔ صوفیوں کے افراطی نظریات جوانحرافی افکار رکھتے تھے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ ولایت نبوت سے بالاتر مقام رکھتی ہے ان کے مقابلے میں قرآنی آیات سے ثابت کرتے کہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ نبوت ہی ولایت سے برتر ہے۔ امام ربانی معتقد ہیں کہ بہترین آمدنی وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کوشش ومحنت سے حاصل کی گئی ہو۔ ان کے مکتوبات میں آئے اشعار میں سے یہ بیت قابل توجہ ہے:

Marfat.com

بکوش ولقمہ ای را کہ بدست می آوری باارزش کن

و بعد بی ھیچ واھمہ ای تناول کن تا سیر شوی

ترجمہ: محنت کرو اور حاصل کیے ہوئے لقمہ کو قیمتی بناؤ۔ اس کے بعد بے فکر ہو کر کھاؤ سیر ہونے تک۔

امام نے ایک خان کو لکھے گئے خط میں یہ نصیحت کی ہے کہ دشمنان دین کی تحقیر ہونی چاہیے اور بتوں کو توڑنے کا بھی اشارہ کیا ہے اور بہت سی ہدایات ہیں۔ ان کے نزدیک ایک عارف کو گوشہ نشین انسانوں سے دور غاروں میں رہنے سے انسانوں کے درمیان رہنا اور صحبت رکھنا زیادہ بہتر اور سود مند ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں دینی، فکری وسیاسی اختلافات وانحرافات مسلمانوں کے اسلام حقیقی سے دور ہونے کا نتیجہ ہے اسی لیے واحد حل بھی اسلام، قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی میں دیکھتے ہیں۔ آپ کے زیادہ تر خطوط اتحاد مسلمین، اسلام کی حفاظت، بدعت سے پرہیز اور افکار انحرافی سے نجات اور دشمنان خدا سے مقابلہ جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ہمارے خیال میں امام ربانی کے اہم پہلوؤں میں ایک ان کا مجدد ہونا ہے کہ دین کو بدعتوں، انحرافات، خرافات اور نادرست عقائد سے پاک کرنے کی انتھک کوشش کی اور کامیاب بھی ہوئے۔

د۔ مکتوبات کا اجمالی جائزہ:

اگر مکتوبات کو اس کے مضامین کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہندوستان میں

Marfat.com

اسلام اور مسلمانوں کی مشکلات کا سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ یہ کہ امام ربانی اور ان کے پیروان یعنی نقشبندی بزرگان اکثر اوقات حکومتی عہدہ داروں سے اچھے روابط رکھتے۔ علماء اور اہل علم میں سے ہونے کی وجہ سے ان کی حکمت عملی بھی بہت عالی ہوتی کیونکہ یہی طریقہ ہے اصلاح اور مثبت نتائج تک پہنچنے کے لیے۔ یہ تھی امام ربانی کی تحریک کی حقیقت۔ امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں جس کے مجموعے پر ہم نے تجزیہ وتحلیل کیا ہے ایسے مختلف طبقات سے خطاب کیا ہے کہ ہمارے خیال میں امام ربانی نے اجتماعی لحاظ سے ان مخاطبین کی درست تشخیص کی ہے۔ اس تجزیہ وتحقیق سے مخاطبین جن کے امام سے روابط تھے ان کا اجتماعی، سیاسی، روحانی اور علمی مقام بھی معاشرے کے مختلف طبقات پر واضح ہو جائے گا۔ پہلے ان مخاطبین کا ذکر کرتے ہیں کہ جو حکمرانوں کے زمرے میں آتے تھے اور وہ مادی، سیاسی اور منصبی قدرت رکھتے تھے اور امام ربانی نے اپنے خطوط میں ان کو مورد خطاب قرار دیا ہے۔

۱۔ خان یا خان خانان: یہ ایک عنوان ہے جو دہلی کے حکمران عالی رتبہ عہدے داروں کو دیا جاتا تھا۔ ترکی عثمانی میں اس عنوان کا مترادف بیگلر بیگی ہے۔

۲۔ میر: امیر کا مخفف ہے یہ ایک لقب ہے جو حاکموں کے لیے استعمال ہوتا اور ہندوستان میں کبھی سادات کو بھی امیر کہا جاتا۔

۳۔ میرزا: یہ فارسی کلمہ ہے۔ امیرزادہ کا مخفف ہے اور حاکموں کی اولاد پر اس کا اطلاق ہوتا۔ نجیب النسل اور بعض بڑی شخصیات کے لیے بھی مستعمل تھا۔

۴۔ سید میر

۵۔ بی

Marfat.com

۶۔ سید شاہ

عوام میں روحانی اور دینی مقام رکھنے والے مخاطبین جن کے نام امام ربانی کے خطوط ہیں۔ درج ذیل ہیں:

۱۔ شیخ

۲۔ خواجہ: یہ ایک لفظ ہے جو جدید فارسی میں دسویں ہجری سے اب تک حضرت، صاحب، کاتب، تاجر اور معلم جیسے مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

غزنویوں کے دور میں سول حکومت کے لوگوں پر اس کا اطلاق ہوتا اور خوارزم شاہیوں کے دور میں بھی اسی طرح تھا۔ بارہویں صدی میں یہ کلمہ صاحب، حضرت اور باعلم افراد کے لیے مستعمل تھا۔ شہر کے رؤسا (اکابرین)، قضات، ائمہ جمعہ و جماعات اور اجمالاً ہر اس شخص کے لیے استعمال ہوتا جو کوئی اجتماعی مقام رکھتا ہو۔

خواجگان اپنے عماموں اور عباؤں سے عام لوگوں اور نظامیوں سے پہچانے جاتے تھے۔ بنابراین جس نے تحصیل علم کیا ہو اور کوئی اجتماعی ذمہ داری رکھتا ہو خواجہ کہلاتا۔ تیرھویں صدی میں بیوروکریٹس کو خواجہ کہتے۔ ہندوستان میں نقشبندی پیروں بزرگوں کو بھی اس نام سے پکارا جاتا۔

۳۔ ملا: یہ ایک ایسا عنوان ہے کہ خصوصاً ہندوستان میں علماء اور اولیاء کے لیے استعمال ہوتا (مولا اور مولوی جیسے کلمات سے مشتق ہے۔)

۴۔ نقیب، سید، شیخ

۵۔ مفتی

۶۔ حافظ

Marfat.com

۷۔شیخ نقیب

۸۔سید نقیب

۹۔سید

۱۰۔حاجی

۱۱۔قاضی

۱۲۔حکیم

مکتوبات امام ربانی کے ۵۳۴[۵۳۵؟] مکاتیب میں سے ۳۸۱ خطوط میں پتہ چلتا ہے کہ آپ کے مخاطبین کیا اجتماعی مقام رکھتے تھے لیکن ۱۵۳ خطوط میں ان کے مخاطبین کا پتہ نہیں چلتا۔

مکتوبات کے مطالعہ و تجزیہ میں امام ربانی کے اشخاص پر اثرات اور جغرافیائی اثرات بھی قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ان تمام علاقوں کے افراد جن کو امام نے خطوط ارسال کیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس قدر امام ربانی سے متاثر تھے۔اس لیے ان علاقوں کی ایک فہرست کو ذیل میں لاتے ہیں:

افغانستان، بدخش، بدوان، بلخ، بنگال، بیانگ، بخارا، چتر، جانپور، دہلی، دکن، امکنگ، فرید آباد، فرکت، خوازم، ختن، اصفہان، اللہ آباد، کابل، کشمیر، قباد آباد، لاہور، لود، مانکپور، ناگور، نھار، نیشاپور، پانی پت، راہ بل، سامانہ، سارنگ پور، سہارنپور، سمرقند، سرہند، سلطان پور، تبریز، تھانہ، تھانی سر۔

امام ربانی کے ۵۳۸[۵۳۵؟] خطوط میں سے صرف ۱۶۷ خطوط کا معلوم ہوا کہ کن علاقوں کو ارسال کیے گئے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ۳۶۷ خطوط کا

Marfat.com

پتہ نہیں چلا کہ کس علاقے کی طرف بھیجے گئے۔ اگر علاقوں کا پتہ چل جاتا تو جغرافیائی لحاظ سے آپ کی تاثیر ونفوذ پر زیادہ یقینی گفتگو کر سکتے۔

۱۶۷ خطوط کے علاقے مشخص ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے غربی ترین علاقہ تبریز، شمالی ترین کشمیر، شرقی ترین ختن تھا۔ یہ علاقہ ایشیاء جو کہ دنیا کا سب سے بڑا براعظم ہے کا ایک ۱/۳ حصہ پر مشتمل ہے۔

امام ربانی ایک اور فکری قوت رکھتے ہیں جس سے آپ نے تمام جہان والوں کو متاثر کیا ہے۔ ایک اور موضوع جو ایک مستقل پی ایچ ڈی کے لیے بن سکتا ہے وہ یہ ہے کہ امام ربانی سید احمد خان، ڈاکٹر محمد اقبال اور ابوالکلام آزاد جیسے مشہور مفکرین وسیاست دانوں کے افکار پر باوجود کچھ اختلافات فکری کے اثر انداز تھے۔ امام ربانی کی کوشش رہی کہ اس دور کے صوفیہ کی فکری انحرافات تعلیم اسلام سیاست کے ساتھ (اپنی طرف واپسی کی روشنی میں) کی تصحیح کریں اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔

استاد ڈاکٹر فضل الرحمٰن اس دور کے تصوفِ خام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے بیچ والے علاقوں میں متعدد سلسلے تھے جو غیر منظّم تھے اور کسی مذہب یا دین اسلام کی پیروی نہیں کرتے (ان کو جو بے دین کہا جاتا تھا اسی خصوصیت کی وجہ سے تھا) یہ عنوان قلندریہ جیسے سلسلوں کو کسی حد تک قابل قبول تھا کیونکہ وہ گروہ تصوف کے نام پر خیالی شیوخ کے مزاروں پر گدی بچھاتے اور بیٹھ جاتے اور اپنی زندگی اس پر حقہ بازی وغیرہ میں گذار دیتے۔''

اکبر بادشاہ کے دور میں سید علی متقی اور ان کے جانشین عبدالوہاب متقی جیسے

Marfat.com

علماء جو کہ اہل حدیث مشہور تھے نے ہندوستان کو چھوڑ کر حجاز میں سکونت اختیار کر لی۔

ان حالات میں امام ربانی نے دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنے کی بجائے ہندوستان میں اقامت رکھی تا کہ فتنہ کی آگ کو بجھائیں اور ان کا یہ اقدام اپنے اندر بہت اہم پیغام رکھتا تھا۔ مکتوبات اور اثبات النبوۃ کے علاوہ مزید تین تالیفات ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ مبدأ و معاد، رسالہ ردروافض اور معارف لدنیہ۔

''مبدأ و معاد'' ایک عارفانہ ماہیت کی کتاب ہے جو ۱۵۹۹ سے ۱۶۱۰ میلادی میں لکھی گئی۔ اس میں امام ربانی نے طریقت نقشبندیہ میں اپنے ورود کی کیفیت اور بعض اسرار تصوف جو ان کے مطابق ان سے پہلے کسی پر منکشف نہیں ہوئے اس کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے کتاب فارسی میں ہے۔

''رسالہ ردروافض'' بھی ایک کتاب ہے جو ۱۶۰۰ میلادی میں تحریر کی گئی۔ کتاب کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ غیر متوازن عقائد کے متعلق ہے۔ امام ربانی نے اس کتاب میں خالص اسلام کی شناخت پر بحث کی ہے۔

''معارف لدنیہ'' امام ربانی نے یہ کتاب اپنے جرگہ نقشبندیہ میں وارد ہونے کے بعد لکھی ہے۔ کتاب حجم کے لحاظ سے ''مبدأ و معاد'' جتنی ہے۔ اسرار عرفانی پر مشتمل ہے۔ یہ تینوں کتابیں فارسی میں ہیں۔ مکتوبات کے علاوہ ۴ کتابوں کا ترکیہ میں کوئی پتہ نہیں مغرب اور بعض اسلامی ممالک میں امام ربانی کی شخصیت اور فکر پر بہت سے تحقیقاتی کام ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

- Abbot, Freeland, "Islam in India before Shah Waliullah", Studies in Islam, C.I., New Delhi, ss.

Marfat.com

I.II, 100-16.

- Abdulhad, Muhammed, Mecmua-yi Halat-u Makamat-I Imam-I Rabbani Muceddidi Elf-I Sani Hazrei-i Seyh Ahmed-i Sirhindi, Delhi 1900.

- Abdulhak Muhaddis Dihlevi, Ahbaru'l-Ahyar, Delhi 1332.

- Ahmad Aziz, "Religious and Political ideas of Shaikh Ahmad Sirhindi" Rivista degli studi Orientali, XXXVI (1961), 259-270.

- Aslam, M., "Jahangir and Shaikh Ahmad Sirhindi", Journal of the Asiatic Society of Pakistan, X., (I), 135-148.

- Baig, Mirza Qadder, The Role of Shaikh Ahmad of Sirhind in Islam in India, Londra Universitesinde Hazirlanmis doktora tezi, 1964.

- Farman, Muhammed, "Shaikh Ahmad Sirhindi", M.M. Sharifde tabolunmus, A History of Muslim Philosophy, Wiesbaden 1966, II., 873-883.

- Faruqi, Burhan Ahmad, The Mujaddid's Conception of Tawhid, Lahore 1940.

Marfat.com

- Habib, Irfan M., "The Political Role of Shaikh Ahmad Sirhindi and Shah Waliullah", Enquiry, V., New Delhi 1961, ss. 36-55.

- Hasan, Murataza, "Letters of Shaikh Ahmad" The Proceedings of the Indian History Congress, Ninth Session, Patna University, Patna 1946, ss. 273-281.

- Nizami, Khaliq Ahmad, "Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics" Islamic Culture, XXXIX (1965), ss. 41-52.

- Numani, Muhammad Manzur, Mujaddidi-I Alf-I Thani Namber, Bareilly, 1357.

- Numani, Muhammad Manzur, Tezkira-yi Imam-I Rabbani Mujaddidi-I Alf-I Thani, Luchnow 1960.

- Nurulhasan, Sayid, "Shaykh Ahmad Sirhindi and Mughal Politics" Proceedings of the 8th Indian Historical Congress 1945, ss. 248-257.

- Rizvi, Sayyid Athar Abbas, Muslim Revivalist Movements in Northern Indian in the

Marfat.com

Sixteenth and Seventeenth Centuries, Agra 1965.

- Sikandarpuri, Wakil Ahmad, Anwar Ahmadiyya, Delhi 1312.

- Sikandarpuri, Wakil Ahmad, Hadiyah Mujaddidiyah, Delhi tarihsiz.

Sikandarpuri, Wakil Ahmad, Al-Kalam al-Munji bi-Radd iradat al-Barzanji, Delhi 1312.

- Smith, Wilfred Cantwell, The Ulema in Indian Politics, C.H. Philips tab'I icinde Politics and Society in India, Londra 1963, ss. 39-51.

- Subhan, John A. Sufism, its Saints and Shrines. An Introducation to the Study of Sufism with special reference to India, Londra 1938.

- Waliuddin, Mir, Reconciliation between Ibn Arabi's Vahdat-i Wujud and the Mujaaddid's Wahat-i Shuhud, Islamic Culture, XXV (1951), ss. 43-51.

- Wali Allah, Shah, Faysala-i Vahdetu'l-Vucud ve's-suhud, Delhi.

- Yasin, Muhammad, A Social History of Islamic India, Lucknow 1958.

اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ربانی کی سیاسی و علمی افکار اور ''برگشت

Marfat.com

بہ خویشتن'' (یعنی اپنے اصل کی طرف لوٹنا) کے بیانیہ پر وسیع تحقیقات ہوئی ہیں۔ امام ربانی کی معرفت کے لیے آپ کی تصنیفات کے علاوہ ایسی کتابوں کی ضرورت ہے جو آپ کے افکار پر لکھی گئی ہوں۔ امام ربانی کئی جہتی شخصیت ہونے کی وجہ سے سبب بنے کہ انیسویں صدی میں شیخ شامل اور امیر عبدالقادر الجزائری جیسے مجاہد علماء ظہور میں آئے اور مرکز علمی میں بھی احادیث پر مبنی تحریک کا آغاز ہوا۔ ہماری رائے میں اس حاضر صدی میں بھی اس عارف صوفی کی بلند شخصیت سے بہت سے پیغام دریافت کیے جاسکتے ہیں۔

ھ۔ امام ربانی کے جانشین:

۱۔ محمد معصوم: ۷ شوال ۱۰۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ربانی کی اولاد میں سے ہیں۔ امام کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ کہا جاتا ہے حضرت محمد ﷺ خواب میں امام ربانی کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنے اس پیدا ہونے والے بچے کا نام محمد معصوم رکھیں۔ وہ معنوی درجات میں صاحب مقامِ قیومیت ہوں گے اور اسی وجہ سے ان کا لقب قیوم ثانی ہے۔ آپ کی وفات ربیع الاول ۱۰۹۷ھ میں ہوئی۔

۲۔ میر محمد نعمان بدخشی: بدخشان کے رہنے والے ہیں۔ آپ ابتداء میں خواجہ محمد باقی باللہ کابلی سے نسبت رکھتے تھے۔ بعد میں اپنا سلوک امام ربانی کے توسط سے جاری رکھا اور امام نے آپ کو بطور جانشین منتخب کیا۔ آپ کا مدفن اکبرآباد میں ہے۔

۳۔ حضرات خواجہ ہاشم: ایک شاعر و عارف ہیں۔ ان سے متعدد کرامات دیکھی گئی ہیں۔ امام ربانی ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ ان کا

Marfat.com

مزار برہان پور میں ہے۔

۴۔ شیخ طاہر لاہوری: یہ بھی امام ربانی کے جانشینوں میں سے اور اہل ریاضت و مجاہدہ تھے۔ ساتھ میں شیوخ قادریہ و چشتیہ سے بھی اجازت نامہ رکھتے تھے۔ آپ کا گذر بسر اپنی ہی محنت سے ہوتا اور ہمیشہ لوگوں کو کام اور محنت کی تاکید کرتے۔ آپ کا مدفن لاہور میں ہے۔

۵۔ شیخ بدیع الدین سہارنپوری: آپ ایک فقیہ تھے اور شہرت سے گریزاں تھے۔ امام ربانی کی تعلیم وتوجہات سے بہرہ ور ہوئے اور اپنے سلوک کو امام ربانی کی زیرِ تربیت جاری رکھا۔ تا آنکہ امام ربانی کی خلافت کا مقام پالیا۔ آپ کی آرام گاہ سہارنپور میں ہے۔

۶۔ شیخ نور محمد: آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی منزلیں امام ربانی کے پاس طے کیں اور امام کی طرف سے نمائندگی میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے مختلف شہروں کی طرف بھیجے گئے۔

۷۔ شیخ حامد بنگالی: آپ ایک عارف ہیں۔ جو امام ربانی سے فیض یاب ہوئے اور یہ بات مشہور ہے کہ آپ شریعت وطریقت سے پورا لگاؤ رکھتے تھے۔

۸۔ شیخ مزمل: آپ دل و جان سے اپنے مرشد امام ربانی کی خدمت میں رہتے اور اسی صفت کے ساتھ وہ دوسروں سے ممتاز ہیں۔ بہت متقی اور احتیاط پر عمل کرنے والوں میں سے تھے۔

۹۔ شیخ طاہر بدخشانی: مروی ہے کہ آپ نے ریاضت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ امام ربانی کی نمائندگی میں جانپور کے نواحی علاقوں میں

Marfat.com

جاتے۔ شیخ طاہر سنت رسول اللہ ﷺ سے شدید وابستگی کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔

۱۰۔ مولانا یوسف سمرقندی: آپ پہلے روحانی رشد و تکامل کے لیے محمد باقی باللہ کابلی کی خدمت میں تھے۔ بعد میں اپنا سلوک امام ربانی کی صحبت میں جاری رکھا۔ یہاں تک کہ امام کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔

۱۱۔ مولانا احمد برکی: آپ ایک ہفتہ میں مقام خلافت پر فائز ہوئے۔ امام ربانی ان کو بہت دوست رکھتے اور بہت لگاؤ رکھتے۔ وہ مقام قطبیت پر بھی نائل ہوئے۔ آپ خراسان کے حوالی میں فریضہ ارشاد و ہدایت کے دوران مسلمانوں اور بہت سے لوگوں کی اصلاح کا موجب بنے۔ آپ کی وفات کا سال ۱۰۲۶ھ ہے۔

۱۲۔ مولانا صالح: امام ربانی کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے خود سے بے خود ہو جاتے۔

۱۳۔ مولانا یار محمد: آپ بدخشانی تھے۔ کہا جاتا ہے بہت خوش رو تھے۔

۱۴۔ مولانا عبدالواحد لاہوری: آپ عبادت گذار تھے اور بہت ذوق وشوق سے عبادت کرتے۔ خلافت ملنے کے بعد بخارا چلے گئے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور لوگوں کی رہنمائی میں مشغول ہو گئے۔

۱۵۔ خواجہ عبداللہ: آپ باقی باللہ کے فرزند ہیں۔

۱۶۔ خواجہ عبیداللہ: آپ باقی باللہ کے فرزند ہیں اور آپ دونوں (عبداللہ و عبیداللہ) بھی امام ربانی کے تربیت یافتگان میں سے ہیں۔

۱۷۔ شیخ آدم بنوری: امام کے اولین جانشینوں میں سے ہیں اور مدینہ میں

Marfat.com

وفات پائی۔

امام ربانی کے دیگر نمائندوں کے نام جن کی طرف منابع میں اشارہ ہوا ہے اجمالاً درج ذیل ہیں:

۱۸۔ شیخ نورالفتا

۱۹۔ شیخ محمد صدیق بدخشی

۲۰۔ شیخ احمد دیبنی

۲۱۔ شیخ عبدالحیٔ بلخی

۲۲۔ شیخ یار محمد القدیم طالقانی

۲۳۔ شیخ حسن کریم الدین بدالی

۲۴۔ شیخ محمد اشرف کابلی

۲۵۔ شیخ صفر رومی

۲۶۔ شیخ عثمان یمانی

۲۷۔ شیخ عبدالعزیز النحوی حنبلی

۲۸۔ شیخ علی مالکی

۲۹۔ شیخ علی طبری شافعی

۳۰۔ شیخ محمد سعید حزین الرحمۃ

Marfat.com

نتیجہ:

یہ کہ امام ربانی کا نام ایک مستقل موضوع کی شکل میں مغرب یا ترکیہ (اور دیگر ممالک) کے کسی دائرۃ المعارف میں نہیں ہے۔ باعث افسوس اور تعجب ہے۔ کیا امام ربانی جنہوں نے ایک اصیل تحریک سے اپنے دور اور آنے والوں کو متاثر کیا اور انگلستان جیسے ممالک میں ان کے افکار پر متعدد P.H.D ہوئے ہیں۔ کیا ان پر پہلے سے زیادہ تحقیقات نہیں کرنی چاہیے تھیں؟

مقابلہ اور احیاء کی تحریک جس کو شروع کرنے والے امام ربانی تھے اور ان کے بعد ان کے پیروان کے توسط سے ولی اللہی تحریک تک جاری رہی۔ ان پیروان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد معصوم (۱۶۶۹/۱۰۸۰۔۱۶۰۰/۱۰۰۹)

۲۔ شیخ سیف الدین (فت ۱۶۸۷/۱۰۹۸)

۳۔ سعید نور محمد بدوانی (فت ۱۷۲۳/۱۱۳۵)

۴۔ حبیب اللہ مظہر جان جاناں شمس الدین (۱۷۸۰/۱۱۹۵)

مذکورہ دور تاریخ میں چند مغل سلاطین کا شمار بھی شیوخ میں ہوتا ہے۔ ان کے اسامی ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ نورالدین جہانگیر (۱۰۶۵)

Marfat.com

۲۔داور بخش (۱۶۳۷)

۳۔شاہ جہان (۱۶۲۸)

۴۔مراد بخش (۱۶۵۷ گجرات میں)

۵۔عالمگیر (۱۶۵۸)

۶۔اعظم شاہ (۱۷۰۷)

۷۔شاہ عالم بہادر شاہ (۱۷۰۷)

۸۔عظیم الشان (۱۷۱۲)

۹۔معز الدین جہاندار (۱۷۱۲)

۱۰۔فرخ سیر (۱۷۱۳)

۱۱۔شمس الدین رفیع الدرجات (۱۷۱۹)

۱۲۔شاہ جہان دوم (۱۷۱۹)

۱۳۔نیکوسیر (۱۷۱۹)

۱۴۔نصیر الدین محمد (۱۷۱۹)

۱۵۔احمد شاہ بہادر (۱۷۴۷)

۱۶۔عالمگیر دوم (۱۷۵۴)

اوران سلاطین میں سے ایک جو استثنائی مقام رکھتے ہیں وہ صرف سلطان محی

Marfat.com

الدین اورنگزیب عالمگیر اول ہیں۔ انہوں نے ۱۶۵۸ سے ۱۷۰۷ تک یعنی ۴۹ سال حکومت کی ہے۔ وہ متواضع اور جماعت نقشبندیہ کے ایک درویش تھے اور اپنی پوری مدت بادشاہت کو اسلام کی خدمت میں صرف کیا۔ سلطان عالمگیر اُن نادر افراد میں سے ہیں کہ ایک ہی وقت میں وہ بادشاہ بھی ہیں اور درویش بھی اور بہت سے لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہوں نے دونوں جگہوں کے حق کو بھی درست ادا کیا۔

Marfat.com

القابات حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد سرہندی (شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ/۵ جون ۱۵۶۴ء۔ منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ/۱۶۶۴ء) کی خدمات جلیلہ کی اہمیت کو جاننے کے لیے ان القابات کا مطالعہ ضروری ہے جو مختلف اطراف سے آپ کے نام کے ساتھ استعمال کیے گئے۔ القابات دراصل خدمات کے اطراف، عمق اور وسعت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہر لقب کے پیچھے وہ علمی وفکری کام جو آپ نے کیا اور اس کے وسیع اثرات مرتب ہوئے، کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کے مکتوبات کو ہی دیکھیں تو عبدالحئ خواجہ چاکر حصاری کے دفتر دوم کے یہ جملے قابل غور ہیں:

''فهذه مكاتيب متضمنة لعلوم غريبة ومعارف عجيبة واسرار لطيفة ودقائق شريفة ما تكلم احد من العرفاء وما اشار اليها واحد من الاولياء''

(دفتر دوم، نسخہ استنبول، ص:۳)

''یہ وہ مکتوبات ہیں جو علوم غریبہ، معارفِ عجیبہ، اسرار لطیفہ اور دقائق شریفہ پر مشتمل ہیں، جن کو عارفوں میں سے کسی عارف نے بیان نہیں کیا اور نہ ہی اولیاء میں سے کسی ولی نے ان کی طرف اشارہ کیا۔''

Marfat.com

مکتوبات کے بارہ میں خواجہ ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

''ایں کلمات طیبات وحروف عالیات کہ ھر نقطہ از آن، مرکز پرگار دل ھای بی قرار است وبر آتش محبت ذاتیہ، سینہ چشم زخم اغیار وخال زینت بخشِ رخسار عروسان حقائق، ومردمک ابصار دور بینان دقائق، درۃ التاجی است از دریاے مواج احدیت کہ ید طولای باطن از کای غواصی بہ ساحل برآوردہ ونافۃ جان بخشی است از ناف آھوی بیدای ھویت کہ بناں بیان سیاحی بہ محفل آوردہ، اغنی اللہ تعالیٰ فقراءہ بھذا الدر الیتیم وروح شام ارواحھم بھذا الشمیم''

''یہ پاکیزہ کلمات اور یہ عالی درجہ حروف کہ جن کا ہر نقطہ بے قرار دلوں کی پرکار کا مرکز ہے اور محبت ذاتیہ کی آتش پر بیگانوں کی بدنظری کے لیے سپند دانہ ہے (یعنی دافع نظر بد ہے) اور حقائق کی دلہنوں کے رخسار کا زینت بخش خال (تل) ہے اور دقائق والے دور بین حضرات کی آنکھوں کی پُتلی ہے، جن میں سے ہر ایک (فرد) احدیت کے موجزن دریا کے تاج کا موتی ہے جس کو ایک غواص (غوطہ زن) پاک باطن کے زبردست ہاتھ نے ساحل پر لا نکالا ہے اور وہ صحرائے ہویت کے ہرن کی ناف کا ایک جاں بخش نافہ ہے جس کو ایک سیاح کے بیان کی انگلیاں محفل میں کھینچ لائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقراء کو اس بے بہا گوہر سے مالا مال کرے اور اس خوشبودار ہوا سے ان کی ارواح کے دل و

Marfat.com

دماغ کو معطر کرے۔"

زھر یک نقطہ اش چوں نافۂ تر
شمیم وصل جاناں می زند سَر
ولی آں کز برودت در زکام است
چہ داند نافہ اش گر درمشام است
سرایم مدح آں سیّاحِ غواص
کنم خورشید راچوں ذرّہ رقّاص
ہمین فرزندفاروق ست چوں آب
کنوں نطق از زبانِ او کند رَبُ
سراپا نسخۂ اخلاقِ فاروق
بزہر مَنقِصَت تریاق فاروق
چراغِ نقشبند ہفت محفل
نگاہش نقشبند غیر از دل

(دفتر سوم، نسخہ استنبول، ص: ۵۔ ۶)

ترجمہ:

☆ جن کے ہر نقطہ سے نافہ کی طرح وصل جاناں میسر ہوتا ہے۔

☆ مگر جس کو سردی سے زکام ہوا ہوا سے کیا پتہ اس خوشبو کا اگر چہ مشک اس کی ناک میں ہو۔

☆ میں جو مدح سرائی کرتا ہوں اس سیاح غواص کا۔ گویا خورشید کو مانندِ ذرہ

Marfat.com

رقاص کرتا ہوں۔

☆ یہی وہ فرزند فاروق ہیں اعلیٰ نسب جن کی زبان پر ہر دم رب کی ہی بات ہوتی ہے۔

☆ وہ سراپا اخلاقِ فاروقی کا نمونہ ہیں زہرِ تنقیص کے لیے فاروقی تریاق ہیں۔

☆ وہ چراغ ہیں نقشبندی ھفت محفل کے ان کی نگاہ سے دل غیر حق سے خالی ہو جاتا ہے۔

ذیل میں ان القابات کو نقل کیا جاتا ہے جو مختلف اصحاب علم نے آپ کے نام کے ساتھ ذکر کیے۔ یہاں صرف نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے بعد ازاں ان کی شرح بھی تحریر کی جائے گی۔

یار محمد جدید بدخشی طالقانی:

(i) غوث المحققین

(ii) قطب العارفین

(iii) برھان الولایۃ المحمدیۃ

(iv) حجۃ الشریعۃ المصطفویۃ

(v) شیخ الاسلام والمسلمین

(مکتوب دفتر اول، نسخہ استنبول، ص:۴)

عبدالحئ بن خواجہ چاکر حصاری (م:۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء):

(i) قدوۃ العلماءِ الراسخین

Marfat.com

(ii) المشرف بتشریفات المرسلین

(iii) صاحب الولایۃ الاصلیۃ

(iv) مخزن اسرار الالھیۃ

(v) واقف دقائق المتشابھات القرآنیہ

(vi) الایۃ العجیبہ من الایات الرحمانیہ

(مکتوب امام ربانی، نسخہ استنبول، دفتر دوم، ص:۳)

محمد ہاشم بدخشی کشمی (۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء۔۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء):

(i) غوث الخلائق

(ii) غواص الحقائق

(iii) معراج الوصول

(iv) منھاج القبول

(v) خزینۃ الرحمۃ

(vi) دفینۃ الحکمۃ

(vii) مشرف القلوب

(viii) مشرق الغیوب

(ix) لجۃ العُمل

(x) حجۃ الکمل

(xi) حدقۃ الاخیار

Marfat.com

(xii) حدیقۃ الاحبار

(xiii) نورالطریقۃ

(xiv) نورالحقیقۃ

(xv) زین العالمیں

(xvi) عین العالمین

(xvii) ذرۃ اعنی

(xviii) عروۃ الرجا

(xix) مراۃ الارادق

(xx) مرقاۃ المحبۃ

(xxi) مطلع الرموز والاشارات

(xxii) منبع الکنوز وابشارات

(xxiii) ملاح بحر الملاحۃ

(xxiv) مصباح بیت الصباحۃ

(xxv) الصلۃ بین البحرین

(xxvi) المصلح بین الفئتین

(xxvii) مستشہد المتکلمین

(xxviii) مستمسک المتوحرین

(xxix) برہان السلف / مجدد الف ثانی / امام ربانی

(xxxi) سلطان الخلف

Marfat.com

(xxxii)طلیعۃ المھدی الموعود

(xxxiii)ذکاء الاصل والفرع

(xxxiv)سناء الدین والشرع

(xxxv)وارث سید البشر

(xxxvi)منور المائۃ الحادیۃ بشر

مولانا وکیل احمد سکندپوری (۱۸۴۲ء/۱۲۵۸ھ۔۱۹۰۴ء/۱۳۲۲ھ):

(i) سلطان طریقت

(ii) برہان حقیقت

(iii) مہبط انوار الٰہی

(iv) مورد برکاتِ نامتناہی

(ھدیہ مجددیہ، ص:۴)

(v) کاشف اسرار سبع مثانی

(vi) بحر مواج ہمہ دانی

(vii) شمع بزم عرفانی

(viii) متقدای ارباب معانی

(انوار احمدیہ، ص:۲)

(ix) الشیخ الاجل

(x) الامام العارف

Marfat.com

(xi) بحر الحقائق والاسرار والمعارف

(xii) محی السنۃ النبویۃ

(xiii) ناصر الشریعۃ البیضاء السنیہ

(کلام المنجی بر دایرادات البرزنجی، ص:۳)

شیخ الحرم المکی السید محمد افندی الحسین:

(i) الشیخ الاجل الھمام

(ii) الاکمل فی الطریقۃ النقشبندیہ

(iii) الامام منبع العلوم والمعارف

(iv) منشا الاسرار واللطائف

(v) العارف باللہ

(vi) شمس فلک الارشاد

(vii) بدر اوج الطریقۃ

(viii) السداد ومحور دائرۃ الفضائل والکمالات

(ix) قطب ربانی

(x) غوث صمدانی

(العرف الندی، ۵۲۰۔۵۲۱)

سید غلام علی بلگرامی:

(i) اعیان سرھند

Marfat.com

(ii) مفاخر اھل ھند

(iii) برھان الساطع علی اشرفیۃ النوع الانسانی

(iv) بلغ المشارق المغارب انوارہ

(v) جامع العلوم الظاہرہ و باطنہ

(vi) خازن الکنوز البارزۃ الکافۃ

(العرف الندی، ۵۲۵)

خواجہ محمد احسان سرہندی:

(i) حضرت قیوم اول

(ii) امام اولیاء امت

(iii) راہنما صوفیاء ملت

(iv) خزینۃ الرحمت

(v) محبوب صمدانی

حضرت بدرالدین سرہندی (پ:۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء):

(i) قطب الانام

(ii) سید المحققین

(iii) حجۃ المتاخرین

(iv) خازن الکنوز الازلیہ

(v) قاسم المعادن الابدیۃ

Marfat.com

(vi) نمائندہ رسول ﷺ

(vii) وارث حبیب اللہ

(حضرات القدس، تدوین ڈاکٹر انجم رحمانی، ص:۲۰۶)

یہ چند القابات مختلف اہل محبت نے تحریر کیے۔ دراصل یہ خدمات مجدد کی سعادت وجہات کا تعین کرتے ہیں۔ یہ القابات عصر حاضر کی محافل میں نقیبان محفل کی طرف سے نوازے جانے والے القابات کی طرح نہیں بلکہ ''ہند میں سرمایہ ملت کی نگہبانی'' کے لیے کی جانے والی کوششوں کا مظہر ہیں۔ ان میں سے ایک جیسے مفہوم کے حامل القابات کو اکٹھا کر کے شرح کی جائے تو حیات وخدمات امام ربانی کے علمی، فکری، تحریکی، مذہبی، روحانی پہلو سامنے آئیں گے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ ہائے وصال

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ / ۵ جون ۱۵۶۴ء۔ منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ / ۱۶۶۴ء) نے اعتقادی، علمی اور عملی میدان میں جو رہنمائی فرمائی، وہ احسان یہ امت بالعموم اور مسلمانان برعظیم پاک و ہند بالخصوص کبھی بھی نہیں اتار سکتے۔ عزم و استقلال اور قوت کردار کا یہ کوہ گراں ہمیشہ آنے والے رہبروں اور قائدین کو فکری غذا مہیا کرتا رہے گا۔ آپ کی ان خدمات کا اعتراف ہمیشہ سے کیا جاتا رہا اور اس کے لیے مختلف اسالیب و انداز اختیار کیے گئے۔ ان سے آپ کی عقیدت کا اظہار اور خدمات کا اعتراف دونوں مقصود ہیں۔

اس اظہار کے لیے آپ کے وصال کے حوالہ سے شعراء اور اہل محبت و عقیدت نے تواریخ وصال کہیں۔ یہ "ایسے فن کا نام ہے جس سے متکلم سال ہجری کسی حادثے کے وقوع کا فن جمل کے قاعدے سے بیان کرے۔" (سبحۃ المرجان، ص:۲۱۱)

فن تاریخ گوئی اس حرف یا لفظ یا الفاظ کا مجموعہ ہے جس کے اعداد حروف سے سن مطلوب حاصل ہو یا ان الفاظ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوں:

۱۔ سن مطلوب یا

۲۔ سن مطلوب مع تاریخ و ماہ یا

۳۔ سن مطلوب مع تاریخ و ماہ یا

Marfat.com

۴۔ سن مطلوب مع تاریخ و ماہ

انگریزی میں اس کے لیے Chronogram کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اس حوالے سے ڈاکٹر خالد حسین قادری اس فن کی تعریف اور تاریخ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"...It consists of explaining a word or group of words according to the numerical value of the letters, or of substiuting other letters of the alphabet for them in accordance with a set system... The use of letters to signify numbers was known to the Babylonians and the Greeks. The first use of gematria occurs in an inscription of Sargon 11 (727-707 B.C.E) which states that the king built the wall of Khorsabad 16,283 cubits long to correspond with the numerical value of his name..."

ایک قدیم تاریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"One of the oldest chronograms of Persian poets according to the system of abjad that we have seen is composed of single letters of abjad and is composed by Masud Sa'ad Salman who wrote it to mark the passing over of the kingdom of India to Saif ud Daula Mahmud bin Ibrahim:

Marfat.com

چو روی چرخ شد از صبح چون صحیفہ سیم
ز قصر شاہ مرا مژدہ داد باد نسیم
کہ عزّ منت محمود سیف دولت را
ابو المظفر سلطان معظّم ابراہیم
فزود رتبت و حشمت بدولت عالی
چو کرد مملکت ھند را بدو تسلیم
بنام فرّخ او کرد خطبہ در ھمہ ھند
نہاد بسر سر اقبالش از شرف دیہیم
بال پنجہ ازین پیش گفت بوریحان
در آن کتاب کہ کردہ است نام او تفہیم

ابتدا میں حروف کو استعمال کرنے کی بجائے الفاظ میں تاریخ بیان کر دی جاتی تھی۔ فردوسی کا یہ قطعہ اس کی مثال ہے۔

سر آمد کنوں قصۂ یزد گرد
بماہ سفند ارند، روز اُرد
زہجرت شدہ، پنج و ہشتاد بار (۵×۸۰ = ۴۰۰)
کہ گفتم من ایں نامۂ شاہوار

ایسی روایت اُردو میں بھی رہی بابر نے ۱۵۲۶ء میں جب سلطان ابراہیم لودھی کو پانی پت میں شکست دی تو ایک درباری نے کہا

Marfat.com

نو سے اوپر تھا بتیسا ۳۲
پانی پت میں بھارت ویسا
اٹھائیس رجب سکر وارا
بابرؒ جیتا ابراہیم ہارا

(یعنی ۲۸ رجب ۹۳۲ بروز جمعہ)

اعداد وحروف کے اس تعلق کا مقصد واضح کرتے ہوئے کسری منہاس نے لکھا:

''یہ فطرت انسانی کا ایک بنیادی تقاضا ہے کہ اس کی زندگی اور موت کو دنیا یاد رکھے اور اس کے کارنامے اس کی زندگی کے بعد بھی تاریخ کا ایک حصہ بن جائیں۔ قدیم عمارت پر ہم اکثر سنہ تعمیر کندہ پاتے ہیں مقصد یہ ہے کہ تعمیر عمارت کی تاریخ اہل عالم کے سامنے قائم ودائم رہے۔ ان قدیم عمارتوں کے بنانے والے کب کے خاک کے ڈھیر ہوئے لیکن عمارتیں باقی ہیں۔ اور بنانے والے کا نام اور تعمیر کا سنہ آج بھی ہمارے پیش نظر ہے۔ امتداد زمانہ کے ساتھ یہ بھی ایک امر فطری ہے کہ جس طرح عمارتوں کے بنانے والے موت کی نیند سو گئے۔ اسی طرح ان کی بنائی ہوئی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر خاک میں مل گئیں۔ لیکن وہ عبارات اب بھی کتابوں میں محفوظ ہیں جو ان تعمیرات کی نشان دہی کرتی ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان مرنا نہیں چاہتا۔ جب تک کوئی شخص انسانوں کے ذہن میں

Marfat.com

موجود ہے، وہ شخص زندہ ہے۔ جب کوئی کارنامہ تاریخ کا حصہ قرار دیا جاتا ہے، وہ کارنامہ جاوداں ہے۔اسی لیے یہ تحریک پیدا ہوئی کہ انسانی کارناموں کو تاریخ گوئی کے ذریعے قائم و جاوداں بنایا جائے۔ اسلامی دور کے مشہور تاریخی واقعات، فتوحات، سنین پیدائش ووفات جلوس شاہانہ تصانیف کتب وغیرہ تاریخ گوئی کے ذریعے محفوظ ہیں۔اس سے قطع نظر کہ اس مقصد کے لیے نثر کو کام میں لایا جائے یا نظم کو، دونوں صورتوں میں مقصد بہرحال پورا ہو جاتا ہے۔ کسی نے مسجد بنائی یا سرائے تعمیر کی، شاعر نے اس کارنامے کو قطعے کی صورت دے دی۔ جس کے ایک ٹکڑے سے تاریخ تعمیر ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی۔ غرضیکہ اعداد وحروف کی مطابقت انسان کی ایک خاص ضرورت کو پورا کرتی ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ انسانوں کے کارنامے محفوظ ہو جائیں۔ یہ بھی بقا کی ایک صورت ہے۔ (فن تاریخ گوئی، نقوس اُردو بازار لاہور، ص:۴)

اُردو میں ایسا تذکرہ نہیں لکھا گیا جس میں صرف تاریخ گو شاعروں کے تراجم ہوں۔ یہ کمی صرف ''تذکرہ دُرفشاں'' سے پوری ہوتی ہے۔

(شاعرات اور فن تاریخ گوئی، ص:۳۳۔۳۴)

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے اعتراف کے لیے اہل فن نے مختلف تاریخیں کہی ہیں۔احسان سرہندی نے دعویٰ کیا کہ لوگوں نے پانچ سو تاریخ

Marfat.com

ہائے وصال کہیں۔(روضۃ القیومیۃ)

عبدالاحد وحدت گل کا کہنا ہے کہ ''آپ کے وصال پر آپ کے مریدوں نے فارسی اور عربی نظم ونثر میں دو سے زائد تاریخی مادے استخراج کیے ہیں۔''(۶۲) چند ایک درج ذیل ہیں:

الجنات الثمانیہ:

مرأت جمال اللّٰہ

أکبر اٰیة من اٰیات ربه

رفیع المناقب

باعث نجات أبد

أکمل الأفاضل

هو أشرف العالمین

"الموت هو جسر یوصل الحبیب الی الحبیب العارف الذی وهب له ربه"

"وارث الرسول

خیر المناقب"

(الجنات الثمانیہ،ص:۵۳)

خواجہ ہاشم کشمی:

حضرت ہاشم کشمی نے آپ کی عمر مبارک کے مطابق ۶۳ فصیح و بلیغ اور پر

Marfat.com

ایجاز فقرے تیار کیے ہر ایک سے آپ کے انتقال کا سال برآمد ہوتا ہے۔علاوہ ازین کئی قطعات بھی لکھے۔زبدۃ المقامات میں یہ دو نقل کیے ہیں۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم

(۱۰۳۴ھ)

دوسرا یہ ہے:

یا ایھا الانام لقد سافر الامام

من کان ذیل رافتہ عروۃ القبول

قطب الذی تفوض رب السماء لہ

حال التی تحیر فی شانھا العقول

ما الموت کان بدر کمال قد انطلق

من مشرق الظھور الی المغرب الافول

لما اصاب ارث رسول بحقہ

اکتبِ لعام رحلتہ وارث الرسول(۱۰۳۴ھ)

(زبدۃ المقامات،ص:۴۰۴)

صاحب حضرات القدس نے حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی کہی ہوئی درج ذیل تواریخ نقل کی ہیں:

(۱) باسم فیاض دلہا۔(۱۰۳۴ھ) (۲) قطب الاقطاب والا روزگار باشد۔(۱۰۳۴ھ)(۳) سراج وجود طرف بست۔(۴) ماہ محققین رفت۔(۵) خیر الاولیا نماند۔(۶) منور رحلت نمود۔(۷) معرفت مُرد۔(۸) احمد زبدۂ مشائخ بود۔

Marfat.com

(۹) روحِ علما راسخ بود۔ (۱۰) ظل محمد ﷺ بود۔ (۱۱) اوامر خلفائے احمد بود۔ (۱۲) ہمہ آئین صحابہ سید الثقلین ﷺ بود۔ (۱۳) والۂ حب شیخین بود۔ (۱۴) مہرِ عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ بود۔ (۱۵) ہمہ محبت اہل بیت نبوی بود۔ (۱۶) اقتباسِ نبوت بود۔ (۱۷) ابرِ نیسان رحمت بود۔ (۱۸) شہسوارِ محبت بود۔ (۱۹) خدیو عارفان بود۔ (۲۰) فرخاصان بود۔ (۲۱) تکیہ گہِ ہمہ اتقیا بود۔ (۲۲) سرورِ اہل تمکین بود۔ (۲۳) منور آداب خواجہ بہاء الدین بود۔ (۲۴) رائے خواجہ علاء الدین بود۔ (۲۵) آن خواجہ محمد پارسا بود۔ (۲۶) بزرگیہائے خواجہ عبید اللہ بود۔ (۲۷) ادراکِ خواجہ باقی باللہ بود۔ (۲۸) رواجِ محبت رسول اللہ بود۔ (۲۹) راوی ذی الجلال بود۔ (۳۰) ہمہ امتثال بود۔ (۳۱) وے شمس حقیقت۔ (۳۲) شہبازِ طریقت۔ (۳۳) جان شریعت۔ (۳۴) ابجد تربیت بود۔ (۳۵) رفیع المرتبت۔ (۳۶) خیر المناقب۔ (۳۷) مرآت جمال اللہ اکبر۔ (۳۸) آیت من آیات عزوجل۔ (۳۹) شگرفِ روزگار۔ (۴۰) کاشفِ پروردگار۔ (۴۱) باعث نجات آمد۔ (۴۲) سرچشمۂ حیات آمد۔ (۴۳) بہارِ اسرارِ قرآنی۔ (۴۴) منوردین بالف ثانی۔ (۴۵) رونق چمن زار عشرت۔ (۴۶) پل گلگونۂ عروس سعادت۔ (۴۷) دولجۂ صباحت و ملاحت۔ (۴۸) ہمہ محبیت و ہمہ محبوبیت۔ (۴۹) ھوفخر النسب۔ (۵۰) غازۂ وجہِ ادب۔ (۵۱) اکمل الافاضل۔ (۵۲) خیر اکابر۔ (۵۳) شرف جنات۔ (۵۴) شہے عالی درجات۔ (۵۵) عمر احمدی ہمان عمر پیامبر۔ (۵۶) وصل محبّ اللہ سہ شنبہ صفر۔ (۵۷) روز کوچ سہ شنبہ صفر۔ (۵۸) عطر اللہ عزوجل مثواہ۔ (۵۹) وجعل بدار الخلد مأواہ۔ (۶۰) رزقنی اللہ توفیقہ۔ (۶۱) وبسط اللہ تعالیٰ دائماً

Marfat.com

طریقہ۔ (۶۲) اکثر اللہ مجیہ الیٰ یوم الدین۔ (۶۳) بحق نبی اللہ ومحبوبہ وآلہ واصحابہ والتابعین۔

ان ۶۳ جملوں کے بعد درج ذیل رباعیات نقل کی ہیں۔

(۱) ہر مصرع کے نقطہ والے حروف جمع کرنے سے تاریخ نکلتی ہے۔

آن مرشد رہ کہ بود او فخر کبار
حیرت زدہ از شہود او چشم ہزار
ن + ش + ب + ف + خ + ب = ۱۰۳۴ھ
ی + ت + ز + ز + ش + ج + ش + ز = ۱۰۳۴ھ
مہر فلک و قربت بستان کمال
دریائے کرم، چراغِ بزم ابرار
ف + ق + ب + ت + ب + ت + ن = ۱۰۳۴ھ
ی + ے + ج + غ + ب + ز + ب = ۱۰۳۴ھ
ا + ح + م + د = احمد

(۲) بے نقط حروف کو جمع کرنے سے تاریخ نکلتی ہے اور ہر مصرع کے پہلے حروف کو جمع کرنے سے تاریخ ولادت نکلتی ہے۔

او سرورِ ملک مہر و دریائے شہود
خاک رہِ آن، سرمۂ ابصار جنود
شاہ اورنگ معرفت، گوہر سر
علامۂ عصر، لوح اسرار وجود

Marfat.com

(۳)ہر مصرع سے سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

این قطب سراج عالم ہمت بود

۱۰۳۴ھ

شاہ کلؒ و در لجۂ وحدت بود

۱۰۳۴ھ

دین تازہ زوے چو نو گلے از ابر بہار

۱۰۳۴ھ

و آن در عالم مایدۂ نعمت بود

۱۰۳۴ھ

(۴)قاعدہ توشیخ سے ''تخلد'' بن جاتا ہے۔جو سال وصال ہے۔

تا رفت گل از باغ چمن زار بماند

بخت من و گلشن چو شب تار بماند

بالش زچمنہا چو شکیب از دل رفت

لختِ دلِ بلبل سر ہر خار بماند

(۵)یہ غیر منقوط رباعی ہے اس کے ہر مصرع سے سال وصال نکلتا ہے۔اور ہر مصرع کے تیسرے حرف کے ملانے سے احمد آپ کا اسم گرامی بنتا ہے۔

او اعلم اہل عصر و در علم علم

۱۰۳۴ھ

Marfat.com

لوح الاسرار و لامع ملک کرم

۱۰۳۴ھ

او مہر کمال و سرورِ عالم حلم

۱۰۳۴ھ

گردِ رہ او سرمہ دہ اہل حرم

۱۰۳۴ھ

(مجمع الاولیاء، ص:۴۴۵)

(۶) بطور تعمیہ آپ کا سال وصال نکلتا ہے۔

آن کو بخموشی سخن آموخت مرا

تا رفت بدامان عزا دوخت مرا

می جست بگریہ دل ز سال سفرش

ابر آمد و گفتا غم دل سوخت مرا

(۷) تاریخ وصال کے علاوہ ہر مصرع کے دوسرے حرف کو جوڑنے سے عمر نکلتی ہے۔

بود مہر و ماہ علم حال و قال

ہمچو عثمان مرحیا را زین بود

از خرد چون سال عزش جست دل

زین دو معنی گفت ذو نورین بود

۱۰۳۴ھ

Marfat.com

قطعاتِ تاریخ وصال:

(۱) حبیبی کہ از حسنِ ذاتی خویش
اللھش ہمی ساخت دریائے آن
ضمیرم ز دل سال وصلش بجست
رقم زد: بہشت برین جائے آن

۱۰۳۴ھ

(۲) بہار باغ عرفان ابر رحمت
کزین گلشن بتعجیل صبا رفت
مگر صبح قیامت سربر آورد
کہ از مشکواۃ دین شمع ہدی رفت
درین ملکِ فنا غرقِ لقا بود
ہم از عین بقا اندر لقا رفت
زیادش خانۂ دل آفتاب است
اگرچہ از دیدہ چون نور وضیا رفت
چو شاہ اولیائے عہد خود بود
خرد گفتا کہ شاہ اولیا رفت

۱۰۳۴ھ

Marfat.com

(٣) آنکہ بود از کلید خامۂ او
قفلِ اشکالِ عارفان حل، رفت
بود چون شمع جمع اہل کمال
عقل گفتا سراج کمل رفت

١٠٣٤ھ

(٤) بنمود یکے موج ز دریائے حقیقت
ہم باز بدان بحر ازل بے سرو پا رفت
چون جلوۂ او آب ریاض عرفا بود
تاریخ سفر گوئی کہ آب عرفا رفت

١٠٣٤ھ

(٥) رفت آنکہ بود دیدۂ ادراک این وآن
خفاش آفتاب ظہور کمال او
او نائبِ رسول بدار نیست باورت
نایب شمار و عمر نبی بین و سال او

٦٣

(٦) سایہ ز سروِ احمد مرسل نہفتہ بود
این احمد ست سایۂ او ز امتثال او
از بسکہ امتثال نبی بود جملگی
می جوئے ز امتثال نبی انتقال او

١٠٣٤ھ

Marfat.com

(۷) محمل کہ بست سوئے بیابان کہ کوہسار
اسپندوش بجمر صحرا بسوختہ؟
فارس کہ بود از شرر نعل توسنش
از رہ روانِ بادیہ پہنا بسوختہ؟
خارے خلیدہ در جگر اشترانِ مست
کز اشک گرم شان دل خارا بسوختہ
شبہائے غم چو بخت من آخر سیہ چر است؟
این شعلہ گر نہ خانۂ شبہا بسوختہ
نبضِ کہ بر گرفت کہ چون شعلہ کار زار
از دوش باز دست مسیحا بسوختہ؟
روزِ وداعِ دلبرِ ما پرسد ار کسے
گو، داغ، دل، تمام سراپا بسوختہ

(۸) تاریخ جو کہ میر احمد نے تاریخ بنائی اور ہاشم کشمی نے نظم کیا۔

شہِ ملکِ دین، مہرِ اوجِ یقین
کزو دین و دل بود، آباد کو؟
چہ شہ؟ سروِ آزادِ بستانِ قرب!
سرِ بندگانِ دل آزاد کو؟
بعہدِ فراقش سرِ جان کرا؟
بروزِ وداعش دلِ شاد کو؟

Marfat.com

اگر سال عزمش پرسد دلے

بگو، سرورِ اہلِ ارشاد کو؟

یہ تاریخی فقرے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہے۔

(۱) مرجعِ مارفت۔ (۲) رہبرِ اہلِ حلاوت نماند۔ (۳) عنقائے قاف عزت نماند۔ (۴) دردِ دریائے محبّیت نماند۔ (۵) آئینہ جمال نمائے محبت نماند۔ (۶) نور مصباح عبودیت نماند۔ (۷) فارسِ میدانِ صفوت بود۔ (۸) آفتابِ جہان ملاحت بود۔ (۹) سندِ اربابِ قربت بود۔ (۱۰) مرکز دائرۂ سعادت بود۔ (۱۱) قافلہ سالار کعبۂ ہیبت بود۔ (۱۲) سروشِ محبوبیت بود۔ (۱۳) مرجعِ اصحاب تجرد بود۔ (۱۴) بدر منیر تقویٰ بود۔ (۱۵) جانِ اربابِ خانقاہ۔ (۱۶) باہلِ صلابت تکیہ گاہ بود۔ (۱۷) واقف اطوارِ حقیقت بود۔ (۱۸) شمس سمائے الفت بود۔ (۱۹) پیکر معرفت بود۔ (۲۰) اشرف العارفین بود۔ (۲۱) کنزِ مخفی دارین بود۔ (۲۲) مآلِ مشائخ بود۔ (۲۳) نور حدقہ کرامت۔ (۲۴) عرشِ مجید اجابت۔ (۲۵) شجرۂ طیبہ تکمیل۔ (۲۶) گنجِ فضلِ الٰہیہ۔ (۲۷) ہادی حضور۔ (۲۸) مفتح ابواب فتوح۔ (۲۹) ترجمان کلام لاریب۔ (۳۰) منبع اخبار نبوی۔ (۳۱) راست روِ ملک ابدی۔ (۳۲) اکمال آثار مصطفویہ۔ (۳۳) صراطِ مستقیم وحدانیہ۔ (۳۴) خدیو اجتہاد (۳۵) مہر سپہر حدیث۔ (۳۶) سرمۂ دیدۂ اقتدار۔ (۳۷) محرم رموز الاسرار۔ (۳۸) آیت برکات۔ (۳۹) آرایش جمال ولایات۔ (۴۰) اعتصام الناصرین۔ (۴۱) شمس مستعدین۔ (۴۲) نور ابصار تفرد۔ (۴۳) زاد خاشعان۔ (۴۴) سند ذکر۔ (۴۵) اساس افضال۔ (۴۶) خلاصۂ نورِ حمد۔ (۴۷) بال رضا۔ (۴۸) باب گنجینہ فیاض۔

Marfat.com

(۴۹)نور ستائش ابد۔(۵۰)نور جہان طریقت۔(۵۱)ریاض احمدی۔(۵۲)فیض صمدی۔(۵۳)نقطۂ دائرۂ احترام۔(۵۴)جمال تجلیات علوی۔(۵۵)گل گلشن تعزز۔(۵۶)معلمِ دبیرستانِ وصل۔(۵۷)مرشد شفیق۔(۵۸)بحرِ عمیقِ تصدیق۔(۵۹)گوشوارۂ صباحت۔(۶۰)اماماً داعیاً الی اللہ باذنہ۔(۶۱)بفردوس رفت۔(۶۲)بجانب خلیل شد۔

منظومہ: کہ ہر مصراع وے تاریخ می شود: ہر مصرع تاریخی ہے۔

او نورِ جہانِ مکرمت بود
او نورِ سپہرِ محمدت بود
سرمایۂ ہر فتوح بود او
در ما ہمہ قوتِ روح بود او
او محرم راہ کعبۂ وحدت بود
او منبع نور، سید عزت بود
ممدوح جواد و معدن نصرت بود
برہانِ کمال ہادی رحمت بود
قبلۂ عسکر سعادت بود
گوہر افسرِ محبت بود
آن گل گلستان انسانی
کاشف رمز و راز ایقانی

Marfat.com

محمد صادق کشمیری کی کہی ہوئی تواریخ:

(۱) فریاد ز گردشِ زمانہ
بیداد ز دستِ جورِ ایام
قطبِ ارشاد شیخ احمد
کہ بود بخلق فیضِ او عام
در ماہ صفر بہ بیست و ہشتم
بگذشت ز دہر بے سرانجام
از رفتن او ز بیدلان رفت
یکبارہ قرار و صبر و آرام
شد روز وصال عاشقان شب
شد صبح امید طالبان شام
چون قلعہ دین و برج ایمان
او بود بدہرِ پُر دود دام
تاریخ وفات او برآمد
افسوس فتادہ برج اسلام

۱۰۳۴ھ

(۲) الولی لا یموت بل ینقل الٰی المنزل الابدی (۱۰۳۴ھ)

(۳) الموت ھو جسر یوصل الحبیب الٰی الحبیب (۱۰۳۴ھ)

خواجہ محمد عبید اللہ باقی قدس سرہ:

Marfat.com

''مات ولم یمت بل حی ابداً'' (۱۰۳۴ھ)

خواجہ محمد عبداللہ:

(۱)　ماتم صفا کیشان (۱۰۳۳۔یک کم ماندہ)

(۲)　ملا حیدر تاریخ ایشان یافتہ:

(۳)　کشاف حقائق و معارف بودہ (۱۰۳۴ھ)

مولانا عبدالقادر انبالی:

(۱)　کجا شد خلیل اللّٰہ

(۱۰۳۴ھ)

(۲)　''دفنت الحکمۃ'' (۱۰۳۳ھ)

مولانا کریمی:

قطعہ:

شہِ　ملک　ولایت　شیخ　احمد
کہ　مثلش　مادر　ایام　کم　زاد
ازین　راہ　خطرناک　و　پُرآشوب
قدم　در　شاہرہ　خد　بنہاد
بپرسیدم　زہاتف　سال　تاریخ
بگفتا　ساکنِ　خلد　برین　باد

۱۰۳۴ھ

ابوعبداللہ محمد فاضل بن سید احمد بن سید حسین حسینی ترمذی اکبرآبادی المعروف

Marfat.com

بہ مظہر الحق نے اپنی تالیف مخبر الواصلین (آغاز تالیف ۱۰۶۰ھ در عہد شاہجہان) میں حضرت مجدد کی وفات پر ایک قطعہ لکھا ہے جس کے منتخبہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

آں کہ او جوہر خرد مندی ست
احمد کابلی و سرہندی ست
نقشبندی ست آں ستودہ سیر
رونق افزائے شرع پیغمبر
بے شک آں شیخ عاقبت محمود
از مریدان خواجہ باقی بود:
ذات والائے آں خُدا آگاہ
قطب الاقطاب بود بے اشباہ
او مجدد الف ثانی بود:
واقفِ سرِّ جاودانی بود
الف ثانی باو مجدد شد
زاں کہ احمد بجائے احمد شد
نعل بالنعل بود با احمدؐ
احمد کابلی بلطف احد
برہِ شرع و ملت بیضا
از کمال علوم نور افزا

Marfat.com

بود آں شیخ احمد ثانی
طاق آفاق در خدا دانی
او بلخ صفر سفر فرمود
زیں جہاں سوئے حضرت معبود
سال ترحیل آں خدا آگاہ
شد رقم شیخ بود اہل اللہ

۱۰۳۴ھ

عقل تاریخ آں ولی عہد
گفت ''نور بہشت از احمد''
سال نقلش بگو بعون احد
''نور اوج بہشت از احمد''
ہاتفم سال نقل فرمودہ
شیخ احمد زاولیاء بودہ
شدہ تاریخ آں ولی خدا
''احمد کابلی بہشت آراء''
بے شک آں ولی ربّانی
گل باغ خلیفۂ ثانی
مرقد او بشہر سرہندست

Marfat.com

زاں زحق فیض پیر سرہندست

(مظہر الحق، مخبر الواصلین بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

مخدوم صاحب:

صاحب عمدۃ المقامات نے مخدوم صاحب کے نام سے درج ذیل قطعہ تحریر کیا اور کہا کہ دوسری جگہ یہ نہیں ملے گا:

زین جہان پر بلا چوں شاہ عرفاں نقل کرد
ظل را بگذاشت در رہ رو باصل الاصل کرد
جستم از تاریخ نقل او زدار الابتلاء
گفت یاتف احمد الثانی بادل وصل کرد

(عمدۃ المقامات، ص: ۲۱۵۔۲۱۶)

خواجہ بدرالدین سرہندی:

مسلّمی احمد مرسل سفر کرد
زہجر او فلک را سینہ شد چاک
بخاک تربتش چوں در گذشتیم
نگہ کردیم جاہ تربت پاک

۱۰۳۴ھ

(وصال احمدی، ص: ۲۷)

عبدالقیوم طارق سلطانپوری:

شہباز طریقت

Marfat.com

فیضان النبی

آوازِ حق، حرارت ایمان

صدق یقین و جسارت

دو تواریخ وصال اس کی کہیں

جاں نثار مصطفیٰ، فیض العجم

Marfat.com

مجدد اور مجدد الف ثانی

(علماء کی آراء کا جائزہ)

حدیث پاک میں ہے:

''ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا''

یہ حدیث درج ذیل کتب میں نقل کی گئی ہے:
صحیح سنن ابی داؤد(۱)، مستدرک علی الصحیحین (۲)، الجامع الصغیر(۳)، کنز العمال(۴)، معرفۃ السنن والآثار(۵)، فیض القدیر(۶)، تذکرۃ الموضوعات(۷)، جامع الاحادیث(۸)، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ(۹)، المقاصد الحسنۃ(۱۰)، کشف الخفاء(۱۱)، الکامل(۱۲)، مشکوٰۃ المصابیح(۱۳)، تاریخ بغداد(۱۴)، البدایہ والنہایہ(۱۵)، مختصر تاریخ دمشق(۱۶)، مناقب الامام الشافعی(۱۷)، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ(۱۸)، توالی التأسیس(۱۹)، الفتن(۲۰)، ذم الکلام(۲۱)، مناقب الشافعی(۲۲)، التذکرہ فی الاحادیث المشتہرہ(۲۳)، الدرالمنتثرہ(۲۴)، اسنی المطالب(۲۵)

اس حدیث کو علامہ سیوطی، زین العراقی، ابن حجر، امام حاکم اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔ الدرالمنثور (جلد۱، ص:۳۲۱)، مناقب الشافعی (جلد۱، ص:۵۵)، حلیۃ الاولیاء (جلد۹، ص:۹۷) میں یہ روایت الفاظ کے تغیر کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے۔

Marfat.com

ہر دور میں اہل اسلام میں سے ایک جماعت ایسی رہی ہے جو دین میں پیدا ہونے والے غیر دینی اجزاء کے خلاف برسر پیکار ہو کر دین کو اس کی اصلی حالت میں محفوظ رکھنے کی جدوجہد کرتی تھی۔ ایک حدیث میں ہے کہ امت میں ایک گروہ حق پر قائم رہے گا انہیں ذلیل کرنے والے اور مخالف کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے، وہ گروہ قیامت تک حق پر ہی قائم رہے گا۔ (۲۶)

یہی تجدید کا مفہوم ہے۔ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں مردانِ حق آگاہ کا ایک گروہ موجود رہا جن کی کاوشوں سے دین آلائشوں اور آمیزشوں سے پاک ہوتا رہا۔ مختلف شارحین کے اقوال کی روشنی میں تجدید دین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے سید زوار حسین شاہ لکھتے ہیں:

''تجدید دین سے مراد ہے کتاب وسنت کا عمل جو مرور زمانہ سے ترک ہو کر مٹ چکا ہو۔ اس کو از سرِ نو زندہ کرنا، لوگوں کے غلو اور افراط وتفریط کو روکنا، جاہل مدعیوں کی تحریفات وتاویلات کی نفی کرنا اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی تراشی ہوئی بدعات سے دین کو بچانا، حق وباطل میں تمیز کرنا اور دین کو اس کی بالکل اصلی حالت میں جیسا کہ ابتدائے اسلام میں یعنی رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں تھا، مسلمانوں میں رائج کرنا۔'' (۲۷)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مجدد (باب تفعیل سے صیغۂ اسم فاعل ہے یعنی پرانے کو نیا کرنے والا۔) دنیا دین پیش نہیں کرتا بلکہ دین پر پڑنے والے گرد وغبار کو

Marfat.com

صاف کرنا مجدد کی ذمہ داری ہے۔ نبی اور مجدد میں یہی اہم فرق ہے کہ وہ نبی کی اطاعت واتباع میں رہ کر اپنے کام کی تکمیل کرتا ہے۔ مولانا مودودی نبی اور مجدد میں فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نبی اپنے منصب پر امر تشریعی سے مامور ہوتا ہے۔ اس کو ماموریت کا علم ہوتا ہے، اس کے پاس وحی آتی ہے، وہ اپنی نبوت کے دعویٰ سے اپنے کام کا آغاز کرتا ہے۔ اسے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینا پڑتی ہے اور اس کی دعوت ہی کو قبول کرنے یا نہ کرنے پر لوگوں کے کافر یا مومن ہونے کا مدار ہوتا ہے۔ برعکس اس کے مجددکوان میں سے کوئی حیثیت بھی حاصل نہیں ہوتی، وہ اگر مامور ہوتا ہے تو امر تکوینی سے ہوا کرتا ہے نہ کہ امر تشریعی سے۔ بسا اوقات اس کو خود اپنے مجدد ہونے کی خبر نہیں ہوتی بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی زندگی کے کارنامے سے لوگوں کو اس کے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے۔ اس پر الہام ہونا ضروری نہیں اور اگر ہوتا ہے تو لازم نہیں کہ اسے الہام کا شعور ہو۔ وہ کسی دعوے سے اپنی دعوت کا آغاز نہیں کرتا نہ ایسا کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ اس پر ایمان لانے یا نہ لانے کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔'' (۲۸)

حدیث مجدد کے حوالہ سے مجدد کی ضرورت، مجدد کی ذمہ داریاں اور نبی ومجدد میں فرق واضح ہونے کے بعد دو امور مزید تشریح طلب ہیں۔

اول: حدیث کے الفاظ ''علی راس کل مائة سنة'' سے کیا مراد ہے۔

Marfat.com

دوم: حدیث کے لفظ ''من'' کی توجیہ

حدیث کے الفاظ ''علی راس کل مائة سنة'' سے عموماً علماء نے ایک صدی کا آخر اور دوسری صدی کی ابتداء مراد لی ہے۔ اسی لیے مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

''راس مائة'' سے باتفاق محدثین آخر صدی مراد ہے۔'' (۲۹)

بدرالدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرة مذهب الاشعریه میں اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں:

''مجدد صدی کے شروع میں اس لیے ہوتا ہے کہ عموماً اس وقت علماء امت تمام ہو جاتے ہیں اور سنن مٹ جاتی ہیں اور بدعت ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو اس وقت دین کی تجدید کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ سلف کے عوض خلف کو ظاہر کرتا ہے۔'' (۳۰)

اسی سلسلہ میں طیبی لکھتے ہیں:

''الراس مجاز عن آخر السنة وتسميته راسا باعتبار انه مبدأ لسنة اخرى'' (۳۱)

''یعنی راس مجازاً سال کے آخر کو کہا گیا ہے۔ اس کو راس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے دوسرے سال کی ابتداء ہوتی ہے۔''

اس امر میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ صدی کی ابتداء مولد نبی، بعثت یا ہجرت سے کی جائے۔ مناوی بعثت نبوی سے ابتداء کے قائل ہیں لیکن امام سبکی کا خیال ہے کہ ہجرت سے سال کی ابتداء کی جائے۔ (۳۲)

Marfat.com

لیکن محققین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اس حدیث کے لفظ ''کل مائة سنة'' سے ہجری صدی مراد لینا صحیح نہیں بلکہ اس کا مطلب ''کل قرن'' ہوگا اور پھر ''راس'' کی قید کو اتفاقی ماننا پڑے گا۔ اس بناء پر اس حدیث کا مطلب ہوگا کہ اللہ جل جلالہ ہر قرن اور ہر دور میں اس امت میں ایسے مردان حق آگاہ پیدا کرتا رہے گا جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ اس مفہوم کی گواہ ہماری تاریخ ہی ہے کہ تجدید کا کام کبھی صدی کی ابتداء میں ہوا کبھی وسط اور کبھی اواخر صدی میں۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے حجج الکرامہ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ ''راس مائة'' سے مراد خاص صدی کا آغاز نہیں ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ ہر صدی میں مجدد مبعوث کرے گا خواہ شروع میں، خواہ درمیان میں، خواہ آخر میں اور رأس کی قید محض اتفاقی ہے اور غرض حدیث کی صرف یہ ہے کہ کوئی صدی کسی مجدد کے وجود سے خالی نہ رہے گی اور ہر صدی کے اوائل، اواسط اور اواخر میں مجددین کا ہونا اس احتمال کے صحیح ہونے کی تائید کرتا ہے۔ (۳۳)

اس نکتۂ نظر کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مروجہ سن ہجری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وجود میں آیا۔ عہد رسالت میں جب کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا، اس سن کا نظام ہی نہ تھا۔ اس لیے اس حدیث سے مروجہ صدی کا مفہوم اخذ کرنا درست نہ ہوگا۔ ہر قرن میں مجدد بھیجنے کی غرض و غایت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''امت مطمئن رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی آپ کا لایا ہوا دین محفوظ رہے گا۔ اور آپ ﷺ کا روشن کیا ہوا چراغِ ہدایت

Marfat.com

یوں ہی روشن رہے گا اور اللہ جل جلالہ اس امت ہی میں سے ایسے بندے ہر دور میں کھڑے کرتا رہے گا جو اللہ و رسول کی اس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرتے رہیں گے اور اس طرح آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت، انسانی نسل کی، آپ کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ رہنمائی کرتی رہے گی اور اللہ جل جلالہ کے بندے اس کی روشنی میں سعادت کی راہ پر چلتے رہیں گے اور اس دین کی حقیقت تحریفوں اور تاویلوں کے پردوں میں اس طرح گم نہ ہو سکے گی جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایتیں اس دنیا سے گم ہو گئیں۔'' (۳۴)

مجدد کو صدی کی ابتداء، انتہاء میں محصور کرنے کا یہ بھی نتیجہ نکلا کہ تاریخ اسلام کی مسلمہ شخصیتیں جنہوں نے مختلف شعبہ جات پر اپنے کارناموں کے ان مٹ نقوش چھوڑے جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔ اس لیے مجدد دین کی فہرست میں نہ آئے کہ ان کا تعلق صدی کے اواخر و اوائل سے نہ تھا۔ اس لیے اسلام کے عمومی مزاج کے حوالہ سے ''علی راس کل مائة سنة'' کے بارے میں دوسری رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے۔

حدیث مجدد میں دوسری اہم بحث لفظ ''مَن'' کے حوالہ سے ہے۔

علامہ طیبی اس لفظ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یقع علی الواحد والجمع'' (۳۵)

''یعنی لفظ ''مَن'' واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔''

Marfat.com

اس لیے ابن کثیر اہل علم کی ہر جماعت سے مجدد کے قائل ہیں، لکھتے ہیں:

''وقد ادعٰی کل قوم فی امامهم انه المراد بهذا الحدیث، والظاهر واللّٰه اعلم انه کعم جملة العلم من کل طائفة وکل صنف من اصناف العلماء من مفسرین ومحدثین وفقهاء ونحاة ولغویین الی غیر ذلک من الاصناف''(۳۶)

''ہر قوم نے اپنے امام کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حدیث (میں جو من آیا ہے) اس سے مراد وہی ہیں (یعنی ان کے امام ہیں) اور جو بات ظاہر ہے (اور اللہ بہتر جانتا ہے) یہ من عمومیت رکھتا ہے ہر طائفہ کے اہل علم اس عموم میں آسکتے ہیں۔ اور تمام اصناف علماء سے ہر صنف خواہ وہ مفسرین ہوں محدثین ہوں یا فقہاء ہوں چاہے نحاۃ یا لغویین ہوں یا کسی اور صنف سے تعلق رکھتے ہوں۔''

ملا علی قاری بھی تعدد مجدد کے قائل ہیں وہ اپنا نکتۂ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک یہ اظہر ہے کہ من یجدد سے مراد صرف ایک شخص نہیں بلکہ ایک جماعت مراد ہے۔ ان میں ہر ایک کسی ایک ملک میں، علوم شرعیہ کے کسی ایک فن یا کئی فنوں میں جس قدر ہو سکے گا تقریر وتحریر کے ذریعہ سے دین کی تجدید کرے گا اور اس کی بقا کا باعث ہوگا اور اس کے ذریعہ سے دین مٹ جانے اور ختم ہو

Marfat.com

جانے سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ امرِ الٰہی آجائے۔" (۳۷)

مولانا رشید احمد گنگوہی مجدد کے سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنا مختار قول ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"مجدد صدی کا ایک عالم ہونا ضروری نہیں ہر وقت میں دو چار، دس، بیس، پچاس، سو کا مجموعہ ہو یا ایک ہو۔" (۳۸)

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"من سے مراد ایک شخص بھی ہوسکتا ہے، بہت سے اشخاص بھی ہو سکتے ہیں۔ اور پورے پورے ادارے اور گروہ بھی۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام دنیائے اسلام کے لیے ایک ہی مجدد ہو ایک وقت میں بہت سے ملکوں میں بہت سے آدمی تجدید دین کے لیے سعی کرنے والے ہو سکتے ہیں۔" (۳۹)

علماء کی ان توضیحات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجدد فقط علماء، فقہاء ہی میں نہیں بلکہ بادشاہوں، حاکموں، قراء، محدثین، زاہدین، عابدین، علمائے نحو، ارباب سیر و تواریخ، اغنیاء، جن کے مال دین کی ترویج میں استعمال ہوتے ہیں، میں بھی اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا ہے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر مسعود احمد لکھتے ہیں:

"دین اپنے معنی کے لحاظ سے بڑا وسیع ہے، کسی ایک شخص کا تمام علوم دینیہ پر حاوی ہونا اور نہ صرف حاوی ہونا بلکہ اس میں مرتبۂ تجدید حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے بعض علماء نے نہ صرف ایک سے زائد مجدد بلکہ جماعت مجددین کے احتمال کا

Marfat.com

اظہار فرمایا ہے۔"(۴۰)

مجدد الف ثانی:

ہر قرن (یا ہر صدی) میں مجدد کے حوالہ سے سطور بالا میں "حدیث مجدد" کی روشنی میں تفصیلاً لکھا جا چکا ہے۔ لیکن الف ثانی کے مجدد کے بارے میں کسی صحیح یا ضعیف روایت میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ خواجہ محمد احسان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الدرر کے حوالہ سے درج ذیل روایت اس ضمن میں نقل کی ہے:

"قال رسول اللّٰہ ﷺ بعث اللّٰہ رجلا علی رأس کل احد عشر مائة سنة، هو نور عظیم، اسمه اسمی، بین السلطانین الجابرین ویدخل الجنة بشفاعة رجال الوفا"(۴۱)

"گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ جل جلالہ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا، نور عظیم ہوگا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔"

لیکن اس روایت پر درج ذیل اعتراضات ہوتے ہیں:

۱۔ جامع الدرر (۴۲) حدیث کی کوئی معروف کتاب نہیں۔

۲۔ احادیث کی اہم بنیادی کتب اور ان کی فہارس شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں کہیں بھی یہ حدیث موجود نہیں۔

Marfat.com

۳۔ روضۃ القیومیۃ میں بلا سند یہ روایت نقل کی گئی ہے اور روضۃ القیومیۃ محققین کے نزدیک مستند کتاب نہیں۔ حضرت زید احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (۴۳)، ڈاکٹر محمد اکرام (۴۴) اور ڈاکٹر مسعود احمد (۴۵) نے اس سلسلہ کی تفصیلات تحریر کی ہیں۔

ایک غیر مستند کتاب میں، غیر معروف کتاب (جامع الدرر) سے نقل کی گئی روایت کیسے قابل استدلال ہو سکتی ہے۔ گویا مجدد الف ثانی کے نظریہ کو حدیث سے ثابت کرنا سعی لاحاصل ہے۔

مفتی اقتدار احمد نعیمی نے الف ثانی کا مطلب دوسرے ہزار سال کی ابتداء جو گیارہویں صدی ہے، ذکر کیا ہے۔ (العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد۲، ص:۴۸۹)

مناظر احسن گیلانی نے نظریہ الف ثانی کو تاریخی حوالہ سے دیکھا ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق اکبر کے ذہن میں اس بات کو راسخ کیا گیا کہ دین اسلام کی عمر ایک ہزار سال تھی جو پوری ہوگئی۔ اور اب آئندہ ''خلیفہ الزماں'' اکبر ہے اسی وجہ سے سکہ کا نام ''سکہ الفی'' رکھا گیا۔ ''تاریخ الفی'' کے نام سے ایک کتاب لکھنے کا حکم بھی دیا گیا اور یہ کام چند علماء کے سپرد ہوا۔ جمیل اطہر سرہندی کے ان الفاظ سے بھی مناظر احسن گیلانی کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے:

''شہنشاہ اکبر کے زمانے میں مسلمانوں میں ایک فرقہ ''الفیہ'' پیدا ہوا تھا، جس کا عقیدہ تھا کہ اسلام کی تعلیمات صرف ایک ہزار سال کے لیے تھیں اور چونکہ اسلام کو آئے ایک ہزار سال گذر چکے ہیں اس لیے اب ان کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس

Marfat.com

فرقے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو کر اکبر کا دین الٰہی قبول کر لیں۔ چونکہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں نئی روح پھونکی، انہیں گمراہی سے نکال کر سیدھے سچے راستے پر چلایا اور اسلام کو اتنا مضبوط کر دیا کہ وہ مزید ایک ہزار سال تک زندہ و تابندہ رہ سکتا ہے، اس لیے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔'' (۴۶)

ممکن ہے نظریۂ الف ثانی کی ترویج میں یہ عوامل بھی کارفرما ہوں لیکن یہ معاملہ کشفی ہے اور اس کو اہل کشف کے ارشادات کی روشنی میں ہی دیکھا جائے گا۔ جب تک یہ کشف و الہام قرآن و حدیث سے متصادم نہ ہو، تسلیم کر لینے میں کوئی حرج نہیں گو اس پر ایمان لانا ضروری نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مختلف مکتوبات میں، بطور تحدیث نعمت، اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ اب یہ لقب آپ کے نام کا ایسا جزو بن گیا ہے کہ بہت سے لوگوں کو آپ کے نام کی خبر ہی نہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق کے نام مجدد کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اے عزیز! یہ وہ وقت ہے جب کہ پہلی امتوں میں ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتے تھے اور نئی شریعت کو زندہ کرتے تھے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے اور اس امت کے رسول خاتم الرسل ﷺ ہیں، اس کے علماء

Marfat.com

کو انبیاء بنو اسرائیل کا درجہ دیا ہے اور علماء کے وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے۔ اسی واسطے ہر صدی کے سرے پر اس امت کے علماء میں سے ایک مجدد متعین کرتے ہیں تا کہ شریعت کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے بعد جو کہ اولوالعزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے اور ہر پیغمبر پر اس وقت کفایت نہیں کی ہے بلکہ پیغمبر اولوالعزم کو مبعوث فرمایا۔ اسی طرح اس وقت ایک تام المعرفت عالم و عارف درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے لیے اولوالعزم پیغمبر کے قائم مقام ہو۔'' (۴۷)

آپ ایک دوسرے مکتوب میں اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ حضرت خاتم المرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت فرما جانے کے ہزار سال بعد حضور ﷺ کی امت کے جو اولیاء ظاہر ہوں گے اگرچہ قلیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے۔ تا کہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں۔'' (۴۸)

سو سال اور ہزار سالہ مجدد میں فرق کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گذرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار کا مجدد اور جس قدر سو اور ہزار میں فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں

Marfat.com

امتوں کو پہنچتا ہے اسی کے ذریعے پہنچتا ہے خواہ اس وقت کے قطب واوتاد ہوں اور خواہ ابدال ونجباء۔'' (۴۹)

اسی مکتوب میں اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا اشارہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''یہ معارف، ولایت کے احاطے سے باہر ہیں۔ اصحاب ولایت ان کے سمجھنے میں علمائے ظاہر کی طرح عاجز وقاصر ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت علیہ السلام کی مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد تبعیت ووراثت کے طور پر تازہ اور ظاہر ہوئے۔ ان علوم ومعارف کا صاحب اس الف کا مجدد ہے۔''

چونکہ آپ کے ذمہ دوسرے ہزار سال کی تجدید کا کام تھا۔ اپنی اس عظیم ذمہ داری کے حوالہ سے اپنے بیٹے خواجہ محمد معصوم کو لکھتے ہیں:

''اے فرزند من! باوجود اس معاملے کے جو میری آفرینش سے وابستہ ہے، ایک اور بہت بڑا کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے پیری مریدی کے لیے اس دنیا میں نہیں لایا گیا اور نہ میرے وجود سے ارشاد وتربیت مقصود ہے، معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اور قدرت نے مجھ سے کچھ اور ہی کام لینا ہے۔'' (۵۰)

یقیناً یہ کام اقامت دین اور احیائے ملت کے لیے انقلابی جدوجہد ہے۔

اسی مکتوب میں ہزار سالہ تجدید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں اپنی پیدائش کا جو مقصد سمجھتا تھا معلوم ہوا کہ وہ حاصل ہو گیا ہے اور ہزار سالہ درخواست قبول ہو گئی۔''

Marfat.com

الحمد للّٰہ الذی جعلنی صلة (۵۱)بین البحرین ومصلحا بین الفئتین اکمل الحمد علی کل حال والصلوٰة والسلام علی خیر الانام وعلی اخوانه الکرام من الانبیاء والملائکة العظام

(اللہ جل جلالہ کا ہر حال میں کامل ترین شکر ہے جس نے مجھ کو دو سمندروں کا ملانے والا اور دو گروہوں کے درمیان صلح کرنے والا بنایا۔ اور حضرت خیر الانام ﷺ اور آپ کے اخوان کرام یعنی انبیاء وملائکہ عظام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔)

البتہ مفتی اقتدار احمد نعیمی نے آپ کے اس نکتۂ نظر کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہاں مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان کہ مجدد الف بھی کوئی ہوتا ہے یہ بات انتہائی قابل غور اور دلائل سے دور اور دو وجہ سے خلاف حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ احادیث مطہرات میں ہزار سالہ مجدد کا کہیں ذکر نہیں نہ ہی کسی اور امام یا فقیہ یا غوث و قطب نے اس کا ذکر فرمایا۔ صرف مجدد صاحب کا اس طرح دو قسمیں فرمانا اہل تحقیق کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ اگر بقول مجدد کوئی شخص مجدد ایں الف ہے یعنی مجدد الف ثانی تو مجدد الف اول ہونا بھی لازم ہے۔ حالانکہ اس کا وجود تک نہیں۔ نیز یہ بات اظہر ہے کہ کسی بھی مجدد نے خود کو مجدد نہ فرمایا۔ بلکہ رب تعالیٰ کی طرف اقوام کی زبان وقلب پر جاری ہو

Marfat.com

گیا۔ خود مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی الف ثانی کا تذکرہ کیا لیکن یہ نہ کہا کہ میں مجدد الف ثانی ہوں۔ اب اس دور کے نقشبندی بزرگ صرف اسی مکتوب شریف کے سہارے پر الف ثانی کا لقب مجدد صاحب کو دینے لگے۔ اس لیے یہ لقب عقیدت میں تو صحیح ہوسکتا ہے مگر حقیقت میں صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ کوئی ہزار اول کا مجدد ہے اور نہ ہزار ثانی کا۔ اسی بنا پر نہ کسی کو مجدد الف اول کہا گیا اور نہ ہی مجدد الف ثانی کہنا چاہیے۔'' (العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد۲، ص: ۴۹۰)

یہ کشفی معاملہ ہے اور اس حوالہ سے اہل کشف کی بات ہی درست مانی جائے گی۔ پہلے ہزار سال میں خود نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ احمد سرہندی کے اس کشف کو مابعد کے علماء وصوفیہ نے قبول کیا اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی (م: ۱۶۵۶ء) نے تجدید الف ثانی کے اثبات میں ایک رسالہ ''دلائل التجوید'' کے نام سے لکھا جس میں دلائل و براہین سے آپ کا مجدد ہونا ثابت کیا۔ دلائل سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی حیات میں ہی آپ کے لیے یہ لقب استعمال کیا گیا۔ مکتوبات دفتر دوم اور سوم کے جامعین نے مکتوبات کی ابتدا میں یہ لقب تحریر کیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد کے مجدد الف ثانی ہونے پر علماء، فقہاء وصوفیہ کی ایک کثیر جماعت متفق ہے پھر ہم اس کو کیسے رد کر سکتے ہیں، ہاں یہ عقیدہ یقیناً خلاف حدیث ہے کہ الف ثانی میں حضرت مجدد

Marfat.com

کے سوا کوئی دوسرا مجدد نہیں آئے گا سو ہمارے خیال میں یہ کسی کا عقیدہ نہیں۔ واقعات وحقائق سے حضرت مجدد کے مجدد الف ثانی ہونے کی تصدیق ہوتی ہے اور تاریخ اس کشفی حقیقت کی تائید کرتی ہے اور اس سے بہتر کس کی تائید ہوسکتی ہے۔'' (۵۲)

حواشی

۱۔ البانی، ناصر الدین، صحیح سنن ابی داؤد، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۹ء، جلد۳، ص: ۸۰۹

۲۔ امام حاکم، ابوعبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار المعرفۃ، بیروت، جلد۴، ص: ۵۲۳

۳۔ البانی، ناصر الدین، صحیح الجامع الصغیر، المکتب الاسلامی، بیروت، جلد۱، ص: ۳۸۲، رقم ۱۸۲۴

۴۔ علاؤ الدین المتقی، کنز العمال، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۵ء، جلد۱۲، ص: ۱۹۳، رقم ۳۴۶۲۳

۵۔ البیہقی، ابو احمد بن الحسین، معرفۃ السنن والآثار، تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی، دار الواعی، قاہرہ، جلد۱، ص: ۲۰۸، رقم ۴۲۲

۶۔ مناوی، عبدالرؤف، فیض القدیر، دار المعرفۃ، بیروت، جلد۲، ص: ۲۸۱، رقم ۱۸۴۵

۷۔ محمد طاہر پٹنی، ابن علی، تذکرۃ الموضوعات، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۴۳ھ، ص: ۹۱

۸۔ سیوطی، جلال الدین، جامع الاحادیث، تحقیق احمد عبدالجواد، مطبعۃ محمد ہاشم الکتبی، دمشق، جلد۲، ص: ۳۴۰

۹۔ البانی، ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، المکتب الاسلامی، جلد۲، ص: ۱۵۰، رقم ۵۹۹

Marfat.com

۱۰۔ سخاوی، شمس الدین، المقاصد الحسنۃ، تحقیق عبداللہ محمد الصدیق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۸۷ء، ص:۴۸۳

۱۱۔ العجلونی، شیخ محمد اسماعیل، کشف الخفاء ومزیل الالباس، تحقیق احمد القلاش، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۵ء، جلد۱، ص:۲۸۲، رقم ۷۴۰

۱۲۔ ابن عدی، ابواحمد عبداللہ، الکامل فی ضعفاء الرجال، المکتبۃ الاثریہ پاکستان، جلد۱، ص: ۱۲۳

۱۳۔ تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۳۶۸ھ، ص:۳۶

۱۴۔ خطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد۲، ص:۶۱

۱۵۔ ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، مکتبۃ المعارف، بیروت، ۱۹۶۶ء، جلد۱۰، ص:۲۵۳

۱۶۔ سکینۃ الشہابی، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دار الفکر، دمشق، ۱۹۹۰ء، جلد۲۲، ص: ۳۸۲

۱۷۔ ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر، مناقب الامام الشافعی، تحقیق خلیل ابراہیم ملا خاطر، مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض، ۱۹۹۴ء، ص:۱۳۵

۱۸۔ السبکی، ابونصر عبدالوہاب، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تحقیق عبدالفتاح، دار احیاء الکتب العربیۃ، جلد۱، ص:۱۹۹

۱۹۔ ابن حجر، توالی التاسیس، ص:۴۸، بحوالہ معرفۃ السنن والآثار، ص:۲۰۸

۲۰۔ ابوعمر الدانی، الفتن، جلد۱، ص:۴۵، بحوالہ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ص:۱۵۰

۲۱۔ الہروی، ذم الکلام، قلمی، جلد۲، ص:۱۱۱، بحوالہ ایضاً

۲۲۔ بیہقی، ابواحمد بن حسین، مناقب الشافعی، تحقیق السید احمد صقر، دار التراث، قاہرہ، جلد۱،

Marfat.com

ص:۵۳

۲۳۔ الزرکشی، محمد بن عبداللہ، التذکرہ فی الاحادیث المشتہرۃ، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۶ء، ص:۱۸۴

۲۴۔ الدرر المنتثرہ، ص:۴۴ (بحوالہ ایضاً)

۲۵۔ اسنی المطالب، ص:۳۲۳ (بحوالہ ایضاً)

۲۶۔ لا یزال ناس من أمتی طاهرین علی الحق حتی یاتیهم امر اللّٰه وهم ظاهرون صحیح الجامع الصغیر وزیادۃ، جلد۲، ص:۱۲۷۳/ کنز العمال، رقم:۳۴۵۵۹، ۳۴۵۶۷، ۳۵۰۲۵

۲۷۔ زوار حسین سید، حضرت مجدد الف ثانی، ادارہ مجددیہ، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص: ۳۴۲، ۳۴۳

۲۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تجدید و احیائے دین، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص: ۴۵_۴۶

۲۹۔ لکھنوی، عبدالحئ، مجموعہ الفتاویٰ، ایچ۔ایم سعید کمپنی، کراچی، جلد۱، ص:۱۱۶

۳۰۔ ایضاً، ص:۱۱۷

۳۱۔ مبارکپوری، محمد عبدالسلام، مرعاۃ المفاتیح، مکتبۃ الرحمٰن السّلفیہ، سرگودھا، ۱۹۹۴ء، جلد۱، ص:۳۴۰

۳۲۔ ایضاً، ص:۳۴۰

۳۳۔ تذکرہ مجدد الف ثانی، ص:۱۶۔۱۷

۳۴۔ ایضاً، ص:۱۹۔۲۰

۳۵۔ الطیبی، محمد بن عبداللہ، شرح الطیبی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۴۱۳ھ، جلد۱، ص:۴۰۰

Marfat.com

۳۶۔ کشف الخفاء، جلد ا، ص: ۲۸۲

۳۷۔ مرقاۃ، جلد ا، ص: ۳۰۲

۳۸۔ گنگوہی، رشید احمد، فتاویٰ رشیدیہ، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی، ص: ۸۰

۳۹۔ تجدید واحیائے دین، ص: ۴۲۔۴۳

۴۰۔ سیرت مجدد الف ثانی، ص: ۳۳۳

۴۱۔ روضۃ القیومیہ، جلد ا، ص: ۹۶

۴۲۔ ملاحظہ فرمایئے: سیرت مجدد الف ثانی، ص: ۳۳۷۔۳۳۸

۴۳۔ آپ لکھتے ہیں:

اگر جناب شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے گروہ باطن سقیم کی اباطیل کو لکھ کر حضرت مجدد کو مطعون کیا ہے۔ اسی طرح جناب ابوالفیض کمال الدین محمد احسان (جو حضرت مجدد کی اولاد سے ہیں) نے خُز عبِیلاَت (خوش کن باطل باتیں جن کی اساس کوئی نہ ہو) کا مجموعہ مرتب کر کے روضۃ القیومیہ کے نام سے موسوم کیا جس کی وجہ سے حضرت مجدد اور آپ کی اولاد مورِدِ ملامت بنی (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص: ۲۲۸)

۴۴۔ ڈاکٹر محمد اکرام نے اپنی کتاب میں پروفیسر محمد فرمان کے حوالہ سے لکھا ہے:

''(مؤلف روضۃ القیومیۃ) کے خلوص پر کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس خلوص نے غلو کر کے تصوف کی خدمت سے کہیں زیادہ اسے نقصان پہنچایا۔'' (رود کوثر، ص: ۳۰۸)

۴۵۔ سیرت مجدد الف ثانی، ص: ۳۳۷

۴۶۔ اطہر سرہندی، جمیل، شیخ سرہند، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص: ۳۷

۴۷۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۲۳۴

۴۸۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۲۰۹

Marfat.com

۴۹۔ مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب:۴

۵۰۔ مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب:۶

۵۱۔ حضرت مجدد کے سوانح نگاروں نے اس لفظ ''صلہ'' کو اُس روایت کی طرف اشارہ سمجھا جو کنز العمال، جلد۱۲، رقم:۳۴۵۸۹ کے تحت ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔

یکون رجل فی امتی یقال له صُلة یدخل الجنة بشفاعة کذا و کذا

یعنی میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا۔اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیں اگر چہ یہ صحیح نہیں کیونکہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بلغنا ان النبی ﷺ کہہ کر روایت بیان کی ہے، تو یہ ''صلہ'' جوڑنے کے معنی میں نہیں بلکہ یہ نام ہے کیونکہ دلائل النبوۃ (جلد۶، ص:۳۷۹، دارالکتب العلمیۃ، لبنان، ۱۹۹۵ء) میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

یکون فی امتی رجل یقال له صلة بن اَشیَم

(اس صلہ بن اشیم کے حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

اصفہانی، ابونعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء، دارالکتب العلمیۃ، لبنان، جلد۲، ص: ۲۳۷ تا ۲۴۲) اور الاصابہ فی تمییز الصحابہ، جلد۲، ص:۲۶۰ میں درج ہیں۔

لہٰذا سوانح نگاروں نے اس ضعیف روایت سے حضرت مجدد کے اس مکتوب کے سلسلہ میں جو کچھ کہا درست نہیں اور حضرت مجدد نے اپنے آپ کو جو ''صلہ'' (بمعنی ملانے والا) کہا اس سے مراد شریعت وطریقت کو ملانے والا یا ولائت محمدی وابراہیم کو ملانے والا ہے۔

۵۲۔ سیرت امام ربانی، ص:۳۴۰

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کی تفہیم کے لیے
درس مکتوبات کی روایت

کتب تصوف کئی طرح کی ہیں: جیسے مکتوبات، ملفوظات، تذکار صوفیہ، تاریخ تصوف اور وصایا وغیرہ۔ ان میں مکتوبات کو خاص اہمیت اس اعتبار سے حاصل ہوتی ہے کہ عارفانہ کلام کے علاوہ اپنے عہد کی تاریخ کا مظہر بھی ہوتے ہیں۔ یہ مکاتیب اہل علم کے مابین باہم روابط و تعلق کی نوعیت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ تصوف کی تاریخ میں دو شخصیات کے مکاتیب کو شہرت مدام حاصل ہوئی۔ ایک حضرت شیخ یحییٰ منیری اور دوسرے شیخ احمد سرہندی۔ ان میں بھی مؤخر الذکر مجموعہ کے مکاتیب اپنے موضوعات کے تنوع اور تشریح و تصریح کے لحاظ سے زیادہ وقیع اور جامع ہیں۔ (شمس بریلوی مقدمہ اُردو ترجمہ عوارف المعارف) یہ مکاتیب تین دفاتر پر مشتمل ہیں پہلا دفتر ۳۱۳ مکاتیب پر مشتمل ہے۔ اور اس کو درالمعرفت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دفتر کے مکاتیب کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق (313) رکھی گئی ہے۔ جبکہ دوسرے دفتر کو ''نورالخلائق'' کے نام سے شہرت ملی اور اسماء اللہ الحسنٰی کے مطابق ان کی تعداد (۹۹) رکھی گئی ہے۔ تیسرا دفتر قرآن کریم کی سورتوں کے مطابق (۱۱۴) مکاتیب پر مشتمل ہے۔ اس کا نام معرفۃ الحقائق ہے۔ ۱۰ مکاتیب کا اضافہ بعد میں ہوا۔ اس

Marfat.com

طرح یہ ۵۳۵ مکاتیب کا مجموعہ ہے اس مجموعہ کی ہر جلد فکر اسلامی کے بعض اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ''اصحاب بدر، اسماء اللہ الحسنٰی اور قرآن کریم کی سورتیں'' یہ یقیناً فکر اسلامی کی جہت سے قابل توجہ نکات ہیں۔ ان مجموعہ ہائے مکاتیب میں تصوف کی ادق اصطلاحات، اہم صوفیانہ مباحث پر تحقیق، صوفیانہ افکار پر بحث ونظر، تصوف کے نئے گوشوں کی طرف رہنمائی، جیسے مباحث تو آنے ہی تھے مگر شریعت مصطفوی کی پابندی اور اتباع رسول پر سختی سے عمل اور نبوت کی حقیقت و ماہیت اور ضرورت پر بلند پایہ معارف اس بات کے عکاس ہیں کہ تصوف کوئی غیر اسلامی فکر یا رسم کا نام نہیں بلکہ شریعت کی روح اور اساس ہے۔ اس منہج کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مکاتیب ''علم کلام'' کی کتاب ہے۔ جس میں علم کلام کے امام شیخ احمد سرہندی کے کلامی اجتہادات بھی شامل ہیں۔

مضامین کے وقیع، مشکل اور فنی ہونے کی وجہ سے ہی عالم اسلام میں مکتوبات کے دروس کا اہتمام کیا گیا۔

نقشبندیہ مجددی حضرات میں اس درس کی روایت پر اسوۂ حسنہ کے مؤلف کی یہ تحریر لائق مطالعہ ہے: ''مخفی نہ رہے کہ کتاب ہدایت مآب مکتوبات شریف اس سے پہلے حضرات مجددیہ اور خلفائے نقشبندیہ کے درس وتدریس میں شامل تھی۔ اسے سبقاً سبقاً اُستاد سے پڑھا جاتا۔ حلقہ اصحاب میں سے کوئی ایک اونچی آواز سے پڑھتا اور باقی ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور اس سے انشراح قلب اور صفائے باطن حاصل کرتے۔'' اصل عبارت یہ ہے۔

مخفی نماند کہ کتاب ہدایت مآب مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف

Marfat.com

ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ پیش ازین دروس و تدریس حضرات مجددیہ و خلفایٔ نقشبندیہ داخل بود وسبقاً سبقاً آں رانز واستاد میخواندند درحلقہ اصحاب یک کس بآواز بلند خوانند د و دیگراں ہمہ تن گوش شدہ استماع میکردند وازان انشراح قلب و صفائی باطن می یافتند (اسوۂ حسنہ، ص:۶۹)

عہد امام ربانی ہی میں اس کی نقول پورے ہندوستان میں پھیل چکی تھیں بلکہ بغض اور کج فہمی جیسے عناصر سے تیار ہونے والی فکر نے ان میں تحریف کر کے عالم عرب میں بھی پہنچا دیا تھا، متحدہ ہندوستان میں خواجہ معصوم سرہندی، مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔ خواجہ معصوم کے اس درس کے بارے میں سید محمد میاں لکھتے ہیں۔ تفسیر و حدیث کے علاوہ حضرت مجدد کے مکتوبات کا درس بھی آپ دیتے تھے اور اس کے دقیق مضامین کو شرح وبسط سے بیان کرتے اور شبہات کا حل فرماتے (علمائے ہند کا شاندار ماضی، جلد اول، ص:۲۵۹) صاحب مقامات معصومی نے درس کا خاص انداز بھی بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''درس مکتوبات کی مجلس میں حضرت خواجہ محمد سعید خاموش بیٹھتے اور محض سماعت فرماتے تھے جبکہ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کی شرح بیان کرتے۔ حضرت خواجہ معصوم کا درس کی تقریر کرنا مفسرین ومحدثین کی اتباع میں تھا جبکہ خواجہ سعید درس کے دوران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فیض باطن سے فیض یاب ہوکر وہی فیض سامعین کے قلوب پر القاء فرماتے تھے۔'' اس فرق کی وضاحت میر صفر کے الفاظ میں اس طرح ہے:

''حضرت خازن الرحمت القاء معانی راتفویض برباطن فیض مواطن حضرت مجدد الف ثانی رضی

Marfat.com

اللّٰہ تعالٰی عنہ می نمودند تاز آن برکات رشحہ
براہل مجلس تقاطر نماید وخودبہ مراقبہ می
ساختند وحضرت ایشاں کہ معانی آں فرمودند
پیروی مفسران وشراح:.. ''حضرت شاہ غلام علی دہلوی
نے مسلسل ۴۵ سال تک مکتوبات کا درس دیا۔ اس درس کے
اسلوب و کیفیات کو شاہ رؤف احمد رافت مجددی نے بیان کیا
ہے۔ایک مجلس کی روداد ان الفاظ میں بیان کی:

غلام اس قبلہ خواص وعوام کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت امام ربانی، محبوب سبحانی، واقف اسرار مقطعات قرآنی، کاشف رموز متشابہات فرقانی، مجدد الف ثانی قدسنا اللّٰہ تعالٰی باسرارہ السامی کے مکتوبات قدسی آیات کا درس ہو رہا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ ایک شخص نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ مرشد کامل مکمل سالک کو ایک ولایت سے دوسری ولایت تک لے جاتا ہے یا اسی ولایت میں جو اس کا مقام ہے ترقیات بخشتا ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا تھا کہ ''ایک ولایت سے دوسری ولایت میں لے جانے کا واقعہ معلوم نہیں لیکن اسی ولایت میں مرشد کی توجہات سے ترقیات واقع ہوتی ہیں۔'' تمام ہوا کلام شریف۔ حضرت والا نے فرمایا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ابتداء حالات میں یہ مکتوب لکھا ہے، اس کے بعد آنحضرت قدس سرہٗ نے دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کامل ایک ولایت سے دوسرے ولایت میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے

Marfat.com

صاحبزادے یعنی مظہر تصدیق ومورد تحقیق، کاشف استار دقائق (چھپے نکات کو واضح کرنے والے)، واقف اسرار حقائق، وارث الانبیاء و المرسلین، سید الاصفیاء والصدیقین، عالم عامل، فارق بین الحق والباطل، مفخر خلائق حضرت شیخ محمد صادق علیہ رحمۃ اللہ الخالق کو توجہ و ہمت فرما کر مقام ولایت موسی سے ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوات والتحیات تک پہنچایا تھا۔ (رافت، شاہ رؤف احمد، در المعارف، ترجمہ ابوالنصر انس فاروقی مجددی، شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی، ص: ۱۳۳۔۱۳۴)

۲۸ جمادی الاولیٰ، ۱۲۳۱ھ کی ایک مجلس کو ان الفاظ میں بیان کیا:

غلام قبلہ انام کے حضور حاضر ہوا۔ مکتوبات قدسی آیات کا درس شروع ہو گیا تھا اور حضرت والا کا ہمیشہ یہی معمول تھا کہ بعد عصر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام فیض نظام پڑھا جاتا تھا۔ پس حضرت والا متوجہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھ کر مکتوبات شریفہ کی سماعت فرماتے تھے۔ اور زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرماتے کہ میں نے اسی مکتوبات قدسی آیات سے اخذ فیوض کیا ہے جس طرح مریدان اپنے پیروں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ و نیز فرمایا کہ سبحان اللہ! کس قدر حضرت حق جل جلالہ کی تقدیس و تنزیہہ بیان فرمائی ہے کہ حضرت کا کلام انسانی کلام سے بالا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ وہ سراسر الہام ربانی ہے۔ جب اس قبلہ انام کا کلام فیض نظام اس قدر خواص و عوام کی ہدایت کرنے والا ہے، تو متکلم (یعنی بیان کرنے والے) کو اس پر قیاس کرنا چاہیے اور ان کی ثنا و صفت میں مشغول ہونا چاہیے۔

من چہ گویم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

Marfat.com

(میں اس عالی جناب کی کیا تعریف کروں مختصر یہ کہ وہ پیغمبر تو نہیں لیکن کتاب رکھتے ہیں۔) (ایضاً، ص:۱۳۸)

۹ شعبان ۱۲۳۱ کے ایک درس کے حالات کو ان الفاظ میں بیان کیا:

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت مکتوبات قدسی آیات حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ باسرارہ السامی کا درس ہو رہا تھا۔ دوسوساٹھواں مکتوب پڑھا گیا جو حضرت مخدوم زادہ کلاں علیہ الرضوان کو لکھا گیا تھا، جس میں اس طریق کا ذکر تھا جس میں انہیں ممتاز درجہ حاصل تھا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ سبحان اللہ! جو معارف حضرت نے بیان فرمائے ہیں امت میں سے کسی ایک نے ایسا بیان نہیں کیا ہے اور جن اسرار کے موتیوں کو سلک تحریر میں پرویا ہے اصحاب معرفت میں سے کسی نے بھی معرفت کے ایسے موتی نہیں پروئے ہیں۔ ان کا کلام بمنزلہ وحی آسمانی کے ہے اور ان کا بیان رموز ربانی کی تشریح ہے اور انہوں نے جو مقامات بیان فرمائے ہیں اور جن مکاشفات کی راہ طے فرمائی ہے ان پر ہزاروں طالبین کو چلایا ہے نہ یہ کہ دو ہی ایک لوگوں نے ان اسرار سے واقف ہو کر اس کی شہادت پر زبان کھولی ہو بلکہ اس جہاں کو ان نئے نئے معارف سے سرفراز فرما کر اپنا ثنا خواں بنا دیا اور ایک عالم کو ان جدید مقامات سے واقف کر کے اپنا مداح کر دیا ہے۔

نہ من بر اں گل عارض غزل سرائم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

(میں ہی اکیلا اس گل عارض پر غزل سرا نہیں ہوں۔ بلکہ ہزاروں بلبل تجھ پر فریفتہ ہیں۔) (ایضاً، ص:۲۱۹)

Marfat.com

۲۳ شعبان ۱۲۳۱ھ بروز جمعہ کی مجلس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہ السامی کے مکتوبات شریف کا درس ہو رہا تھا، وہ مکتوب جو بڑے صاحبزادوں یعنی خواجہ خورد و خواجہ کلاں کو عقائد کے سلسلہ میں لکھا گیا تھا پڑھا گیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اس مکتوب میں عقائد کے باب میں بڑے فائدے ہیں، اسے علیحدہ لکھ کر لوگوں کو دینا چاہیے۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھی اور الرحمٰن اور الرحیم کے معانی بیان فرمائے کہ:

الرحمٰن: وہ ذات کہ جس سے مانگا جائے تو وہ عطا کرے۔

الرحیم: وہ ذات کہ جس کسی نے اس سے نہ مانگا، تو وہ اس پر ناراض ہوا۔

(ایضاً، ص:۲۳۱)

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مجددیہ سلسلہ کے مکاتیب، کے پورے ذخیرہ کو سامنے رکھ کر اور مکتوبات امام ربانی کے بارے میں اپنی تحقیقات کشفیہ کی روشنی میں درس دیتے۔ درس کا اسلوب بھی ان مکاتیب کی روشنی میں واضح ہوتا ہے۔

مجددی خانوادہ کے ممتاز فرد آغا محمد حسین زید برکاتہ نقل کرتے ہیں کہ جب ہم ٹکہڑ میں تھے حضرت کلاں نے ہم چاروں کو مکتوبات شریف کا درس شروع کروایا۔ ہم دونوں بھائی اور حضرت عبدالقدوس جو بشیر بن جان آغا کے نام سے معروف ہیں اور سید حاجی اسداللہ شاہ ٹکہڑائی، چاروں ہم سبق تھے۔ وہ دنیاوی کاموں میں مشغول ہو گئے اور اس سلسلہ کو چھوڑ گئے۔ اور میں ایک عرصہ تک حضرت سے مکتوبات کا درس

Marfat.com

لیتا رہا۔ درس کے دوران آپ عجیب وغریب نکات اور اسرار ودقائق بیان فرماتے کہ کم سنی کی وجہ سے سمجھ میں نہ آتا۔ (اسوۂ حسنہ، ص:۶۹)

ملا موسیٰ بھٹی کوٹی اور حافظ محسن سیالکوٹی بھی مکتوبات کا درس ارشاد فرماتے۔

مولانا برکات احمد بہاریؒ کے بارے میں مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ وہ عصر کے بعد درس مکتوبات بھی ارشاد فرماتے۔ (پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم، جلد اول، ص:۳۲۷)

قیام پاکستان کے بعد مولانا محمد نورالدین نقشبندی (م:۱۹۵۵) شکرگڑھ کی مختلف مساجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ''حضرت خواجہ غلام معصوم ثانی نے ۳۹ سال مکتوبات کا درس دیا آپ پشاور میں مدفون ہیں۔'' مولانا سعید مجددی (م: ۱۴۲۳/۲۰۰۲ھ) نے گوجرانوالہ میں ایک طویل عرصہ درس دیا۔ ان کے دروس ''البینات'' کے نام سے شائع ہو رہے ہیں۔ ان کی اب تک پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ شائع شدہ جلدیں دراصل درس مکتوبات کی ریکارڈنگ سے مرتب کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر مسعود احمد نے کراچی میں ایک طویل عرصہ تک درس دیا م اس کی روئیداد ''المظہر'' میں شائع ہوتی رہی ہے۔ ماہر مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی لاہور، واپڈا ٹاؤن میں ناظم بشیر کی رہائش گاہ پر گذشتہ انیس ماہ سے درس ارشاد فرما رہے ہیں۔ ان کا یہ درس بذریعہ سکائپ عرب ممالک اور امریکہ میں بھی سنا جاتا ہے۔ اب تک ہونے والے مکاتیب کے درس کو مرتب کر کے (مرتبہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس) ہر مکتوب کو علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس میں اصل مکتوب، ترجمہ اور اس کی شرح شامل ہے۔ افغانستان میں بھی درس کی روایت کو مجددی حضرات نے جاری

Marfat.com

رکھا۔ایک معروف نام مولوی نصر اللہ ہوتکی (م:۱۹۷۶ء) کا ہے۔آپ مکتوبات امام ربانی کے حافظ شمار ہوتے تھے۔آپ نے شیخ حضرت نور المشائخ ملا فضل عمر مجددی کی موجودگی میں مدتوں مکتوبات کے درس کی سعادت حاصل کی۔کابل وقندھار میں درس کے دوران ایسے نکات بیان کرتے جو پہلے کبھی نہ سنے گئے۔

خواجہ معصوم کی روایت درس کو بخارا میں آپ کے خلیفہ حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری (م:۱۱۱۰) نے جاری رکھا۔آپ کے خلیفہ محمد مراد شامی (م:۱۱۳۲) شام میں مکتوبات کا درس دیتے۔ یہ صاحب استنبول اور مکہ مکرمہ کے اسفار میں بھی درس کی روایت کو جاری رکھتے۔ڈاکٹر Copty کے ایک مقالہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کے بھی کئی علماء وصوفیہ مکتوبات سے خاص شغف رکھتے۔

Annabelle Bottches نے شیخ حلمی تونبان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے پیروکار ترک، کردی الاصل ہیں اور جرمنی میں اپنے تمام مراکز میں مکتوبات امام ربانی کا درس دیتے ہیں۔(جہان امام ربانی، جلد اول، ص:۹۰)

سلیمان آفندی کے سلسلہ سے وابستہ لوگ آج بھی اپنے مدارس میں آخری کلاس کو مکتوبات کا ایک حصہ سبقاً سبقاً پڑھاتے ہیں، اس طرح ترکی کے ایک معروف عالم بدیع الزماں سعیدی نورسی کے بارہ میں مجھے ترک عالم محمد پاکسو نے بتایا کہ نورسی مکتوبات کے حافظ تھے۔خواجہ شمس الحق کوہستانی، شاہ رسول طالقانی، مولانا محمد ہاشم سمنگانی، مولانا محمد لعل المعروف حضرت استاد صاحب اور اخوفرزادہ سیف الرحمٰن کامل بھی مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔

مکتوبات کے حوالہ سے یہ نامکمل جائزہ اس بات کا مظہر ہے کہ خانقاہوں

Marfat.com

میں درس مکتوبات کی روایت موجود رہی ہے۔اس کا مقصد لوگوں کو فکری وحدت عطا کر کے انتشار ذہنی سے بچانا تھا۔آج بھی ہم مثنوی مولانا روم اور مکتوبات امام ربانی سے فکری وحدت کا درس حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

''البجنات الثمانیہ'' اوراس کا مصنف

(ایک اجمالی تعارف)

خواجہ محمد سعید (۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کے بڑے بیٹے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے وقت کے علوم عقلیہ ونقلیہ مکمل کیے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد گرامی کے علاوہ برادرِ اکبر خواجہ محمد صادق اور ملا محمد طاہر لاہور شامل ہیں۔ (۱) فقہی علوم پر آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کو کسی مسئلہ پر تحقیق مطلوب ہوتی تو وہ آپ ہی سے کہتے۔ (۲) اگر کبھی دربار میں جاتے تو بادشاہ آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے سے مسائل دریافت نہ کرتا۔ (۳) علم حدیث میں بھی آپ کا گہرا مطالعہ تھا۔ مشکوٰۃ المصابیح پر آپ کا حاشیہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں آپ نے ان احادیث کی نہایت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے جو احناف کے مؤقف کی وضاحت کرتی ہیں۔ (۴) خانقاہ مجددیہ کے انتظامی امور میں بھی آپ کا بنیادی کردار تھا۔ (۵) تصوف میں آپ کے مقام کی بلندیوں کا اعتراف خود خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ اور آپ کے والد گرامی قدر نے کیا ہے۔ (۶) علمائے عرب سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ (۷) آپ کے مکاتیب میں فصیح عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی

Marfat.com

ملتے ہیں۔(۸) اورنگ زیب عالمگیر سے آپ کے گہرے روابط تھے، اس کا اندازہ ان مکاتیب سے ہوتا ہے جو شاہِ وقت کے نام ہیں۔(۹) شیخ عبدالاحد (۱۶۴۰۔ ۱۷۱۴/۱۱۲۶۔۱۰۵۰ھ)، شیخ محمد سعید کے پانچویں فرزند تھے۔(۱۰) اس طرح وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے پوتے ہوئے۔(۱۱) قرآن مجید کے حافظ (۱۲) ہونے کے علاوہ مروجہ دینی علوم اپنے والد اور اخوند سجاول (۱۳) سے پڑھے اور ان میں کمال حاصل کیا۔ اپنی خاندانی روایات کے مطابق سیر وسلوک کی منازل بھی طے کیں۔

آپ کے علمی تفوق اور وسعت کا پتہ آپ کی تصانیف سے چلتا ہے جو فارسی اور عربی زبان میں نہایت عالمانہ مباحث سے پُر ہیں۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ اکثر خطی نسخوں کی صورت میں مختلف کتب خانوں میں پڑی ہیں اور کئی کے صرف نام ہی ملتے ہیں۔(۱۴) دستیاب ذخیرہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ جیسے ادق مضامین میں آپ نے تحریری سرمایہ چھوڑا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل کتب قابل ذکر سمجھتا ہوں۔

قرآنیات کے حوالہ سے ''حاشیہ بر بعض اقوال تفسیر بیضاوی''، ''منثور الدرر فی فضائل السور''، ''رسالہ فی قرأۃ النبی المختار واصحابہ الکبار''، ''قرأۃ القارئین'' اہم ہیں۔ حدیث وسیرت میں ''سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث'' اور ''خزائن النبوۃ'' کا تذکرہ ملتا ہے۔ فقہی ذوق، جو آپ کو اپنے والد سے عنایت ہوا تھا، ''فیض العام''، ''بدائع الشرائع اسرار الجمعہ'' اور ''رسالہ نفی الاشارۃ فی الصلوۃ'' اس ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ دینی علوم پر آپ کی تصانیف کا یہ اجمالی تذکرہ بہر صورت آپ کے علمی وفکری

Marfat.com

رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے اپنے زمانہ کی ضروریات کی تکمیل کے لیے قلم و قرطاس سے اپنے رشتہ کو جوڑے رکھا۔

آپ کے خاندان نے برصغیر میں علم تصوف کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ مشرق و مغرب میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت اور عالم عرب میں فروغ (۱۵) میں آپ کا ایک اہم اور نمایاں کردار ہے۔ آپ اپنے والد کے سجادہ نشین تھے اور اپنے چچا، خواجہ محمد معصوم کے فیض یافتہ بھی۔ آپ کے تربیت یافتہ افراد میں ایک بہت ہی نمایاں نام محمد عابد سنامی (۱۶) کا ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں (۱۷) محمد عابد سنامی (۱۸) کے مرید تھے۔ تفسیر مظہری کے مؤلف قاضی ثناء اللہ (۱۹) اور معروف صوفی محمد خالد کردی (۲۰) کا تعلق اسی سلسلۃ النور سے ہے۔ ایک صوفی کی حیثیت سے دو باتوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ ایک وہ بشارتیں جو مشائخ سے آپ کو ملیں اور دوسرا علم تصوف پر آپ کی تصانیف۔ جہاں تک ان مختلف بشارتوں اور مختلف مجددی بزرگوں سے تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کا تعلق ہے اس کا ایک اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱) آپ کے والد نے آپ کو ولایت کبریٰ کی بشارت دی۔

(۲) آپ کے چچا خواجہ معصوم رحمہ اللہ نے آپ کو ولایت کبریٰ کے علاوہ صغریٰ، علیا، کمالات نبوت، حقائق اربعہ اور ان سے بھی بالا بشارتیں دیں۔

(۳) خواجہ معصوم رحمہ اللہ نے ہی آپ کو ''محمدی المشرب'' کی استعداد کی بشارت دی۔ (۲۱)

اگر آپ کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو ''سبیل الرشاد''، ''رسالہ لطائف''،

Marfat.com

''رسالہ نقشبندیہ''، ''رسالہ در بیان طریقۂ احمدیہ'' آپ کے صوفیانہ افکار کے مظہر ہیں۔ شیخ سے عقیدت ومحبت، تصوف کا جزو لاینفک ہے۔ اسی عقیدت کے اظہار کے لیے آپ نے ''الجنات الثمانیہ'' کے علاوہ ''خیر الکلام''، ''رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ''، ''شرح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ'' اور اپنے والد کی سوانح عمری ''لطائف المدینہ'' لکھی۔ آپ کے صوفیانہ افکار کے آئینہ دار وہ خطوط بھی ہیں جو ہمیں نقشبندی سلسلہ کے مختلف مجموعہ ہائے مکاتیب میں ملتے ہیں۔ (۲۲) ان خطوط کے مطالعہ سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی ذات علمی اور عملی اعتبار سے مجددی طرز تصوف کے محاسن کا مجموعہ تھی۔ شیخ ابوالرضا محمد سے آپ کی مکاتبت صوفیانہ طرز تحریر کی عمدہ مثال ہے۔ (۲۳)

درج بالا سطور سے شاید کوئی یہ اندازہ لگائے کہ آپ ایک خشک ملا و زاہد تھے۔ حقیقت میں ایسا نہیں۔ آپ نہایت عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ فارسی اور ریختہ (۲۴) میں آپ کی شاعری کے نمونے دستیاب ہیں ''وحدت'' اور ''گل'' آپ کے تخلص تھے اور خواجہ معصوم آپ کے اشعار کو ''رنگین'' قرار دیتے۔ شاعری میں ''خیابان وحدت'' اور ''دیوان وحدت''، نامی شعری مجموعے آپ کی یادگار بتائے جاتے ہیں۔ درحقیقت آپ نے آنے والے دور میں اُردو شاعری کو مقصدیت ومعنویت سے معمور کرنے کے لیے ایک نئے دبستان کی بنیاد رکھی جس کو مظہر جان جاناں نے پروان چڑھایا۔ نقشبندی شعرا میں شعر تفنن طبع کا ذریعہ نہیں بلکہ فکر واحساس کی سچائی کا اظہار ہے۔ (۲۵) اسی لیے میر محمدی مائل دہلوی نے شیخ عبدالاحد وحدت کو ''استاد شعر ریختہ'' (۲۶) کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ

Marfat.com

کی فکر سے جس شعری ادب نے جنم لیا اس میں مظہر جان جاناں کے علاوہ شیخ سعد اللہ گلسن، (ان کے شاگرد) ولی دکنی، نقی سرہندی، انعام اللہ خاں یقین، ولی اللہ اشتیاق شامل ہیں۔

آپ کی فارسی اور ریختہ میں شاعری سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

شب خیال طرہ شوخی بدل پیچیدہ و رفت
ساعتی ہمچوں شب قدر از بزم جوشید و رفت
خانہ زیں است دنیا عیش و پا در رکارب
شہسوار است آنکہ آرزوی زود دامن چیدہ و رفت (۲۷)

خوش کن لمحات والی رات گذر گئی ہے، وہ لمحے شب قدر کی طرح رخصت ہو گئے ہیں۔ اس دنیا میں اس طرح زندگی گذاریے کہ آخرت کے سفر کے لیے تیار رہیں۔ بہترین سوار وہ ہے جو جلدی اپنا رخت سفر باندھے۔

خواجہ سعید رحمہ اللہ (اپنے والد گرامی قدر) کے وصال پر یہ اشعار (مادۂ تاریخ) کہے:

سال رحلت بیابی از خوانی
رفت قطب زماں سعید ازل (۲۸)

درج ذیل جملے سے سال رحلت کا عدد نکلتا ہے:

رفت قطب زماں سعید ازل

۶۸۰ + ۱۱۱ + ۹۸ + ۱۴۴ + ۳۸ = ۱۰۷۱

اپنے والد کے وصال کے بعد چچا، خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے پاس آئے تو یہ اشعار کہے:

Marfat.com

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حسابی کم و بیش را(۲۹)

میں نے خود کو آپ کے حوالے کر دیا پھر کمی بیشی آپ بہتر جانتے ہیں۔

ریختہ جو اُردو زبان کی ابتدائی شکل ہے، میں ایک غزل یہ ہے:

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے
نکل ہی جب گیا تن سوں تو پھر اپنا بگانا ہے
مسافر توں ہے اور دنیا سرائے، بھول مت غافل
سفر ملک عدم آخر تجھے در پیش آنا ہے
لگاتا ہے عبث دولت پہ کیوں دل کوں کہ اب ناحق
نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز، یہاں سب چھوڑ جانا ہے
نہ بھائی بند ہے کوئی، نہ یار و آشنا کوئی
ٹک اک جو غور سے دیکھو تو مطلب کا زمانہ ہے
لگاؤ یاد میں اس کی نجات اپنی اگر چاہے
عبث دنیا کے دھندے میں ہوا گل کیوں دوانا ہے(۳۰)

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے آپ کی شخصیت علوم وفنون کے اعتبار سے کثیر الجہت تھی۔ میر صفر احمد معصومی نے ''فصیح بیان شاعر'' اور ''فقیہ عارف'' کے القابات سے آپ کو خراج عقید پیش کیا(۳۱) تو آپ کے چچا زاد بھائی خواجہ محمد نقشبند نے آپ کے عالمانہ اور عارفانہ مقام ومرتبہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''ہمارے آباؤ اجداد میں جتنا کچھ علم ومعرفت اللہ نے الگ الگ

Marfat.com

لوگوں کو عطا کیا تھا وہ سب کچھ اگر ایک عالم میں دیکھنا چاہیں تو
صرف شیخ عبدالاحد کی ذات بابرکات تھی۔'' (۳۲)

الجنات الثمانیہ

الجنات الثمانیہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے احوال و آثار پر حرمین شریفین کے سفر میں ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء یا ۱۱۰۹ھ/۱۶۹۷ء کو تحریر کی گئی، یہ تحریر بنیادی طور پر علمائے عرب کے لیے لکھی گئی۔ اس کا تعارف غالباً پہلی مرتبہ ''Contribution of Shaykh Ahmad Sirhindi to Islamic Thought'' کے عنوان سے ہونے والے سیمینار میں (۳۳) عبدالباری (۳۴) کے اس موضوع پر مقالہ میں سامنے آیا۔ (۳۵) یہ کتاب دراصل شیخ عبدالاحد کے سات عربی رسائل کے مجموعہ موسوم بہ ''مجموعہ رسائل'' کا ایک حصہ ہے۔ جو شیفتہ کولیکشن (۳۶) نمبر 65/72 عربی، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا میں موجود ہے۔ یہ کتاب کل ۶۴ راوراق پر مشتمل ہے جو خط نستعلیق میں لکھے گئے ہیں۔ مخطوطہ پر سن تحریر اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ غالباً اس مخطوطہ کا کوئی دوسرا نسخہ موجود نہیں۔ مجھے یہ نسخہ میرے نہایت ہی محسن ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی (۳۷) کے توسط سے ملا۔

غالباً مصنف نے جنت کے آٹھ دروازوں والی حدیث کے پیش نظر اس کتاب کا نام ''الجنات الثمانیہ'' رکھا ہے۔ ان آٹھ ابواب کی تعلیمات اسلامی فکر کی تشریح و وضاحت ہے ان پر عمل جنت میں داخلہ کا سبب ہوسکتا ہے۔ ابتدا میں مقدمہ

Marfat.com

اور آخر پر خاتمہ اور حسن خاتمہ اس کے علاوہ ہیں۔ مقدمہ میں اس کتاب کی تالیف کا سبب، بنیادی مآخذ اور ابواب کی تفصیل بیان کی ہے۔ مقدمہ کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

سبحانک یا من بعث علی رأس کل مائة سنة من هذه الأمة من یجدد لها دینها وزاد فی کل اٰن وشأن بشموس الهدایة ونجوم الکرامة تنویرها وتنزیهها. صلّ وسلم وبارک وکرّم علی سیّد الأنام وصحبه الکرام ما راکع راکع بالحجر وخشع خاشع بالمقام.

أما بعد فیقول أضعف البریة عبدالأحد بن الشیخ محمد سعید خازن الرحمة الصمدیة قدس نفسه العلیة انی لمّا فزت بزیارة الحرمین الشریفین زادهما اللّٰه أبهة وکرامة مع امام العصر وقطب الزمان الشیخ محمد نقشبند خلف قدوة العارفین غوث الواصلین الشیخ محمد معصوم قدس سرهٗ وتشرّفتُ بادراک صحبة الکرام فیهما التمس جمع منهم أن أؤلف رسالة مشتملة علی أحوال جدی المجدد للألف الثانی القطب الربانی الشیخ أحمد العمری النقشبندی السرهندی قدسنا اللّٰه

Marfat.com

بسره السامی حیث تکون تذکرة.

درود پاک میں خاشع کا لفظ استعمال کیا۔اس سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ان الفاظ کا انتخاب آپ کے ادبی ذوق کا مظہر ہے۔

آٹھوں ابواب اور ان کے مندرجات کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

پہلے باب میں ان بشارتوں کا تذکرہ ہے جو آپ کی ولادت سے پہلے دی گئیں یہاں مصنف نے حدیث صلہ، بعض اولیاء کے اقوال اور خواب نقل کیے ہیں۔

دوسرے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک آپ کا نسب نامہ اور تاریخ ولادت مذکور ہے۔

تیسرے باب میں آپ کے نقشبندی، قادری اور چشتی مشائخ کے شجرہ ہائے طریقت نقل کیے گئے ہیں۔

چوتھا باب مختلف علوم وفنون جیسے حدیث، علم القراءۃ اور فقہ کی اسانید پر مشتمل ہے۔

پانچویں باب میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ ہے۔

چھٹے باب میں وفات سے قبل اور بعد کی کرامات نقل کی گئی ہیں، ساتھ ہی کرامات کے بارے میں مختصراً آپ کا نکتہ نظر بھی بیان کیا ہے۔

ساتویں باب میں شیخ احمد سرہندی کی تصانیف سے بعض اقتباسات اور آپ کے مکاشفات ومبشرات درج ہیں۔اس باب میں بعض فارسی عبارات بھی ہیں۔

آٹھویں باب میں آپ کے کلام پر معاندین ومخالفین اور محبین کو جو اشکالات، الجھنیں یا غلط فہمیاں پیش آئیں ان کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔اس اعتبار

Marfat.com

سے یہ باب جتنا ماضی کے لیے اہم تھا حال کے لیے اس سے زیادہ اہم ہے۔

خاتمہ اور حسن خاتمہ میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں آپ سے تعلق ومحبت رکھنے والے احباب کی آراء، تاثرات، واقعات درج کیے ہیں۔ حسن خاتمہ میں مؤلف نے اپنا خواب نقل کیا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے لیے جنت اور کئی لوگوں کی شفاعت کی بشارت درج کی ہے۔ اختتامی کلمات نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام ہیں۔

اس کتاب کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ مصنف نے عرب دنیا میں شیخ احمد سرہندیؒ کی شخصیت پر ایک جامع اور مختصر تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، اس زمانے میں عرب میں آپ کے خلاف پیدا کیے جانے والے شکوک وشبہات کے ازالے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ مصنف نے پرزور علمی دلائل سے شیخ احمد سرہندی کے افکار کی وضاحت اور وکالت کی ہے۔

الجنات الثمانیہ کے بنیادی مآخذ:

اس مخطوطہ کے مطالعہ سے اس کے درج ذیل مآخذ کی بآسانی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

(۱) مکتوبات امام ربانی رحمہ اللہ

(۲) مبدأ ومعاد از شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

(۳) مکتوبات سعیدیہ

(۴) زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی

Marfat.com

(۵) حضرات القدس از بدرالدین سرہندی

البجنات الثمانیہ کے چند امتیازات:

جس سفر میں یہ کتاب تالیف ہوئی شیخ محمد نقشبند ابن خواجہ محمد معصوم ابن شیخ احمد سرہندی کے علاوہ بہت سے دیگر اہل علم حضرات بھی موجود تھے، یقیناً اس کے مندرجات کے حوالہ سے ان سب کی تائید و معاونت شیخ عبدالاحد کو حاصل رہی ہوگی۔

اس دور میں عموماً برصغیر میں تالیفات و تصانیف کی زبان فارسی تھی۔ شیخ عبدالاحد کا اس کو عربی میں تحریر کرنا مجددی فکر کو عالمی جہت عطا کرتا ہے اور عالم عرب میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے افکار سے متعلقہ غلط فہمیوں کی نوعیت کو بھی واضح کرتا ہے کہ ان غلط فہمیوں کی اصل بنیاد آپ کی فکر کی صحیح ترجمانی نہ ہوسکنا ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کی بعض ایسی تصانیف کا تذکرہ بھی کرتی ہے جو ہمیں دوسرے ذرائع سے مستند معلوم نہیں ہوئے تھے۔

شرح المقاصد، شرح المواقف اور بیضاوی کے حواشی۔ شیخ عبدالاحد ان کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اور آپ کی تعلیمی و تدریسی مشغولیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

وغیر هذا احواش جليلة على اوراق الكتب فى حل المشكلات ورد الشبهات على شرح المقاصد والعضدى وشرح المواقف والبيضاوى وغيرها من

Marfat.com

عجائب أمره وغرائب شانه انه فرغ من تحصيل العلوم العقلية والنقلية واشتغل بالتدريس والتعليم وحل المواد المغلقة وفتح الابواب المشكلة وهو ابن سبعة عشر سنة. (الجنة الخامسة)

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شاہ جہاں نے شیخ میرک سے پوچھا کہ سلطان روم کو ہندوستان کی بے مثال چیزوں میں سے کیا تحفہ بھیجا جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ سلطان روم کو مکاتیب امام ربانی ارسال کیے جائیں ان کی مثال دنیا میں موجود نہیں۔ (الجنۃ الخامسۃ)

اس سے یہ بات بآسانی کہی جاسکتی ہے کہ سرہند پر مختلف حملوں کے دوران شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا بہت سا کام، جس کو مکتوبات کی طرح جمع کرنے یا نقلیں تیار کروانے کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا ضائع ہوگیا۔

زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مؤلفین، شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے مرید ضرور تھے خاندان کے افراد نہ تھے۔ غالباً یہ خاندان کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے جد امجد کے احوال وافکار کو ایک مربوط انداز میں بیان کیا۔ حسن ترتیب میں یہ کتاب اپنے ان دونوں بنیادی مآخذات سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعے مجددیہ سلسلہ کی بعض نایاب کتب جیسے لطائف المدینہ، برہان جلی (۳۸) حسنات الحرمین (۳۹) کے نام بھی سامنے آئے ہیں۔

Marfat.com

سوانح نگاری میں شیخ عبدالاحد کا اسلوب

سوانح نگاری پر شیخ عبدالاحد کی دو اہم کتابیں ہیں ایک لطائف المدینہ اور دوسری الجنات الثمانیہ۔

لطائف المدینہ اس وقت کی تصنیف ہے جب آپ کی عمر ۱۷، ۱۸ سال تھی اور دوسری کتاب اس وقت تحریر کی جب عمر ۵۰ یا ۶۰ سال کے قریب تھی۔ مگر دونوں کتب حرمین شریفین کے تبرکات ہیں اور دونوں کی زبان عربی ہے۔ دونوں کتابوں کا اسلوب تحریر ایک ہی ہے۔ دونوں میں مؤلف نے اپنے مندرجات کی ابواب بندی کی ہے اور مقدمہ میں اس ابواب بندی کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ ''لطائف المدینہ'' میں ابواب کو ''مقالات'' اور ''الجانت الثمانیہ'' میں ''الجنۃ'' سے تعبیر کیا ہے۔ یہ فرق مؤلف کے ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ دونوں کتابوں کا اختتام خاتمہ پر ہوتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف کی Hagiography کے اسلوب میں مقدمہ، ابواب بندی، ابواب بندی میں حسن ترتیب اور خاتمہ جسے نتیجہ بحث کہا جا سکتا ہے شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مؤلف صوفیہ کے عام تذکروں کی طرح صرف کرامات کے بیان پر ہی اکتفا نہیں کرتے ان کی علمی وفکری جہات کو بھی واضح کرتے ہیں۔

الجنات الثمانیہ پر تحقیقی کام:

۱۔ راقم نے پوسٹ ڈاکٹریٹ کے لیے جس Research Project کا انتخاب کیا وہ شیخ عبدالاحد کی کتاب ''الجنات الثمانیہ'' تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر مونا صدیقی، ڈائریکٹر، سنٹر فار دی سٹڈی آف اسلام، یونیورسٹی آف

Marfat.com

گلاسگو، گلاسگو کی زیرنگرانی ہونے والے اس کام میں درج ذیل امور پر توجہ دی گئی ہے:

(الف) مخطوطہ کا انگریزی ترجمہ، اس کتاب کا چونکہ کوئی دوسرا نسخہ تا حال دستیاب نہ ہوسکا، اس لیے بعض مقامات پر جملوں کے ربط کو سمجھنے کے لیے دقت پیش آئی لیکن یہ صرف چند مقامات ہیں۔ علاوہ ازیں شخصیات کے القابات جو مخطوطہ میں موجود تھے انگریزی ترجمہ سے حذف کردیے گئے۔

(ب) اصل مآخذ کی تلاش اور ان کے حوالہ جات

(ج) احادیث اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے مگر ان کی تخریج کی گئی ہے۔

(د) حضرت شیخ احمد سرہندی کے افکار کا مختصر تعارف

(ہ) مؤلف ''الجنات الثمانیہ'' شیخ عبدالاحد کے احوال حیات اور اس کتاب کے مندرجات کا تعارف

۲۔ اس مخطوطہ کو صاحبزادہ بدرالسلام صدیقی نے خانقاہ سلطانیہ جہلم سے تحقیق و تعلیقات کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کا عکس ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے باقیات جہان امام ربانی رحمہ اللہ، جلد: ۲، ص: ۴۰۹۔۵۰۰ میں شائع کردیا ہے۔

۳۔ باقیات جہان امام ربانی رحمہ اللہ کی اسی جلد میں (ص: ۵۰۳۔۵۸۸) مفتی محمد علیم الدین نقشبندی کا اُردو ترجمہ بھی شامل اشاعت ہے۔

Marfat.com

حیات شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کے مآخذ:

شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کے احوال وآثار پر مختلف کتب میں منتشر مواد موجود ہے۔ ایک مرتب سوانح عمری کی صورت میں ابھی تک کوئی کتاب سامنے نہیں آئی۔ بہرصورت اس کے لیے جن مآخذ کا سہارا لیا جا سکتا ہے ان میں درج ذیل کتب شامل ہوسکتی ہیں۔

مکتوبات سعیدیہ، مکتوبات معصومیہ، وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول، گلشن وحدت، روضۃ القیومۃ، مقامات معصومی، ہدایہ احمدیہ، انفاس العارفین، مقامات مظہری، حسنات المقربین، عمدۃ المقامات، مرأۃ العالم۔ فارسی ادب بعہد اورنگزیب، تاریخ ادب اُردو، خزینۃ الاصفیاء، دانش نامہ ادب فارسی، انساب الانجاب۔

حواشی

۱۔ کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مکتبہ انوار مدینہ، سیالکوٹ، ۱۴۰۷ھ، ص: ۴۱۶/ بدر الدین سرہندی، علامہ، حضرات القدس، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۴۰۳ھ، جلد ۲، ص: ۲۵۳

۲۔ معصوم سرہندی، خواجہ، مکتوبات معصومیہ، ادارہ مجددیہ، کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ۳

۳۔ حضرات القدس، جلد دوم، ص: ۲۵۳

۴۔ زبدۃ المقامات، ص: ۴۱۶

۵۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۳

۶۔ سیر وسلوک سے متعلق آپ کی بلند نگاہی کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

باقی باللہ، خواجہ، مکتوبات (قلمی) (عکس)، کتب خانہ جامعہ ریاض العلوم فیصل آباد، ص:۵۹

مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۹، ۲۹۶، ۳۱۱۔ دفتر دوم: مکتوب ۳، ۷۱، ۹۱۔ دفتر سوم: مکتوب ۴۶، ۴۸، ۶۱، ۷۳، ۷۷، ۸۸، ۹۳۔ دفتر دوم (مکتوب ۵۵، ۹۸) اور دفتر سوم (مکتوب ۲، ۴۳، ۶۴، ۷۸، ۸۲، ۸۵، ۱۰۴) آپ کے بھائی خواجہ محمد معصوم کے یہ مکاتیب تصوف میں آپ کے مقام ومرتبہ کے عکاس ہیں۔

مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب: ۱، ۳

۷۔ ملاحظہ فرمایئے سعید احمد، خواجہ، مکتوبات سعیدیہ، مرتب: خواجہ محمد فرخ، لاہور، ۱۳۸۵ھ

مکتوب نمبر ۳۸، بنام شیخ ابراہیم، مدرس مدینہ منورہ

مکتوب نمبر ۸۷، بنام امام اسمٰعیل والیٔ یمن

مکتوب نمبر ۶۸، بنام علمائے الحرمین الشریفین

مکتوب نمبر ۸۵، بنام شیخ احمد تبری خطیب مدینہ منورہ

۸۔ مکتوبات کی عمومی زبان فارسی ہے۔ بعض مکاتیب فارسی اور عربی میں لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں صرف عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی ملتے ہیں۔ درج ذیل مکاتیب ملاحظہ فرمائیں:

مکتوب نمبر: ۷، ۸، ۱۶، ۲۹، ۳۰، ۸۶، ۸۹

شیخ محمد کے نام (مکتوب: ۹۷) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب اور حاسدین کے شبہات کے رد میں لکھا گیا۔

عربی زبان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر یہ طویل خط (ص: ۱۵۸۔۲۱۴) اس موضوع

Marfat.com

کے ہر پہلو کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۹۔ بادشاہ وقت اورنگزیب عالمگیر کے نام آپ کے درج ذیل ۹ مکاتیب ہیں

مکتوبات سعیدیہ، مکتوب نمبر ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۴۶، ۶۵، ۶۶، ۸۲، ۸۴، ان میں ۵ مکاتیب اس کے زمانہ شہزادگی کے ہیں۔ ان خطوط میں آپ نے اسے ہندوستان میں اسلام کی زبوں حالی، اس کی ذمہ داریوں اور ترویج شریعت سے متعلق آگاہی دی ہے۔

شیخ محمد سعید کا وصال ۲۷ جمادی الآخرا ۱۰۷۱ کو دہلی سے سرہند جاتے ہوئے سنبھالکہ کے مقام پر ہوا۔ آپ کے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق کے ساتھ آپ کو سرہند میں دفن کیا گیا۔ آپ خازن الرحمۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

زبدۃ المقامات، ص: ۴۱۵۔۴۲۷

حضرات القدس، جلد ۲، ص: ۲۵۲۔۲۸۰

روضۃ القیومیۃ، جلد اول، ص: ۴۶۳۔۴۷۰

شیخ عبدالاحد بن خواجہ محمد سعید نے آپ کے حالات پر ''لطائف المدینہ'' کے نام ۱۰۶۷۔۱۰۶۸ میں لکھی۔ یہ عربی نثر میں ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی میں ۱۰۵۶/۲۔۱۹۵۷:N.M کے تحت محفوظ ہے۔ اس مخطوطہ کا ملخص اُردو ترجمہ مع تعلیقات حوزۂ نقشبندیہ، لاہور سے ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں محمد اقبال مجددی نے شائع کیا۔

۱۰۔ شیخ محمد سعید کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں شیخ عبدالاحد کا

Marfat.com

پانچواں نمبر ہے۔ تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۔ شیخ عبدالاحد کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

عمر الفاروق > عاصم > حفص > عمر > عبداللہ > ناصر > ابراہیم > اسحاق > ابوالفتح > عبداللہ (اکبر) > عبداللہ (الواعظ الاصغر) > مسعود > سلیمان > محمود > نصیر الدین > شہاب الدین علی فرخ شاہ > یوسف > احمد > شعیب > عبداللہ > اسحاق > یوسف > سلیمان > نصیرالدین > نور الدین > امام رفیع الدین > حبیب اللہ > محمد > عبدالحی > زین العابدین > عبدالاحد > شیخ احمد سرہندی > خواجہ محمد سعید > شیخ عبدالاحد، گویا ۳۳ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

۱۲۔ اقبال مجددی، محمد، مقامات معصومی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۱۴۳

۱۳۔ شیخ احمد سرہندی نے مکتوبات میں ایک جگہ اخوند سجاول کا ذکر کیا ہے۔ (احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، ادارہ مجددیہ کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ۹۱)

مکتوبات معصومیہ میں بھی ایک خط ان کے نام موجود ہے۔ (دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷)

مجددی خاندان کے اکثر احباب ان کے استاد ہیں۔ فقہ کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شرح وقایہ کا فارسی ترجمہ اور ہدایہ کی شرح کے علاوہ مسائل ضروریہ کے نام سے تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے۔ (مقامات معصومی، جلد ۴، ص: ۳۸۹۔۳۹۱)

حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں مقامات معصومی، جلد اول، ص: ۶۱۹۔۶۲۱

۱۴۔ محمد اقبال مجددی نے لطائف المدینہ کے مقدمہ میں ان کتب کی تفصیلات بڑی محنت

Marfat.com

سے اکٹھی کی ہیں۔ اقبال مجددی، محمد، مقدمہ لطائف المدینہ، حوزہ نقشبندیہ، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۴۵۔۶۱

کتب کی تفصیلات کے لیے درج ذیل مآخذ بھی ملاحظہ فرمائیں:

محمد احسان سرہندی، روضۃ القیومیۃ، مکتبہ نبویہ، لاہور، جلد ۳، ص: ۵۶

روضۃ القیومیۃ، جلد ۴، ص: ۱۲۴

مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۵۳۸

عبدالحئ، مولانا، نزھۃ الخواطر (اُردو) دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۶ء، مترجم انوار الحق قاسمی، جلد ۶، ص: ۱۸۷۔۱۸۸

ضزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، جلد ۲، ۴، ۷

حسن انوشہ، دانش نامہ ادب فارسی، ادب فارسی درشبہ قارہ، تہران، ۱۳۸۰، ص: ۲۶۵۶۔۲۶۵۷

۱۵۔ غلام سرور، لاہور، مفتی، خزینۃ الاصفیاء، انصاری کتب خانہ، جلد اول، ص: ۶۶۲۔۶۶۳

۱۶۔ مقامات مظہری، ص: ۲۴۸۔۲۵۲

۱۷۔ شیخ مظہر جان جاناں (م: ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ ہیں۔ ان کے احوال، شاہ غلام علی دہلوی نے مرتب کیے۔ ان کے اُردو ترجمہ اور تعلیقات کا کام محمد اقبال مجددی نے کیا ہے۔

۱۸۔ خالد کردی شاہ غلام علی دہلوی کے نامور خلیفہ ہیں۔ مغرب کے اہل علم میں نقشبندی سلسلہ کے معروف صوفیہ میں سے ایک ہیں۔

۱۹۔ قاضی ثناء اللہ کی شخصیت وسوانح پر تحقیقی مقالہ بعنوان ''تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی''

Marfat.com

لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۰۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷

۲۱۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۷

۲۲۔ ملاحظہ فرمایئے:

مکتوبات سعیدیہ، مکتوب: ۱۷، ۲۱، ۳۶، ۴۲، ۸۶

مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۱۹، دفتر سوم، مکتوب: ۲، ۱۴، ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۴۸

۲۳۔ انفاس العارفین، ص: ۱۹۲، ۲۲۵

۲۴۔ اُردو زبان کی قدیم ابتدائی شکل ریختہ کہلاتی ہے۔

۲۵۔ جالبی، جمیل احمد، تاریخ ادب اُردو، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۷ء، جلد۲، ص: ۱۲۴

۲۶۔ تاریخ ادب اُردو، جلد۲، ص: ۱۲۴/ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمایئے، نجم الاسلام، دین وادب، ادارہ اُردو، حیدرآباد، ۱۹۸۹ء، ص: ۹۹، ۱۱۸، ۱۱۶/ تذکرہ روز روشن، ص: ۶۹۰

۲۷۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۵۴۱

۲۸۔ مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰

۲۹۔ مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰

مزید اشعار کے لیے اسی جلد کا ص: ۲۲، ۵۳۳، ۵۴۳ ملاحظہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں صباء، مولوی محمد مظفر حسین، تذکرہ روز روشن، تصحیح وتحشیہ محمد حسین دکن، انتشارات کتاب خانہ رازی، تہران، ۱۳۴۳، ص: ۶۹۱

۳۰۔ تاریخ ادب اُردو، جلد۲، ص: ۱۲۳

Marfat.com

۳۱۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص:۲۲

۳۲۔ قاسمی، احمد ندیم، (مدیر) سہ ماہی ''فنون'' لاہور، شمارہ۲، جلد۴، دسمبر ۱۹۶۶ء، ص:۲۴۲، محمد اکرم چغتائی کا مضمون بعنوان ''مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ''، ص: ۲۳۷، ۲۴۵

۳۳۔ یہ سیمینار ۱۹/۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء کو علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا کے شعبہ اسلامیات کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اُردو زبان میں ۱۲/اور انگلش کے ۹ مقالات علیحدہ علیحدہ جلدوں میں ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئے۔ فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات (سیمینار مقالات)، عبدالعلی اور ظفر الاسلام، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ، ۲۰۰۵ء۔

Abdul and Zafar ul Islam, Contribution of Shaikh Ahmad Sirhindi to Islamic thought (seminar papers), Institute of Islamic Studies Aligarh, 2005.

محمد اقبال مجددی نے لطائف مدینہ میں اس مخطوطہ کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ انہوں نے یہ مخطوطہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۹ء کو دیکھا۔ مگر محمد اقبال مجددی کی تحقیقات اس سیمینار کے بعد شائع ہوئیں۔

۳۴۔ سابق صدر شعبہ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا، آج کل نیو سرسید نگر علی گڑھ میں مقیم ہیں۔

۳۵۔ فکر اسلامی میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات، ص:۱۹۸، ۲۰۳

جناب عبدالباری نے اس مضمون میں لکھا کہ اس سفر میں شیخ محمد معصوم رحمہ اللہ، شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ یہ مقالہ نگار کا سہو ہے۔ بلکہ شیخ محمد معصوم رحمہ

Marfat.com

اللہ کے بیٹے خواجہ محمد نقشبند رحمہ اللہ ہمراہ تھے۔ اس کے لیے ''البجنات الثمانیہ'' کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیے۔

۳۶۔ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کو نقشبندی سلسلہ میں خصوصی محبت تھی۔ شاہ ابوسعید، شاہ احمد سعید سے استفادہ کیا اور شاہ عبدالغنی مجددی سے خلافت حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں فوت ہوئے۔ اس سلسلہ میں خاص عقیدت و محبت کی وجہ سے ان کی collection میں سلسلہ عالیہ سے نایاب کتب موجود ہیں۔ تذکرہ گلشن بہار، ص: ۳۲/ مقامات خیر، ص: ۲۱۹

شیفتہ، نواب محمد مصطفیٰ خان، تذکرہ گلشن بہار، (مرتب: کلب علی خاں فائق) مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۳ء، ص: ۳۲

زید فاروقی، شاہ ابوالحسن، مقامات خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی، ۱۹۸۹ء، ص: ۶۱۹

۳۷۔ سابق ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا

۳۸۔ اس کتاب کا پورا نام ''البرھان الجلی فی فضل الذکر الخفی'' ہے۔ تاحال غیر مطبوعہ ہے۔

۳۹۔ یہ خواجہ محمد معصوم کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اصلاً عربی زبان میں تھے لیکن محمد اقبال مجددی نے ان کے فارسی متن کے ترجمہ و تعلیقات کو ۱۹۸۱ء میں شائع کروایا۔

Marfat.com

اُردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار

شعر انسانی جذبات واحساسات کے اظہار کا ایک عمدہ اظہار ہے۔ نثر میں ایسے افکار کو ڈھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اقبال کو شاید اسی وجہ سے شہرت شاعر کی حیثیت سے ملی نہ کہ نثر نگار کی حیثیت سے۔ صوفیہ بھی نہایت لطیف جذبات اور خیالات کے مالک ہوتے وہ قلبی واردات کے لیے شعر ہی کو وسیلہ بناتے ہیں۔ رومی کی شاعری اس کا بیّن ثبوت ہے۔

اُردو زبان میں صوفیانہ فکر کی آمیزش کے اسباب بیان کرتے ہوئے عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے:

''اُردو شاعری کی ابتدا دکن سے ہوئی جو نہایت قدیم زمانہ سے فقر وتصوف کا مرکز ہے، اسی لیے ابتدا ہی سے اس میں صوفیانہ خیالات کی آمیزش ہوگئی۔ قطب شاہ کے بعد عالمگیر کے زمانے میں اُردو شاعری نے زیادہ ترقی کی تو مستقل طور پر صوفیانہ لٹریچر کی بنیاد قائم کی گئی۔''(۱)

برصغیر میں نقشبندی مجددی سلسلہ سے وابستہ صوفیہ نے اُردو زبان کے شعری ادب کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس سلسلہ میں تصوف سے وابستہ مشائخ ومعتقدین نے اُردو زبان کے ارتقائی مراحل اور اس زبان کی نشو ونما میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

Marfat.com

ذیل میں اس سلسلہ سے وابستہ چند افراد کی خدمات کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔شیخ عبدالاحد (۱۰۵۰۔۱۱۲۶ھ/۱۶۴۰۔۱۷۱۴ء):

حضرت شیخ عبدالاحد وحدت فارسی اور ریختہ (اُردو) دونوں زبانوں کے شاعر تھے۔ بارہویں صدی ہجری میں لکھے جانے والے شعرا کے اکثر تذکروں میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔فارسی میں آپ کا تخلص وحدت اور ریختہ (اُردو و ہندی) میں گل تھا، آپ کے والد گرامی نے آپ کی خندہ روئی اور شگفتگی رخسار کے باعث کم سنی میں آپ کو ''گل'' کہہ کر مخاطب کیا تو عوام وخواص میں آپ اسی عرف سے مشہور ہو گئے۔(۲) مائل دہلوی نے آپ کے بارے میں کہا:

استاد شعر ریختہ گذرے ہیں شاہ گل
ہر اک کی شاعری کا ملا جن سے سلسلہ
گلشن نے ان سے فیض اٹھایا ہے مدتوں
جن کے چراغ سیتی ولی کا دیا جلا
پڑھتا ہوں شاہ گل کا میں ایک ریختہ ولے
دے داد اس سخن کی تو اب اس کی عاقلا(۳)

اس کے بعد آپ کی یہ غزل نقل کی ہے:

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے
نکل ہی جب گیا تن سوں تو پھر اپنا بگانا ہے
مسافر توں ہے اور دنیا سرائے، بھول مت غافل

Marfat.com

سفر ملکِ عدم آخر تجھے درپیش آنا ہے
لگانا ہے عبث دولت پہ کیوں دل کوں کہ اب ناحق
نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز، یہاں سے چھوڑ جانا ہے
نہ بھائی بند ہے کوئی، نہ یار و آشنا کوئی
ٹک اک جو غور سے دیکھو تو مطلب کا زمانہ ہے
لگاؤ یاد میں اس کی نجات اپنی اگر چاہے
عبث دنیا کے دھندے میں ہوا گل کیوں دِوانا ہے (۴)

ان اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر جمیل جالبی نقشبندی صوفیہ کی شاعری کی خصوصیات یوں لکھتے ہیں:

''اس غزل میں جو مزاج کی سنجیدگی نظر آتی ہے وہ نقشبندیہ سلسلے کے شعرا کی ایک خصوصیت رہی ہے۔ یہاں شعر تفنن طبع کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ فکر و احساس کی سچائی کا اظہار ہے۔'' (۵)

۲۔ حضرت مظہر جان جاناں (۱۱۱۳۔۱۱۹۵ھ/۱۷۰۱۔۱۷۸۰ء):

مرزا مظہر جان جاناں ہندوستان کے ان پانچ عظیم شعرا میں ہیں، جنہیں ایران کے مسلّم الثبوت اساتذہ کے مقابلے میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان پانچوں شاعروں کے نام یہ ہیں: امیر خسرو، فیضی، بیدل، مرزا مظہر اور غالب (۶)

فارسی کی طرح اُردو میں بھی آپ کی امامت و سیادت مسلّمہ حقیقت ہے۔ انہوں نے اپنے شعری عرفان سے اُردو غزل کو جن لسانی، جمالیاتی، تہذیبی اور معنوی

Marfat.com

بنیادوں پر استوار کیا وہ آج بھی اُردو غزل میں موجود ہیں۔اسی لیے مرزا مظہر کو ''نقاشِ اوّل'' کہا گیا ہے۔(۷)

مرزا مظہر جان جاناں نے بہت مختصر کلام یادگار چھوڑا ہے۔(۸) لیکن اس مختصر کلام میں بھی غزل کی دیومالا کا تانا بانا تیار ملتا ہے۔ان کی غزل میں عشق کی سرشاری اور طربناکی کے ساتھ ساتھ مستی کی کیفیات بھی موجود ہیں اور غزل کا مخصوص سوز و گداز بھی۔۔۔حضورِ عشق کی صحبتیں بھی ہیں اور عشق و عاشقی کی ثقافت بھی۔۔۔ اور ان سب مضامین کے اظہار کے لیے غزل کا تہذیبی سرمایہ فارسی کی تشبیہیں، استعارے اور علامتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ولی کے بعد شمالی ہند کی روایت میں یہ پہلا موقع ہے جب اُردو شاعری مکمل طور پر ایک نئے شعری اسلوب میں نمودار ہوتی ہے اور یہی مستقبل کی اُردو غزل کا اسلوب بن جاتا ہے:

گئی آخر جلا کر گل کے ہاتھوں آشیاں اپنا
نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا
نہ گل اپنا کیا میں نے نہ بلبل باغباں اپنا
چمن میں کس بھروسے باندھتا ہے آشیاں اپنا
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا

گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا
اس قدر جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا

Marfat.com

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار

اتنی فرصت دے کہ رخصت ہو لیں اے صیاد ہم
مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
کہاں ہم کو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

مرزا مظہر کے وضع کردہ شعری اسلوب کے بعد اُردو کی انفرادی شناخت کا تعیّن ہو جاتا ہے۔یہی وہ مقام ہے جب اُردو زبان مقامی لسانی روایت سے بلند اور منفرد ہو کر اپنے انفرادی وجود کا اعلان کرتی ہے اور ادبی تاریخ کے طالب علم کو یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ اس اعلان نامہ کے پیچھے مرزا مظہر جان جاناں کی ادبی شخصیت، جنالیاتی ذوق اور لسانی عرفان برابر موجود رہتا اور یہی مرزا مظہر کی سب سے بڑی ادبی خدمت بھی ہے۔(۹)

سید تبارک علی نقشبندی نے آپ کی اصلاحی کوششوں کی ایک فہرست مرتب کی ہے۔ان کے مطابق آپ کی کوششیں درج ذیل ہیں:

(۱) ہندی الفاظ پر فارسی الفاظ کو ترجیح دی گئی۔لہٰذا ولی کے زمانہ کے بہت سے

Marfat.com

لفظوں اور بندشوں سے زبان پاک کی گئی۔

(۲) فارسی الفاظ اور محاورات سے زبان اُردو کو مالا مال کیا۔

(۳) حسن و عشق کے معاملات نہایت خوبصورتی سے نئے ڈھنگ سے باندھے گئے۔

(۴) گل و بلبل شمع و پروانہ کے پردے میں حقیقی واقعات اُردو شاعری میں بیان ہونے لگے۔

(۵) صنعت ایہام اور لفاظی کے خارزار سے اُردو شاعری کو پاک کیا گیا۔

(۶) سریلی اور عمدہ بحروں کا رواج اُردو شاعری میں کیا گیا، جن کا استعمال اس سے قبل نہ تھا۔

(۷) نئی نئی تشبیہوں اور استعاروں اور صنعات کا استعمال کیا گیا کہ جس سے زبان کی خوبی میں چار چاند لگ گئے۔

(۸) نئی نئی اصناف سخن کا استعمال شروع کیا گیا واسوخت، مرثیہ، مخمس، ہجو، مربع، مستزاد

(۹) سوقیانہ اور مبتذل خیالات کے اظہار کا دروازہ اُردو شاعری میں بند کیا گیا۔ (۱۰)

آپ کے زیر اثر شاعروں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی (۱۱)، جس نے اُردو شاعری کو رفعت خیال اور شائستگی کا شعور بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ سید تبارک علی نقشبندی نے آپ کو فصحائے زمان و بلغائے عصر، مصلح اعظم، مجدد شاعری، اُردو اور دبستان دلّی کے امام جیسے القابات سے نوازا ہے۔ (۱۲)

آپ کے شاگرد دردمندان الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

Marfat.com

خدیو سخن مرزا جان جاناں
کہ حکم اس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اس کا ہے ذوالجلال سخن
کہ بندے ہیں اس کے سب ارباب فن
سب ارباب فن اس سے ہیں مستفید
کہ علم و ادب اس کے دونوں مرید(۱۳)

تصوف کی چاشنی سے لبریز آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سیں
مینا لگا ہے جب سیتی مجھ بے نوا کے ہاتھ

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہر

بہار آئی کھل آئے باغ بلبل پھول کر بیٹھی
دِوانوں کو کہو اس وقت کر لیویں علاج اپنا

الٰہی مت کسو کے پیش رنج و انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

Marfat.com

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
کہاں ہم کو دماغ و دل رہا ہے

تجلی کو گر تری پست و بلند ان کو نہ دکھلاتی
فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زمیں کیوں فرش ہو جاتی

اگر ملیے تو خفت ہے وگر دوری قیامت ہے
غرض نازک دماغوں کو محبت سخت آفت ہے

کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یا دلبر اپنے کی
کسی کا یار جب عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے(۱۴)

۳۔انعام اللہ خاں یقین (م ۱۱۶۹ھ/۵۶۔۱۷۵۵ء):

آپ شیخ عبدالاحد وحدت گل کے پوتے ہیں۔بقول جالبی:

''یقین نے اعلیٰ خاندان میں جنم لیا۔امارت میں آنکھ کھولی، مرزا مظہر کی تربیت نے ان کے جوہر کو نکھارا، مجدد الف ثانی کے روحانی فیض نے انہیں اُبھارا اور شروع ہی سے ایسی شاعری کی، جو اس دور کے باطنی تقاضوں کی خوشبو سے لبریز تھی۔''(۱۵)

یقین کی غزل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یقین کی غزل میں لطافت و شائستگی کے ساتھ ایک شگفتگی و

Marfat.com

شیرینی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ شاعری وصف وحسنِ محبوب تک محدود نہیں بلکہ عشق کے تجربات کو بیان کر رہی ہے۔ یقین کی غزل میں فارسی غزل کی طرح اہتمام کے ساتھ بات کو سجا کر بیان کرنے کی کوشش کا پتا چلتا ہے۔ الفاظ احساس وخیال کے ساتھ مربوط وہم آہنگ ہیں۔ یہاں ایسی بحریں اور زمینیں ملتی ہیں جو نہ صرف منتخب ہیں بلکہ اس سے پہلے اُردو میں استعمال نہیں ہوئیں۔ زبان میں فارسیت بڑھنے کے باوجود عام بول چال کی زبان سے اس کا گہرا تعلق قائم ہے۔ مثلاً یقین کی یہ غزل دیکھیے:

خدا کی بندگی کہیے اسے یا عشق معشوقی
یہ نسبت ایک ہے سو سو طرح تعبیر کرتے ہیں

روداد محبت کی مت پوچھو یقیں مجھ سے
کچھ خوب نہیں سننا افسوں ہے یہ افسانہ

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قیامت آپ پہ اس قد سے لا چکے ہم تو
کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

Marfat.com

گریباں چاک کرنے سے ہمارے تجھ کو کیا ناصح
ہمارا ہاتھ جانے اور ہمارا پیرہن جانے

گذر جا وصل سے گر ہجر میں دیکھے رضا اس کی
محبت میں یقیں لیتا ہے نامِ مدعا کوئی

یقیں کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا
یہ دیوانہ تو کچھ ایسا نہ تھا بیمار، کیا کہیے

یقین کے اشعار میں لطف ضرور ہے مگر جب ہم میر و درد کے ساتھ آج ان کا کلام پڑھتے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا لطف نہیں ملتا جو ایک خاص نظر اور خاص عالمِ تخیل کا پتا دے۔ان کے ہاں تخلیقی آگ اس طرح روشن نہیں ہوتی جس طرح میر کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔ ان کے دیوان میں کوئی احساساتی یا فکری تجربہ ایسا نہیں ملتا جسے آج ہم یقین سے مخصوص کر سکیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ تاریخ میں یقیناً بہت اہمیت رکھتا ہے۔میر نے یقین کے اسی ادھورے پن کو نہ صرف مکمل کر دیا بلکہ اس چشمے کو اپنے دریا میں جذب کر کے اپنا پاٹ بڑا کر لیا۔اسی لیے میر کے شعر وردِ زبان ہو گئے اور یقین کا کوئی شعر زبان پر نہ چڑھ سکا۔آج ہم ''دیوان یقین'' کو دیکھتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ آخر اس میں ایسی کون سی خصوصیت تھی کہ یقین کی شاعری کی سارے عالم میں دھوم مچ گئی تھی لیکن تاریخی تناظر میں دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یقین نئی شاعری کی روایت کے ابراہیم علیہ السلام اور میر اس روایت کے آخری پیغمبر ہیں۔ تاریخ

Marfat.com

ادب میں ان کی یہی اوّلیت اور یہی اہمیت ہے۔

حق کو یقیں کے یاروں برباد مت دو آخر
تم نے سخن کی طرزیں اس سے اڑائیاں ہیں

مرنے کی طرح میں نے جو یہ اختیار کی
دیکھا تو زندگی میں مزا کچھ رہا نہ تھا

دل میں زاہد کے جو جنت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا

خفیف مجھ سے الجھ کر عبث ہوا واعظ
کہ میں تو مست تھا کیا اس کو بھی شعور نہ تھا(۱۶)

یقین کے اُردو شاعری میں لافانی کارناموں کے حوالہ سے، ڈاکٹر انور صابر کا یہ تبصرہ بجا طور پر صحیح ہے ''انعام اللہ یقین نے مرزا مظہر کی تحریک پر نئی شاعری کے رُجحانات کو اُردو غزل میں اس طرح سمو دیا کہ معاصر شعرا کو بھی اپنی تخلیقی کاوشوں کا مستقبل اسی رنگ سخن میں نظر آیا۔''(۱۷)

۴۔میر محمد باقر حزیں وظہور (م ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۲ء):

یہ بھی مظہر جان جاناں کے تلامذہ سے ہیں۔گویا یہ بھی نئی شاعری کی اسی

Marfat.com

تحریک کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں زبان و بیان اور جذبہ و احساس کی وہی خصوصیات ملتی ہیں جو ہمیں یقین اور تاباں کے ہاں نظر آتی ہیں۔لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ یقین و تاباں اس رُجحان کو آگے بڑھاتے ہیں اور حزیں اس کی تکرار کرتے، پھیلاتے اور عظیم آباد و مرشد آباد میں مقبول بناتے ہیں۔

حزیں کی شاعری، ردّعمل کی تحریک کے زیر اثر، ایہام سے پاک ہے۔اس میں تاباں کی طرح زبان میں سادگی اور بیان میں چاشنی ہے۔عشق اور کیفیات عشق کا اظہار حزیں کی شاعری کا مرکزی رجحان ہے:

نہ ہوتا اس قدر خوباں میں گر وہ تند خو نازک
تو کب ہوتی ہماری شاعری کی گفتگو نازک

پاؤں تلک بھی ہائے مجھے دسترس نہیں

بے طرح دیوانگی پر عشق میں آیا ہے دل
دیکھیے اب زندگی کا کیا مرے اسلوب ہو

عاشقوں کے دل میں کب ہے صبر کی طاقت حزیں
نوحہ کرنے میں نہیں ان بے قراروں کا گناہ

Marfat.com

میں چاہتا ہوں عشق کو چھپاؤں پہ کیا کروں
رسوا کرے ہے خلق میں یہ چشم تر مجھے

کچھ کٹے وصل میں کچھ ہجر میں گریاں گذرے
کیا مری امت کے اوقات پریشاں گذرے

ان اشعار کی زبان میں اُردو معلّٰی کا لہجہ رنگ گھول رہا ہے۔ لفظوں کے استعمال میں احتیاط برتی جارہی ہے اور جذبہ واحساس کو شعر کا جامہ پہنایا جارہا ہے جو ردّعمل کی تحریک کا اثر ہے۔ یقین کے کلام کی طرح حزیں کے اشعار پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ آبرو کا دور بہت زمانے کی بات ہے۔ حزیں کے زبان و بیان، میر وسودا کے دور میں بھی اپنا رنگ شامل کررہے ہیں۔ بحیثیت مجموعی وہ دوسرے درجے کے شاعر ہیں۔ ان کا رنگ سخن یقین وتاباں سے ملتا جلتا ضرور ہے لیکن وہ نہ یقین سے آگے نکلتے ہیں اور نہ تاباں سے اوپر اٹھتے ہیں۔ وہ اس روایت کی تکرار کرتے ہیں۔ (۱۸)

۵۔ محمد فقیر دردمند (م ۱۱۷۹ھ/ ۶۶۔۱۷۶۵ء):

آپ بھی حضرت مظہر کی توجہ سے مجموعۂ کمالات ہوئے۔ دردمند اپنے پیر و مرشد کے بارے میں کہتے ہیں:

زہے پیر و مرشد زہے پیشوا
کوئی کیا کرے اس کی مدح و ثنا

دردمند کی اوّلیت یہ ہے کہ انہوں نے اُردو زبان میں پہلا ساقی نامہ لکھا،

Marfat.com

جس کے اشعار کی تعداد باختلاف روایات ۹۱، ۱۲۵، ۱۹۰ تک لکھی گئی ہے۔ حضرت مظہر اسے بہت سنتے تھے۔ وہ ساقی نامہ میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ سب حضرت مظہر کے فیضان کا نتیجہ ہے۔

کہاں تھا مجھے ریختہ کا خیال
ہوا جب سے اُس امر کا امتثال
محبت نے مجھ کوں کیا لاجواب
وگر نہ میں اور ریختہ کا حساب

دردمندی کے ساقی نامہ پر جمیل جالبی نے نہایت ہی جامع تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''دردمند کا ساقی نامہ اس دور میں مربوط شاعری کا ایک قابل ذکر نمونہ ہے، جس میں جذبات و کیفیات نے ایک ایسا رنگ بھرا ہے جو آج بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس ساقی نامے پر فارسی ساقی ناموں کا اثر بہت واضح ہے۔ اگر اس ساقی نامے کا امیر خسرو، جامی، عرفی، ملک قمی اور مولانا ظہوری کے ساقی ناموں سے مقابلہ کیا جائے تو اسلوب وموضوع دونوں پر ان کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ اس ساقی نامے کی پُر کیف دردمندی، بیانیہ انداز میں چھپی ہوئی جذبات و کیفیات کی لہریں، زبان کی صفائی اور بیان کی برجستگی فارسی اثرات ہی سے اُردو میں اس طور پر آئی ہے۔ دردمند کے ساقے نامے میں قوت اظہار ایک نئی شان دکھاتی ہے اور اسے بہت آگے لے جاتی ہے جو ادب کی نئی روایت کو توانائی دے کر اس دور کے تخلیقی ذہنوں کو متاثر کرتی ہے۔ غزل کے اس دور میں دردمند کا ''ساقی نامہ'' اسی لیے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نیا رنگ سخن فغاں کے ہاں بھی اپنے انداز میں اُبھرا ہے۔(۱۹)

Marfat.com

ساقی نامہ کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

اس آتش سے میرا نہ کر دل کباب
نہ کر میری طاقت کے زہرہ کو آب
کہ میں جاں بلب ہوں پیالے کی طرح
لگی ہے مجھے آگ لالے کی طرح
ارے مجھ سے کیا جرم واقع ہوا
کہ دل تیرا مجھ سے جو یوں پھر گیا
نہ تو مجھ کو دیتا ہے جامِ شراب
نہ فریاد کا میری دیتا جواب
مرے عیش کا دفتر ابتر نہ کر
قیامت کو مجھ پر مکرّر نہ کر(۲۰)

باقر حزیں اور فقیر دردمند کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے جمیل جالبی نے لکھا ہے ''دہلی کی شاعری کی وہ روایت جسے ہم نے ''ردّعمل کی تحریک'' کے نام سے موسوم کیا ہے، مرزا مظہر کے دو شاگردوں محمد باقر حزیں اور محمد فقیہ دردمند کے ذریعے عظیم آباد و بنگالہ پہنچی جہاں ان شعراء نے نئے مذاق سخن کا بیج ڈال کر نئی روایت شاعری کو پروان چڑھایا۔(۲۱)

۶۔خواجہ میر درد (۱۱۳۳۔۱۱۹۹ھ):

آپ کے والد خواجہ محمد ناصر عندلیب (م: ۱۱۷۲ھ) خواجہ محمد زبیر نقشبندی

Marfat.com

کے حلقۂ ادارت میں داخل تھے۔انہوں نے مسالک تصوف میں ''سلسلہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی اسی وجہ سے خواجہ میر درد کو اوّل المحمدین کہا جاتا ہے۔(۲۲)

آپ نجیب الطرفین سید تھے۔والد کی طرف سے سلسلۂ نسب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے اور والدہ کی طرف سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔(۲۳)

درد کے صوفیانہ افکار کا تذکرہ گراہم بیلی نے ان الفاظ میں کیا:

''Dard, Mir Dard (1719-1785), one of the four pillars of Urdu, and one of the greatest of Urdu Poets, was a sufi who wrote only religious lyrics and other poems of that type. He never wrote odes, romances of satires, and he avoided all praise of man, for his life was one of the absorption in the duties of religion.''(24)

ڈاکٹر ساجد امجد کی رائے ہے کہ درد ہی وہ شاعر تھے، جن کے ہاں تصوف اپنی آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ان کے بقول: یوں تو تصوف اور شاعری کا رشتہ اتنا شدید ہے کہ شاید دنیا کی کوئی زبان، جو تصوف سے کسی طرح بھی واقف ہے اس نشہ تیز تر سے آزاد نہیں۔شاعری اور تصوف دونوں کا تعلق جذبات اور تخیل کی پیدا کردہ دنیا سے ہے اسی لیے تصوف کا بہترین ذریعہ اظہار شاعری ہے لیکن فارسی شاعری اور ایرانی تہذیب میں تصوف کا جتنا عمل دخل ہے اس کی مثال اُردو کے سوا

Marfat.com

کہیں اور نہیں مل سکتی اور اُردو میں بھی صرف اسی لیے کہ فارسی کی پیروی کی گئی اور ایران و ہند کے سماجی وسیاسی حالات ہم آہنگ رہے۔اسی لیے اُردو شاعری ابتدا سے اب تک کسی دور میں بھی تصوف سے خالی نہیں رہی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ''تصوف'' بیشتر ایک رسمی مضمون اور زمانے کے فیشن کے اعتبار سے اختیار کیا گیا فارسی کی طرح اُردو کو ایسے صوفیہ میسر نہیں آئے جو اصلاً شاعر ہوں۔

اُردو شعرا کی طویل فہرست میں خواجہ میر درد ایسے شاعر ضرور ہیں، جنہیں محض صوفی کہتے ہوئے دل دُکھتا ہے۔ان کے ذہن میں شاعری کا خانہ بڑا تھا۔یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے نگارخانۂ شاعری کو تصوف کی مروّجہ تصویروں سے مزین کیا۔اس طرح انہوں نے نہ صرف اپنی ذاتی زندگی کو شاعری میں منتقل کیا بلکہ اس عہد کے فکری نظام کو بھی زندگی بخشی۔(۲۵)

عبدالسلام ندوی نے تو یہ لکھا کہ خواجہ میر درد نے سب سے پہلے اُردو زبان کو صوفیانہ خیالات سے آشنا کیا۔(۲۶)

خلیل الرحمٰن داؤدی کے بقول: درد کی شاعری ان کی شخصیت کی آئینہ دار ہے اور ان کی شخصیت پر ان کی جدی روایت، خانگی ماحول، بزرگوں کے افکار و آراء اور اس عہد کے سیاسی حالات اثر انداز ہوئے ہیں۔درد کا کلام محض تفریح مزاج یا تفنن طبع کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے انہوں نے اپنے مخصوص مسالک تصوف، اسرار معرفت، زندگی و موت اور دنیا و آخرت کے بارے میں اپنے نظریات سے ہمیں آگاہی بہم پہنچائی ہے۔(۲۷)

چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

Marfat.com

اگر جمعیت دل ہے تجھے منظور، قانع ہو
کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہیں (۲۸)

سمجھنا فہم گر کچھ ہے طبیعی سے الٰہی کو
شہادت غیب کی خاطر تو حاضر ہے گواہی کو (۲۹)

نہ مطلب ہے گدائی سے، نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
الٰہی ہو وہی، جو کچھ کہ مرضیٔ الٰہی ہو (۳۰)

سطور بالا سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فکر و عمل کی تطہیر کے جس کام کا آغاز اکبر کے عہد حکومت میں کیا تھا وہ کثیر الجہتی تھا۔ سیاسی، مذہبی اور معاشرتی حوالوں سے تو عموماً بحث کی جاتی ہے لیکن اُردو شاعری کی نشو ونما اور اسے مقصدیت و معنویت سے آشنا کرنے کے پیچھے بھی مجددی تطہیر کا ہاتھ نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اُردو زبان کے محققین شیخ عبدالاحد اور مظہر جان جاناں شہید کو خراج عقیدت پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ عبدالسلام ندوی، مولانا، شعرالہند، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۵۴ء، ص: ۲۲۰

۲۔ اقبال مجددی، محمد، مقدمہ لطائف المدینہ، حوزہ نقشبندیہ لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۴۰

۳۔ اکرم چغتائی، محمد، مائل دہلوی کا ایک تاریخی قطعہ در سہ ماہی فنون، جلد ۴، شمارہ ۲، دسمبر ۱۹۱۶ء، ص: ۲۴۱

۴۔ ایضاً، ص: ۲۴۲

۵۔ جمیل احمد، ڈاکٹر، تاریخ ادب اُردو، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۷ء، جلد ۲، ص: ۱۲۳

۶۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۷۹

۷۔ ایضاً، ص: ۲۷۸

۸۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سید تبارک نقشبندی نے لکھا ہے ''یہ ہماری اپنی اور اُردو شاعری وادب اُردو کی بدقسمتی ہے کہ ان کا پورا پورا اُردو کلام محفوظ و مدوّن نہ ہوسکا اسی باعث آپ کا اُردو کلام کم دستیاب ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ کا اُردو کلام بھی فارسی کلام کی طرح سے کسی نے پہلے سے ہی آپ کی حیات میں مدوّن کیا ہوتا لیکن ایسا نہ ہوسکا اور آپ نے اپنی فارسی شاعری کے متعلق ہی اپنی فارسی کے دیوان کے عنوان میں فرما دیا ہے کہ والا ہمتی کی وجہ سے ''اجزائے مسودات ومواد کلیات اکٹھا نہ کیا بہت سا سرمایہ سخن برباد ہوگیا۔'' حضرت والا کی اس بات سے یہاں یہ بات واضح ہے کہ آپ نے اپنے کلام کی تدوین کا خیال اپنی والا ہمتی کے باعث نہ کیا اور بہت سا سرمایۂ سخن برباد ہوگیا۔ درحقیقت حضرت کا یہ فرمان چونکہ فارسی دیوان کے عنوان میں ہے اس لیے واضح ہے کہ یہ خیالات فارسی شاعری کے لیے فرمائے ہیں لیکن غور کا مقام تو یہ ہے کہ کیا حضرت کی والا ہمتی فارسی شاعری تک ہی محدود تھی اور جب اس زمانہ میں فارسی کا زور

Marfat.com

وقدر و اقتدار ہوتے ہوئے فارسی کلام کی تدوین کا اہتمام نہیں کیا تو پھر بھلا اُردو شاعری ہی کا کیا اہتمام فرماتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بہت سا سرمایۂ سخن برباد ہو گیا یعنی فارسی کا تو جب فارسی جیسی شاعری کا سرمایہ برباد ہوا تو کیا اُردو کا سرمایۂ سخن برباد نہ ہوا ہو گا۔ یقیناً برباد ہوا ہو گا۔آپ کے اُردو کلام کے اس وقت کم پائے جانے کی وجوہات میں خیال کرتا ہوں یہی ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اور حضرات کو اور بھی دیگر کوئی وجوہات مل جائیں۔ جب آپ کے شاگردان شاعری اُردو تک صاحب دیوان ہوئے تو یقیناً آپ کا اُردو کلام اور بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا بھی ہے کہ ان کی اُردو شاعری کا دیوان بھی مرتب ہو گیا تھا۔ گارساں دتاسی نے بھی آپ کے دیوان ہندوستانی کا تذکرہ کیا ہے۔ شاہ شاہد علی سبز پوش تخلص رئیس گورکھ پوری کا بیان ہے کہ مرزا صاحب کا مکمل دیوان اُردو قلمی کتب خانہ خانقاہ جونپور میں موجود ہے۔ پتہ لگا ہے کہ جونپور کی خانقاہ کے کتب خانہ میں اب دیوان مذکور موجود نہیں ہے۔ خدا جانے کہاں پہنچا۔ ایسی چیز کسی کے ہاتھ پڑ گئی اور اس نے اب انہیں ظاہر کرنا مناسب نہ خیال کیا ہو۔ (تبارک علی نقشبندی، سید، مرزا مظہر جان جاناں ان کا عہد اور اُردو شاعری، اُردو اکادمی دلّی، ۱۹۸۸ء، ص: ۱۷۰۔۱۷۱)

۹۔ ایضاً، ص: ۲۸۰۔۲۸۱

۱۰۔ مرزا مظہر جان جاناں، ان کا عہد اور اُردو شاعری، ص: ۸۲

۱۱۔ آپ کے فیض یافتہ افراد کا تعلق صرف نقشبندی سلسلہ تک محدود نہیں بلکہ دیگر سلاسل میں ارادت رکھنے والے بھی مستفید ہوئے۔ مظہر جان جاناں کے شاگردوں میں احسن اللہ خاں بیان بھی ہیں۔ انہوں نے روحانی تربیت شاہ فخر الدین دہلوی سے حاصل کی۔ (چشتی سلسلہ کے معروف بزرگ، سر سید احمد خاں، آثار الصنادید، مرتب: خلیق انجم، اُردو اکادمی دلّی، ۱۹۹۰ء، ص: ۲۶۔ ۲۸) مرزا صاحب کے بارے میں

Marfat.com

احسن اللہ خاں بیان کا کہنا ہے:

بندے سے ثنا حضرت استاد کی کیا ہو
مظہر ہے خداوند کی وہ شانِ اَتم کا

(ارجمند آراء (مرتب)، دیوان بیان، انجمن ترقی اُردو، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص: ۷۹، غزل:۱)

جب سے شاگرد ہوا حضرت مظہر کا بیاں
کیا شاگردی کا اقرار سب استادوں نے

(ایضاً، ص:۱۳۹، غزل:۱۵۱)

مظہر کی بندگی میں ہے اب بیان بھی حاضر
وہ خوب جانتا ہے جیسے ہیں آپ شاعر
یہ اپنے حق میں صاحب کرتے عبث ہیں ظاہر
حق کو یقین کے یارو برباد مت دو آخر

(ایضاً، ص:۱۵۴، مخمس بر ریختۂ انعام اللہ خاں یقین)

۱۲۔ مرزا مظہر جان جاناں، ان کا عہد اور اُردو شاعری، ص:۱۸۱

۱۳۔ ایضاً، ص:۱۷۳

۱۴۔ ایضاً، ص:۱۸۰

۱۵۔ تاریخ ادب اُردو، جلد۲، ص:۳۷۷۔۳۷۸

۱۶۔ ایضاً، ص:۳۷۹۔۳۸۱

۱۷۔ انور صابر، ڈاکٹر، پاکستان میں اُردو غزل کا ارتقاء، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۲ء، ص:۶۱

۱۸۔ تاریخ ادب اُردو، جلد۲، ص:۳۹۰۔۳۹۱

Marfat.com

۱۹۔ ایضاً،ص:۳۹۸

۲۰۔ ایضاً،ص:۳۹۶

۲۱۔ ایضاً،ص:۹۲۰

۲۲۔ داؤدی، خلیل الرحمٰن (مرتب)، دیوان درد، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۸ء، ص:۳۲

۲۳۔ ایضاً،ص:۱۷

۲۴۔ یزدانی، ڈاکٹر خواجہ حمید، خواجہ میر درد کی فارسی شاعری، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء، ص:۵۲

۲۵۔ ساجد امجد، ڈاکٹر، اُردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، الوقار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:۲۷۹

۲۶۔ شعرالہند،ص:۲۲۰

۲۷۔ ساجد امجد، ڈاکٹر، اُردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، الوقار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:۱۱۱۔۱۱۲

۲۸۔ ایضاً،ص:۱۶۳

۲۹۔ ایضاً،ص:۱۸۵

۳۰۔ ایضاً،ص:۱۸۷

Marfat.com

تفسیر روَفی میں منظوم تفسیر کا رجحان

قرآن مجید کے پیغام کو عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے ہر دور میں اہل علم نے زمانے کے تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق ترجمہ، تفسیر، تسہیل اور تشریح کا فریضہ انجام دیا، یہ کاوشیں عربی زبان سمیت دنیا کی تمام زبانوں میں تا حال جاری ہیں اور تا قیامت جاری رہیں گی۔ اس کی یقیناً وجہ یہی ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے آخری انسان کے لیے بھی رہنمائی اور قلبی تسکین کا سہارا قرآن کریم ہی ہے۔ اسی لیے قرآن کریم کے پیغام کو لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ کرنے کے لیے نثر کے ساتھ ساتھ نظم کا سہارا بھی لیا گیا۔ شعر کے ساتھ چونکہ لوگوں کو ہمیشہ وابستگی رہی، عرب میں اشعار کو یاد کرنے کا رواج تھا اور آج بھی کئی لوگوں کو شعری دواوین یاد ہیں۔ اس سلسلہ میں امام ابو محمد عبدالعزیز بن احمد دیرینی (وفات: ۶۹۴ھ) نے قرآن کریم کا عربی میں پہلا منظوم عربی ترجمہ کیا۔ محمد امین (وفات: ۱۱۰۹ھ) نے سورۃ یوسف کا پہلا منظوم ترجمہ گجراتی اُردو میں کیا۔ (۱) بعد ازاں پنجابی میں تفسیر محمدی اور تفسیر نبوی لکھی گئیں۔

اُردو تفاسیر میں مفاہیم کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے اشعار کا سہارا لینے کی مکمل اور مطبوع کاوش حضرت شاہ روَف احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ شاہ عبدالروَف رافت نے اپنا شجرہ نسب یوں بیان کیا ہے:

روَف بن احمد بن شعور احمد بن محمد شرف بن رضی الدین بن زین العابدین

Marfat.com

بن محمد یحییٰ بن مجدد الف ثانی (۲)

شاہ عبدالروف رافت کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ان کی منظوم تالیفات یہ ہیں: دیوان رافت، کلیات رافت، مثنوی زلیخائے ہندی، رسالہ مولود، فقہ ہندی، معروب القلوب فی معراج المحبوب۔ان کی تفسیر ممبئی سے ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں شائع ہوئی۔ یہ تفسیر متقدمین کی تفسیری آراء کا مجموعہ ہے۔سورتوں میں باہم ربط کے لیے مولانا اصلاحی سے بہت پہلے انہوں نے ''نظم'' کا لفظ استعمال کیا۔قدیم املاء میں یہ تفسیر آج بھی تفسیری ادب میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ الحقائق فاؤنڈیشن لاہور پاکستان، سے ممبئی ایڈیشن کا عکس ۲۰۱۲ء میں سامنے آیا۔(۳)

تفسیر روفی نثر میں لکھی گئی ہے مگر بہت سے مقامات پر مطالب کی تفہیم کے لیے شعر کا سہارا لیا ہے۔منظوم کا مقصد یاداشت میں آسانی ہے۔زکوٰۃ کے مصارف کو انہوں نے نظم میں بیان کیا اور لکھا: ''سوان کو نظم میں کہہ کر لکھتا ہوں تا کہ ہر ایک یاد بآسانی کر لے۔''(۴)

جتنے شعر کہے وہ ان کے اپنے ہیں اسی لیے تفسیر کے آغاز میں لکھتے ہیں:

''اور جس مقام پر کلام نظم لانا وہ اپنی ہی طبع ناقص سے موزوں بنانا ہوگا کوئی شعر ہندی کسی شاعر کا کہیں نہ لایا جاوے گا۔''(۵)

یہ اشعار قدیم املاء میں ہیں اس دور کی اُردو کا خاکہ سامنے لانے کی خاطر اشعار نقل کرتے وقت املاء کو نہیں بدلا جائے گا۔

شاہ عبدالروف رافت رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کو نقل کرنے سے پہلے نظم، بیت، مصرعہ، فرد، قطعہ، نظم، مثنوی، کے الفاظ لکھے ہیں۔ان میں سے کوئی ایک لکھ کر وہ

Marfat.com

اشعار لکھتے ہیں۔ عموماً قرآن کریم کے ان مقامات کو انہوں نے شعر کا قالب دیا ہے جن میں حمد (٦)، نعت (٧)، تصوف، حب دنیا کی مذمت، اصلاح معاشرہ اور بعض مقامات پر فقہی مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک موضوع کو لے کر اچھے خاصے اشعار جمع کیے جا سکتے ہیں۔ غالباً سب سے زیادہ اشعار قصہ یوسف میں ہیں جہاں ایک مقام پر پورا صفحہ اشعار سے بھرا ہوا ہے۔ (۸)

تفسیر کا آغاز حمد سے کرتے ہیں۔ آخری اشعار یہ ہیں:

بنایا دن کو مہر اور رات کو ماہ
عجب اللہ ہی اللہ اللہ
ہوا پھر فرض شکر اس کا کریں ہم
جبین اُس کی رضا میں اور مریں ہم (۹)

نعت کا آغاز ان اشعار سے کرتے ہیں:

محمد شمعِ ایوانِ نبوت
محمد مشعلِ بزمِ فتوت
محمد آفتابِ مشرقِ نور
محمد ماہتابِ مطلعِ سور (۱۰)

منظوم تفسیر کا اسلوب درج ذیل مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(۱) صراط مستقیم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فضل سے اپنے ہمیں رب کریم
کر تو ہدایت برہ مستقیم

Marfat.com

راہ وہ جس راہ پر گئے ہیں نبی
صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم (۱۱)

(۲) رحمت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے رحمان اور رحیم کی وضاحت میں یہ شعر لکھا:

لطف فرما جو وہ رحمت سے نہ اس دم ہوتے
حشر کے خوف سے ہم زندہ ہی بے دم ہوتے (۱۲)

(۳) لفظ غیب کی وضاحت کرتے ہوئے صوفیہ کے مختلف افکار کا ذکر کرنے کے بعد بیت، شعر اور نظم کے عنوان سے بالترتیب درج ذیل اشعار تحریر کرتے ہیں:

بیت:

اسے کس طرح دیکھے رافت بیچارہ حیران ہی
تصور میں جس کے دیدۂ نظارہ حیران ہی

شعر:

پردہ اٹھا اٹھا کے جسے جھانکتی ہی خلق
ہم دیکھ آئین ہیں اسے وہ یار ہی نہیں

نظم:

تادوست بچشم سر نہ بینم ہر دم
در راہ طلب کجا نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید
آن ایشا نند و من چنینم ہر دم (۱۳)

اس نظم سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اشعار اُردو میں نہیں بلکہ فارسی زبان میں ہیں

Marfat.com

بھی شعر کہے ہیں۔

(۴) سورۃ آل عمران میں لفظ ''ربانیین'' کی وضاحت ان اشعار میں کی:

یاد اس کے میں اپنا جی گما بیٹھے ہیں
سب کچھ جز دوست کے بھلا بیٹھے ہیں
جس نے کہ قدم رہ محبت میں رکھا رافت
دو جہان سے ہاتھ اٹھا بیٹھے ہیں(۱۴)

(۵) سورۃ آل عمران کی آیت (۱۰۳) ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا'' میں ''حبل اللّٰہ'' سے مراد ''قرآن شریف ہے یا موافقت پیغمبر خدا ﷺ'' پھر اس دوسرے قول کی تشریح قطعہ کی صورت میں یوں ہے:

سمجھے گا یہاں نہ حضرت معبود کو کوئی
وہاں پائے گا نہ جنت موعود کو کوئی
سچ ہی کہ بے متابعت سید رسل
پہنچے کبھی نہ منزل مقصود کو کوئی(۱۵)

(۶) ''وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ'' (آل عمران:۱۳۴) کی تفسیر اس بیت میں بیان کی ہے:

صف شکنی سے نہیں کچھ پہلوان
خود شکنی چاہیے رافت یہاں(۱۶)

(۷) ''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا'' (النساء:۴۳) کی تفسیر بایں الفاظ کا بیان ہے:

Marfat.com

وہ بخشے ایکدم کے ہی ندم سے جرم صد سالہ
جو غفران ہو تو ایسا ہو جو رحمت ہو تو ایسی ہو(۱۷)

(۸) ''کَتَبَ علیٰ نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ''(الانعام:۱۲) کی تفسیر کے بعد دو اشعار لکھے جن میں انتہائی خوبصورتی سے اپنا تخلص بھی لے آئے:

ہم عدم میں مستحق رافت تھے کب
سر بسر ہے محض ہی الطاف رب
جان دے کر ہم کو بینا کر دیا
زندہ و دانا توانا کر دیا(۱۸)

(۹) سورۃ یوسف کی تفسیر کا اختتام اس شعر پر کیا:

عجب مطالب عجب مآرب عجب حکایات نادر ہیں
نہ کیونکہ احسن قصص کا کہیے اس میں آیات مظاہرہ ہیں(۱۹)

(۱۰) واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے عطائے صلوٰۃ خمسہ کو یوں بیان کیا:

واہ کیا لطف ایزدی ہی یئے
پانچ میں دے پچاس کے درجے(۲۰)

تفسیر روفی میں قرآن کریم کے لفظ یا آیت کے بعض حصہ کو شعر میں خوبصورتی سے استعمال کرنے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔

(۱) گیارہ اشعار پر مشتمل نظم میں آیت قرآنی کو اس طرح نظم کیا گیا:

لن تنالوا البر حتی تنفقوا
سن کے اے رافت عمل کر اس پہ تو

Marfat.com

اس نظم میں اپنے تخلص کو دو مرتبہ استعمال کیا ہے: نواں شعر ملاحظہ ہو:

آرزو و خواہش اپنی سب بھلا
تجھ سے خوش ہووے گا رافت تب خدا (۲۱)

(۲) ''قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' (الانعام:۱۶۲) کی تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم کے الفاظ کو اس طرح استعمال کیا:

صلوٰۃ ونسک اور حیات و ممات
خدا کے لیے سب ہی ای نیک ذات (۲۲)

بعض اوقات آیت کے الفاظ کو ہی حسن خوبی سے شعر میں ڈھال دیتے ہیں:

(۱) آیت کو شعر میں استعمال کرنے کی ایک خوبصورت مثال یہ ہے:

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار
یعنے صدیق فکر صحب کبار (۲۳)

(۲) ایک مثال یہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

جلوۂ حق سے ہم میں رہے کیا
ان الباطل کان زھوقا (۲۴)

(۳) ''وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ'' (آل عمران:۱۴) کی تفسیر ملاحظہ ہو:

گیارہ اشعار پر مشتمل نظم میں آیت قرآنی کو اس طرح نظم کیا گیا:

کس لیے پھرتا ہے جابجا تو بصد اضطراب ہی
پاس اس کے جا کہ عندہ حسن المآب ہی (۲۵)

Marfat.com

(۴) سورۃ الحج کی آخری آیت کے آخری حصہ ''ھُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ''(الحج:۷۸) کی وضاحت کے لیے اسلوب رافت ملاحظہ فرمائیں:

اس سے یہی جو چاہے چاہ ای غم اسیر
وہی نعم المولٰی اور نعم النصیر (۲۶)

(۵) ''اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ''(الکوثر:۳) کے تحت لکھتے ہیں:

گلِ مراد رہے کیوں نہ تیرا تازہ و تر
کہ شان میں عدد کے تیرے ہوا الابتر (۲۷)

دوسرے شعراء کے مصرعہ کو اپنے شعروں میں استعمال کرنے کی روایت بھی رافت کے ہاں ملتی ہے۔ لبید کے جس قول کو رسول کریم ﷺ نے سچا فرمایا، اس کو شاہ عبدالروف نے سورۃ الحج کی آیت ۶۲ ''وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ'' میں یوں استعمال کیا۔

سب وہی ہی اور کو مت دیکھ تو
کل شئ ما خلا اللّٰہ باطل
ماسوا فانی وہ ہی باقی قدیم
کل شئ ھالک الا الرحیم (۲۸)

ان مثالوں کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ تفسیر روفی کے ذریعہ مخلوط طور پر منظوم اور منثور تفسیر نگاری کی روایت کا آغاز ہوا۔ بعد کے ادوار میں یہ روایت نظم اور نثر کی صورت میں علیحدہ علیحدہ منظر عام پر آئی۔ مگر مفسر کے اشعار ہی سے مزین منظوم اور

Marfat.com

منثور اسلوب کو مولانا عبدالقدیر حسرت نے باقی رکھا اور یہ اسلوب ان کی تفسیر صدیقی میں نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تفسیر سے تمام اشعار کو مرتب کر کے ایک مجموعہ مرتب کیا جائے اور اُردو کے دیگر شعراء کی طرح رافت کے شعری ذوق کا اندازہ لگایا جائے۔

تفسیر کے اختتام پر ایک مثنوی اور مصنف کے تین قطعاتِ تاریخ ہیں۔ پہلا قطعہ ملاحظہ ہو:

کری ختم رافت نے تفسیر جس دم
کہ جس میں سلامت مطلب بیان ہے
کلام الٰہی کا اُردو زبان میں
کھلا ترجمہ صاف آئینہ ساں ہی
بتاریخ آئی ندا غیب سے یوں
کہ تفسیر قرآن بہندی زبان ہی(۲۹)

Marfat.com

حواشی

۱۔ سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، ۲/۱۷۰

۲۔ تفسیر رؤفی، الحقائق فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۱۲ء، ۱/ ۴

۳۔ ڈاکٹر سلیم حامد رضوی نے شاہ رؤف کو اُردو کے مشاہیر شعراء میں شمار کیا ہے۔ (اُردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ، ص: ۱۱۸) عبدالغفور نساخ کے بقول: ''حضرت شاہ عبدالرؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت، حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض وقوافی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔'' (سخن شعراء، ص: ۱۱۸) آپ کی شعری خوبیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم حامد رضوی نے لکھا: ''رافت کے یہاں شکوہ لفظی، بندش کی چستی اور روزمرہ کے ساتھ صنعتوں کا بھی فنکارانہ استعمال ہے مگر خشکی نہیں ہے۔ جہاں خیال آفرینی اور صنعت کاری ہے وہاں جذبات کی گہرائی اور تصوف کی لطیف چاشنی بھی موجود ہے۔ دوسری چیز جو رافت کے یہاں ہم کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کا کلام ناہمواری سے بڑی حد تک پاک ہے۔'' (اُردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ، ص: ۱۹۹) شاہ عبدالرؤف رافت کے احوال وکوائف کے لیے مزید ملاحظہ فرمائیں:

(i) راقم کا مضمون ''شاہ عبدالرؤف رافت کی اُردو شاعری''، مطبوعہ: راوی، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۸۱_۸۳

(ii) دانشنامہ ادب فارسی تہران، جلد ۴، ص: ۱۲۳۶

(iii) تذکرہ گلشن بے خار، ص: ۲۰۷

(iv) فارسی گو شعرای اُردو، ص: ۱۴۱

(v) سخن شعراء، ص: ۱۷۸

(vi) اُردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ، ص: ۱۱۷

Marfat.com

۴۔ تفسیر روحی، جلد ا، ص: ۴۹۵

۵۔ تفسیر روحی، جلد ا، ص: ۴

۶۔ تفسیر روحی، جلد ا، ص: ۴۹۹

۷۔ تفسیر روحی، جلد ا، ص: ۳۹۰، ۴۵۷

۸۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۷۳

۹۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۲

۱۰۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۳

۱۱۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۱۱

۱۲۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۱۶

۱۳۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۵

۱۴۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۲۹۳

۱۵۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۲۹۹

۱۶۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۳۰۶

۱۷۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۳۲۸

۱۸۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۳۹۵

۱۹۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۷۴

۲۰۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۱۲۷

۲۱۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۲۹۶

۲۲۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۲۷

۲۳۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۹۱

۲۴۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص:

Marfat.com

۲۵۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۲۷۵

۲۶۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۵۱

۲۷۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۴۲

۲۸۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۹

۲۹۔ تفسیر روحی، جلد دوم، ص: ۴۵۲

Marfat.com

دیوان رافت: تعارف وجائزہ

مجددی صوفیہ نے اُردو ادب کے ارتقاء اور فروغ کے لیے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔(۱) اس کی وجہ حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات واثرات ہیں۔(۲) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے بیٹے شاہ محمد یحییٰ (م ۲۷/ جمادی الاخری، ۱۰۹۴ھ) کی اولاد میں شاہ رؤف احمد رافت (م ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء) کا شمار بھی اُردو زبان کے نمایاں شعراء میں ہوتا ہے۔

جواہر علویہ میں اپنے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''میں مصطفیٰ آباد عرف رامپور میں ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوا۔

میرے جد بزرگوار نے میرا تاریخی نام رحمٰن بخش رکھا۔''(۳)

خاندان قادری میں محبوب الٰہی حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ شاہ غلام علی دہلوی کی درگاہ میں آئے تو خواہش سے زیادہ پایا اور ان ہی کے حکم پر بھوپال تشریف لے گئے۔ انتقال سفر حج کے دوران ہوا اور یلملم کے قریب دفن ہوئے۔

شاہ رؤف کی علمی وادبی خدمات پر زیادہ نہیں لکھا گیا مگر جو کچھ محفوظ ہوا وہ اُردو زبان وادب میں ان کی خدمات عالیہ کا مظہر ہے۔ رافت (۴) تخلص ہے اور اشعار میں بعض جگہ رافتا (۵) بھی استعمال کیا ہے جس کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ

Marfat.com

ضرورت شعری ہے کہ جس میں ارکان بحر کی مطابقت کی رعایت رکھی گئی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ رافت کے آگے الف کا لگانا خطاب ونداء کی علامت ہے یہ دوسری وجہ ہی زیادہ معتبر ہے۔ ان کے شاگرد عبدالغفور نساخ (م ۴ شوال ۱۳۰۴ھ / ۱۴ جون ۱۸۸۹ء) نے سخن شعراء میں ان کے ایک فارسی اور چھ اُردو دواوین کا ذکر کیا ہے۔ ان کی شاعری پر نساخ نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

> ''بڑے زبردست عالم تھے۔ عروض وقوافی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ فارسی میں ایک دیوان اور ریختہ میں چھ دیوان اور ہر فن میں ان سے ایک دو رسالے یادگار ہیں۔ جمیع اصناف سخن پر قادر تھے۔''(۶)

اُردو میں دیوان ''عقد پروین المعروف بہ دیوان رافت'' ہے۔ دیوان کا آغاز ان جملوں سے ہوتا ہے:

> ''الحمد للّٰہ العلی العظیم القادر الرؤف الکریم والصلواۃ والسلام علی حبیبہ الاحمد ﷺ الرؤف الرحیم اعنی علی امتہ الاثیم وعلی آلہ وصحبہ الف الف تحیۃ وصلوٰۃ وتسلیم، ''بعد حمد ونعت کے صاحبان رافت وخبرت پر روشن ہو کہ موقع سپاس بی قیاس رب الناس ہی کہ یہ دیوان رفیع نبیان جناب غفران مآب محبّ باصفا شیخ ابراہیم موسیٰ نے جمع کیا ہے نام دیوان عقد پروین ہی یہ نسخہ ایک ایسے بزرگوار عالی مقدار کی تصنیفات سے ہی کہ جس کی بزرگی

Marfat.com

اور ولایت میں مسلمانان باخبر اور دین داران نیکوسیر کو کسی طرح
کا شک وشبہہ نہیں الحق مردان خدا خدا نہ باشد، لیکن ز خدا جدا نہ
باشد، قیامت ان کی وفات خوش آیات کے وقت سب کے سب
رفقاء پر روشن ہوئی اس دیوان کے غزلوں کا پڑھنا جو کہ سراسر
جناب رسالت مآب علیہ الف الف تحیۃ الی یوم الحساب کی مدح
اور توصیف سے مملو ہیں۔ دین و دنیا کی مُرادوں کی تحصیل کا
موجب ہی بلکہ اس دیوان کی ایک ایک جلد اپنے مکان میں رکھنا
موجب برکت و آبادیٔ مکان ہی آپ کی تصنیفات سے مولود
رؤفی جس میں حضرت ﷺ کی ولادت کا احوال خوش مآل ہی اور
تفسیر اُردو کثیر الحجم زبان تصوف میں آپ نے لکھی جس کی سیر
سے آپ کے علم و کمال کا حال روشن ہوتا ہے دوسرا حضرت کا
معراج نامہ اعجاز ختامہ مشہور و معروف ہے۔ اسم مبارک آپ کا
مولانا رؤف احمد اور تخلص رافت ہے۔ جناب تجارت مآب
سوداگر خلیق و حلیم قاضی عبدالکریم صاحب ابن جناب مرحوم و
مغفور قاضی فتح محمد صاحب کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان
کتابوں کو وہ چھپواتے ہیں اجر عظیم پاتے ہیں اور کاتب کی بھی
سعادت ہے کہ ایسے بزرگ کے کلام تحریر کرے، دامن مراد
گلہائے مقاصد سے بھرے اب جناب باری اس راقم کا اور ان
سب کا خاتمہ بخیر کرے زندگی بعزت بسر کرے۔ آمین اللھم آمین

Marfat.com

بحق سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔'' (۷)

سید امیر الدین نزہت نے اس دیوان کی تاریخ تالیف یوں نکالی ہے:

سر اوصاف سے تاریخ تالیف
ہوئی ہی خوب نو طرز مرصع (۹)

۱۲۸۱

اس دیوان کا آغاز حمدیہ اشعار سے ہوتا ہے۔ پہلا شعر ملاحظہ فرمائیں:

لکھوں ثنا اس کی کیا کہ جس نے کیا ہے ارض و سماء پیدا
صدف سے موتی شکم سے انسان کیا بیک قطرہ ماء پیدا (۹)

اہل فن سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ درمیان شعر ہمزیہ قوافی کو برتنا ہر کس و مہہ کی بات نہیں۔

آخر شعر میں ہمزیہ قوافی کی مثالیں تو کلام عرب میں مل سکتی ہیں مگر ادب اُردو میں اس کا امکان معدوم و نایاب نظر آتا ہے۔ متاخرین میں سے کسی نے اس پر طبع آزمائی کی ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتے تاہم متقدمین میں اس کا التزام نہیں ملتا، چہ جائیکہ کسی نے درمیان شعر ہمزیہ قوافی کو نباہا ہو۔

اس کے بعد نعت ہے۔ آخری شعر یہ ہیں:

کرم سے ان کے یقین ہے شیطان بہ نزع کچھ شک نہ لا سکے گا
کرے گا گر یک سوال آ کر تو ہوں گے لاکھوں جواب پیدا
گناہ ہیں بے حساب رافت اگرچہ اپنے یہ شکر ہی پر
کہ کر دیے ہیں خدا نے ایسے شفیع روز حساب پیدا (۱۰)

Marfat.com

دیوان رافت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو علم بیان کے اصول اربعہ تشبیہ، استعارہ، مجاز اور کنایہ کے ساتھ ساتھ ان اصولوں کے وہ تمام اجزائے فروعیہ کہ جو ان کے ذیل میں نمو پذیر ہوتے ہیں، دیوان رافت میں جا بجا ملتے ہیں۔ اسی طرح علم معانی و بدیع کی اقسام وصناعات کا وجود بھی دیوان رافت کے جہان فصاحت میں کثیر مقامات پر نظر آتا ہے۔ دیوان رافت کا حصہ اول تو ایک مستقل غزلیہ تسلسل ہے جس کو ایک ہی بحر میں صرف قافیہ کی تبدیلی کے ساتھ نباہا گیا ہے۔ حصہ اول میں ۳۳ کلام ہیں جن میں اشعار کی تعداد ۲۵۸ ہے جو ایک ہی وزن ''بحر متقارب مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن'' میں نظم کیے گئے ہیں۔ ان تمام اشعار کی ردیف ایک ہی ہے بس قافیہ مختلف ہے۔ ہر کلام کے مقطع میں قافیہ کی تبدیلی کا اشارہ کیا جاتا ہے اور بعد ازاں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق الف سے یا تک بڑی ماہرانہ دسترس کے ساتھ اس تسلسل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اسی طرح حصہ دوم جو کہ ایک الگ مکمل دیوان ہے جس میں ۳۴ کلام نظم کیے گئے ہیں جن میں اشعار کی تعداد ۲۷۰ ہے جو ایک ہی وزن بحر رمل مثمن مزاحف منجوں مقطوع محذوف مسکن مذال فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن فعلان میں ہیں۔ یہاں فرق صرف اتنا ہے کہ ہر کلام اپنی ذات میں ایک مستقل کلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوان رافت میں شعر اول سے شعر آخر تک قاری کا ذوق انتشار کا شکار نہیں ہوتا اور وجدان قاری کے تاروں کو قافیہ کی تبدیلی ایک نئی ضرب اور ہر ضرب ایک نئی کیفیت اور ہر کیفیت ایک نئے لطف سے آشنا کرتی ہے۔ نئے نئے تجربات اور لفظوں کو حقیقی و مجازی معنی میں استعمال کرنے کا جو عمل دیوان رافت میں ہے وہ دوسروں کے دواوین میں مفقود نہیں تو بہت کم نظر آتا

Marfat.com

ہے۔ایسے ایسے نادر مضامین ہیں کہ جن کو شعر میں باندھتے ہوئے اساتذہ بھی ہچکچاتے ہیں، بڑی سہولت کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔

یہاں ایک فنی نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اول جو بحر متقارب میں ہے اور حصہ دوم جو کہ بحر رمل میں ہے۔ دونوں حصے الگ الگ نوعیت کے دیوان ہیں۔ پہلا تو متحد النوع ہے کہ ایک ہی نوع کی ردیف ہر کلام کا حصہ ہے جبکہ دوسرا حصہ مختلف النوع ہے کہ ہر کلام کی ردیف الگ ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے ورود پذیر ہوئی ہے، یعنی پہلے حصے میں حروف تہجی کا اعتبار باعتبار قافیہ کیا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں حروف تہجی کا اعتبار باعتبار ردیف کیا گیا ہے۔ان دونوں دواوین کی ہیئت کے مختلف ہونے میں راز یہ ہے کہ پہلا حصہ بحر متقارب میں ہے اور بحر متقارب دائرہ متفقہ کی بحر ہے اور دوسرا حصہ بحر رمل میں ہے اور بحر رمل دائرہ مختلبہ مسدسہ کی بحر ہے۔ جب بحروں کا دائرہ مختلف ہوا تو دونوں دواوین کی ہیئت بھی مختلف رکھی گئی۔اب یہ اتفاق فکر ہے یا التزام فکر، کچھ کہا نہیں جا سکتا تاہم یہ توجیہہ قابل التفات ہے۔

اب اگر بلاغت کے نقطہ نظر سے کلام رافت کو دیکھیں تو اس میں تمام فنی خصائص بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔''عقد پروین المعروف دیوان رافت'' کی غزل کا ایک مقطع جس میں مشبہ اور مشبہ بہ میں قصد مساوات کیا گیا ہے:

غزل بدل قافیہ سنا پھر کہ ہند میں تو ہو ہے رافت
نظامی و جامی اور سعدی سحابی و بدر و چاچ پیدا(۱۱)

اس شعر میں رافت نے اپنے مقام و مرتبہ کا ذکر کیا۔خود مشبہ بنے اور دیگر بلند مرتبہ اساتذہ سخن کو مشبہ بہ بنایا۔مشبہ و مشبہ بہ بعض اوقات حسی ہوتے ہیں اور بسا

Marfat.com

اوقات عقلی۔ ان کی مثالیں کلام رافت میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ غزل کا ایک شعر جو قوت باصرہ سے متعلق ہے:

تمہارے قد کا ہو گر تصور بزع ایغیرت صنوبر
تو خود بخود بعد مرگ ہووے مزار پر کیوں نہ گاچ پیدا (۱۲)

مشبہ اور مشبہ بہ کے حسی ہونے کی ایک خوبصورت مثال:

نہیں ہے روئے عرق فشاں پر کسی کی زلف سیاہ رافت
ہوا ہے یہ اس کے چاٹنے کو خدا کی قدرت کا ناگ پیدا (۱۳)

تشبیہ ملفوف (۱۴) کی قبیل سے رافت کا ایک شعر دیکھیے:

چشم اس کے قد موزوں پہ فلک دیکھ کہیں
نرگس حسن عجب ہی یہ صنوبر کے بیچ (۱۵)

اس شعر میں دو مشبہ اور دو ہی مشبہ بہ ہیں: چشم، قد موزوں اور نرگس حسن عجب، صنوبر جو کہ ترتیب سے ذکر ہوئے ہیں۔ جہاں یہ شعر تشبیہ ملفوف میں ہے تو وہیں صنعت لف و نشر مرتب میں بھی ہے۔

استعارہ کی ایک مثال غزل کا یہ شعر ہے:

قصد جانے کا نہ کر یہاں سے کہ مر جائیں گے ہم
ای صنم مار کے بس چھاتی پہ پتھر بفراق (۱۶)

کنایہ کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

مریض غم کی تیرے عیادت کرے کوئی کیا عجب ہے حالت
کہ قوت ضعف لاغری سے ہے آپ پنہاں فراش پیدا (۱۷)

Marfat.com

مریض غم ہونا کنایہ ہے عاشق ہونے سے۔اسی طرح ان کا یہ شعر:

سانس ٹھنڈی نہ بھروں کیونکہ میں خالی گھر دیکھ
مجھ کو دم دے کے سدھارا وہ ستمگر افسوس (۱۸)

ٹھنڈی سانسیں بھرنا مبتلائے غم ہونے سے کنایہ ہے۔

قدیم اُردو شعراء کا عربی ذوق بھی اس دیوان میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔دیوان کا آخری کلام عربی میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ ہے۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

صلِّ علٰی محمدٍ مِہر سپہر اصطفا
صلِّ علٰی محمدٍ ماہِ سماء اجتبا
صلِّ علٰی محمدٍ مفخرِ جملہ انبیا
صلِّ علٰی محمدٍ رہبر جُملہ اولیا
صلِّ علٰی محمدٍ کاشفِ سہل آتٰی
صلِّ علٰی محمدٍ واقفِ رازِ انما
صلِّ علٰی محمدٍ مورد مدحت و ثنا
صلِّ علٰی محمدٍ او ضح وصفِ والضّحٰے

یہ دیوان جہاں قواعد وفن کا شاہکار ہے وہیں انیسویں صدی کے اسلوب شعری اور املاء کا آئینہ دار بھی ہے۔اس دور میں الفاظ کو جوڑ کر لکھنے اور ''ں'' کی بجائے ''ن'' کے مروج ہونے کی مثالیں دیوان رافت میں عام ہیں۔چند مرکب الفاظ اور عصری املائی اسلوب ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

جانسے	جان سے	ہمکو	ہم کو
اسبات	اس بات	جسمیں	جس میں
تجھکو	تجھ کو	تمنے	تم نے
لگجائے	لگ جائے (۱۹)		

اس کتاب کے آخر پر لگا ہوا اشتہار اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اشاعتی اداروں کا مزاج اور ذوق ہمیشہ ایک سا رہا ہے۔ اس اشتہار کو من وعن استفادۂ ناشرین کے لیے نقل کیا جاتا ہے:

''اشتہار واجب الاظہار

جمیع صاحبان اہل مطابع نزدیک ودور وتاجران کتب والاشان ذی شعور کی خدمت میں عرض ہی کتاب ہذا داخل بہی رجسٹر گورنمنٹ ہی اور حقوق تصنیف وتالیف مصنف کی جانب سے مہتمان کے پاس محفوظ ہیں لہٰذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائے عوض نفع قلیل نقصان کثیر کی زحمت نہ اوٹھائی جس قدر نسخے مطلوب ہوں بارسال زر قیمت دکان نمبر ۶۵ واقعہ کولسہ محلّہ قریب پاوے ہونی سی طلب فرمائی فقط

المشتہر

قاضی عبدالکریم، قاضی رحمت اللہ تاجران کتب بمبئ''

اس مختصر تعارف سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دیوان رافت موضوعاتی اور فنی اعتبار سے اُردو ادب کا ایک لازوال کارنامہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب ذوق اس دیوان کی ترتیب وتدوین نو پر توجہ دیں تاکہ عصر حاضر میں فکر رافت جو فکر راست ہے، سے استفادہ کیا جائے۔ یہ دیوان خانقاہوں سے وابستہ افراد کا اُردو شاعری میں کردار، کے حوالہ سے مطالعہ کی سمت بھی متعین کرے گا۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، اُردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار، مشمولہ: خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، ۲۰۰۸ء، جلد ۱۵۳، ص: ۶۷_۸۶

۲۔ شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، خواجہ باقی باللہ کا شعری ذوق، مشمولہ: خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، فروری ۲۰۱۲ء

۳۔ رافت، رؤف احمد، جواہر علویہ، ملک فضل الدین، مترجم، لاہور: تاجران کتب قومی، ۱۹۱۹ء، ص: ۲۷۱

۴۔ دیوان رافت میں آپ کا تخلص عموماً یہی ہے۔ آخری صفحہ پر ناشر کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

الحمد للہ والشکر للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ الی یوم بعث خلق اللہ بعد حمد وصلوٰۃ کے شائقین دواوین مدح رسول مقبول پر روشن ہو کہ دیوان فصاحت و بلاغت عنوان جناب کرامت وولایت انتساب صدر آرائے محفل شریعت وطریقت سالک مسالک جادہ معرفت وحقیقت سخنور امجد والامرتبت مولانا رؤف احمد صاحب المتخلص بہ رافت عطر اللہ ترتبہ بالمسک کا جس کا نام عقد پروین ہی جناب فیضی مآب قاضی عبدالکریم و قاضی رحمت اللہ صاحب نے اپنے مطبع فتح الکریم میں چھپوا کر نور اقرائے چشم خلائق کیا جناب باری اس کے مصنف اور طباع اور کاتب کو اور مصحح کو اس سبز خیمہ کے نیچے باغ باغ رکھے دل بہار منزل ہر ایک بافراغ رکھے بحق رسول اللہ وآل رسول اللہ اللہم آمین۔

۵۔ دیوان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

تو رافتا شاعر کہن ہی غزل بدل قافیے کو پڑھ پھر
نئے نئے ہوں گے لاکھ مضمون جو تو نے کی ہی تلاش پیدا

۶۔ نساخ، عبدالغفور، سخن شعراء لکھنؤ، اتر پردیش اُردو اکادمی، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۷۸

۷۔ عقد پروین، ص: ۲۔۳

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص: ۴

۱۰۔ ایضاً، ص: ۵

۱۱۔ ایضاً، ص: ۷

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۵

۱۴۔ تشبیہ ملفوف وہ ہے کہ جس کے طرفین (مشبہ اور مشبہ بہ) متعدد ہوں بایں طور کہ پہلے مشبہات کو بطریق عطف ذکر کیا جائے پھر اسی طرح مشبہات بہا کو بالترتیب ذکر کیا جائے۔ قاسم، دکتور محمد احمد، محی الدین دیب، دکتور، علوم البلاغہ، طرابلس، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۵۵

۱۵۔ دیوان رافت، ص: ۲۲

۱۶۔ ایضاً، ص: ۲۹

۱۷۔ ایضاً، ص: ۱۱

۱۸۔ ایضاً، ص: ۲۵

۱۹۔ دیوان رافت کے بالترتیب درج ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیں: ۲۵ تا ۳۰

Marfat.com

نوٹ: شاہ رؤف رافت کے احوال کے لیے ملاحظہ کریں:

(i) شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، زاوی، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۸۱_۸۳

(ii) صبا اسلام، شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، تفسیر رؤفی: مطالعہ و جائزہ، فیصل آباد، شمع بکس، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی کے اسلوبِ دعوت کی عصری معنویت

ڈاکٹر محمد اکرم وِرک، ایسوسی ایٹ پروفیسر

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ تو ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، تاہم قرآن نے دعوت و تبلیغ اور بنی نوعِ انسان کی ہدایت کی ذمہ داری پوری امتِ محمدیہ ﷺ پر ڈال دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر یہ ذمہ داری امت کے علماء پر عائد کی اور ان کے دعوتی کردار کو انبیائے بنی اسرائیل کے مماثل قرار دیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا"(1)

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے اختتام پر اس امت میں ایک ایسا فرد پیدا فرمائے گا جو اس دین کی تجدید کرے گا۔"

اسلام چونکہ ایک ایسا دین ہے جو قیامت تک کے لئے ہے اس لئے ایک مناسب وقفے کے بعد امت کے لئے ایسے افراد کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہے جو ایک طرف تو اسلامی احکام کی تشریح و تعبیر عصر حاضر کے احوال و ظروف میں کرنے کی خدا داد صلاحیتوں سے مالا مال ہوں اور دوسری طرف دین اسلام میں در آنے والی بدعات پر تنقید کر کے اسلام کی تنظیمِ نو اور تجدید کا فریضہ بھی انجام دیں۔ تاریخ اسلام پر نظر

Marfat.com

رکھنے والے اہل علم جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے مطابق تجدید واحیائے دین کا یہ کام بسا اوقات ایک فرد سے لیا تو کبھی پوری جماعت سے۔ کسی دور میں تجدید واحیائے دین کی تحریک محض کسی خاص علاقے کی ضرورت تھی تو بسا اوقات یہ ضرورت پورے عالمِ اسلام کی تھی۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (۹۷۱_۱۰۳۴ھ /1563-1624ء) کے دور کا تنقیدی مطالعہ اس حقیقت کو مبرہن کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس وقت تجدیدِ دین کی ایک عالمگیر تحریک کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی، اور بجا طور پر شیخ مجددؒ کے تجدیدی کارناموں اور دعوتی کوششوں نے اس ضرورت کو بطریق احسن پورا کیا۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی تحریک جن اصولوں پر کھڑی ہوئی اور پھر کامیابی سے ہمکنار ہوئی اس کا تجزیاتی مطالعہ دورِ حاضر کے داعیانِ اسلام اور دعوتی تحریکوں کے لیے بنیادی نصاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعوتی تحریک کی عصری معنویت واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

1- مبلغین کی تیاری اور تشکیل کی حکمتِ عملی

کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے تربیت یافتہ اور مخلص کارکنوں کا وجود از بس ضروری ہے۔ حضرت مجددؒ جیسی عبقری شخصیت اس ضرورت سے غافل نہ تھی، چنانچہ اپنے دعوتی مشن کی تکمیل کے لیے آپؒ نے رجال کار کی تیاری اور تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی تحریک کے نتیجے میں حق و باطل کے درمیان کشمکش کا آغاز اگرچہ مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے دور میں شروع ہو چکا تھا لیکن آپؒ کی دعوتی کوششوں کا نقطۂ عروج جہانگیر کا دور ہے جب ۱۰۲۷ھ میں آپ کے

Marfat.com

داعی پوری دنیا میں پھیل چکے تھے۔ آپؒ نے اپنے بہت سے خلفاء کو تبلیغ و ہدایت کے لئے مختلف مقامات کی طرف روانہ فرمایا۔ ان میں سے ستر (۷۰) مولانا محمد قاسم کی قیادت میں ترکستان کی طرف روانہ کئے گئے۔ چالیس (۴۰) حضرات مولانا فرح حسینؒ کی امارت میں عرب، یمن، شام اور روم کی طرف بھیجے گئے، دس (۱۰) تربیت یافتہ حضرات مولانا محمد صادق کابلیؒ کے ماتحت کاشغر کی طرف اور تیس (۳۰) خلفاء مولانا شیخ احمد برکیؒ کی سرداری میں توران، بدخشاں اور خراسان کی طرف گئے۔ اور ان تمام حضرات کو اپنے اپنے مقامات پر زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں۔(2)

حضرت مجدد کے خلیفہ اجل حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور سید آدم بنوریؒ اور ان کے مخلص اور باعظمت خلفاء اور جانشینوں کی کوششیں بارآور ہوئیں اور رفتہ رفتہ ہندوستان بارھویں صدی ہجری میں پوری دنیائے اسلام کا روحانی اور علمی مرکز بن گیا۔ مجددی خانقاہیں اور ان کے قائم کردہ مدارس سے ایک عالم نے فیض اُٹھایا جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اگر داعی مدعو کی زبان، ان کی ثقافت اور کلچر سے واقف ہو تو اس کے لئے دعوت کا کام آسان ہو جاتا ہے اور اگر داعی انہی میں سے ایک فرد ہو تو مدعو کے لئے اجنبیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی کوششوں میں بھی یہ حکمتِ عملی بھی بڑی نمایاں ہے کہ آپؒ نے مختلف علاقوں کی طرف جو مبلغ اور دعاۃ روانہ فرمائے ان میں سے اکثر لوگ یا تو انہیں علاقوں سے تعلق رکھتے تھے یا پھر وہ ان علاقوں کی زبان اور لوگوں کے پس منظر سے پوری طرح واقف تھے جس کی وجہ سے ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ بہت سے علماء و مشائخ جو اپنے اپنے علاقوں میں احترام کے حامل تھے آپؒ نے انہیں بیعت و خلافت کے بعد ان کے اپنے علاقوں کی

Marfat.com

طرف روانہ فرمایا، ان میں شاہِ بدخشاں کے معتمد علیہ شیخ طاہر بدخشیؒ، طالقان کے جید شیخ عبدالحق شادمانیؒ، مولانا صالح کولابیؒ، شیخ احمد بریؒ، مولانا یار محمدؒ، اور مولانا یوسفؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپؒ نے ان میں سے اکثر حضرات کو خلافت واجازت عطا فرما کر اپنے اپنے علاقوں اور مقامات کو واپس بھیج دیا، اسی طرح آپ نے پورے ہندوستان کے کونے کونے میں اپنے داعی روانہ فرمائے۔(3)

2- مسلم ریاست میں طریقِ دعوت وتبلیغ

ایک مسلم ریاست میں دعوتِ دین کا محفوظ اور بہترین طریقہ کیا ہے؟ ایک داعی کا ہدف اقتدار ہے یا صاحبِ اقتدار؟ شیخ مجددؒ کی دعوتی زندگی کا یہ پہلو آج کے وارثانِ محراب ومنبر، پیرانِ طریقت اور داعیانِ اسلام کے خصوصی توجہ کا متقاضی ہے، جو اقتدار اور جاہ ومنصب کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے ہیں۔ شیخ مجددؒ نے انقلاب کی بجائے اصلاح کا اسلوب اختیار فرمایا۔ ایک ایسے دور میں جب آپؒ ہر اعتبار سے درجۂ کمال پر تھے، اور جہانگیر نے آپ کو قید کرلیا۔ اگر آپؒ چاہتے تو جہانگیر کا تختہ الٹ سکتے تھے، لیکن آپ نے اپنے صاحبزادگان اور مریدین کو صبر کی تلقین کی۔ اگرچہ اقتدار کے مصاحبین داعی کو اقتدار کے لئے خطرہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ سازش داعی کی بے لوثی سے بے نقاب ہوجاتی ہے اور اگر صاحبِ اقتدار میں فطری سلامتی کی معمولی رمق بھی ہو تو وہ بہت جلد ایک سچے داعی کے سامنے اپنی گردن کو جھکا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوتی حکمتِ عملی میں یہ بات بڑی واضح تھی کہ آپ ﷺ نے شاہانِ عالم کے نام دعوتی خطوط میں ان کو قبولِ اسلام کی صورت میں اقتدار کی سلامتی کی ضمانت مرحمت فرمائی۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی زندگی میں بھی یہ

Marfat.com

پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے۔ آپؒ نے کرسیٔ اقدار کو اپنا ہدف بنانے کی بجائے صاحبِ اقتدار کی اصلاح کو اپنا مطمع نظر بنایا۔ آخر کار جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے آپؒ کو پورے وقار کے ساتھ رہا کرنے کا حکم دیا اور بادشاہ جس شخص کو اپنے سامنے جھکانا چاہتا تھا خود اس کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔ حضرت مجددؒ کے اسلوبِ دعوت سے یہ نمایاں ہے کہ داعیانِ اسلام کا اصل مقصد اور ہدف معاشرے کی اصلاح اور لوگوں کا تزکیہ نفس ہے، اقتدار ان کی دعوت کا نتیجہ تو ہو سکتا ہے ہدف نہیں ہے۔

3- مقتدر طبقہ بطور دعوتی ہدف

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے "اَلنَّاسُ علی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" کے اصول کے مطابق جن سیاسی شخصیات کو خاص طور پر خطوط صادر فرمائے اور ان کی اصلاح کی راہ سے بادشاہ، امراء اور دیگر عمائدین حکومت کی اصلاح کا قصد فرمایا۔ حضرت مجددؒ کے طرزِ عمل سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ داعی کا ایک اہم ہدف یہ ہونا چاہیے کہ وہ معاشرے میں صاحبانِ اقتدار میں سے سلیم الفطرت انسانوں کی کھوج میں خصوصی محنت کرے، کیونکہ ایسے لوگوں کو تھوڑی سی محنت سے جادۂ مستقیم پر گامزن کیا جا سکتا ہے، اور پھر ان کی وساطت سے دیگر لوگوں کی اصلاح کچھ مشکل نہیں رہتی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہٗ العزیز نے میرزا عبدالرحیم خانخاناںؒ کے نام تیرہ مکتوب ارسال فرمائے۔ میر محمد نعمان بدخشیؒ کے نام حضرت مجددؒ کے اب تک دستیاب ہونے والے مکتوبات کی تعداد تینتیس (۳۳) ہے۔ حضرت مجددؒ نے جن امرائے دربار اور اراکین سلطنت کے نام دعوتی خطوط لکھے ان میں خان اعظم، مرزا عزیز الدین، خان جہان خاں لودھی، خان خاناں مرزا عبدالرحیم، مرزا داراب، قلیچ

Marfat.com

خاں، اور سید فرید بخاری وغیرہ تھے۔ حضرت مجددؒ کے خطوط کی بڑی تعداد سید فرید بخاری کے نام ہے، جو اکبری دور اور بعد ازاں جہانگیر کے دور میں دربار میں خاص اثر ورسوخ کے مالک تھے۔

داعی اپنی دعوتی کوششوں کا ہدف ہر طبقے کو بناتا ہے، تاہم عام لوگ سوسائٹی کے سرکردہ افراد کو ہمیشہ رول ماڈل (Role Model) کے طور پر دیکھتے ہیں، اس لئے داعی کو سوسائٹی کے مؤثر افراد پر خصوصی محنت کرنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کی جو خصوصی دعا فرمائی تو اس کا اصل منشا بھی یہی تھا۔ حضرت مجددؒ کے اسلوبِ دعوت میں یہ چیز بڑی نمایاں ہے کہ آپؒ کے لکھے گئے دعوتی خطوط کی بڑی تعداد وہ ہے جن میں آپؒ نے امراء اور معاشرے کے سرکردہ افراد کو اپنا مخاطب بنایا ہے۔ اور ان کے سماجی اثر ورسوخ کی آڑ میں اصلاحِ احوال کی کامیاب کوششیں کی ہیں۔

4- دستیاب وسائل دعوت کا بھرپور استعمال

مجددؒ صاحب کے اسلوبِ دعوت کا ایک اور پہلو جو دعوتی تحریکوں اور ان کے کارکنان کے لئے قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ صرف وہی داعی اپنے مشن میں کامیاب ہوتا ہے جو اپنے دور کے وسائلِ دعوت کو اپنے مشن کی کامیابی کے لئے احسن انداز میں استعمال کرتا ہے۔ حضرت مجددؒ نے ایک طرف اگر اپنے ذاتی کردار سے خلقِ خدا کو اپنی دعوت کی طرف متوجہ کیا ہے تو دوسری طرف آپؒ نے دعوتی خطوط کو اپنی تبلیغ کے لئے ایک مؤثر ترین ذریعے کے طور پر اختیار فرمایا، گویا آپؒ نے اپنے دور کی ''میڈیا وار'' میں دعوتی خطوط کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ صرف وہی داعی اپنے مشن میں

Marfat.com

کامیاب ہوتا جو اپنے دور کے مزاج، زبان اور محاورے سے اچھی طرح واقف ہو اور لوگوں کو اس اسلوب میں مخاطب کرے جو ان کے لئے اجنبی نہ ہو۔ حضرت مجددؒ نے اس اسلوب کا خوب لحاظ کیا، آپؒ کے دعوتی مکتوب فارسی اور عربی زبان کے خوبصورت نثر پارے ہیں، جو اس دور کی زندہ زبانیں تھیں، اور آپؒ نے لوگوں کو جس محاورے میں مخاطب کیا ہے، اس دور کا سکہ رائج الوقت وہی تھا۔ دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کے لئے یہ اسلوب خاص طور پر قابل توجہ ہے جو نہ صرف اپنے مخاطبین کی زبان اور محاورے سے ناواقف ہیں بلکہ اس فکری پس منظر سے بھی نابلد ہیں جس میں آج کی نئی نسل کی ذہنی تشکیل ہو رہی ہے، اور یہی چیز ان کی دعوت کے غیر موثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ دورِ حاضر میں وارثانِ محراب و منبر پر اصحابِ کہف کی مثال صادق آتی ہے، جن کی زبان اور سکہ دونوں لوگوں کے لئے اجنبی تھے۔

عدم تشدد کے ذریعے اپنی بات منوانا دورِ حاضر کا ایک معروف فلسفہ ہے، سابق امریکی صدر بارک حسین اوباما کی کامیابی کے پیچھے کالی نسل کے امریکیوں کی پچاس سالہ عدم تشدد پر مبنی تحریک ہی کارفرما رہی ہے۔ عام طور پر مہاتما گاندھی کو ''تحریکِ عدم تشدد'' کا بانی کہا جاتا ہے، لیکن شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ جس طرح حضرت مجدد کو ''دو قومی نظریہ'' کا بانی کہا جاتا اسی طرح آپؒ بجا طور پر ''تحریکِ عدم تشدد'' کے بھی بانی ہیں۔ آپؒ نے ریاست سے ٹکر لئے بغیر جس طرح اپنے مشن کی تکمیل فرمائی، یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ گاندھی جیسا قوم پرست لیڈر جس کی برصغیر کی تاریخ پر گہری نظر ہو اور جو اکبر کا قدردان بھی ہو، وہ حضرت مجددؒ کی تحریکِ دعوت اور اس کے اثرات سے آگاہ نہ ہو؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ گاندھی نے عدم تشدد کا سبق

Marfat.com

حضرت مجددؒ کی دعوتی تحریک ہی سے اخذ کیا ہے۔

5- عصری فتنوں کا درست ادراک

حضرت مجددؒ نے تجدید و احیائے دین کا عظیم الشان کارنامہ جس دور میں انجام دیا، اگر ہم اس دور کا تنقیدی جائزہ لیں تو یہ افسوس ناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ بعض جاہل، صوفیہ کے لبادے میں عوامی سطح پر اس غلط فہمی کو پھیلا رہے تھے کہ شریعت اور طریقت دو متوازی دھارے ہیں اور ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مجددؒ نے اس گمراہ کن نظریہ پر کاری ضرب لگائی اور اس بات کو اپنے دعوتی مشن کا بنیادی نقطہ قرار دیا کہ شریعت اور طریقت ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ ایک مکتوب میں حضرت میر نعمانؒ کو چند نصیحتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے اس سلسلے کا دارومدار دو باتوں پر ہے۔ ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کریں کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کو بھی ترک نہ کریں اور دوسری بات یہ کہ شیخِ طریقت کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہو جائیں کہ شیخ پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ شیخ کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں محبوب ہوں۔ سنت کے ترک کرنے پر بھی نصیحت فرمائی کہ سنت کی قضا کریں۔ (4) ذکر جہر کے متعلق سوال ہوا کہ آپ ذکرِ جہر سے منع کیوں فرماتے ہیں تو میر نعمانؒ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا عمل دو طرح پر ہے۔ ایک عبادت کے طریقہ پر اور دوسرا عرف اور عادت کے طور پر۔ جو عمل عبادت کے طریق پر ہو، اس کے خلاف کرنا بدعتِ منکرہ ہے اور جو بات عرف اور عادت کے طور پر ہے، اس کو بدعت نہیں کہتا۔ (5) حضرت مجدد الف ثانیؒ سالک کے لئے نماز کی اہمیت پر

Marfat.com

روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سالکوں کو سب سے زیادہ فائدہ اور حصہ نماز کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔نمازی جب نماز ادا کرتا ہے تو اس دنیا سے نکل کر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر نماز کی حقیقت معلوم ہو جائے تو انسان ہرگز سماع ونغمہ کی طرف توجہ نہ کرتا اور نہ ہی وجد کی حالت اس پر طاری ہوتی۔(6) یہی وجہ ہے کہ حضرت مجددؒ کی نظر میں سالک کی ترقی کا معیار شریعت پر عمل اور تعلیم طریقت پر ہے نہ کہ کرامات وخوارق کے ظہور پر۔میر نعمانؒ کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ کرامات وخوارق ولایت کی شرط نہیں ہیں۔جس طرح علماء کرامات کے حصول کے مکلّف نہیں ہیں، اسی طرح اولیاء بھی کرامات کے مکلّف نہیں ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ولایت قربِ الٰہی سے عبارت ہے۔یہ تمام خوارق وکرامات اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں۔کرامات حرف یقین کی تقویت کے لئے ہیں اور جس آدمی کو خالص یقین دیا گیا ہے اس کو ان کرامات کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ تمام کرامات ذکرِ ذات سے کمتر ہیں اور اسی طرح جوہر قلب سے بھی کمتر ہیں۔(7)

6-دستیاب مواقع کا بھرپور استعمال

حضرت شیخ مجدد کی دعوتی زندگی سے ایک اور اسلوب جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کس طرح ایک داعی بدترین حالات میں بھی دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھاتا ہے اور دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لئے ہموار کر لیتا ہے۔بعض غلط فہمیوں کی بنا پر جب جہانگیر نے حضرت مجددؒ کو قید خانے میں ڈال دیا تو ایام اسیری میں حضرت مجددؒ نے حضرت یوسفؑ کی سنت کو اس طرح زندہ کیا کہ سینکڑوں قیدی آپؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور ان میں سے بہتوں نے آپ

Marfat.com

کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ڈاکٹر ٹی۔ڈبلیو۔آرنلڈ اپنی کتاب (The Preaching of Islam) میں لکھتے ہیں:

''شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵۔۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامیؒ تھے، جو شیعہ عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے، شیعوں کو اس وقت دربار میں جو رسوخ حاصل تھا، ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انہیں قید کرادیا، دو برس وہ قید میں رہے، اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش بنالیا۔''(8)

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (Encyclopedia of religion and Ethics) میں ہے:

''ہندوستان میں سترھویں صدی عیسوی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجددؒ ہے، جو ناحق قید کردیے گئے تھے، ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی بت پرستوں کو مسلمان بنالیا۔''(9)

قید سے رہائی کے بعد بھی آپؒ نے بڑی دانائی سے دعوت وتبلیغ کے مواقع پیدا فرمائے۔ جہانگیر نے توزک میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت کو خلعت اور ہزار روپیہ خرچ عنایت کیا، اور ان کو جانے اور ساتھ رہنے کا اختیار دیا لیکن انہوں نے ہمرکابی کو ترجیح دی۔حضرت مجددؒ نے دعوت و اصلاح کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا آپؒ اپنے

Marfat.com

صاحبزادگان کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں: اس عرصہ کی ایک ساعت کو دوسری جگہوں کی بہت سی ساعتوں سے بہتر تصور کرتا ہوں۔ (10) آپ شاہی لشکر کے ساتھ تقریباً ساڑھے تین سال تک رہے۔ آپؒ نے اپنی بے لوث دعوت سے شاہی دربار اور پوری لشکر گاہ کو خانقاہ میں تبدیل کر دیا۔ جہانگیر پر تو اس کا اثر یہ ہوا کہ نور جہاں، جو نہ صرف سلطنت کی ملکہ تھی بلکہ جہانگیر کے دل کی بھی ملکہ تھی، اپنی تمام تر کفر سامانیوں کے باوجود اسے شیعیت کی طرف مائل نہ کر سکی۔ جہانگیر کے اندر نئے دینی رجحان پیدا ہوئے، اس نے منہدم مساجد کی دوبارہ تعمیر، اور مفتوحہ علاقوں میں دینی مدارس کے قیام میں دلچسپی ظاہر کرنا شروع کی۔ ۱۰۳۱ء میں قلعہ کانگڑا کی فتح کے موقع پر اس نے جس طرح اپنی اسلامیت کا اظہار کیا اور وہاں شعائر اسلام کا اجراء کرایا، اس سے بھی جہانگیر کے اندر آنے والی مذہبی تبدیلی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (11) مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود جہانگیر نے یہ چاہا کہ دربار میں ہر وقت چار ایسے علماء حاضر رہیں جو مسائل شرعیہ کی وضاحت کریں اور ان سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہے۔ (12) شاہی خاندان اور درباری امراء کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے خاندان کے تعلقات اس قدر خوش گوار ہوئے کہ اس کے اثرات عالمگیرؒ کی وفات تک واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ حضرت مجددؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت وارادت کا تعلق رکھتا تھا، (13) بادشاہ نے متعدد بار حضرت مجددؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصومؒ سے درخواست کی کہ وہ سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہا کریں، لیکن انہوں نے منظور نہ کیا، اور اس کے بجائے اپنے فرزند گرامی خواجہ سیف الدین کو دہلی بھیج دیا۔ مکتوبات معصومیہ میں مکتوب نمبر ۲۲۱ اور مکتوب نمبر ۲۴۷ بادشاہ کے نام ہیں جبکہ مکتوبات سیفیہ میں اٹھارہ مکتوب بادشاہ کے نام ہیں، جن سے بادشاہ کے مجددی خاندان سے قریبی تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

7-دعوتی کوششوں کی بارآوری کا انتظار

ایک داعی کو عام آدمی کی نسبت زیادہ بردبار اور متحمل مزاج ہونا چاہیے۔ جس طرح فصلوں کے موسم ہوتے ہیں اسی طرح دلوں کے بھی موسم ہوتے ہیں جو بات ایک وقت میں کسی انسان یا سوسائٹی کے لئے اجنبی اور غیر مانوس ہوتی ہے کسی دوسرے وقت میں وہی چیز ان کی نظر میں تریاق سے بڑھ کر ہوتی ہے اس لئے داعی کے لئے مناسب موقع کا انتظار کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس پہلو سے شیخ مجدد کی دعوتی زندگی ہماری خصوصی توجہ کی مستحق ہے، آپؒ نے دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لیے بڑے تحمل کے ساتھ مناسب اور موزوں وقت کا انتظار کیا، اگرچہ شیخ مجددؒ اپنی تجدیدی اور دعوتی کوششوں کا آغاز ۹۹۸ھ میں اس وقت کر چکے تھے جب آپؒ عہدِ اکبری میں آگرہ تشریف لائے، اس دور میں ملاّ مبارک اور اس کے بیٹوں (ابوالفضل اور فیضی) کا طوطی بولتا تھا، تاہم وہ حضرت مجددؒ کے مقام و مرتبے سے پوری طرح آگاہ تھے۔ (14) بادشاہ اکبر کا انتقال ۱۰۱۴ھ میں ہوا، اس وقت حضرت مجددؒ کی عمر ۴۳ سال تھی اور درباری امراء سید صدر جہاں، خان خاناں اور مرتضٰی خان وغیرہ کے ذریعے بادشاہ تک آپؒ کے نصیحت آمیز پیغامات پہنچ چکے تھے، تاہم آپؒ نے کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں فرمایا اور دعوت و تبلیغ میں بڑی حکمت کے ساتھ تدریج کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قدم بقدم آگے بڑھتے رہے، بالآخر حضرت مجددؒ کے زیر اثر امراء کا ایک ایسا مضبوط حلقہ قائم ہو گیا، جنہوں نے یہ عہد کیا کہ مستقبل میں اسی شہزادے کی حمایت کریں گے جو ملک میں اسلامی شریعت کی بحالی کا وعدہ کرے گا، چنانچہ جہانگیر نے یہ

Marfat.com

عہد کیا اور ان کی کوششوں سے وہ اکبر کا جانشین ہوا۔ حضرت مجددؒ کے زیر اثر امراء کی وجہ سے ہی شہزادہ خسرو بادشاہ نہ بن سکا۔ بعد کے دور میں دارا شکوہ اور اورنگ زیب عالمگیرؒ کی بظاہر سیاسی کشمکش کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے، یہ دراصل حضرت مجددؒ کی فکر سے اکبر کی فکر کا فیصلہ کن ٹکراؤ تھا جس میں شیخ مجددؒ کی فکر کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اکبری دور میں شیخ مجددؒ کی دعوتی حکمتِ عملی کو مکی عہدِ نبوت کے مشابہ قرار دیا جا سکتا ہے جب رسول اللہ ﷺ صبر و تحمل کے ساتھ دارِ ارقمؓ اور بعد ازاں شعب ابی طالب میں داعیانِ اسلام کی تربیت میں ہمہ تن مصروف تھے۔ اور ان کو مختلف قبائل عرب کی طرف داعی اور مبلغ بنا کر بھیج رہے تھے، جن کی دعوتی کوششوں کے نتیجہ میں عرب کا کوئی گھرانہ اسلام کی برکات سے محروم نہ رہا۔ شیخ مجددؒ کی اس حکمتِ عملی کے حقیقی اثرات اور ثمرات بھی بعد کے دور میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

8- کارکنانِ دعوت کی دستگیری اور حوصلہ افزائی

داعی کے لئے وہ مرحلہ بڑا صبر آزما ہوتا ہے جب کچھ لوگ بلاوجہ اس پر طعن و تشنیع کے تیروں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ اس مرحلہ پر صرف وہی مصلح اور داعی جادۂ مستقیم پر گامزن رہتا ہے جس کو یہ مشن اپنی عزت و آبرو اور جان و مال سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ دعوت تو حق کی دی جا رہی ہو اور شیطان اس کے مقابل اپنے چیلوں کو کھڑا نہ کرے۔ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جب داعی کی استقامت سلیم الفطرت انسانوں کے دلوں پر لگے ہوئے قفل کو توڑ کر ان پر حق کو آشکار کر دیتی ہے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر مصلح کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ ایک ایسے ہی موقع پر جب اہل

Marfat.com

خسران نے حضرت میر محمد نعمانؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا اور آپ کو اس کا شدید رنج پہنچا، جس کا ذکر انھوں نے حضرت مجددؒ سے کیا تو حضرت مجددؒ نے ان کی طرف ایک مکتوب صادر فرمایا اور ان کو تسلی دی کہ آپ لوگوں کے طعنوں کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ اس مشن پر گامزن رہیں جو آپ کے ذمے لگایا گیا ہے۔ پھر آپؒ حضرت میر نعمانؒ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ کے لائق ہے کہ ان کے بدلے اور مکافات کے درپے نہ ہوں۔ دروغ کو کبھی فروغ نہیں ہے ان کی متنافق باتیں ہی ان کے بازار کی رونق کو کم کردیں گی۔ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ (٢٤/٤٠) (جس کے لئے اللہ نے کوئی نور نہیں بنایا اس کے لئے کوئی نور نہیں۔) وہ شغل جو درپیش ہے اس میں کوشش کریں اور اس کے غیر سے آنکھیں بند کرلیں۔" (15)

حضرت مجددؒ کو اپنے دعوتی مشن سے کس قدر تعلقِ خاطر تھا اس کی وضاحت ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے، جس کی عبارت سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت میر نعمانؒ اس بات سے پریشان تھے کہ حضرت مجددؒ کو ان کی کسی بات سے دکھ پہنچا ہے اور ان کی دلآزاری ہوئی ہے۔ حضرت مجددؒ نے ان کے ان شکوک وشبہات کو دور کیا اور کہا کہ ان کو ان کی کسی بات سے آزار نہیں پہنچا کیونکہ انسان سے اگر بتقاضائے بشریت کوئی بھول چوک ہوجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ لہٰذا آزار کا وہم دل سے دور کر کے طریقت کی تعلیم دینے اور طالبعلموں کی تربیت میں اپنا دھیان دیں۔ (16)

داعیانِ اسلام کا فقر وفاقہ میں مبتلا ہونا کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس راہ پر چلنے

Marfat.com

والے مصائب وآلام سے کم ہی محفوظ رہ پاتے ہیں۔ جب داعی پر "الفقر فخری" کی حقیقت کھل جاتی ہے تو پھر وہ فقر وفاقہ میں بھی ایک طرح کا کیف وسرور محسوس کرتا ہے۔ حضرت مجددؒ کو جب میر نعمانؒ اور ان کے ساتھیوں کی مالی پریشانیوں کی خبر ملی تو ان کی طرف جو مکتوب شریف روانہ فرمایا۔ اس میں لکھا کہ فقر و نامرادی ہی اس گروہِ صوفیہ کا اصل حسن ہے اور اسی میں حضور ﷺ کی حقیقی اقتداء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے اور انسان کو اس فکر و تردّد سے فارغ کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کو نصیحت کی کہ رزق کا غم رازق کے حوالے کر کے اس کے کام میں مشغول ہو جائیں۔ (17) آپؒ ایک دوسرے مکتوب میں اپنے ذاتی احوال بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ان پر اس راہِ طریقت میں سختیاں آئیں اور کن کٹھن حالات میں انہوں نے یہ راہ کاٹی اور وہ درمیان میں پھنس کر رہ گئے، یہاں تک کہ ناامیدی کے دروازے پر دستک دینے لگے اور پھر اس صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے مجھے عین بلا کے اندر عافیت بخشی اور سختی کی حالت میں مجھ پر احسان فرمایا۔ اور پھر آپؒ نے میر صاحب کو یہی تعلیم دی کہ راستے کی تکلیفوں سے گھبرا جانے والے منزلِ مقصود پر نہیں پہنچتے۔ اس کے لئے صبر اور حوصلے سے کام لینا ضروری ہے۔ (18) حضرت مجددؒ کے ایک دوسرے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحبؒ نے ان سے خلافت کے لئے تحریری اجازت نامہ طلب کیا تھا، یہ چیز چونکہ دعوت کے اس عظیم مشن کے مقابل پر کاہ کی کی حیثیت بھی نہیں رکھتی تھی اس لئے آپؒ نے میر صاحب کو لکھا:

"اجازت نامہ کے لکھنے میں آپ جو اس قدر مبالغہ اور کوشش کر رہے ہیں، اس سے آپ کا مقصود کیا ہے؟ طریقہ تعلیم کرنے

Marfat.com

کی آپ کو جو اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں تو اجازت نامہ کیا کرے گا؟ یہ لازم نہیں کہ جو کچھ دل میں گزرے اسی کے واسطے کوشش کرنے لگ جائیں۔ نفس بڑا ضدی ہے، جس کام کے پیچھے لگ جائے، اس کے پورا کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے۔" (19)

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ کہ حضرت مجددؒ کی نظر میں ایک سچے داعی کو ہر طرح کی مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔ ہر دور میں اہل اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اور جو لوگ دعوت کی راہ میں روڑے اٹکائیں ان سے بدلے کی ٹھان لینے کے بجائے مصلح اور مربی کو اپنے مشن پر گامزن رہنا چاہیے۔

9- مدعو کی عزتِ نفس کا لحاظ

دعوتِ دین میں مدعو کے لئے خیر خواہی اور دلسوزی شرطِ اوّل ہے۔ داعی کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ مدعو کے دل پر دستک دے، اور نہ صرف اس کی عزت نفس کا پوری طرح لحاظ رکھے، بلکہ اس کے ہر اچھے عمل پر اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے، اور پھر جہاں ضرورت ہو اس کی اخلاقی تربیت سے بھی صرفِ نظر نہ کرے۔ اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز اربابِ بست وکشاد خاص قسم کے پروٹوکول کے عادی ہوتے ہیں، اور یہ پروٹوکول ان کی نفسیات میں رچ بس کر ان کی عادت سے بڑھ کر فطرت کا حصہ بن جاتا ہے، ایک داعی کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ اپنے مدعو اور مخاطب کی نفسیات اور پس منظر کا پوری طرح لحاظ رکھے۔ حضرت مجددؒ کے خطوط میں ہمیں اس اسلوب کی جھلکیاں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ مثلاً آپؒ اپنے خطوط کا آغاز کسی نہ کسی

Marfat.com

دعائیہ جملہ سے فرماتے ہیں، ایک خط میں خان خاناں کو اپنی دعاؤں سے نوازنے کے ساتھ ساتھ ان کے کمالات کا اعتراف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایسی قیل وقال سے نجات دے جو حال سے خالی ہے اور اس علم سے نجات عطا فرمائے جو عمل سے محروم ہے۔۔۔۔۔۔۔اے ظہورِ کمالات کے لائق برادرِ عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں قوت سے فعل کی طرف لائے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، تو اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ بویا اور زمین استعداد کو خالی رکھا اور تخمِ اعمال کو ضائع کر دیا۔''(20)

ایک مکتوب میں حضرت مجددؒ، خانِ خاناں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسی کتب کے مطالعہ سے احتراز کرنا چاہیے جو صوفیہ کے مکشوفات والہامات پر مبنی ہوں، کیونکہ ہر قاری کے لئے اصل حقائق تک آسانی سے رسائی ممکن نہیں۔اس لئے اربابِ اختیار کو فتوحاتِ مکیہ (ابن عربیؒ) کی بجائے فتوحاتِ مدنیہ (احادیثِ نبویہ) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔آپ مکتوب الیہ کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فتوحاتِ مکیہ مفتاح فتوحاتِ مدنیہ باد۔یعنی فتوحاتِ مکیہ فتوحاتِ مدینہ کی کلید ہو۔''(21)

حضرت میر نعمانؒ اگرچہ حضرت مجددؒ کے مرید تھے لیکن حضرت مجددؒ نے ان کی طرف جو مکتوبات صادر فرمائے ان میں آپؒ کو بڑے احترام کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے۔حضرت مجددؒ نے میر نعمانؒ کے لئے جو محبت بھرے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ نا

Marfat.com

صرف اپنے مریدین سے آپؒ کے تعلقِ خاطر کو واضح کرتے ہیں بلکہ اس اسلوب تخاطب میں عصر حاضر کے داعیان اسلام کے لئے بھی قابل اتباع نمونہ ہے۔ حضرت مجددؒ کبھی تو ان کو ''اے برادر!'' کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں اور کبھی ان سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں ''میرے سعادت مند بھائی یعنی سیادت پناہ میر محمد نعمانؒ کا مکتوب شریف وصول ہوا۔''(22) اور کبھی ان کو اس انداز میں دعا دیتے ہیں ''میرے سیادت پناہ عزیز بھائی میر محمد نعمانؒ جمعیت سے رہیں۔'' (23) ''سیادت مآب میرے عزیز بھائی میر محمد نعمانؒ خوش رہیں۔''(24) اور پھر کبھی محبت بھرے انداز میں شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''شاید حضرت میر صاحبؒ نے ہم کو فراموش کر دیا ہے کہ کبھی سلام و پیام سے یاد نہیں فرمایا۔''(25) تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے لئے حضرت مجددؒ اپنے مکتوبات میں جس انداز میں اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں وہ براہِ راست دل پر دستک دینے والا ہے اور شاید اسی اسلوب کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے دورِ حاضر کے داعیانِ اسلام کی کوششیں پوری طرح بار آور نہیں ہو پا رہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ داعی کے لیے اصلاحِ احوال اور تربیت کا اوّلین اصول یہ ہے کہ مدعو اور مخاطَب کی عزتِ نفس مجروح نہ ہونے پائے کیونکہ مصلح اور مربّی کا کام صرف اسی صورت میں آسان ہو سکتا ہے جب وہ اپنے مخاطَب کے دل میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اپنی بات اس دلسوزی، خلوصِ نیت اور للہیّت سے پیش کرے کہ مخاطَب کے دل کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جائیں۔ داعی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کی دعوتی کوششوں میں اس نفسیاتی اصول کی کارفرمائی کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

10-شیخِ مقتداء کا اصل کردار

حضرت شیخِ مجددؒ میر نعمانؒ کے نام ایک مکتوب میں شیخ مقتداء کا اصل کردار اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر شیخ کسی مرید کو کسی مصلحت کے پیش نظر مقامِ شیخی کی اجازت دیں تو اس کے احوال پر پوری طرح نظر رکھیں اور اس کی غلطیوں پر فوری مطلع کریں اور اگر اس معاملے میں شیخ سستی کا مظاہرہ کرے گا تو یہ سراسر خیانت ہے۔(26) ایک مکتوب میں میر صاحبؒ کو نصیحت فرمائی کہ اپنے مریدین پر پوری طرح توجہ اور نظر رکھیں یہ نہ ہو کہ مرید اسباق میں ترقی حاصل کرلیں اور شیخ اپنی جگہ پر رک جائے اور مرید کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں کامل ہو گیا اور اب مجھے شیخ کی ضرورت نہیں اور یہی بات مرید کے لئے خطرناک ہے۔اس لئے ان کے احوال پر پوری نظر رکھیں اور ان کو بھٹکنے سے بچائیں اور ان کے اندر اس بات کی حیا پیدا کریں کہ شیخ ہمیشہ شیخ ہے اور اس کی اتباع اور تابعداری ان پر لازم ہے۔ یہ نہ ہو کہ آپ کی خاموشی الٹا آپ کے لئے ہی باعثِ شرمندگی بن جائے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ کے علاوہ کسی طالب کو کوئی اور طریقہ نہ سکھائیں تا کہ دو طریقے آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔(27) گویا حضرت مجددؒ کی نظر میں شیخ مقتداء کی ذِمہ داری دوہری ہے، ایک طرف تو وہ رجالِ کار کی تیاری کا خاص اہتمام کرے اور دوسری طرف ان کے احوال پر بھی نظر رکھے اور ان کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔انسان خطا کا پتلہ ہے اور اس سے غلطی کا سرزد ہونا ایک فطری امر ہے، اس لیے داعی کا افراد سے اعلیٰ ترین کردار کی توقع کرتے ہوئے ان کا محاسبہ کرنا اور ان

Marfat.com

سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے ان کو بالکل ہی چھوڑ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے دعوت کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ غلطیوں کی اصلاح دعوت وتبلیغ کا لازمی حصہ ہے اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی کی ایک صورت ہے، اور اس کی بہترین شکل یہ ہے کہ شیخ اپنے مریدین اور شاگردوں کے سامنے اپنے آپ کو ایک مثالی نمونے کے طور پر پیش کرے، تاہم مصلح اور مربی بھی انسان ہے اور اس سے غلطی کا سرزد ہونا عین انسانی فطرت ہے۔ غلطی کا وقوع اس قدر خطرناک نہیں جس قدر غلطی کا عدم شعور ہے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک یہ ہے کہ انسان اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اس پر ڈٹ جائے۔ یہ رویہ انسان کی روحانی ترقی کے لئے انتہائی تباہ کن ہے۔ ایک ایسے موقع پر جب بعض حلقوں میں حضرت مجددؒ کے رسالہ ''مبدء ومعاد'' کی عبارات سے اضطراب پیدا ہوا تو آپؒ نے اپنے ان ملفوظات سے باقاعدہ رجوع کا اعلان فرمایا جن کے مطابق اولوالعزم انبیاء کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کے حوالے سے لکھا گیا تھا۔ آپؒ نے اپنے ان ملفوظات کے بارے میں فرمایا کہ چونکہ یہ محض کشف والہام پر مبنی تھے۔ اس لئے ان کے لکھنے اور فضیلت میں تفرقہ کرنے سے توبہ کرتا ہوں کیونکہ قطعی دلیل کے سوا اس بارے میں گفتگو کرنا جائز نہیں۔ (28)

11- حقیقی تبدیلی کے لیے نقطۂ آغاز

سماجی تبدیلی کے لئے دعوت کا مرکزی ہدف طبقہ عوام ہے یا اشرافیہ۔ یعنی تبدیلی اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرتی ہے یا نیچے سے اوپر کی طرف، یہ سوال جس قدر اہم ہے اسی قدر سنجیدہ تجزیے کا متقاضی بھی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سی اسلامی

Marfat.com

تحریکوں کی تگ ودواور طرزِ عمل کواسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے، اوراسی پس منظر میں ان کے اثرات ونتائج کی وسعت کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مجددؒ کی تحریکِ دعوت کواس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپؒ نے ایک طرف تو طبقۂ عوام کی تعلیم وتربیت اوراصلاحِ احوال کی طرف بھرپورتوجہ فرمائی اوردوسری طرف کرسیٔ اقتدار کی بجائے امراءاوراشرافیہ کواپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپؒ کی کوششوں کے نتیجے میں معاشرے کے سرکردہ لوگوں نے اپنی دینی دلچسپیوں کا اظہار کیا تو عوام نے اپنے دینی مزاج کی وجہ سے ان کے طرزِ عمل کونہ صرف قبول کیا بلکہ اس پراپنی مسرت اورشادمانی کا اظہار بھی کیا۔

سلاطین ،امراءاورحکوتی عہدداروں کا احتساب اوران کونصیحت کرنا جان جوکھوں کا کام ہے، لیکن یہ کام جس قدرمشکل ہے اسی قدرضروری بھی ہے اس لئے کہ عوام الناس معاشرے کے سرکردہ افراداوران کے طرزِ عمل سے نہ صرف براہِ راست متأثر ہوتے ہیں بلکہ ان کونمونۂ عمل بھی بنالیتے ہیں۔ اس لئے ایک داعی کو ہرطرح کے تحفظات سے بلند ہوکر بڑی حکمت کے ساتھ یہ فریضہ انجام دینا چاہیے۔ کیونکہ اعلیٰ منصب پرفائزکسی ایک انسان کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے بہت سارے انسانوں کی اصلاح کا سامان کرلیا ہے۔ حضرت مجددؒ نے دعوت کے اس اسلوب کو جس حکمت کے ساتھ برتا ہے، وہ داعیانِ اسلام کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔

میرزاعبدالرحیم خانِ خاناںؒ صاحبِ ثروت اورسلطنت مغلیہ کے رکنِ رکین ہونے کے باوصف اہل اللہ اوردرویشوں کے خدمت گاروں میں تھے مگران کے اندازِ تحریر سے تحکم اورتکبر کی بوآتی تھی۔ حضرت مجددؒ ایک مکتوب میں ان کوتواضع اختیارکرنے کی

Marfat.com

تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقراء کی بہت خدمت کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی فقراء کے آداب کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے، تا کہ اس پر ثمرہ اور نتیجہ برآمد ہو۔ اور اس کے بغیر تو خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے، یعنی کچھ فائدہ نہیں ہے، ہاں حضور ﷺ کی امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں اور متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا بھی ایک قسم کا صدقہ اور نیکی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کو ایک شخص نے متکبر کہا تو انھوں نے فرمایا: میرا تکبر خدا کے لئے ہے۔ اس گروہِ فقراء کو ذلیل خیال نہ کریں کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے: ''رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ'' (بہت سے پراگندہ بال، گرد آلود، دروازوں سے دھکیلے جانے والے (باطن میں ایسا بلند مقام رکھتے ہیں) کہ اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔).....اگرچہ یہ باتیں تلخی نما ہیں۔ لیکن آپ کی خوشامد اور چاپلوسی کرنے والے بہت ہیں، آپ اسی پر اکتفاء کریں۔ فقراء سے آشنائی اور ملاقات سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے پوشیدہ عیوب اور مخفی کمینی حرکات سے واقف اور مطلع ہو۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس طرح کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر

Marfat.com

خواہی اور دلسوزی کے طور پر ہیں۔"(29)

تکبر در اصل ایک روحانی اور اخلاقی مرض ہے جس کا علاج تواضع اور انکساری ہی سے ممکن ہے۔تواضع، غرباء کا اظہارِ حال اور امراء کے لئے باعثِ کمال ہے۔شیخ سعدی فرماتے ہیں:

تواضع زگردن فرازاں نکوست گدا گر تواضع کند خوئے اوست

حضرت مجددؒ کی پرسوز نصیحت کے جو اثرات مکتوب الیہ پر مرتب ہوئے اس کی نشاندہی حضرت مجددؒ کے ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے۔ جب خان خاناںؒ نے اس پرخلوص نصیحت کے نتیجے میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اپنے رویے کو بالکل تبدیل کرلیا تو حضرت مجددؒ نے اپنے ایک خط میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"چونکہ آپ نے فقراء کے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں تواضع اختیار کی ہے۔اس کے مطابق :مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ ،(جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے۔اللہ اسے بلندی اور رفعت اختیار کرتا ہے۔) امید ہے آپ کا یہ عجز وتواضع آپ کی دینی ودنیوی رفعت کا سبب بنے۔(30)

12-وحی اور عقل کے حدود

شیطان کے بڑے جالوں میں سے ایک جال یہ ہے کہ وہ امورِ شرعیہ کے بارے میں انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈال کر اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔کبھی تو یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اسلامی احکام خلافِ عقل ہیں، عصری

Marfat.com

تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اوران پر عمل کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے ۔حضرت مجددؒ نے خان خاناںؒ کے نام ایک تفصیلی خط اس مضمون کا صادر فرمایا کہ امور شرعیہ میں پوری آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے مقیم ومسافر، مریض وتندرست اورمرد وزن دونوں کے دائرہ کار اور نفسیات کے مطابق تعلیمات دی گئی ہیں۔اب اس اہتمام کے بعد بھی جو شخص عمل نہ کرے وہ حقیقتِ ایمان سے محروم ہے۔(31)

اس میں کیا شک ہے کہ اسلام دین فطرت ہونے کے ساتھ ساتھ دین عقل بھی ہے لیکن کون سی عقل معیارِ حق ہوگی؟ یہ ایک اہم سوال ہے، حقیقت یہ ہے کہ عقل ایک ایسا کمزور اور بے بس راہنما ہے جس کو انسانی خواہشات اور جذبات نے ہمیشہ اپنا تابع مہمل بنا کر رکھا ہے، اور عقل نے ہمیشہ انسانی جذبات وخواہشات کے حق میں دلائل تراشے ہیں اور خواہشاتِ نفس اور جذباتی رویوں کو عقلی رویے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ عقل جج نہیں، وکیل ہے۔جیسا مقدمہ اسے دیا جائے گا اسی کے مطابق وہ وکالت کرے گی۔یہ ایک ایسی دودھاری تلوار ہے جو دونوں طرف چلتی ہے اس سے جس طرح دینی حقائق کو ثابت کیا جاسکتا ہے اسی طرح باطل بھی کیا جاسکتا ہے۔یہ وکیل کی وکالت وذہانت پر موقوف ہے کہ وہ مقدمہ کے کس پہلو کی تائید یا تردید کرنا چاہتا ہے۔اس لئے ہر شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی عقل کا ترازو لے کر آگے بڑھے اور احکام شرعیہ کے حق وباطل ہونے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جائے۔معیارِ حق عقل نہیں بلکہ وحی ہے۔اس لئے ایک مکتوب میں حضرت مجددؒ، خان خاناں کے نام تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو عقلی پیمانے پر ناپے اور

Marfat.com

دلائل عقلیہ کے مطابق کر دے، وہ شانِ نبوت کا منکر ہے اور
اس کے ساتھ کلام کرنا کم عقلی و بے وقوفی ہے۔"(32)

عقل پرستی کا مرض ہر دور میں رہا ہے، مغربی فکر و فلسفے کے زیر اثر یہ دورِ حاضر کا بڑا فتنہ ہے۔ اسلام عقل کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور تفکر فی الخلق پر زور دیتا ہے، اسلام کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اگر کسی حکم کی حکمت وقتی طور پر انسان کی سمجھ میں نہ بھی آئے تب بھی وہ اس پر پختہ ایمان اور یقین رکھے۔ ورنہ ایسے شخص کا ایمان اپنی عقل پر ہوگا نہ کہ نبوت و رسالت پر۔ اسی پس منظر میں شیخ مجددؒ نے اسلامی حدود و تعزیرات اور اسلامی احکام کو عقل کے ترازو میں تولنے والے شخص کو شانِ نبوت کا منکر قرار دیا ہے۔ گویا دین یہ ہے کہ: عقل قربان کن پیش مصطفیٰ

13-دعوت و تبلیغ اور خدمت خلق

دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کی دعوت کے غیر مؤثر ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا افرادِ معاشرہ کے ساتھ براہِ راست تعلق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے ہاں عرف عام سے واقفیت اور طبقۂ عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور پھر ان کے حل کی عملی کوشش، دعوتِ دین کے دائرہ سے قطعی باہر سمجھی جا رہی ہے۔ یہ طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ کے منہاجِ دعوت سے بہت بڑا انحراف ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقِ خدا سے محبت اور خدمتِ خلق دعوتِ دین کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں۔ پہلی وحی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپؐ کے اضطراب کو دیکھتے ہوئے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

"کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ

Marfat.com

وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ"(33)

"ہرگز نہیں! اللہ کی قسم، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"

حضرت خدیجہؓ کے یہ الفاظ قبل از اعلان نبوت رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا بڑا خوبصورت اور جامع بیان ہیں، جس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ خدمتِ خلق پہلے ہے اور دعوتِ دین بعد میں۔ اس وقت عیسائی مبلغین اور مشنریز پوری دنیا میں خدمتِ خلق کے نام پر اپنے باطل نظریات کے پرچار میں مصروف ہیں۔ غور کیا جائے تو برصغیر میں صوفیہ کرامؒ نے بلا امتیازِ رنگ و نسل اور مذہب، لوگوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔ خانقاہی نظام میں مذہبی رواداری اور لنگر کا تصور اس اسلوبِ دعوت کی خوبصورت مثال ہے۔

حضرت مجددؒ کے دعوتی منہج میں بھی اس اسلوب کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ نہ صرف ذاتی حیثیت میں آپ نے مخلوقِ خدا کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا بلکہ اصحابِ ثروت کو بھی اس طرف توجہ دلائی۔ ہم ان سطور میں صرف چند مثالیں پیش کرنے پر ہی اکتفاء کریں گے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ایک طرف اگر شیخ مجددؒ کی اپنے ارادت مندوں کی روحانی ترقی پر گہری نظر تھی تو دوسری طرف وہ ان کے روزمرہ زندگی کے مسائل سے بھی پوری آگہی رکھتے تھے۔ حضرت مجددؒ، خانِ خاناںؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں ایک ضرورت مند کی سفارش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

"سیادت مآب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے قدیمی تعلق و نسبت رکھتا ہے اور آپ کے دعا گوؤں میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ تاکہ اس فقر اور بڑھاپے کے وقت اپنے اہل وعیال میں فراغت اور سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے دونوں جہان کی سلامتی کی دعا میں مشغول رہیں۔(34)

حضرت مجددؒ ایک دوسرے مکتوب میں رقمطراز ہیں:

"میاں شیخ عبدالمومن بزرگ زادہ ہیں اور تحصیل علم سے فارغ ہوکر طریقۂ صوفیہ کا سلوک فرماتے ہیں۔ اور سلوک کے ضمن میں عجیب وغریب احوال مشاہدہ کرتے ہیں۔ ضرورتِ انسانی از قسم اہل وعیال ان کو حیران و بے اختیار ناچار کردیتی ہے۔ اس فقیر نے ناچارگی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے آپ کی جناب کی طرف ان کی رہنمائی کی ہے۔ "مَنْ دَقّ بَابَ الْکَرِیْمِ انْفَتَحَ" جس نے کریم کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ کشادہ حال ہوگیا۔(35)

حضرت مجددؒ ایک اور مکتوب میں خان خاناں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرنے کے بعد ایک حاجت مند کی سفارش بایں الفاظ فرماتے ہیں:

"دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار، بلکہ آپ سے اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی طرف اشارہ جو فضیلت

Marfat.com

اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت اور شہود سے مزین ہے، جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔" (36)

14-ذاتی مفادات سے بے رغبتی

میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ سیاسی اعتبار سے معمولی آدمی نہ تھے نہ صرف اپنی خاندانی خدمات کی وجہ سے بادشاہ پر ان کے گہرے اثرات تھے بلکہ اپنی فطری بہادری، بلند فکری، علماء وصوفیہ سے محبت اور فقراء ومساکین کی دادرسی کی وجہ سے ہر طبقہ میں مقبولیت کی اس سطح پر تھے جس سے زیادہ کا سوچا بھی نہیں جا سکتا، لیکن اس کے باوجود حضرت مجددؒ نے ان کی طرف جو خطوط صادر فرمائے ان میں اس بات کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ آپؒ خانِ خاناں کی اس حیثیت سے اقتدار یا ذاتی منفعت کے خواہاں ہوں۔ حضرت مجددؒ نے جس انداز میں اپنے ذاتی طرزِ عمل سے اقتدار سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا اس نے حکمران طبقے، امراء اور اشرافیہ میں آپ کی دعوت کے نفوذ میں اہم کردار ادا کیا۔ غور کیا جائے تو شیخ مجددؒ کے خطوط کا مرکزی نقطہ مکتوب الیہ کی اصلاح اور پھر ان کی وساطت سے درباری امراء اور دیگر متعلقین کی اصلاح ہی تھی۔ آپؒ نے اس مقصد کے لئے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ مکتوب الیہ کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کی وساطت سے دوسرے امراء کی اصلاح اور ان کے دلوں میں اسلامی احکام کی حرمت و عزت کے تصور کو پختہ کیا جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مجددؒ کی اخلاص وللّٰہیت پر مبنی ان کوششوں کے نتیجے

Marfat.com

میں ایک موقع پر میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ گورنری کا عہدہ چھوڑنے پر تیار ہوگئے۔خانِ خاناںؒ کی شخصی وجاہت، مقام ومرتبہ اور عہدہ و اقتدار کے باوجود حضرت مجددؒ نے احقاقِ حق میں کبھی مداہنت ،چشم پوشی یا مصلحت کوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ایک موقع پرخان خاناںؒ کوواضح اوردوٹوک انداز میں تحریرفرمایا:

''نجات کا راستہ اہل سنّت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کواورزیادہ کرے)اقوال میں بھی،افعال میں بھی ،اوراحوال وفروع میں بھی۔کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف یہی ہے۔باقی تمام فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یانہ آئے لیکن کل (قیامت) کوہرایک جان لے گا،مگراس وقت جاننا بے سود ہوگا۔''(37)

حضرت مجددؒ نے ہمیشہ یہ کوشش فرمائی کہ خانِ خاناں کی شخصی حیثیت سے فائدہ اُٹھا کر دربارِ شاہی سے وابستہ دیگرلوگوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ حضرت مجددؒ نے اپنے ایک مکتوب میں میرزاعبدالرحیم خانِ خاناںؒ کواس طرف توجہ دلائی کہ آپ کے ایک فاضل شاعردوست کے بارے معلوم ہوا ہے کہ انھوں اپنالقب ''کفری'' اختیارکررکھا ہے جوکہ کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔پھرآپؒ نے خانِ خاناںؒ کوتحریرفرمایا کہ اس شاعرکومیری طرف سے پیغام پہنچادیں کہ اس طرح کا کافرانہ تخلص بدل کرکوئی ایسا اسلامی لقب اختیارکریں جوجامع برکات ہو۔(38)

Marfat.com

خلاصۂ کلام یہ کہ ایک داعی اپنے مشن میں اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب اس کی کوششیں اخلاص پر مبنی ہوں۔ اور یہ کہ دنیوی فوائد سے بے رغبتی داعی کے پیغام کو طبقۂ امراء میں مقبول بنادیتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعوتی تحریک تاریخ اسلام کی ایک عظیم الشان تحریک تھی جس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کو متاثر کیا۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی کوششوں کے نتیجے میں اکبر کے انتقال کے ساتھ ہی ''دینِ الٰہی'' بھی موت کی وادی میں داخل ہوگیا، بدعات کا سیلاب رک گیا، اور لوگوں کا رسالتِ محمدی ﷺ کی ابدیت پر ایمان مستحکم ہوا۔ حضرت مجددؒ نے اسلام کی سربلندی کے لئے ہر طرح کے مصائب و آلام کو برداشت کیا اور نبوی اسلوبِ دعوت کو اپنے عمل سے زندہ کیا۔

حواشی وتعلیقات

(1) ''سنن ابی داود''، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائة، ح: ۴۲۹۱

(2) خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی، ''روضیۃ القیومیۃ''، ص: ۱۴۴۔۱۶۷، (مکتبہ نبویہ، لاہور، ۲۰۰۲ء) مجلدات: ۴

(3) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''روضیۃ القیومیہ''، ص، ۱۲۸۔۱۲۹ ''حضرات القدس''، ص، ۲۹۹۔۳۶۸

(4) ''مکتوباتِ امام ربانی''، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 228

(5) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 231

(6) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 261

(6) ایضاً، دفتر دوم، مکتوب نمبر: 92

Marfat.com

(8)ٹی ،ڈبلیو،آرنلڈ''دعوتِ اسلام''ص،۴۱۲

(9) Encyclopedia of religion and Ethics (جلد ۸،ص،۴۸۰)

(10)''مکتوباتِ امام ربانی''،دفتر سوم،مکتوب نمبر:43

(11) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:توزک جہانگیری،ص،۳۴۰

(12)''مکتوباتِ امام ربانی''،دفتر اوّل،مکتوب نمبر:53بنام شیخ فرید بخاریؒ،دفتر اول،مکتوب نمبر:194بنام صدر جہاں

(13) مکتوب سیفیہ،مکتوب نمبر83بنام صوفی سعداللہ افغانی

(14) علامہ محمد ہاشم کشمی، ''زبدۃ المقامات''،ص:۱۳۲،(مکتبہ انوارِ مدینہ،نور آباد،سیالکوٹ ،۱۴۰۷ھ)

(15)''مکتوباتِ امام ربانی''، دفتر اوّل،مکتوب نمبر:204

(16)ایضاً، دفتر اوّل،مکتوب نمبر:224

(17)ایضاً، دفتر اوّل،مکتوب نمبر:224

(18)ایضاً، دفتر سوم،مکتوب نمبر:5

(19)ایضاً، دفتر اوّل،مکتوب نمبر:228 (یہ خط وکتابت ابتدائی دور کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعد میں حضرت مجددؒ نے میر نعمانؒ کو اپنے

دستِ اقدس سے عربی زبان میں خلافت وارشاد کا اجازت نامہ لکھ کر عنائیت فرمایا۔(ملاحظہ ہو:''زبدۃ المقامات''،ص:۴۵۹)

(20)ایضاً،دفتر اول،حصہ اوّل،مکتوب نمبر:23

(21)ایضاً،دفتر اول،حصہ سوم،مکتوب نمبر:198

(22)ایضاً،دفتر اوّل،مکتوب نمبر:224

(23)ایضاً،دفتر اوّل، مکتوب نمبر:209

Marfat.com

(24) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 92

(25) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 120

(26) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 224

(27) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 238

(28) ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: 209

(29) ایضاً،، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 68

(30) ایضاً، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 69

(31) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مکتوبات، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر: 191

(32) ایضاً،، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر: 114

(33) ''صحیح بخاری، باب بدء الوحی،

(34) ''مکتوباتِ امام ربانی''، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 69

(35) ایضاً، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر: 232

(36) ایضاً،، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 67

(37) ایضاً،، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 69

(38) ملاحظہ ہو: ایضاً،، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: 23

Marfat.com

معیار مجددیت اور
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تجدیدی کاوشیں

سید بدر مسعود شاہ گیلانی چوراشریف

مجددیت

جب انسان وحی ونبوت کے فیضان سے مستفیض ہوا تو اس کے اندر اپنے آپ کو جدید بنانے کا جذبہ پیدا ہوا۔ طبیعتِ انسانی نئی سے نئی جہتوں کی تلاش کی خوگر ہو گئی۔ تاریخی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ جن معاشروں اور تہذیبوں میں جدیدیت کا محرک کمزور ہو جاتا ہے ان کو بالآخر زوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ زندگی کو ہر دم رواں دواں رکھنے کیلئے جدیدیت کا عنصر باقی رہنا از حد ضروری ہے ورنہ انسانی ذہن وفکر پر جمود طاری ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں انسان میں ترقی کرنے کی صلاحتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اگر اس کا سلسلہ جاری رہے تو یہ تنزل انسان کو پھر حیوانی سطح پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اگر انسانی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو جدیدیت (Modernization) ایک مسلسل عمل محسوس ہوتا ہے جو تہذیب وتمدن سے لے کر دین ومذہب تک پوری انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چونکہ اس وقت روئے سخن دین کی طرف ہے، اس لئے انسان میں دنیاوی جدیدیت کے رجحانات پر گفتگو کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اپنے مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تجدید دین

تجدید دین سے مراد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی الہامی مذہب کے عقائد ونظریات میں داخلی یا خارجی ماحول سے داخل ہو جانے والی خرابیوں کو نکال کر دوبارہ اسے اصلی حالت پر استوار کر دینے کا نام ہے۔

مذاہب عالم اور تجدید

عیسائیت

مذاہب وادیان عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں عیسائی مذہب کے وابستگان کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن عیسائیت بطور دین یا نظام زندگی دنیا کے کسی بھی مقام پر موجود نہیں ہے۔ اس کے اپنے ماننے والے اس کی نظریاتی خامیوں کو ہدف تنقید بنا کر اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں۔ اس مذہب میں عدم تشدد کے نظریہ کی سب سے زیادہ پامالی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خارجی ماحول سے درآنے والے عقائد ونظریات کو نکال کر اس کی تجدید کرنے کا کوئی طریقہ کار یا تصور موجود نہیں بلکہ اپنی کتابوں میں تحریف کو باقاعدہ قانونی شکل دے دی جاتی ہے۔

عیسائیت میں سینٹ پال یہودی کی طرف سے داخل کر دیئے جانے والے عقیدہ تثلیث کی آج تک کوئی توجیح پیش نہ کی جا سکی بلکہ یہ عقیدہ اس کے ماننے والوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے اور اس مذہب کے بڑے بڑے علماء بھی کسی ٹھوس بنیاد پر اس نظریہ کی وضاحت کرنے سے قاصر ہیں۔ کوئی شخص بھی اس لاینحل مسئلہ کو

Marfat.com

سلجھانے کے قابل نہیں ہوسکا کہ تین وجود ایک دوسرے میں مدغم ہوکر ایک وجود بن جائیں لیکن ان کا اپنا اپنا الگ وجود بھی برقرار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب عیسائیت کی تمام تبلیغی کوششیں کسی مذہبی عقیدہ ونظریہ کی بنیاد پر نہیں کی جاتیں بلکہ معاشی ابتری کی شکار قوموں میں بے تحاشہ مادی وسائل استعمال کر کے اور رفاہی اداروں کے قیام کے ذریعے عیسائیت کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس کا ثبوت پس ماندہ افریقی ممالک میں عیسائیت کو قبول کرنے کی شرح سے ملتا ہے۔ جبکہ یورپ اور ترقی یافتہ ممالک میں اس کی مقبولیت روز بروز کم ہورہی ہے۔

یہودیت

اس مذہب میں عقائد ونظریات یا دیگر معاملات پر سوچنا بھی گناہ ہے۔ یہودیت ایک نسلی مذہب ہے جس کی وجہ سے یہاں سوچ وفکر کے دائرے نہایت محدود ہیں۔ اس مذہب میں رجعت پسندی اتنی گہری ہے کہ کوئی شخص فکر جدید کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا حتی کہ اس مذہب میں تبلیغ ودعوت کا دائرہ بھی نہایت محدود ہے۔

اسلام

عالم اسلام کی موجودہ بدحالی کے باوجود اسلام بطور نظریہ حیات فروغ پذیر ہے۔ جدید سروے کے مطابق یورپ اور دنیا کے دیگر ملکوں میں اسلام سب سے مقبول ترین دین ہے اور اس کو قبول کرنے والوں کی تعداد میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ اس ترقی پذیری کی دو وجوہات ہیں۔

ایک یہ کہ مسلمانوں کی تبلیغی مساعی علمی اور ٹھوس نظریاتی بنیادوں پر ہورہی ہیں

Marfat.com

اوراس پر تحقیق کرنے والے یا اس کا مطالعہ کرنے والے عقلی شواہد کی بنیاد پر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کررہے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام میں ایک خودکار تجدیدی نظام موجود ہے۔ جو ظاہری اور پوشیدہ طور پر ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ اس کے خالص الہامی عقائد ونظریات پر اول تو کوئی خارجی عقیدہ یا نظریہ اثر انداز ہی نہیں ہوسکتا لیکن اگر کوئی عنصر کسی طرح اس میں داخل ہو بھی جائے تو تجدیدی نظام پوری قوت سے اس کو دور کردیتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی فرد یا جماعت مستقل طور پر اس کے بنیادی اصولوں میں تبدیلی نہیں لا سکتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنے اصولوں پر قائم رہنے کی وجہ سے اسلام پر جمود کی کیفیت طاری ہوسکتی ہے بلکہ اسلام وقت گزرنے کے ساتھ اسلامی معاشرے میں پیدا ہونے والے جدید مسائل کو اجتہاد کے ذریعے دین کے اصولوں سے مطابقت دے کر ان کو دین کے دائرے میں لے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام آج کی جدید دنیا کا دین یا نظام زندگی بننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے۔

اسلام میں طریقہ تجدید

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی اقدار کو حرص و ہوس کی گرد اپنے اندر ڈھانپ لیتی ہے حتی کہ اسلامی عقائد ونظریات اور عبادات واعمال بھی اس کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ لیکن اسلام میں اس صورتحال کو زیادہ عرصہ کیلئے اس حالت پر نہیں رہنے دیا جاتا کیونکہ اسلام ایک آفاقی نظام حیات ہے اور اس نے آخری مسلمان تک قائم رہنا ہے۔ اسی لئے تجدیدی عمل کے تسلسل کی وجہ سے ایک مخصوص

Marfat.com

عرصہ جو بالعموم ایک صدی پر مشتمل ہوتا ہے اسلامی نظام حیات پر زمانے کی پڑی ہوئی گرد کو صاف کر کے صحیح عقائد ونظریات اور اعمال کی ترویج کر دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ کار مختلف زمانوں اور ادوار میں مختلف انداز میں جاری رہا ہے۔

تجدید دین بالنبوت

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس دنیا میں بعثت کے بعد دین اسلام اپنی تکمیلی صورت کو پہنچا اور اس کے ساتھ تجدید دین بالوحی کا سلسلہ بھی اختتام پذیر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خلعت ختم نبوت سے نوازا گیا اور تا قیامت وحی ونبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

اس دور اقدس سے پہلے جب بھی دین اسلام کی تعلیمات میں مرور زمانہ اور حوادثات مختلفہ کے نتیجے میں تحریفات کی دی گئیں یا ان کو کلیتًا مٹا دیا گیا یا اصل اسلامی تعلیمات واصول انسانی خواہشات کی نذر ہو گئے تو اسلامی نظام حیات کو دوبارہ اصل حالت میں لانے کیلئے وقتاً فوقتاً انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث کیا جاتا رہا۔ اس بعثت انبیاء کا بنیادی مقصد دراصل تجدید دین ہی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اکثر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے اپنے پیشرو انبیاء کی تحریف شدہ تعلیمات کو دوبارہ اصل صورت میں تازہ کر دیا۔ اس کے علاوہ اس وقت لوگوں میں موجود بڑی بڑی بے اعتدالیوں اور خرابیوں کی اصلاح بھی فرمائی جیسے حضرت شعیب، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت موسیٰ علیہم السلام نے اپنی اپنی قوموں کی اصلاح فرمائی۔

ان حضرات کو وحی کی تائید حاصل تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست

Marfat.com

حاصل ہونے والی رہنمائی میں اپنے وقت کی ملتوں کی دینی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

تجدید بالخلافت

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کی صورت میں دینی اصول و اقدار کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ ان کی موجودگی میں جب کبھی عقائد و اعمال میں افراط و تفریط ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین نے پوری استقامت اور جرأت ایمانی سے حق و باطل کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے ان تحریفات و بدعات کو قرآن وسنت کے مطابق از سر نو استوار کر دیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں مختلف قبائل کی طرف سے ادائیگی زکوۃ کے انکار سے دین کے ایک بنیادی رکن سے انحراف کرنے کی کوشش کی گئی جن کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال ایمانی قوت اور مومنانہ فراست سے کچل کر رکھ دیا اور اس سازش کو کامیاب ہونے کا موقع نہ دیا۔

اسی طرح دوسرے خلفائے راشدین کے زمانہ خلافت میں جب بھی کبھی کسی فتنہ نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ اور روحانی فیض یافتہ ان حضرات نے پوری استقامت کے ساتھ حق نیابت کو نبھایا۔ اس کی ایک اور وجہ بھی تھی کہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان حضرات کے شانہ بشانہ کھڑے ہوئے تھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی

Marfat.com

اطاعت کرو) سے بخوبی آگاہ تھے اور وہ جانتے تھے کہ اس آیت کی روشنی میں یہ خلفاء الراشدین رضوان اللہ علیہم رسول اللہ ﷺ کی نیابت کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

تجدید بالعلم والروحانیت

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہوا۔ حکمران کہلاتے تو امیر المومنین ہی تھی لیکن درحقیقت بادشاہی نظام قائم کر دیا گیا تھا۔ ان بادشاہوں نے اپنی حکمرانی کو دوام بخشنے کیلئے زرخرید علماء سے فتوے لے کر اپنا جواز ثابت کیا۔ اس کیلئے اسلامی نظام زندگی میں من مانی تاویلات کے ذریعے تحریفات کی گئیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یونانی فلسفہ کی کتابوں کے عربی زبان میں تراجم کرائے گئے۔ جس کے نتیجہ میں خالص اسلامی اخلاق وتصوف پر یونانی فلسفہ کا رنگ چڑھا دیا گیا۔ کلامی بحثوں کو اسلامی تصوف کا حصہ بنا کر ایسے ایسے نظریات داخل کر دئے گئے جن کی بناء پر مظاہر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے حلول کو حق مان لیا گیا۔ شریعت وطریقت کو ایک دوسرے سے جدا سمجھا جانے لگا۔

اس دور میں تجدیدی کام دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک علمی تجدید کا کام جس کو علمائے حق نے سرانجام دیا۔ جب بھی عقائد ونظریات میں تبدیلیاں کی گئیں یا قرآن و حدیث کے مطالب میں من مانی توجیہات کے ذریعے تحریف کرنے کی کوشش کی گئیں تو اپنے اپنے وقت کی ضرورتوں کے مطابق علمائے کرام رحمہم اللہ اجمعین نے ان پیدا شدہ خرابیوں کو دور کر دیا۔

دوسری طرف تصوف کے میدان میں پیدا شدہ خرابیوں کو صاحبان معرفت وروحانیت

Marfat.com

نے تصوف یعنی طریقت کو شریعت کے تابع کر دیا اور غیر شرعی عقائد و اعمال یعنی بدعات کا قلع قمع کر دیا۔

یہ دونوں گروہ حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ نبوت کے فیض یافتہ تھے۔ جس کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض علمی سے استفادہ کیا اور قرآن و حدیث کے علم میں تخصص (Specialization) حاصل کیا اس نے علمی میدان میں تجدیدی کام کیا۔ اور جس نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت سے فیض حاصل کیا اس نے روحانیت کے میدان کو غیر شرعی امور سے پاک کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ علماء کرام تصوف سے بالکل نا آشنا تھے یا صوفیائے کرام علم سے بے بہرہ تھے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ علماء جہت علم میں غلبہ رکھتے تھے اور صوفیاء جہت تصوف میں غلبہ کے حامل تھے جس کی وجہ سے اپنے اپنے میدان میں کام کیا۔

لیکن بعض ہستیاں ایسی بھی گزریں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں کمالات علمی و روحانی کے جامع تھے اور انہوں نے بیک وقت علمی و روحانی دونوں امور میں تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے۔ گویا جنہوں نے کسی ایک شعبے میں تجدیدی کام کیا وہ جزوی مجدد تھے اور جنہوں نے تمام امور دینی میں تجدید کر کے اصل اسلامی نظام زندگی کو بحال کیا وہ کلی یا جامع مجدد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مراتب میں بھی وہی فرق ہے جو ایک جزو اور کل کے درمیان ہوتا ہے۔

معیار مجددیت

اگر تجدید کا فریضہ کوئی ایسی ہستی سرانجام دے جس کو وحی کی رہنمائی اور معجزہ کی

Marfat.com

تائید حاصل ہوتو اس کو نبی یا رسول کہتے ہیں، جبکہ یہی فریضہ اگر کسی امتی کے ہاتھوں انجام پائے تو اس کو مجدد کہتے ہیں۔اس کو علم وفضل میں اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے،علوم ظاہریہ و باطنیہ میں یکتائے روزگار ہوتا ہے۔ حامیٔ سنت اور قامع بدعت ہوتا ہے گویا وہ ایک نابغہ عصر ہوتا ہے جس کو نور فراست میں حصہ وافر ملا ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کو کرامت کی تائید بھی حاصل ہوتی ہے۔

نبی اور مجدد کے کام کی یکسانیت کے باوجود ان کے مقام ومراتب میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، نبی کی نبوت منصوص من اللہ ہوتی ہے، نبی وحی کی ہمہ وقت رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ نبی اپنی نبوت کا اعلان کرنے کا پابند ہوتا ہے اس سلسلے میں وہ کسی شخص کی تائید وحمایت کا محتاج نہیں ہوتا۔ جبکہ مجدد کو اپنی صداقت کا ثبوت اپنے عزم واستقلال اور کام کی انجام دہی سے دینا ہوتا ہے۔مجدد کے لئے اپنی مجددیت کا اعلان کرنا لازم نہیں ہوتا بلکہ اس کے ہم عصر علماء وصوفیا اس کے علم وفضل اور تجدیدی کام کو دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تجدیدی کوششوں کو ان کی زندگی میں معلوم نہ کیا جا سکا بلکہ بعد میں آنے والے علماء نے ان کے مجدد ہونے کی تصدیق کی۔

جب یہ معاملہ پردۂ خفا میں ہے تو اس صورت حال میں بعض لوگوں کے دلوں میں مجدد بننے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور بعض لوگ از خود مجدد ہونے کا دعوٰی کر دیتے ہیں بلکہ ان کی جسارت ان کو دعوٰی نبوت تک لے آتی ہے جیسے مرزا غلام قادیانی نے پہلے مجدد ہونے کا دعوٰی کیا اور پھر بتدریج ترقی کرتے کرتے نبوت کا اعلان کر بیٹھا۔

Marfat.com

ایسی کسی بھی کوشش کو روکنے کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ مجددیت کا ایک معیار ہو جس کو کسوٹی بنا کر کسی ہستی کے مقام مجددیت پر فائز ہونے کو معلوم کیا جا سکے ورنہ خواہشات نفسانی کا ہر تابع اپنے آپ کو مجدد قرار دلوانے کی کوششیں کرتا رہے گا۔

اس معیار کو حضور رحمت عالمیان خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجدید سے مقرر کیا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ اَخْبَرَنَا بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ اَيُّوْبَ عَنْ شَرَاحِيْلَ بْنَ يَزِيْدَ الْمُعَافِرِیِّ عَنْ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا. حدیث 4291 باب مایذکر فی قرن المائۃ۔ کتاب الملاحم۔ سنن ابی داؤد

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سرے پر ایسے بندے (مجدد) بھیجتا رہے گا جو اس کیلئے دین کی تجدید کریں گے۔

اس حدیث کی ابوداؤد کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی تخریج کی ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں اس کو روایت کیا ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ابوداؤد اور مستدرک حاکم کے علاوہ طبرانی کی معجم اوسط کا بھی ذکر کیا اور اس کی سند و رجال کے متعلق فرمایا وَ سَنَدُهٗ صَحِيْح وَرِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔ (اس کی سند صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

Marfat.com

امام بیہقی کی کتاب معرفۃ السنن والآثار میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالحئ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۃ الفتاوی میں اس حدیث کی تخریج میں حلیہ ابونعیم، مسند بزاز، مسند حسن بن سفیان اور کامل بن عدی کا بھی ذکر کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی تَصْحِیحِہٖ یعنی حفاظ حدیث کا اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ اس حدیث مبارک میں مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا کے الفاظ بڑے غور طلب ہیں۔ یہ الفاظ معیار مجددیت کو قائم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ ان الفاظ میں دین کی تجدید کا ذکر ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ دین کے مفہوم کو سمجھا جائے۔

دین

دین سے مراد وہ نظام زندگی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہو اور زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہو، عموماً لوگ دین اور مذہب کو ایک ہی مفہوم میں لیتے ہیں۔ حالانکہ مذہب اور دنیا، دین کے دو حصے ہیں۔ مذہب میں وہ عقائد ونظریات اور اعمال آتے ہیں جن کا تعلق بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے جن کو حقوق اللہ کہتے ہیں، جبکہ تہذیب وتمدن، ثقافت اور سیاست کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہے جن کا تعلق بندے اور بندے کے درمیان ہوتا ہے۔ جن کو حقوق العباد کہتے ہیں، گویا حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجموعے کو دین کہتے ہیں۔ دین کے معنی کی واضح تشریح حضور سرورکونین ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد مبارک سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبِيْد اللّٰهُ بْنُ مُوْسىٰ قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ ابِىْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِىَ الْاِسْلَامُ عَلىٰ خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجَّ وَصَوْم رَمَضَا نَ . (بخاری شریف حدیث 8 باب الایمان)

اس سے واضح ہوا کہ دینِ اسلام (اسلامی نظامِ زندگی) کے پانچ بنیادی اصول ہیں۔

1. توحید ورسالت کا اقرار 2 قیام صلوٰۃ
3. نظام زکوٰۃ 4 رمضان کے روزے رکھنا
5. حج

ان اصولوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض کا تعلق حقوق اللہ اور بعض کا حقوق العباد سے ہے۔ ان ہی بنیادی اصولوں پر اسلامی نظام زندگی (دین) کی پوری عمارت قائم ہے۔ جب تک انسانی زندگی ان اصولوں کے مطابق رہتی ہے معاشرہ دین اسلام پر قائم رہتا ہے لیکن جب کبھی خواہشاتِ نفسانی انسان پر غلبہ پالیتی ہیں تو وہ ان اصولوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے مختلف حیلوں اور بہانوں سے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ گنجائش اور سہولت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا وہ آہستہ آہستہ اسلامی نظام زندگی سے فرار اختیار کر لیتا ہے اور اس میں بعض ناجائز تبدیلیاں بھی کر لیتا ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کے تحت ان حاصل

Marfat.com

کردہ سہولتوں اور پیدا کی جانے والی تبدیلیوں کو اسلامی شرعی اصطلاح میں بدعت کہتے ہیں۔ وہ تمام نئے پیدا کئے جانے والے امور، جو حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے مطابقت نہ رکھتے ہوں بدعت کہلاتے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام بدعات کو گمراہی قرار دیا ہے۔

ان بدعات کو ختم کر کے دین اسلام اور روشن سنت کو تازہ کر دینے کا نام تجدید ہے اور اس کام کو سرانجام دینے والی ہستی کو مجدد کہتے ہیں جو بالفاظِ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مجدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جاتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص اپنی ذاتی کوششوں یا اپنی جماعت کے پروپیگنڈے کے زور پر مجدد کے مرتبہ پر فائز نہیں ہوسکتا، خواہ وہ علم وفضل، تفقہ فی الدین اور کشف وکرامت میں اعلیٰ مقام ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔ مجدّد کے فرائض میں سے ہے کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق ان اعمال کو زندہ کرے، جو متروک ہو چکے ہوں، افراط وتفریط، تحریفات وتاویلات باطلہ اور بدعات سے دین کو پاک کرے، حق وباطل میں تمیز کرا کے دین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے مطابق بنائے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے روحانی فیضان سے لوگوں کو مستفیض کرے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ تجدید کی شرح کرتے ہوئے مجدد کی صفت بیان کرتے ہین کہ اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَ یُکَثِّرُ الْعِلْمَ وَ یُعِزُّ اَھْلِہٖ ۔ یعنی مجدد، سنت کو بدعت سے ممتاز کرے گا۔ علم کو کثرت سے شائع کرے گا اور اہل علم کی عزت بڑھائے گا۔

مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۃ الفتاویٰ میں فرمایا کہ مجدد کی علامات و

Marfat.com

شرائط یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہری و باطنی کا عالم ہوگا۔ اس کی تدریس و تالیف اور وعظ ونصیحت سے عام نفع ہوگا۔ وہ سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کے مٹانے میں سرگرم ہوگا۔

جس طرح خلفائے راشدین کو مقام نیابت حاصل تھا اور ان حضرات کو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری و باطنی فیض حاصل تھا اور وہ ان فیوضات کو تقسیم کرنے والے تھے، جنھوں نے اسلامی نظام کے قیام کے ساتھ ساتھ روحانی فیضان سے بھی تشنگانِ حقیقت کو فیض یاب کیا۔ اسی طرح مجدد چونکہ نبی کا ظل ہوتا ہے اور اس کو حسب فرق مراتب اولی الامر کے مرتبہ و مقام کی خصوصیات بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں وہ نظام اسلامی کو قائم کرنے کی کوششیں کرتا ہے اور اس میں پیدا شدہ بگاڑ کو ختم کرنے میں اپنی صلاحیتیں صرف کرتا ہے جو زمانہ گزرنے کے ساتھ اس میں داخل ہو جاتا ہے وہاں وہ باطنی فیض کو بھی تقسیم کرتا ہے اور وقت کے غوث واقطاب واوتاد، ابدال ونجبا اور اولیائے کاملین اس سے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں، بلکہ ان اولیاء کو جو مقام و مرتبہ ملتا ہے اس کے وسیلے سے ملتا ہے۔

مجدد چونکہ نظام اسلامی کی اقامت کے لئے کوشاں ہوتا ہے لہٰذا وہ اس راستے میں حائل ہونے والی طاغوتی اور باطل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے۔ وہ ان رکاوٹوں کو خاطر میں لائے بغیر اپنے مقصد کے حصول کیلئے سرگرم عمل ہوتا ہے۔ بالآخر وہ نظام اسلامی کو تمام بدعات وخرافات سے پاک کر کے اصل حالت میں لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ نبی کا منکر خارج از اسلام ہوتا ہے اور آخرت کے انعامات سے محروم کر دیا جاتا ہے جبکہ مجدد کا منکر اگرچہ خارج از اسلام تو نہیں قرار دیا جا سکتا لیکن مجدد چونکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت و وراثت کی وجہ سے نیابت کے مقام پر فائز ہ

Marfat.com

ہے جس کی وجہ سے مجدد کے منکر ومخالف سے ظاہری و باطنی علوم کی تاثیر سلب کر لی جاتی ہے اور اس کو قرآن وسنت کے نور سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اسلامی میں مجددین کی فہرست میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ ہزارہ دوم (دوسرے ہزار سال) کے مجدد ہیں۔ مجدد الف ثانی آپ کے نام کا یوں حصہ بن گیا ہے کہ یہ الفاظ دل وزبان پر آتے ہی ذہن میں آپ کی ہستی کا خیال آتا ہے۔

آپ کے دور کی تاریخ (بالخصوص درباری عالم ملا عبدالقادر بدایوانی کی کتاب منتخب التواریخ) کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں دین اسلام نہ صرف بطور نظام زندگی مسلمانوں کی اجتماعی زندگیوں کا حصہ نہیں رہا تھا بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو تحریفات کے ذریعے انفرادی زندگیوں میں بھی ختم کرنے کی پرزور کوششیں کی گئیں اور ان کاوشوں کو نتیجہ خیز بھی بنایا گیا۔

ان تحریفات وبدعات کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے حدیث رسول ﷺ میں دین اسلام کی بیان کی گئی تعریف کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ عہد اکبری میں اسلام کے بنیادی اصولوں سے کس طرح انحراف کیا گیا اور پھر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا۔

1. عقیدہ توحید ورسالت

عقیدہ توحید کی نفی آفتاب پرستی سے کی جانے لگی۔ ایک ہندو مصاحب بیربل

Marfat.com

نے اکبر کو آفتاب پرستی پر مائل کیا۔ آفتاب کی اللہ تعالےٰ کی طرح عبادت کی جانے لگی۔ اور اس کو مظہر کامل اور سرچشمۂ سعادت سمجھا جانے لگا۔ دنیا اور اہلِ دنیا کی زندگی اس سے وابستہ سمجھی جانے لگی۔ طلوعِ آفتاب کے وقت اس کی طرف رُخ کر کے عبادت کی جانے لگی، اکبر روزانہ آفتاب کے ایک ہزار ایک ہندی ناموں کا وظیفہ پڑھتا تھا۔ آفتاب پرستی کے ذیل میں آگ، پانی، پتھر، درخت اور تمام مظاہرِ عالم کی پرستش کی جانے لگی۔ گائے، اس کے گوبر، قشقہ اور زُنّار کو مقدس قرار دے دیا گیا۔

پارسیوں (آتش پرستوں) کے زیر اثر ایک آتشکدہ تعمیر کیا گیا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ قابلِ حیرت بات یہ ہے کہ اس آتشکدہ کا انتظام ایک درباری مولوی شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہد میں عیسائیوں کو بھی اثر ورسوخ حاصل ہو گیا تھا، عیسائی پادریوں کے دربار میں ہونے والے مباحثوں کے نتیجے میں عقیدہ تثلیث کے حق ہونے کی تصدیق کی گئی۔ ان عیسائی پادریوں کی جسارت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے دجال ملعون اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مشابہت پیدا کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا نعوذ باللہ۔ چونکہ ان کو اکبر کی مکمل حمایت حاصل تھی اس لئے وہ دین کے ہر معاملہ میں بے باک ہو گئے تھے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کا ہر عمل بے دھڑک کر گزرتے تھے۔

سچ تو یہ ہے کہ اکبر کو اس انتہائی درجۂ بغاوت تک لانے میں زر پرست علما و مشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔ درباری علماء نے اکبر کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ امام الزمان ہے اور اس مرتبے کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ اکبر نے اجمالی اور معنوی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ رہی سہی کسر شیخ مبارک کے تیار کردہ محضر نامہ نے نکال دی۔ اس کی

Marfat.com

بدولت امام عادل (حکمران وقت) کو مجتہد شرعی سے اعلیٰ و برتر قرار دے کر شریعت اسلامی میں کھلم کھلا مداخلت کے دروازے کھول دیئے۔ بادشاہ کو کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات حاصل ہو گئے۔ اس محضر نامہ پر مولانا عبداللہ مخدوم الملک۔ شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) صدر جہاں مفتی اعظم۔ ملا شیخ مبارک اور غازی خاں بدخشی جامع معقولات نے دستخط کئے۔ اس سلسلے میں نام نہاد صوفیا نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ شیخ تاج الدین نے اکبر کو انسانِ کامل کے درجے پر فائز کر کے مقامِ الوہیت کے نزدیک تر کر دیا۔ اسی کے نتیجے میں بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیمی (جس کا نام زمین بوسی رکھا گیا) جائز قرار دے دیا گیا۔

اس صورتِ حال میں اکبر نے بڑی دیدہ دلیری سے عقائد و مسائل میں نئی اختراعات کو شامل کر لیا۔ قرآن مجید کو مخلوق قرار دیا گیا۔ وحی کو امرِ محال کہا گیا۔ نبوت کو مشکوک سمجھا جانے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ سے نفرت کا اظہار کیا جانے لگا۔ اور جن درباریوں کے نام محمد یا احمد تھے ان کے نام تک تبدیل کر دیئے گئے۔ جن، ملائکہ اور تمام غیبی امور کا انکار کر دیا گیا۔ مرنے کے بعد عذاب و ثواب کو محال قرار دے کر تناسخ پر منحصر کر دیا گیا۔

2. نظام صلوٰۃ کا خاتمہ

اکبر نے نماز پنجگانہ کو منسوخ کر کے سورج کی پرستش شروع کر دی۔ مسجدیں اور خانقاہیں ہندوؤں کی آرام گاہیں بن گئیں بلکہ بعض مساجد اصطبل کا نقشہ بن گئیں۔

Marfat.com

مساجد میں نماز ادا کرنے کی بجائے فحش اعمال کیے جانے لگے۔

3. ماہ رمضان کی بے حرمتی

اکبر نے روزہ رکھنے پر پابندی لگادی، وہ رمضان کو بطور مذاق بھوک اور پیاس کا مہینہ کہتا تھا۔ اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں اس کے سامنے کھائیں پئیں ورنہ منہ میں پان ضرور رکھیں۔ بھرے بازار میں روزہ داروں کی توہین کی جاتی اور سرِ عام کھانے پینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔

4. حج پر پابندی

مآثر الامراء نامی کتاب کی جلد 2 ص 217 پر جہانگیر بادشاہ کا بیان ہے کہ اکبر نے حج پر پابندی عائد کردی۔ ملا عبداللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے راستہ کی خرابی کو جواز بنا کر فریضہ حج کو ساقط کر دینے کا نہ صرف فتویٰ دیا بلکہ حج کو گناہ قرار دے دیا۔ اس کے علاوہ دیگر قبائح کو رواج دیا گیا جن میں گائے کے ذبیحہ پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی۔ کتے اور سُور کو پاک قرار دے کر لائقِ عبادت سمجھا جانے لگا۔ بادشاہ روزانہ صبح کے وقت ان کی زیارت کرتا تھا۔ شراب کو حلال قرار دیا گیا اور غسل جنابت کی فرضیت کو منسوخ کر کے غسل پر پابندی لگادی گئی، سود اور جوا حلال قرار دیا گیا۔

قحبہ خانہ قائم کر کے فحاشی کو فروغ دیا گیا اور ان کی باقاعدہ سرکاری سرپرستی کی گئی۔ چچا، ماموں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی بیٹیوں سے نکاح کو حرام کر دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے کھلا انحراف کیا گیا بلکہ اسلامی اقدار کو ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ یہ صورت حال کسی صاحبِ ایمان کے لیے

Marfat.com

نا قابل برداشت تھی اور کسی ایسی جامع شخصیت کی ضرورت تھی جو جوشِ ایمانی کے ساتھ ساتھ ہوش وخرد سے بھی بہرہ مند ہو، جو دین کی مٹادی جانے والی اقدار کو دوبارہ زندہ کرے۔ اس معیار پر پورا اترنے والی ہستی صرف ایک ہی نظر آتی ہے جس کا نام شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور لوگ آپ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے جانتے ہیں۔ آپ نے اپنی بے مثال جدوجہد اور ایمانی جرأت واستقامت سے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں برصغیر میں اسلام کو حیات نو ملی۔

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ آپ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ تجدید کے معیار پر پورے اترنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ نے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ نے دوسرے ہزار سالہ دور کے لئے تجدیدی فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے شایانِ شان قصیدہ لکھا۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرفلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو

Marfat.com

آنکھیں میری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرّہ و دستار
باقی کلہ فقر سے تھا ولولۂ حق
طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمت سرکار

شواہد تجدید

یوں تو حضرت مجدد الف ثانی کے مجدد ہونے کی گواہی بہت سے علماء اور اولیائے کاملین نے دی۔ اس کے علاوہ چند شواہد تجدید کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. آپ کی ذاتِ عالی کی بدولت عوام الناس کی روحانی واخلاقی اصلاح ہوئی۔
2. آپ نے دین اسلام کے بنیادی اصولوں کو از سرنو زندہ کیا۔
3. علمائے سُو اور صوفیائے خام کی قباحتوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح فرمائی۔
4. گمراہ کن عقائد اور بدعات کی نشاندہی کر کے مسلمانوں کو صحیح عقائد اختیار کرنے کی طرف رہنمائی کی۔
5. علومِ عقلیہ پر انحصار کرنے والوں اور دین کو عقلِ محض کا تابع سمجھنے والوں

Marfat.com

کی اصلاح کر کے شرعی علومِ نقلیہ کا پابند بنا دیا۔

6. بادشاہِ وقت، امرائے سلطنت اور درباریوں کی اصلاح فرمائی۔

اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی سے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں جن کے تناظر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی کاوشوں کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

عقائد کو درست کرنے کے لئے حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں:

یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار ۔قرآن مجید اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔اگر حضرت عثمان مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے۔حق تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے برے اعتقاد سے بچائے۔

مکتوب ۔۵۴ دفتر اول

خان اعظم کو رسومات کفر کو مٹانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور ہر کوچہ و بازار میں نڈر ہو کر کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

سبحان اللہ وبحمدہ داناؤں نے کہا ہے الشرع تحت السیف کہ شرع تلوار کے نیچے ہے اور شرع شریف کی رونق بادشاہوں پر منحصر ہے لیکن اب قضیہ برعکس ہو گیا ہے اور معاملہ بدل گیا ہے۔ ہائے افسوس صد افسوس۔

ہم ایسے نازک وقت میں آپ کے وجود مبارک کو غنیمت جانتے ہیں اور اس معرکہ ضعیف اور شکست خوردہ میں آپ کے سوا کسی کو بہادر اور لڑاکا نہیں پہچانتے۔ حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی آل ﷺ کے طفیل آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کی مسلمانی کی عزت ہمسروں کی نظروں میں ظاہر ہے تو کوشش فرمائیں اور زیادہ نہ سہی تو اس قدر تو ہو کہ اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں شائع ہیں معدوم ہو جائیں اور اہل اسلام ان کے بے ہودہ عملوں سے محفوظ رہیں۔

مکتوب ۶۵ دفتر اول

مندرجہ بالا مکتوب شریف کا بغور جائزہ لیں تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی فراست کا ایک شاہکار نظر آتا ہے کہ آپ نے حضرت خان خانان اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بغاوت پر آمادہ کرنے کی بجائے اصلاح احوال کی حکمت عملی کی ترغیب دے کر معاشرے کو ٹوٹ پھوٹ سے بچا کر حق کے راستے پر گامزن کرنے کا پورا منصوبہ سامنے رکھ دیا۔

جناب لالہ بیک کو لکھا کہ۔

زادنا اللہ وایاکم حمیّۃ الاسلام۔ (حق تعالیٰ ہم میں اور تم میں غیرت اسلامی کو زیادہ کرے)۔ عرصہ ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے کہ کافر مسلمانوں کے شہروں میں صرف کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ

Marfat.com

اسلامی احکام بالکل دور ہو جائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا کچھ اثر نہ رہے اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعار اسلامی کو ظاہر کرتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے۔ گائے کا ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا بڑا شعار ہے۔ کفار جزیہ دینے پر شاید راضی ہو جائیں مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ سلطنت کی ابتدا ہی میں اگر مسلمانی نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کرلیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ۔

مکتوب ۸۱ دفتر اول

حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی احکامات کے نفاذ کی ترغیب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دونوں جہان کی سعادت فقط سردار دو جہان ﷺ کی تابعداری سے وابستہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی متابعت یہ ہے کہ اسلامی احکام بجالائے جائیں اور کفر کی رسمیں مٹا دی جائیں کیونکہ اسلام و کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کو ثابت و قائم کرنا دوسرے کے دور ہو جانے کے باعث ہے اور ان دو ضدوں کا جمع ہونا محال ہے۔

مکتوب ۱۶۳ دفتر اول

میرے سیادت پناہ مکرم آج اسلام بہت غریب ہو رہا ہے۔ آج اس کی تقویت میں ایک چیتل کا صرف کرنا کروڑہا روپیوں کے بدلے قبول کرتے ہیں، دیکھیں کون سے بہادر کو اس دولتِ عظمیٰ سے مشرف فرماتے ہیں۔ دین کی ترقی اور مذہب کی تقویت ہر وقت خواہ کسی سے وقوع میں آئے بہتر ہے اور زیبا ہے لیکن اس وقت میں کہ اسلام غریب ہوتا ہے اہل بیت کے آپ جیسے جوانمردوں سے نہایت ہی زیبا اور خوب ہے۔ کیونکہ یہ دولت آپ جیسے بزرگوں کے خاندان کی خانہ زاد ہے۔ اس کا

Marfat.com

تعلق آپ سے ذاتی اور دوسروں سے عارضی ہے، حقیقت میں نبی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اسی عظیم القدر امر کے حاصل کرنے میں ہے۔

(مکتوب 193، مکتوب اِلیہ شیخ فرید)

سلمکم اللہ سبحانہ دعانا کم! حق تعالیٰ آپ کو سلامت و عافیت سے رکھے! احکام شرعیہ کے جاری ہونے اور مذہبِ مصطفٰے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی خواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی۔۔۔۔۔۔آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا، وہ علمأ کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا۔اس بارے میں اُمید ہے کہ پورا پورا تتبع مدنظر رکھ کر علمائے دیندار کے اِنتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے۔ (مکتوب 194، مکتوب اِلیہ صدر جہاں)

علماء کرام کو ترغیب

اس دولت کے حاصل کرنے کے لئے آپ کے واسطے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ آپ محبت و اخلاص کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دوستوں کے واسطے محض اپنی عنایت سے عطا فرمائی ہے۔ایسے مقامات میں کہ جہاں کفر متمکن ہو اور بدعتیں جاری ہوں، علومِ شرعیہ کی تعلیم دیں اور احکام فقہیہ کو پھیلائیں۔ (مکتوب 275، مکتوب اِلیہ ملا احمد برکی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مقدسہ کے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عقائد، عبادات، معاملات، آداب غرضیکہ دین اسلام کے تمام شعبوں میں تجدید و احیاء کا فریضہ سرانجام دیا اور حدیثِ تجدید کے صحیح مصداق بنے۔یوں آپ ایک جامع مجدد کی حیثیت سے دوسرے ہزار سالہ دور (الفِ ثانی) کے لئے مبعوث ہوئے۔

Marfat.com

مکتوباتِ امام ربانی کی جدید محقق اشاعت

(استنبول ۲۰۱۸ء)

(۱)

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۴۔۱۶۲۴ء) کے خطوط، جو تصوف کی دنیا میں مکتوبات امام ربانی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، مزید کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ خطوط، زیادہ تر فارسی اور چند ایک عربی زبان میں ہیں اور انہیں حضرت مجدد کے خلفا نے ان کے حین حیات ہی حسب ذیل ترتیب کے ساتھ، تین دفاتر (جلدوں) میں جمع اور مرتب کر دیا تھا:

۱۔ دفتر اول موسوم بہ درّ المعرفت، جامع یار محمد جدید بدخشی طالقانی، بسال ۱۰۲۵ھ، مشتمل بر ۳۱۳ مکتوبات۔

۲۔ دفتر دوم موسوم بہ نور الخلایق، جامع عبدالحی حصاری، بسال ۱۰۲۸ھ، مشتمل بر ۹۹ مکتوبات۔

۳۔ دفتر سوم موسوم بہ معرفۃ الحقایق، جامع محمد ہاشم کشمی، بسال ۱۰۳۱ھ، مشتمل بر ۱۱۴ مکتوبات۔

چیدہ چیدہ مکتوبات کی قلمی نقلیں حضرت مجدد کے زمانے ہی میں ضرورت مندوں تک پہنچنا شروع ہو گئیں تھیں۔ بعد میں جب یہ مکتوبات تین جلدوں میں مرتب ہو گئے تو مکمل متن کی قلمی نقلیں بھی تیار ہونے لگیں جو اب دنیا بھر کے کتب خانوں میں

Marfat.com

دستیاب ہیں۔ جب ہندوستان میں چھپائی (طباعت) کی صنعت آ گئی تو مکتوبات طبع ہوکر عام ہوئے۔ پہلی بار یہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں مطبع احمدی، دہلی سے باہتمام شیر محمد خان بن غلام محمد خان جھجری مالک مطبع احمدی، تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ دوسری اشاعت ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں مطبع مرتضوی، دہلی سے حافظ حاجی عزیز الدین احمد مالک مطبع مرتضوی کے اہتمام سے ہوئی۔ منشی نول کشور نے بھی اپنے مطابع لکھنؤ / کان پور سے مکتوبات کی کئی اشاعتیں کیں۔ اس مطبع سے ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں مکتوبات تیسری بار شائع ہوئے۔ ۱۳۲۴ھ/جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت پر ''بارِ ہشتم'' لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی دیگر ناشروں کے ہاں سے اشاعت ہوتی رہی۔ چند اشاعتیں ہندوستان سے باہر بھی ہوئی ہیں۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مطبع پور صوف، تاشقند (ازبکستان) سے بہ اہتمام حاجی عبداللہ بن حاجی اسد اللہ اور ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں زاہدان (ایران) سے بہ تصحیح و تعلیق محمد ایوب گنجی شائع ہوئے۔

مکتوبات امام ربانی کی مذکورہ ہندوستانی و غیر ہندوستانی اشاعتیں سب روایتی قسم کی اور غیر محقق ہیں۔ اس سے ہٹ کر، آج سے تقریباً ایک صدی قبل، مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (وفات: ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء) نے مکتوبات کی تصحیح و تدوین کا بیڑہ اٹھایا اور ۱۳۲۷ تا ۱۳۳۴ھ/۱۹۰۹ تا ۱۹۱۶ء مطبع مجددی، امرتسر سے ہر دفتر کو متعدد حصوں میں تقسیم کر کے، جہازی سائز میں بتدریج شائع کیا۔ مولانا کی یہ اشاعت بے حد مقبول ہوئی اور اس نے سابقہ تمام اشاعتوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ اس اشاعت کا اعتبار اب تک قائم ہے۔ اس میں مولانا نے تحقیق کے تمام اصولوں کو مدنظر رکھا ہے۔ چنانچہ متن کو قدیم نسخے پر استوار کر کے اس کا بقیہ نسخوں سے تقابل کیا اور اختلافات

Marfat.com

حاشیے پر درج کیے؛ آیات واحادیث کی تخریج کی اور حاشیے میں ان کا فارسی ترجمہ بھی لکھا؛ مشکل الفاظ کی فرہنگ لکھی؛ عربی مکتوبات اور فارسی مکتوبات میں درآئی عربی عبارات کا فارسی ترجمہ کیا؛ اگر مکتوبات کی کسی عبارت سے عقائد کے لحاظ سے غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ تھا تو حاشیے میں اپنی طرف سے وضاحت لکھ کر اس اندیشے کا سدّ باب کیا؛ عربی عبارات پر اعراب لگائے؛ جن افراد کا ذکر مکتوبات میں آیا ہے ان کے مختصر حالات زندگی جستجو کر کے حاشیے میں لکھے۔ غرض یہ کہ مولانا نور احمد نے اپنے زمانے میں دستیاب وسائل اور اپنی مقدرت کے مطابق مکتوبات امام ربانی کا ایک عمدہ ایڈیشن تیار کیا جس کی بعد میں ترکی اور پاکستان سے کئی بار عکسی اشاعتیں ہو چکی ہیں۔ تاہم سو سال پہلے ہونے والی اس اشاعت کا انداز قدیم ہے۔ دستی کتابت، حاشیہ در حاشیہ وضاحتیں اور بین السطور فرہنگِ الفاظ، یہ انداز اب تدوین اور طباعت کے جدید رجحانات سے لگّا نہیں کھاتا اور کمپیوٹر اور ڈیجیٹل عہد کا قاری ایک صدی پہلے کے انداز کتابت وطباعت سے قطعاً مانوس نہیں ہے۔ ضرورت تھی کہ مولانا نور احمد کے ایڈیشن کی نئے تقاضوں کے مطابق تجدید اشاعت کی جائے یا مکتوبات امام ربانی پر ازسرِ نو کام کیا جائے۔

(۲)

نومبر ۲۰۱۳ء میں استنبول میں عزیز محمود ہدائی وقف کے زیر اہتمام ''بین الاقوامی امام ربانی سمپوزیم'' منعقد ہوا جس میں راقم السطور نے بھی شرکت کی اور ایک مقالہ ''مکتوبات امام ربانی کی جدید تنقیدی اشاعت کی ضرورت'' عنوان کے تحت پیش کیا۔ مقالے میں دی گئی تجویز کو نہ صرف سمپوزیم میں پذیرائی ملی اور اسے اعلامیے میں شامل کیا گیا بلکہ بعد میں عزیز محمود ہدائی وقف استنبول نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے

Marfat.com

کی ذمہ داری بھی مجھی کو سونپ دی!

میں نے فروری ۲۰۱۴ء میں اس منصوبے پر مرحلہ وار کام شروع کیا اور پاکستان کے علاوہ، دیگر ممالک سے مکتوبات امام ربانی کے قدیم نسخوں کے کوائف اور مطلوب نسخوں کے عکسیات حاصل کرنا شروع کیے۔ چنانچہ حسب ذیل نسخے بصورت عکس حاصل ہوئے:

۱۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، شمارہ ۱۴۹۵، تاریخ ۱۰۵۶ھ۔ (صرف دفتر دوم)

۲۔ ابوریحان بیرونی انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل سٹڈیز، تاشقند، نسخہ ۱۴۹۹، تاریخ ۱۰۸۰ھ۔ یہ نسخہ ڈاکٹر نجدت طوسون صاحب نے فراہم کیا۔

۳۔ آفتاب کلیکشن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، شمارہ ۱۴/۳ ف تصوف تاریخ ۱۱۳۸ھ۔ یہ نسخہ ڈاکٹر عطا خورشید صاحب نے مہیا کیا۔

الف: متن: پہلے مرحلے میں مکتوبات کا متن کمپیوٹر سے وَرڈ (Word) پروگرام میں کمپوزنگ کیا گیا۔ اس کی بنیاد مولانا نور احمد کا تدوین کردہ متن (اشاعت امرتسر ۱۹۰۹ تا ۱۹۱۶ء) ہے۔ ہم نے مولانا کا صرف متن لیا، ان کے حواشی، تعلیقات او فرہنگ الفاظ کو شامل نہیں کیا۔ دوسرے مرحلے میں ٹائپ شدہ متن کا مذکورہ با مخطوطات سے تقابل کر کے ضروری اختلافات پاورقی میں منتقل کیے گئے۔ تقابل کے عمل میں بعض مقامات پر مولانا نور احمد کے مرتّبہ متن میں کہیں کہیں تسامحات بھی نظ آئے جن کی اصلاح کر دی گئی اور متن میں درست لفظ/جُملہ اختیار کیا گیا۔ متن کی آ تیاری میں فنی تدوین کے نقطۂ نظر سے بھی کئی چیزوں کا لحاظ رکھا گیا، جیسے غریب عر الفاظ اور عربی عبارات پر اعراب لگانا؛ طویل عبارتوں کی اس طرح پیرابندی کرنا

Marfat.com

موضوع کی تفکیک ہو جائے؛ رموز اوقاف کا لحاظ رکھنا، وغیرہ۔

ب: اشاریہ سازی: جب ہر لحاظ سے مکتوبات کی تینوں جلدوں کا متن تیار ہو گیا تو اس کے مختلف اشاریے تیار کیے گئے۔ جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ احادیث نبوی اور بعض اقوال مشائخ بزبان عربی، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۲۔ عربی اشعار کی تخریج، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۳۔ فارسی اشعار کی تخریج، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۴۔ دینی، کلامی، فلسفی، عرفانی اور اخلاقی اصطلاحات اور مفاہیم؛

۵۔ دینی، عرفانی، کلامی، معاشرتی طبقات، اقوام، پیشہ ور، مناصب اور روحانی مراتب؛

۶۔ اشخاص اور فرشتے؛

۷۔ مقامات (آبادیاں، دریا، خانقاہیں، قلعے، پہاڑ، مساجد)؛

۸۔ رسائل، کتب، مکتوبات؛

۹۔ مکتوب الیہم کے اسماء بترتیب حروف تہجی؛

۱۰۔ چند مقامی (ہندی یا مہند) الفاظ کی فرہنگ

ان اشاریوں کی خصوصیت یہ ہے کہ صفحات کی بجائے، مکتوبات کے دفتر (جلد) اور مکتوب نمبر پر مبنی ہے۔ اس طرح یہ تمام اشاریے مکتوبات کے کسی بھی قدیم و جدید یا مستقبل کے ایڈیشن کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔

ج: مقدمہ اور تعلیقات: مکتوبات کے تیار شدہ متن کو علمی انداز میں پیش کرنے کے لیے علمی مقدمہ اور تعلیقات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے میں راقم السطور نے ''پیش گفتار'' تحریر کیا جو مندرجہ ذیل موضوعات کا احاطہ کرتا ہے:

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کے موجودہ ایڈیشن کی تیاری کی روداد؛

مکتوبات امام ربانی کی تدوین کی روداد؛

مکتوبات امام ربانی کے مخطوطات اور مآخذ کا جائزہ (مختلف ممالک کے حوالے سے)؛

مکتوبات امام ربانی کی سابقہ اشاعتوں کی تفصیل؛

مولانا نور احمد پسروری امرتسری کے حالات زندگی؛

نور احمد امرتسری کی دیگر علمی مساعی؛

نور احمد امرتسری کی مکتوبات امام ربانی کی تدوین کے لیے کاوشیں۔

دوسرے حصے میں پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مبسوط ''مقدمہ'' شامل ہے۔ (اصل میں یہ تحریر اُردو میں لکھی گئی تھی جسے راقم السطور نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔)

اس مقدمہ کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں برصغیر کے سیاسی اور مذہبی حالات؛

امام ربانی شیخ احمد سرہندی کے حالات زندگی؛

مکتوبات امام ربانی کے جامعین کے حالات زندگی۔

مکتوبات امام ربانی کیسے جمع ہوئے؟

مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے ہونے والے کام کا جائزہ (تراجم، شروح، حضرات مجددیہ کی تفہیم مکتوبات کے لیے کوششیں، متفرق کتابیں متعلقہ مکتوبات، مکتوبات کی تخریج پر مبنی کتب فہارس اور اشاریے، حضرت مجدّد الف ثانی کے ردّ اور دفاع میں لکھی جانے والی کتب)

Marfat.com

اس کے بعد ''تراجم'' عنوان کے تحت پروفیسر محمد اقبال مجدّدی کا ایک اور طویل مقالہ ہے جس میں ان لوگوں کے حالات زندگی (بترتیب حروف تہجی) جمع کیے گئے ہیں جنہیں حضرت مجدّد نے خطوط لکھے تھے۔ (مجدّدی صاحب کی یہ تحریر بھی اُردو میں تھی جسے راقم السطور نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔)

مکتوبات امام ربانی کا جو منصوبہ ۲۰۱۴ء میں شروع ہوا تھا، وہ ۲۰۱۷ء میں ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا اور اسے طباعت واشاعت کے لیے عزیز محمود ہدائی وقف، استنبول کے حوالے کر دیا گیا۔ جسے ۲۰۱۸ء کے اواخر میں ارقم پبلی کیشنز (ERKAM YAYINLARI) استنبول نے نہایت نفیس کاغذ پر، خوب صورت پختہ جلد کے ساتھ چار جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔ ان جلدوں کی ترتیب اس طرح ہے:

جلد اول: مکتوبات دفتر اول، اس جلد کو ضخامت کے پیش نظر دو حصوں میں چھاپا گیا ہے۔

پہلے حصے میں مکتوبات ۱ تا ۲۰۰ / اور دوسرے حصے میں مکتوبات ۲۰۱ تا ۳۱۳، مع عرضداشت ہائے خواجہ محمد صادق و ترجمۂ فارسی مکتوباتِ عربی، ۶۰ + ۱۰۰۳ صفحات؛

جلد دوم: مکتوبات دفتر دوم، ۲۱+۴۱۱ صفحات؛

جلد سوم: مکتوبات دفتر سوم، ۲۱+۴۹۸ صفحات؛

جلد چہارم: پیش گفتار، مقدمہ، تراجم، اشاریہ، تصاویر، ۵۶۱ صفحات۔

دو ہزار پانچ سو پچھتر (۲۵۷۵) صفحات پر پھیلا ہوا یہ تمام کام فارسی زبان میں انجام دیا گیا ہے۔ جو خصوصیات مکتوبات امام ربانی استنبول اشاعت ۲۰۱۸ء کو مکتوبات کی سابقہ اشاعتوں سے ممتاز کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

صحت متن کا اہتمام، ایسے اقدم مخطوطات کے استعمال کے ذریعے جو اس سے پہلے استعمال میں نہیں آئے تھے؛

Marfat.com

مکتوبات کی چوتھی جلد کے مشمولات اور مباحث تازہ کاری کی مثال ہیں اور پہلی بار علمی دنیا کو پیش کیے گئے ہیں۔ بالخصوص فارسی خوان حلقہ ان سے پہلی بار واقف ہوا ہے۔ اس سے پہلے مکتوبات کے مکتوب الیہم پر کام نہیں ہوا تھا، اس اشاعت میں یہ کام ایک ایسے محقق (محمد اقبال مجدّدی) نے انجام دیا ہے جس کا تخصص رجال مجدّدیہ ہے۔ حضرت مجدّد کے مکتوبات میں جابجا عربی و فارسی اشعار آئے ہیں۔ یہ کلام کس کا ہے اور ان کا ماخذ کیا ہے؟ اس پر پہلے کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔ موجودہ اشاعت میں نہ صرف ان اشعار کے شعرا کا سراغ لگایا گیا ہے بلکہ ان شعرا کے دواوین سے اختلاف متن بھی دیا گیا ہے۔

زیر بحث اشاعت کی ظاہری خوب صورتی (کمپوزنگ، سیٹنگ، جلد، کاغذ) پورے کام کو پُرکشش بنائے ہوئے ہے جو اس سے پہلے مکتوبات امام ربانی کی کسی اشاعت کو نصیب نہیں ہوئی۔

''مکتوبات امام ربانی، بہ کوشش عارف نوشاہی'' کے پورے منصوبے میں کئی احباب کی معاونت شامل حال رہی۔ مکتوبات کی کمپوزنگ، صفحہ بندی، تخریج احادیث اور بذریعہ کمپیوٹر اشاریہ سازی کا کام اظہار القدوس نوشاہی صاحب نے انجام دیا۔ عربی عبارتیں اور ان کے اعراب ایک شامی دوست ڈاکٹر محمد عبدالمجید نے ملاحظہ کیے۔ محمد اقبال مجددی صاحب کے حصے کے کام کا ذکر ہو ہی چکا۔ اس طرح مکتوبات کی یہ اشاعت اب اہل علم کے استفادہ کے لیے دستیاب ہے۔ ترکی میں ناشر سے اس پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے:

www.kampanyakitaplari.com,

www.erkamyayinlari.com

فون نمبر: 6710700(212+90)　فیکس نمبر:

(212+90)6710748

Marfat.com

Shaikh Ahmad Sirhindi and Mughal Politics*

Taken From: Religion, State, and Society in Medieval India collected works of S.Nurul Hasan Ed. by Satish chandra Oxford Univ Press.2005

Shaikh Ahmad Sirhindi[1] was one of the greatest religious leaders of his times. His followers include some of the principal nobles[2] as well as large number of common Muslims. He may be regarded as the symbol of powerful and tendency that had appeared in the reign of Akbar, the tendency of Muslim reaction which was strengthened in the seventeenth century. He provided the ideological basis of this tendency and took an active part in furthering it. Thus even through the historical records may be lacking in any visible proof of his direct political influence, it would be interesting to study the political attitude of the Shaikh as revealed in his letter to the important political personalities of the period.[3]

---

* Proceedings of indian History Congress, VIII Session, Annamalainagar, 1945, pp. 248-57.

Marfat.com

A few words may be said about the then prevailing tendencies before we actually examine Shaikh Ahmad's ideas and teaching. Akbar's reign marks the culmination of an epoch in which a common Hindu-Muslim culture was growing in different parts of the country. The dominant religious tendencies, both among the Muslims as well as Hindus, gad many common points. These were, as is well-known, the Sufi movement and the Bhakti cult. Politically, the endeavor of Akbar was to make the Mughal state the common concern of Hindus and Muslims.

But the very success of this tendency accentuated opposite tendencies. The Bhakti movement in Maharashtra assumes,. at this period, and anti-Muslim character. The followers of Guru Nanak gradually shed away their catholicity and assumed the nature of a militant sect. Similarly, among the Muslims, there was a feeling of revolt against the existing trends of Sufism with its tolerance and freedom of individual worship. There was a cry 'Islam has become impure', 'Muslims are

Marfat.com

being influenced by Kafirs'. Thus the slogan, 'Back to original Islam', was raised. The beginning of the second millennium had revived the idea of a regenerator. The Mahdavi movement,[4] although professing a different set of beliefs, was the product of a similar trend. The leadership of this tendency was, however, assumed by the Naqshbandi movement.[5] A large number of Muslim nobles who were either dissatisfied with the growing influence of Hindu nobles or subsequently of the Persian nobles, found themselves in complete agreement with this movement and extended to it their full support. It was precisely this group of nobles which turned the scales in favour in Jahangir during the controversy between Salim and Khusro for succession.

Dissatisfaction with Akbar's Reign:

Shaikh Ahmad was extremely dissatisfied with the policy of Akbar. In a letter to Shaikh Farid (Murtaza khan) during Jahangir's reign he writes, You know what sufferings the Musalmans have undergone in the past. The conditions of the Muslims in the past ages had never been worse than this; that

Marfat.com

the Muslims should follow their creed, and the Kafirs should follow their path. In the previous reign the Kafirs became so preponderant that in the land of Islam they promulgated orders of kufr, while the Muslims were unable to give Islamic orders: and if they did so, they were executed.(6)

Shaikh Ahmad was definitely in favour of the accession of Jahangir. He rejoiced in the news of Jahangir's accession, and wrote:

Today when the news of the rise of the Islamic state and the accession of the king of Islam has

* Proceedings of indian History Congress, VIII Session, Annamalainagar, 1945, pp. 248-57.

reached all, the followers of Islam considered it their duty to offer their support and aid to the king and to guide him in the propagation of the faith and the strengthening of the religion-whether this assistance is given with the hands or with the tongue.(7)

Shaikh Ahmad's devoted disciple Murtaza Khan played a leading role in favour of Jahangir in the Council of nobles convened by Khan-i-Azam at

Marfat.com

the time of Akbar's death.[8] And again it was Shaikh Farid who extracted from Jahangir the promise to defend Islam as a price of the support given by the nobles.[9]

The reactions of Shaikh Ahmad on the accession of Jahangir and during the early part of his reign are worth noting. High hopes were raised in his heart that the new regime would propagate the shariat. In his letters he unfolded his political ideas. The main points are summarized below.

Importance of Shariat:

Unlike the Sufic preachers, Shaikh Ahmad laid great stress on the importance of the propagation of the Shariat by the state. In a letter to Khan-i-Azam he says: 'Sages have said that the Shara' is always under the sword, and the triumph of the Shara 'depends on the Kings'.[10] He again emphasized this point in a letter to Jahangir himself when he wrote that the propagation of the Shara depended on him.[11] He makes his argument very clear in the following words: 'The king stands in the same

Marfat.com

relation to the world as the heart stands to the body. If the heart is sound, the body is also well. If, however, the heart is in a bad way, the body also suffers. Thus the welfare of the world depends on the goodness of the king.'(12)

These ideas were somewhat different from the prevalent Sufic notions. The Sufis believed primarily in their individual salvation, and in the moral persuasion of the masses. Shaikh Ahmad, however, holds a contrary view. He considers the scholars of Shara 'who propagate the Shariat as definitely superior to the Sufis.(13) And he holds that propagation of the Shara 'is possible mainly with the backing of the state. To Khan-i-Azam he writes: 'Khwaja Ahrar used to say that his task was to propagate the Shariat. That was why he frequented the company of kings and through them propagated the Shariat.'(14) For this reason Shaikh Ahmad too maintained cordial relations with the nobles of the realm and concentrated on cultivating their friendship.(15)

He kept on pressing the nobles to exercise their influence on the king for the propagation of the

Marfat.com

Shariat. He says: 'In the new regime it is the duty of the nobles and the ulama to restore the glory of Islam. If the king is indifferent. and even his companions keep aloof from the problem. the fate of the Muslims would become pitiable.'[16] He is more explicit in his letter to Khan-i-Azam: 'Your word is effective and your adherence to Islam is respected among your equals. You should therefore make an attempt. At least the laws of kufr which are prevalent among the religion of Muhammad was looked upon with hostility. In the present regime there is no open enmity. If there is any, it is due to ignorance.'[17]

This ignorance, therefore, he sought to combat. The elements mainly responsible for this ignorance on the part of the kings were the 'vicious ulama', 'The company of the worldly ulama is like a deadly poison. Their mischief is contagious... In the past the calamity that befell Islam was due to the machinations of these very people. It is they who have been misleading the kings.'[18] When therefore he heard that the king had decided to appoint four

Marfat.com

prominent ulama at the court to advise on religious questions, he was very pleased. But he cautioned his friends among the nobles that they should allow only such ulama to be appointed as were deeply religious and strict followers of the Shára'. (19)

The main mission of the life of Shaikh Ahmad was to establish the supremacy of the Shara 'in the Muslim state. In almost all his letters addressed to the political personalities, there is the utmost emphasis on following the Shara'. In a letter to Mutaza Khan on the occasion of the appointment of the ulama at the court (referred to above), he says that they should enunciate the law of Islam so that no order is passed in contravention of the Shara'.(20) Again to Khan-i-Khanan he writes that 'in all matters the decisions of the truly religious ulama should be followed.'(21)

The Shariat has to be interpreted by the Sunni ulama on the basis of the book (kitab), the tradition (sunnat) and the consensus of the community (ijma-i-ummat). There should be no attempt to seek

Marfat.com

rational justification of the religious laws, because one who tries to do so 'denies the greatness of the prophet'. In this connection it was imperative, according to Shaikh Ahmad, the first of all the beliefs be corrected according to the Sunni faith, and heretical tendencies be combated. In a long letter to khan-i-Jahan,[22] he urges him to conform strictly to the Sunni faith, enunciates its main tenets and beliefs, asks him to keep aloof from the other sects and requests him to speak from time to time to the king about it.[23] Almost the same advice is repeated to Murtaza Khan, Mirza Badiuz Zaman, Darab Khan, Hakim Fathullah, Khizri Khan Lodi, Fath Khan Afghan, and Khan-i-Khanan.[24]

Whenever action was taken to enforce the Shariat, he expresses satisfaction and appreciation. For example, he thanks and praises Qulich Khan for having promulgated a number of orders in accordance with the Shara' and congratulates him that during his tenure of office at Lahore, 'religion has been strengthened'.[25] He pleads for the

Marfat.com

appointment of Qazis so that the Shariat may be properly enforced.[26] On the other hand he unequivocally condemns all state institutions in contravention of the Shara'. His abhorrence of such activities was so great that he even refused to visit Delhi during the season of Navroz.[27]

Opposition to Heretical Tendencies:

The establishment of the supremacy of the Shara' involved, according to Shaikh Ahmad, a crusade against the heretics and the infidels. Let us first examine his ideas towards the heretics. In a long letter to Hakim Fathullah he violently attacks the non-Sunni sects, especially the Shias.[28] To Murtaza Khan his advice is to avoid the company of heretics altogether, as that was 'even worse than the company of infidels'.[29] The Shaikh also wrote a pamphlet refuting the beliefs of Shiism, entitled 'Radd-i-Rawafiz'. Presumably this sustained campaign against Shiism was mainly directed towards the Shiite Persian nobles. The Shaikh was keen that heresy be put down, and for this reason

Marfat.com

wanted to enlist the sympathies of the nobles. In a letter to Khan-i-Khanan he writes: 'The followers of this (Naqshbandi) Order have become helpless in this land. and many people have fallen a victim to Shiite heresy. Your aid is solicited in this connection.'(30) The execution of Qazi Nurullah Shustari, the Shia Qazi of Akbar's reign. was presumably at the instance of the Shaikh.(30)

Much more violent however was his tirade against the non-Muslims (kafirs). According to the Shaikh, Muslims should have no truck with the non-Muslims, not even social contacts. He emphasizes this point in a number of letters. For example, to Khan-i-Khanan he writes: 'Muslims have been instructed to regard kafirs as enemies.'(32) He expands his ideas in a letter to Murtaza Khan as follows:

> One who respects the kafirs, dishonours the Muslims. Respecting them does not merely mean honouring them, but giving them a place in one's company and talking to them. Like dogs they should

Marfat.com

be kept away and if there is any worldly business which cannot be attained without them, then without taking them into confidence, only minimum contact should be established. The height of Islamic sentiment is to forego worldly profits and have no relationship at all with them.[33]

Shaikh Ahmad wanted to translate his religious hatred of the non-Muslims into the realm of politics. He considers the state ruled over by a Muslim as an Islamic state. Such a conception was fundamentally different from the theory of the Mughal state. The Mughal theory, at its best under Akbar, strove that the state should not remain the monopoly of any one religion, or race or group. Different religions and racial groups had been associated with administration, and the affairs of the state were being run more and more in harmony with the sentiments of the different elements of society. An administration which was tending to assume the character of a non-sectarian common concern was strongly disapproved by the Shaikh. He could not

Marfat.com

tolerate 'infidels' issuing orders of 'kufr' in the 'land of Islam', and considered such a state to be one of helplessness and degradation for the Muslims.

He, therefore, urged an uncompromising policy. The non-Muslim should have no place in the administration; they should be reduced to a state of degradation and humiliation. Utmost harshness should be shown to them-this was, in short, his recommendation for the treatment of non-Muslims.[34] A few extracts from his letters will clearly reveal his main ideas on the subjects. In a letter to Murtaza Khan he writes. 'Obedience to the Prophet lies in the fact that the Islamic law be followed and the traditions of infidelity be obliterated. Islam and kufr are the negation of each other.... God has ordered, 'O Prophet launch a crusade against the kafirs and disbelievers and suppress them'.[35] Again, he repeats, his ideas as follows. "Launching a crusade against the kafirs and treating them with harshness is one of the essential needs of religion'.[36] His bitterness reaches a climax

Marfat.com

when he writes. "Every man has got some desire in his heart. The uppermost desire in the heart of this faqir is that the enemies of God and the Prophet be dealt with severely.... (This writer) has repeatedly invited you to perform this function and considers it to be one of the most important duties... Every open and hidden effort should be made for their destruction."[37]

Views on Jizya:

As has already been noticed, he was very keen that the infidels be kept in a state of degradation and humiliation. He looks upon jizya not as a monetary contribution for defence in lieu of personal service, as some jurists and writers have argued. He wanted the imposition of the jizya as an emblem of the subjugation of the non-Muslims. He elaborates this point in a letter to Murtaza Khan: 'The main reason for taking jizya is to degrade and humiliate them, so much so that because of its fear they may not be able to dress well and live in grandeur... It does not behove the kings to stop jizya. God has instituted it

Marfat.com

to dishonour them. It is intended to bring them into contempt and to establish the honour and might of Islam.'(38)

Appreciation of Measures Against Non-Muslims:

Any blow at the non-Muslims was deeply appreciated by the Shaikh. His letter to Khan-i-Azam is characteristic of this sentiment. He writes, 'May God help you in upholding the law of Islam and give you victory over its enemies... At such a critical juncture, we find in you a welcome personality...the verbal crusade that you are waging is the greatest of crusades (Jihad-i-Akbar), and consider it to be higher than the crusade of bloodshed'.(39) Similarly to Sadr-i-Jahan he writes, 'The promulgation of Islamic orders and the news of the dishonouring of the enemies of Faith has gladdened hearts of Muslims'.(40) He congratulated Murtaza Khan for having dishonoured the Hindus and destroyed their idols during the Kangra campaign. Perhaps his ideas emerge most sharply when he expresses his pleasure

Marfat.com

at the execution of Guru Arjan. He says that whatever may have been the motives of execution, it was a matter for satisfaction. Since it involved the degradation of the infidels and the glory of Islam.[41]

Growth of Shaikh Ahmad's Influence and His Imprisonment:

Such in brief were the ideas of Shaikh Ahmad on politics. As observed before, he sought to extend his influence among the nobles and in the army. The Sunni nobles found these ideas in consonance with their political ambition. The supremacy of the Shariat and the subordination of the temporal authorities to the dictates of the ulama could act as a check on the autocracy of the king, something which must have been very welcome to most of the nobles. The tirade which Shaikh Ahmad launched against those ulama who justified Akbar's absolutism on the basis of the legal theory which had grown during the Abbasid period, could have undermined the religious sanction of royal autocracy. And as has already been mentioned, the attacks on Hindus and Shias could

Marfat.com

have helped in ousting the Persian and Hindu nobles from the much coveted higher posts. Whatever might have been the reasons, Shaikh Ahmad did begin to exercise an influence over an important section of the nobles.

In the army and in the administrative Staff too, he carried on his propaganda. He appointed Shaikh Badruddin as his chief Khalifa in the army. In almost all his letters to the important nobles we find that he is making a recommendation for the appointment to some post for one of his followers. Such concentrated efforts at a time when the minds of the people were only too well prepared to receive such ideas, produced effective results. His influence grew so much that even the king was alarmed, and decided to bring the situation under control.[42] In 1619, he was summoned to the court on the charge of claiming superiority over the first caliph, Abu Bakr. It is obvious that this was a trumped up charge. In a long letter to Hakim Fathullah, the Shaikh denied the charge and as a proof, referred to

Marfat.com

the letter which he had written to the Hakim a few years before, stating that Abu Bakr was superior to everyone else including Ali.[43]

There is a another proof which points that the authorities knew it fully well that the Shaikh did not really consider himself superior to Abu Bakr. Shaikh Mirak, who was Prince Khurram's tutor, once went to Sirhind and questioned Shaikh Ahmad. Shaikh Ahmad denied the change and produced the letter in question. Shaikh Mirak, returned quite satisfied on the score.[44] Moreover, considering the religious policy of Jahangir, it may be presumed that the Shaikh would not have been persecuted only because of his religious pretensions, even if the charges against him were true. The Naqshbandi records also state that Jahangir jailed him for refusing to perform sijdah. Probably it was to this incident that Beni Prasad refers in his book.[45] Jahangir however makes no reference to this incident in his Memoirs.[46] It is quite possible that it may not have occurred because he had already abolished sijdah for the Qazis and the ulama.

Marfat.com

The Shaikh was however sent to Gwalior prison. But even during his confinement he urged his followers not to do anything against the state, probably because the Shaikh believed that the success of his programme depended on the cooperation of the King who was after all much more amenable to the influence of the ulama than his father. The statement of some of the followers of Shaikh Ahmad that he actually dissuaded Mahabat Khan from revolting on this issue is not supported by facts.[47] However, the way Jahangir mentions the occasion of the release of the Shaikh two years later ('It was reported that the Shaikh had repented') also shows that he was not dissatisfied with his conduct.

The Naqshbandi writers go on to say that the king apologized to the Shaikh and promised to carry out the following programme outlined by the Shaikh: abolition of the sijdah, reconstruction of the mosques that were destroyed, permission for cow slaughter, appointment of Qazis and censors to enforce the Shara', introduction of jizya, and suppression of

Marfat.com

heresy and innovation.[48] There is no contemporary evidence to show that either the king expressed regret for his conduct or that he gave the pledge demanded by the Shaikh. On the other hand, Jahangir writes that the Shaikh expressed regret. It is also known that no action was taken in accordance with the demands of the Shaikh as enunciated above. It would not be incorrect to say that both the imprisonment as well as the release of the Shaikh were due to political causes. The dissatisfaction against the Nurjahan junta had been increasing and this dissatisfaction had assumed a religious anti Shiite colour. The dissatisfied nobles included Prince Khurram and Mahabat Khan. The latter was closely associated with the Naqshbandi order. (It may be recalled that there was trouble over the marriage of Mahabat Khan's daughter with the son of Khwaja Umar Naqshbandi.) Close affinity between these dissatisfied nobles and Shaikh Ahmad is not inconceivable. The imprisonment of the Shaikh was undoubtedly done under the influence of the

Marfat.com

Nurjahan junta, and his release was one of the measures taken to assuage the agitated Sunni opinion during these troubled times. This incident is sufficient in itself to prove the influential position which Shaikh Ahmad had come to acquire as the spiritual leader of the pan-Islamic tendency.

Notes and References

1. Born in 1563 and died in 1624, he has been called 'Mujaddid Alf-i-Sani' or the Regenerator of the Second Millennium. He was the virtual founder of the Naqshbandi order in India.

2. E.g., Murtaza Khan, Islam Khan, Mahabat Khan, Mirza Badi-uz-Zaman, Darab Khan, etc.

3. Maktoobat-i-Imam-i-Rabbani, Nawal Kishore Press, Cawnpore, 1906, 3 Vols.

4. Maulana Abdul Kalam Azad's evaluation of the Mahdavi movement would be found of interest, see Tazkira.

5. Mirza Hakim, Akbar's younger brother, had organized his rebellion in 1581 on the slogan of 'the defence of religion'. Incidentally he was also a

Marfat.com

follower of the Naqshbandi order.

6. Maktoobat, Vol. I, letter no. 47. Also see letter no. 81 addressed to Lala Beg.

7. Ibid.

8. Asad Beg, Waqaya. B.M. III, 979b.

9. Accordingly, the leading nobles (Murtaza Khan), having been sent by the others as their representative, came to the Prince and promised, in all their names to place the kingdom in his hands provided that he would swear to defend the law of Mahomet. Ibid. In this context, see S. A. A. Rizvi, ed., Muslim Revivalist Movements in North India, Agra, 1965, pp. 216-21.

10. Maktoobat, Vol. I, letter no. 65.

11. Ibid., Vol. I, letter no. 47.

12. Ibid., Vol. I, letter no. 47.

13. Ibid., letter to Murtaza Khan, Vol. I, no. 48.

14. Ibid., Vol. I, letter no. 65.

15. E.g., he regards Murtaza Khan as a patron; he is anxious to regain the favour of Hakim Fathullah when the latter is annoyed; he humours and Hatters,

Marfat.com

and at times admonishes Khan-i-Khanan and Khan-i-Azam to maintain his influence over them.

16. Ibid., letter to Sadr-i-Jahan, Vol. I, no. 195.

17. Ibid., Vol. I, letter no. 65. Similarly to Murtaza Khan he writes: 'It is expected from your gentle self that since God has given you complete nearness to the king, you will make every overt and covert effort to propagate the shariat of Muhammad.' Letter no. 47.

18. Ibid., Vol. I, letter no. 47.

19. Ibid., letter to Murtaza Khan (No. 53) to Sadr-i-Jahan (No. 194).

20. Ibid., letter no. 53.

21. Ibid., letter no. 70.

22. Ibid., letter to Khan-i-Khanan, no. 214.

23. Ibid., Vol. II, letter no. 67.

24. Ibid., Vol. I, letters nos. 69, 71, 75, 80, 94, 193, 213; Vol. II, letter no. 87.

25. Ibid., Vol. I, letter no. 76. See also letter to Sadr-i-Jahan, no. 194.

26. Ibid., letters no. 103 and 195.

Marfat.com

27. Ibid., letter no. 44. In a subsequent letter he repeats his arguments: 'Today when the king of Islam is no longer as kind to the infidels. the custom of kufr cannot be looked upon with equanimity by the Muslims', letter no. 194.

28. Ibid., letter no. 80.

29. Ibid., letter no. 54.

30. Ibid., Vol. 11, letter no. 62. This letter confirms the view taken by the author of Maasir-i-Umara that Khan-i-Khanan had genuinely discarded Shiism. The Khan-i-Khanan however remained unorthodox all his life, and Shaikh Ahmad admonished him frequently. Cf. Vol. I, letters nos 23, 68, 214, Vol. II, Nos 8, 62 and 66.

31. Jahangir-i-Mujaddidia, p. 43.

32. Maktoobat, letter no. 23.

33. Ibid., letter no. 163.

34. The scope of the present paper prevents an examination of the factors which led to rise of this tendency, or its evaluation, or a comparison with the corresponding non-Muslim movements. The writer

Marfat.com

hopes to undertake an exhaustive examination of these points in the book he is contemplating to write on 'Some Popular Muslim Religious Movements in Medieval India'.

35. Ibid, letter no. 163.

36. Ibid, letter no. 193.

37. Ibid, letter no. 269, cf. letter no. 165.

38. Ibid, letter no. 163, cf no. 193.

39. Ibid, letter no. 65.

40. Ibid, letter no. 194

41. Ibid, letters nos. 193 and 269.

42. Khwaja Kamaluddin's work Ruzat-ul-Qaiyyaumia gives a detailed account of the life of Shaikh Ahmad. This account, though full of inaccuracies, is substantially the same as appears in other contemporary or later works.

43. Maktoubat, Vol. I, letter no. 202. The letter referred to is no. 80.

44. Dara Shikoh, Safinatul Auliya (Nawal Kishore Press), pp. 197-8.

45. Beni Prasad, History of Jahangir, OUP, 1922, Appendix B, p. 450.

Marfat.com

46. Tuzuk-i-Jahangiri, edited by Md. Hadi.

47. B. A. Faruqi also makes the same statement (p. 25). The students of history need no proof of the fact that Shaikh Ahmad was released much before Mahabat Khan's coup de main.

48. Rauzat ul-Qaiyumiya, ff. 77a-78b.

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ارمغانِ امام ربانی

مشتمل بر مقالات ونوادرات سلسلۂ نقشبندیہ

جلد دہم حصہ دوم

مقالات ومقدمات

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

فہرست مندرجات حصہ دوم

مقالات

۱۔ لجنۃ لاحیاء المخطوطات الاسلامیہ کا قیام
۲۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری
۳۔ حضرت شیخ محترم لاہوری
۴۔ حضرت شیخ محمد حسین جامی لاہوری ومولانا عبدالنبی جامی
۵۔ شیخ محمد مراد قزانی (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی مترجم)

نوادرات سلسلۂ نقشبندیہ

۱۔ رسالہ اذکار یومی ولیلی تالیف حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
۲۔ وثیقۃ الاکابر (مشیخۃ شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری)
۳۔ رسالہ عقائد ضروریہ تالیف حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری
۴۔ سلسلۃ الاولیاء تالیف مولانا محمد صالح کنجاہی
۵۔ زبدۃ الفرائض تالیف خواجہ غلام محی الدین قصوری
۶۔ رسالۂ نظامیہ (مبحث وحدت الوجود) تصنیف خواجہ غلام محی الدین قصوری
۷۔ ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین راز الٰہی برہانپوری) طبع قدیم

Marfat.com

لجنہ لاحیاء المخطوطات الاسلامیۃ

کا قیام

محمد اقبال مجددی

۱۹۸۶ء کے اپنے پہلے علمی سفر انگلستان کے دوران میں لندن سے فرینکفورٹ صرف عربی زبان وادب کے بین الاقوامی شہرت کے مالک استاد ڈاکٹر فواد سزگین سے ملاقات کے لئے گیا تھا کیوں کہ میں ان کی شہرۂ آفاق جرمن کتاب ''تاریخ التراث العربی'' کی جرمنی زبان میں پہلی نو جلدیں نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ ایم اے او کالج، لاہور کی لائبریری کے لئے اس کا ایک سیٹ مع کتابیات بروکلمان خرید چکا تھا، اور ان کے علمی کام سے بہت متاثر تھا، میں نے ان کے فرینکفورٹ میں موجود ادارہ:

Institute for Gorehichte der Arabisch-Islamichan

Urissenchaften

کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا، ایک میز پر ان کی مطبوعات سجا کر رکھی ہوئی تھیں، جن میں میرے لئے جاذب توجہ وہ نادرالوجود اور منحصر بفرد قلمی نسخوں کی عکسی اشاعت تھی، جنہیں بڑے اہتمام سے بالکل مخطوطہ جیسا کاغذ بنوا کر اس کی عکسی اشاعت عمل میں لائی گئی تھی۔

میں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ اپنے ملک پاکستان جا کر میں بھی ایک اسی نوعیت کا ادارہ بنا کر اپنے ملک میں موجود ایسے قلمی نسخے عکسی صورت میں شائع کروں گا۔

تصحیح اور حواشی کے ساتھ تو چند مخطوطات شائع کئے ہی تھے جیسے ''مقاماتِ معصومی''، ''حسنات الحرمین''، ''زادالمعاد'' اور ''احوالِ مشائخ کبار'' لیکن سب سے بڑی رکاوٹ یہاں اس قسم کی مطبوعات کی مارکیٹ کے نقطۂ نظر سے کوئی اہمیت نہ ہونا تھی اور ذاتی طور پر

Marfat.com

سرمایہ کا فقدان پہلے ہی تھا۔

تاہم اللہ پاک کا نام لے کر ۲۰۰۴ء کو اس کا آغاز کر دیا، میرے ہاں ایک صاحبِ ذوق بزرگ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مرحوم تشریف لایا کرتے تھے، ان کی خدمت میں اس منصوبہ کے متعلق عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے اہم ایک ادارہ بنائیں گے چونکہ ان کا تعلق سلسلۂ نقشبندیہ سے تھا، اس لئے میں نے ''حوزۂ نقشبندیہ'' ادارہ کا نام تجویز کیا، تو فوراً منظور کرتے ہوئے ایک نادر عربی مخطوطہ ''لطائف المدینہ'' (احوال حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی (ف ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) تالیف شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی کا عکس طبع کروایا، جس پر مجھ عاجز کا مفصل مقدمہ اور ملخص اُردو ترجمہ بھی شامل ہے۔

اس کے بعد حضرت میاں صاحب کی علالت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ان کے ہاں بھی وسائل کی بہت کمی ہو گئی تو یہ سلسلۂ اشاعت التوا کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد امام ربانی پبلی کیشنز، لاہور کے مالک جناب محمد ناظم بشیر میرے ہاں آنے جانے لگے تو میں نے ان کے سامنے سارے معاملات رکھے، انہوں نے ۲۰۱۶ء کو میرے ہاں کچھ نادر الوجود خطی نسخے دیکھے تو ان میں سے ''خلاصۃ المعارف'' تالیف شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی کی عکسی اشاعت کا وعدہ کر لیا اور اسی سال امام ربانی کانفرنس کے موقع پر اس کی اشاعت عمل میں آئی۔

اگلے سال ۲۰۱۷ء کو انہیں کچھ دوستوں سے مالی امداد ملی تو تین نادر مخطوطات کے عکس شائع کئے، یعنی:

۱۔ رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی (ف حدود ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء)

۲۔ بہجۃ النظار فی برأۃ الابرار (دفاع حضرت مجدد الف ثانی)
تالیف مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء)

Marfat.com

۳۔ فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری (ف ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء)

خلیفۂ حضرت شاہ احمد سعید مجددی (ف ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء)

۲۰۱۸ء کو محمد ناظم بشیر صاحب نے مزید ہمت کی اور چار بہت ہی کمیاب مخطوطات کے عکسیات شائع کیے، ان میں:

۱۔ مناقب مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی تالیف مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی۔

۲۔ مناقب مخدومین (احوال مخدوم شاہ صفی اللہ معصومی و مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی) تالیف میاں محمد امین چھوڑائی۔

۳۔ قران السعدین (احوال حاجی محمد سعید لاہوری ف ۱۱۴۵ھ/ ۱۷۳۲ء و شیخ محمد مسعود دوابی خرقی) تالیف میاں محمد رفیع عباسی۔

۴۔ رسائل درانساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی۔

(اس میں دو رسائل ہیں: اول رسالۂ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، دوم انساب الطاہرین تالیف شیخ محمد عمر مجددی)

اب اس سال ۲۰۱۹ء کو رب کریم نے انہیں مزید توفیق عنایت فرمائی ہے تو انہوں نے مندرجہ ذیل مخطوطات کے عکس شائع کر دیئے ہیں:

۱۔ رسائل حافظ محمد صدیق لاہوری (خطیب مسجد وزیر خان، لاہور)

۲۔ رسائل حافظ غلام محمد عرف امام گاموں (خطیب مسجد وزیر خان، لاہور)

۳۔ دستاویزات متعلقہ مسجد وزیر خان، لاہور و خانوادۂ ائمہ مسجد مذکور

۴۔ مبلغ الرجال (تذکرہ ملاحدہ) مولف خواجہ کلاں بن خواجہ باقی باللہ (تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی) بہ تعاون پروگریسو بکس، لاہور

۵۔ رسائل خواجہ خُرد بن حضرت خواجہ باقی باللہ

Marfat.com

۶۔ روضۃ القیومیہ (احوال خانوادۂ حضرت مجدد الف ثانی)

تالیف خواجہ کمال الدین محمد احسان (جلد سوم و چہارم)

ان بڑے مخطوطات کی اشاعت کے ساتھ ہی انہوں نے ایک اور اہم قدم یہ اُٹھایا کہ ارمغانِ امام ربانی کی آٹھویں، نویں اور دسویں جلدوں میں مقالات کے ساتھ کم حجم کے بہت ہی نایاب مخطوطات کی عکسی اشاعت کا آغاز بھی کر دیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

ارمغان امام ربانی جلد ہشتم

۱۔ رسالہ در وحدت الوجود تالیف مولانا عبداللہ لبیب بن علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

۲۔ کمالات مظہریہ (احوال حضرت میرزا مظہر جانِ جانان شہید) تالیف شاہ غلام علی دہلوی

۳۔ مجمع التواریخ (قطعاتِ تاریخِ وفات اعیان واولیاء) تصنیف حافظ غلام محی الدین کنجاہی

ارمغانِ امام ربانی جلد نہم

۱۔ رسالہ ردشبہات مخالفین بر کلام حضرت مجدد الف ثانی

تالیف شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی

۲۔ معدن الجواہر (حالات شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)

تالیف میر صفر احمد معصومی (مولف مقاماتِ معصومی)

۳۔ مکتوبات خواجہ غلام محی الدین قصوری (بخط مکتوب نگار) خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی دہلوی

۴۔ ملفوظات عثمانی (خواجہ محمد عثمان دامانی)

۵۔ رشحات عنبریہ (احوال حضرت شاہ احمد سعید مجددی) تالیف شاہ محمد عمر مجددی مدنی

Marfat.com

ان مخطوطات کے علاوہ چند بہت ہی کمیاب اور قدیم مطبوعات بھی اس جلد میں عکسی طور پر شاملِ اشاعت ہوئی ہیں، جن میں:

۱۔ بستانِ معرفت (احوال صاحبزادہ عبدالرسول قصوری) تالیف سید محمد قصوری (فارسی)

۲۔ تذکرہ مصنفین دہلی تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۳۔ جواہر ہاشمیہ (احوال خواجہ محمد ہاشم کشمی خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی) تالیف اختر محمد خان رام پوری

۴۔ عقد اللالی یعنی مناقب شاہ ابوالمعالی انبیٹھوی

اسی طرح ارمغانِ امام ربانی جلد دہم میں مندرجہ ذیل چھوٹے قلمی رسائل کے عکس شائع کیے گئے ہیں:

۱۔ وثیقۃ الاکابر (مشیخۃ شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری)

۲۔ رسالہ عقائد ضروریہ تالیف شاہ محمد غوث قادری لاہوری

۳۔ سلسلۃ الاولیاء تالیف مولانا محمد صالح کنجاہی

۴۔ ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین برہانپوری) طبع قدیم

راقم احقر کو رب کریم کی توفیق اور عطا سے ان سب مخطوطات کی عکسی اشاعت کے دوران کسی پر مفصل اور بعض پر مجمل تعارفی مقدمات لکھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

تکمیل

۲۱ رمضان / ۲۷ مئی ۲۰۱۹ء

لاہور

Marfat.com

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری

محمد اقبال مجددی

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے نامور خلیفہ، مکتوب الیہ اور آپ کے فرزندوں کے استاد تھے۔

حضرت شیخ محمد طاہر کا سال و مقام ولادت کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا؟ آپ کے معاصر سوانح نگار شیخ بدرالدین سرہندی نے آپ کا سالِ وصال ۱۰۴۰ھ اور عمر ۵۶ سال تحریر کی ہے [۱] اس اعتبار سے آپ کا سال ولادت ۹۸۴ھ (۱۰۴۰ھ-۵۶=۹۸۴ھ) قیاس کیا جا سکتا ہے۔

غالب گمان ہے کہ شیخ محمد طاہر، لاہور کے ہی باشندہ ہوں گے اور آپ کی ولادت بھی مذکورہ سنہ میں یہیں ہوئی ہوگی، شیخ بدرالدین سرہندی جو آپ کے معاصر بھی ہیں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ لاہور کے مشہور مشائخ میں سے تھے [۲]

آپ کے ایک اور معاصر خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری نے لکھا ہے کہ شیخ محمد طاہر نے لاہور کے مشہور عالم مُلا جمال تلوی کی خدمت میں تحصیل کی [۳] جو اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ لاہور ہی کے باشندے تھے۔

۱۔ حضرات القدس ۲/۳۲۶ ۲۔ ایضاً ۲/۳۱۹

۳۔ طبقاتِ شاہ جہانی ۲/۲۶۴ مولانا جمال تلوی، لاہور کے اکابر علماء و مدرسین میں سے تھے، لاہور کے مضافات میں ایک بڑا محلّہ تلہ تھا، آپ کا مسکن و مدرسہ وہیں پر تھا، آپ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ھ) سے بہت عقیدت رکھتے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

آپ کے والد کا نام کاتب کی غلطی سے محمد لکھا گیا ہے یعنی لطائف غیبیہ مطبوعہ ص ۱۵ میں محمد بن طاہر لکھا گیا ہے، جب ہم نے قلمی نسخہ کی طرف رجوع کیا تو وہاں محمد ن الطاہر درج تھا یعنی کاتب نے کم علمی کے باعث ن کو بن لکھ دیا، یعنی اب تک شیخ محمد طاہر کے والد کا اسم گرامی معلوم نہیں ہے۔

تکمیل کے بعد آپ نے لاہوری میں ہی درس وتدریسی کا آغاز کر دیا، آپ بہت جلد شہرت کی بلندیوں پر فائز ہوئے، آپ کو حضرت مجدد الف ثانی نے جو خلافت نامہ دیا تھا، اس میں آپ کے لئے ''عالم العامل الفاضل الکامل'' کے الفاظ لکھے ہیں [1] حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے فرزندوں شیخ محمد صادق، خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کی تعلیم و تربیت آپ ہی کے سپرد کر دی تھی [2] شیخ بدر الدین سرہندی کے الفاظ ہیں:

''آن عزیز (شیخ محمد طاہر) درآں بلدۂ (لاہور) بافادۂ طلبہ مشغول گشت [3] آپ نے صاحبزادگان کی تعلیم وتفہیم کے لئے بہت کوشش وخدمت کی، مخدومزادگان اکثر اس کا اعتراف ان الفاظ میں کیا کرتے تھے:

(بقیہ گذشتہ صفحہ) تھے (طبقات شاہ جہانی ۲/۲۱۲)، حضرت مجدد الف ثانی کا شیخ کے وصال سے ذرا پہلے لاہوری قیام تھا، تو اس دوران یہاں جو اکابر علماء آپ سے ملنے آئے ان میں مولانا جمال کا ذکر خصوصی طور پر ملتا ہے، (زبدۃ المقامات ۱۵۷) مولانا جمال نے فیضی کی تفسیر سواطع الالہام کے اکثر مقامات کی اصلاح کر کے اُسے مربوط بنایا تھا (منتخب التواریخ ۳/۷۲) مولانا تلوی کا انتقال ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ھ کو ہوا (طبقاتِ شاہ جہانی ۲/۲۱۳) تاریخ محمدی (۲/۵/۹۴) میں ۱۰۱۶ھ درج ہے۔

۱۔ حضرت القدس ۲/۳۲۰ ۲۔ ایضاً ۲/۲۲۳) ۳۔ (ایضاً ۲/۳۲۱)

Marfat.com

حقوق حضرت شیخ طاہر بر مایان نہ آں قدرست کہ از عہدہ شکر آں تواینم برون آمد ۱

لیکن صاحبزادہ اصغر حضرت شاہ محمد یحییٰ کی تعلیم وتربیت آپ کے سپرد نہ کی جاسکی

حضرت مجدد الف ثانی فرمایا کرتے تھے:

''محمد یحییٰ راہم می خواہم بشیخ طاہر بسپارم کہ چو برادرانش از میمنت انفاس شیخ عالم شود، امّا الحال شیخ طاہر را آں دماغ کے ماندہ؟ ۲

شیخ محمد طاہر باقاعدہ حافظ قرآن بھی تھے۔ ۳

درس وتدریس

حضرت شیخ محمد طاہر کا لاہور میں کہاں قیام تھا، کس مدرسہ سے وابستہ تھے؟ کسی معاصر نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

آپ کے معاصر خواجہ محمد ہاشم کشمی نے شہادت دی ہے:

شیخ در بلدۂ لاہور تا امروز (۱۰۳۷ھ) بافادۂ طلبہ علوم دینی وافاضۂ سالکان براہ یقین مشتغل ست ۴

شیخ بدرالدین سرہندی کی رائے نقل کی جاچکی ہے کہ:

آل عزیز درآں بلدہ بافادہ طلبہ مشغول گشت ۵

ایک تیسرے معاصر خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری نے لکھا ہے:

۱۔ زبدۃ المقامات ۳۴۰ ۲۔ ایضاً ۳۴۰

۳۔ حضرات القدس ۲/۳۲۰، زبدۃ المقامات ۳۴۰ ۴۔ زبدہ ۳۴۶

۵۔ حضرات ۲/۳۲۱

Marfat.com

ازعلمائے متعین لاہور بود ۱

مولوی احمد علی فتح پوری نے کسی غلط فہمی سے شیخ محمد طاہر کو مسجد وزیر خان، لاہور کا مدرس لکھ دیا ہے۔ ۲ حالانکہ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نواب وزیر خان نے یہ مسجد ۱۰۴۴ھ کو تعمیر کروائی تھی ۳ گویا اس سے چار سال قبل ہی شیخ محمد طاہر کا ۱۰۴۰ھ کو وصال ہو گیا تھا۔

شیخ محمد طاہر لاہور میں محلّہ شیخ اسحٰق میں رہتے تھے، جواب موتی بازار اور چونہ منڈی کہلاتی ہے، گمان ہے کہ وہاں آپ نے درس وتدریس کے لئے ایک مدرسہ بھی بنایا ہوگا، جو آپ کی وفات ۱۰۴۰ھ تک جاری رہا ہوگا، جو شہر لاہور کے حصار کے اندر تھا، ۴ اس کے قریب ہی اکبر بادشاہ کے عہد کا ایک محلّہ میانی تھا، جہاں زیادہ تر علماء ہی رہتے تھے، پنجابی میں میاں مولوی اور ملا کو کہتے ہیں، اس لئے اس محلّہ کا نام ہی میانی مشہور ہو گیا، محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں یہاں سے علماء اختلافات کے سبب چلے گئے تو یہ علاقہ ویران ہو کر لاہور کا قبرستان بن کر رہ گیا، جب حضرت شیخ محمد طاہر فوت ہوئے تو انہیں بھی اسی قبرستان میں دفن کر دیا گیا ۵ اب اس قبرستان میں سب مشہور مزار انہی حضرت کا ہے۔

۱۔ طبقات شاہ جہانی ۲/۲۶۴، اس سے ڈاکٹر محمد سلیم اختر نے قیاس کیا ہے کہ شیخ محمد طاہر کو شاہ جہان بادشاہ نے لاہور میں مدرس مقرر کیا، مقالہ مشمولہ:

Jaurnal of Pakistan Historical Society, Karachi july 1977

اس کا ڈاکٹر اختر نے کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا، یہ محض تخمینہ ہے۔

۲۔ قصر عارفان مرتبہ محمد باقر، مشمولہ اورنٹیل کالج میگزین، لاہور مئی ۱۹۶۵ء ص ۴۹۷

۳۔ مسجد وزیر خان، مولفہ عبداللہ چغتائی، کتبۂ تعمیر کا عکس

۴۔ تحقیقات چشتی ۱۶۸ ۵۔ ایضاً ۱۶۷، تاریخ لاہور از کنہیا لال ص ۲۹۵

Marfat.com

تالیفات

شیخ محمد طاہر لاہوری بادشاہوں اور امراء کے ہاں نہ خود جاتے تھے اور نہ آنے والے منصب واروں سے ملتے تھے، نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تفسیر و حدیث مثل بیضادی، مشکوۃ کے معرا نسخے بازار سے خرید کر انہیں حواشی سے مزین کرتے اور دیگر نسخوں سے تقابل کے بعد انہیں فروخت کر دیتے، اس طرح جو کچھ حاصل ہوتا اسی سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے۔ ۱

اب یہاں اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی کہ آپ یہ حواشی خود تحریر فرماتے تھے یا پہلے سے محشی کتب کی نقل و تقابل کر کے ہی فروخت کرتے تھے، غالب گمان ہے کہ آپ چونکہ خود اجل عالم تھے اس لئے یہ حواشی خود آپ کی تصنیف و تالیف کئے ہوئے ہوں گے۔

لیکن چونکہ آپ یہ محشی کتب فروخت کرتے تھے اس لئے ان پر اپنا نام بحیثیت محشی تحریر نہیں کرتے تھے، راقم کو درسی کتب کے بہت سے مخطوطات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن کسی میں بھی ان کا نام درج کیا ہوا نہیں دیکھا۔

منشی محمد الدین فوق کشمیری نے کسی غلط فہمی کے باعث ایک کتاب تذکرہ مجددیہ کو آپ کی تصنیف لکھ دیا ہے کہ اس میں آپ نے وہ عرلضیے جمع کر دیئے ہیں، جو آپ نے لاہور سے سرہند اپنے شیخ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں لکھے تھے۔ ۲

۱۔ حضرات القدس ۲/۳۲۲، نتائج الحرمین ۳/۱۸۶۔الف

۲۔ فوق، محمد الدین: تذکرۃ العلماء والمشائخ (تذکرہ علمائے لاہور) ص ۱۵

اگرچہ منشی فوق نے کشمیر کی تاریخ و شخصیات پر کئی کتب لکھی ہیں اور تذکرہ علمائے لاہور بھی تالیف کی ہے، لیکن مجھ عاجز کا مشاہدہ یہ ہے کہ موصوف فن تاریخ نویسی اور تذکرہ نگاری سے کما حقہ واقف ہی نہیں تھے، محض حاطب اللیل کی طرح رطب و یابس جمع (بقیہ اگلے حاشیہ میں)

Marfat.com

بظاہر فوق کی یہ معلومات تحقیقات چشتی سے ماخوذ معلوم ہوتی ہیں لیکن وہاں تو اس کتاب کو آپ کی تالیف لکھا ہی نہیں گیا، اگر فوق مفتی غلام سرور لاہوری کی کتاب خزینۃ الاصفیاء دیکھتے تو ان سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی، مفتی صاحب نے وضاحت کی ہے: صاحب تذکرہ مجددیہ کی تاریخ وفات از لفظ ''غم'' و'' آہ معرفت مُرد'' اخذ کردہ است [1]

یعنی تذکرہ مجددیہ کے مولف نے شیخ محمد طاہر کا سال وفات لفظ غم اور آہ معرفت مُرد سے اخذ کیا ہے، گویا اس کے مولف شیخ محمد طاہر کے کوئی عقیدت مند تھے، ہاں یہ عرائض بحضور حضرت مجدد الف ثانی زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور نتائج الحرمین میں بھی نقل ہوئے ہیں۔

(بقیہ حصہ گذشتہ حاشیہ) کر کے کتابیں بنا کر خود ہی چھاپ دی تھیں، تذکرہ مجددیہ کے متعلق بظاہر ان کی معلومات تحقیقات چشتی (ص ۱۶۴) سے ماخوذ معلوم ہوتی ہیں، لیکن چشتی نے تو یہ نہیں لکھا کہ یہ تذکرہ خود شیخ محمد طاہر کی تصنیف ہے، ہٰ فوق کی غلط فہمی ہے، ہمیں تعجب ہے کہ ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی کتاب پاکستان میں فارسی ادب ۳/ ۳۹۸ میں فوق کے اس بیان پر بلا تحقیق اعتماد کر کے شیخ محمد طاہر لاہوری کو اس کا مصنف بنا دیا۔

اسی طرح پروفیسر خورشید حسین بخاری مرحوم نے بغیر حوالہ کے شرح قصیدہ غوثیہ بخط شیخ محمد طاہر لاہوری کے کتب خانہ مجلس شوریٰ ملی، تہران، ایران میں موجودگی کا بغیر حوالہ کے دعویٰ کیا ہے، جواب بے بنیاد ثابت ہو چکا ہے، حال ہی میں ایک ایرانی فاضل مصطفیٰ درایتی نے فہرستوارہ بارہ جلدوں میں مرتب کی ہے، جو پورے ایران کے مخطوطات کی نشاندہی کرتی ہے، اُن کی آخری دو جلدیں تو اشاریے ہیں جن میں حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کا کہیں نام تک نہیں آیا، کاتبوں کا اشاریہ بھی ہم نے دیکھ لیا ہے، اسی طرح ان کا یہ لکھنا کہ شیخ نے قصیدہ غوثیہ کی شرح بھی لکھی ہے، محض بے بنیاد ہے۔

۱۔ خزینۃ الاصفیاء

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی کے حضور

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری ذی علم بزرگ تھے اور شرع شریف کے پابند بھی، اس لئے کوئی ایسا ہی شیخ چاہتے تھے، جو ان صفات کا حامل ہو، جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں سُنا تو آپ کی زیارت کے لئے جانے کا ارادہ کرلیا۔

روضۃ القیومیہ کے ایک اندراج کے مطابق جس سال (۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) حضرت خواجہ باقی باللہ کا وصال ہو، اس سے چند ماہ پہلے حضرت مجدد الف ثانی لاہور میں تشریف رکھتے تھے، جہاں اکابر علماء وصوفیہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، ان میں مولانا شیخ محمد طاہر لاہوری، حاجی محمد، مولانا میر صفر احمد بن میر محمد رمضان رومی، ان کے بھائی خواجہ میر فرخ حسین اور مولانا جمال تلوی بھی شامل ہیں [۱] اس کے بعد شیخ محمد طاہر لاہور سے باقاعدہ سرہند حاضر ہو کر حضرت مجدد الف ثانی کے حضور رہ کر سلوک کی مشق میں مصروف ہوئے اور بہت ہی افتقار کے ساتھ وہاں قیام کیا، معاصر تذکرہ نویس خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے:

> خدمت شیخ سالہا با نکسار و ذلت و افتقار تمام در عتبہ علیہ گذرانید [۲]

دوسرے معاصر شیخ بدرالدین سرہندی کے الفاظ بھی ایسے ہی ہیں:

> ناچار خود را بآستان عرش نشان رسانید و سالہا بخاک ساری و جان سپاری و افتقار و انکسار در عتبہ علیہ گذارید لاجرم از دولت این تعظیم و تکریم و ادب و ہیبت بہ یمن نظر کیمیا اثر حضرت ایشاں بمرتبہ کمال و تکمیل رسید [۳]

۱۔ روضۃ القیومیہ ۱/ ۱۱۶-۱۱۹

۲۔ زبدۃ المقامات ۳۴۰

۳۔ حضرات القدس ۲/ ۳۲۰

Marfat.com

جب آپنے سلوک کی تعلیم مکمل کر لی تو آپ کو سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں طالبوں کی تربیت کے لئے لاہور روانہ کرتے ہوئے خلافت نامہ بھی لکھ کر دیا، [1] شیخ محمد طاہر لاہوری ہر سال یا ہر دوسرے سال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے حضور سرہند حاضر ہوتے رہتے تھے اور فیض یاب ہو کر دوبارہ واپس لاہور چلے جاتے تھے۔ [2]

شقاوت کا ظہور

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی حلقہ ذکر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ شیخ محمد طاہر لاہوری کی پیشانی پر لفظ ''شقی'' لکھا ہوا ہے، آپ نے ان کا نام لیے بغیر فرمایا کہ ہمارے اس حلقہ میں ایک عالم کے ماتھے پر شقی لکھا ہوا نظر آرہا ہے، جس پر وہاں موجود علماء یہ سن کر پریشان ہو گئے اور ان پر ہیبت طاری ہو گئی، پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب شیخ طاہر ہیں، جس پر انہوں نے خوف زدہ ہو کر عرض کی کہ آپ دعا فرمایئے کہ اس بلیہ سے نجات ملے، جس پر آپ نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ یہ تو قضائے مبرم ہے جو بدلی نہیں جا سکتی، آپ کو یاد آیا حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں دعا کروں تو یہ قضائے مبرم بھی بدل سکتی ہے، آپ نے رب کریم سے دعا کی اگر حضرت غوث اعظم کو یہ شرف حاصل ہوا ہے تو مجھے بھی عطا ہو، جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی یہ شرف بخشا اور شیخ طاہر لاہوری کو اس شقاوت سے نجات ملی۔ [3]

آپ نے حضرت شیخ طاہر کو جو اجازت نامہ خلافت دیا ہے اس میں بھی اس کا ذکر

۱۔ ایضاً ۳۲۰-۳۲۱، شیخ محمد طاہر اور حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ روابط کے بعض امور اسی مقالہ میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کئے جا چکے ہیں۔

۲۔ حضرات القدس ۲/۳۲۲ نتائج الحرمین ۳/ ۱۸۷) ۳۔ زبدۃ المقامات ۳۴۱

Marfat.com

موجود ہے [۱] آپ نے اپنے ایک مکتوب میں بھی تقدیر معلق اور تقدیر مبرم کی وضاحت کی ہے [۲] لیکن وہاں آپ نے حضرت شیخ محمد طاہر کا نام نہیں لکھا بلکہ ایک دوست تحریر فرمایا ہے۔

شیخ محمد طاہر لاہوری اور شیخ آدم بنوڑی

حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے نامور خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) تھے انہوں نے پہلے تو حضرت مجدد الف ثانی سے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت لی اور پھر انہیں رخصت کرتے وقت آپ نے سلسلہ قادریہ میں بھی اجازت دی [۳] انہیں اس سلسلہ میں بہت درک حاصل ہو گیا اور جب ان کی شہرت حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری تک پہنچی تو آپ نے بنور سے لاہور آ کر سلسلہ قادریہ کا فیض شیخ محمد طاہر کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا، حضرت شیخ بنوری فرمایا کرتے تھے کہ میں ہندوستان کے بہت سے مشائخ سے ملا ہوں لیکن جو روحانی مرتبہ شیخ محمد طاہر کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ [۴]

عبداللہ خویشگی قصوری تذکرہ اخبار الاولیاء (تالیف سال ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء) میں جو آپ کا قریب العہد تذکرہ ہے اس میں دو اشارات اہم ہیں اول یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علماء اور عوام کے طعنوں کا خطرہ نہ ہو تو میں مشہور پنجابی شاعر شاہ حسین لاہوری کے مزار پر جا کر ان کی روح سے استمداد کروں۔

۱۔ حضرات القدس ۲/۳۲۱ ۲۔ مکتوبات امام ربانی ۱/۲۱۷ ۳۔ زبدۃ المقامات ۳۴۲

۴۔ محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین ۳/ شیخ آدم بنوری نے خود محمد طاہر لاہوری کا اپنی کتاب خلاصۃ المعارف میں ذکر کیا ہے (خلاصۃ المعارف، مقدمہ)

Marfat.com

دوسرا واقعہ یہ درج ہے کہ جب آپ عوام وخواص کی ملاقات سے گھبرا جاتے تو کچھ عرصہ کے لئے لاہور کے ایک مضافاتی موضع جیا موسیٰ چلے جایا کرتے تھے، آپ کے خدام لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ شیخ ان دنوں ہجوم سے تنگ آ کر آرام کے لئے جیا موسیٰ گئے ہیں، جس سے آپ کو قدرے سکون میسر آ جایا کرتا تھا۔ ۱

سالِ وصال

معاصر تذکرہ نویس شیخ بدرالدین سرہندی نے محمد طاہر لاہوری کا وصال پنجشنبہ وقت چاشت ۲۰ محرم ۱۰۴۰ھ درج کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ میانی میں دفن ہیں اور ''آہ مرد معرفت'' اور لفظ ''غم'' کے عدد جمع کرنے سے آپ کا سال وفات برآمد ہوتا ہے، ۲ آپ کے ایک دوسرے معاصر شیخ محمد امین بدخشی مکی نے بھی یہی ماہ و سال وفات درج کیا ہے ۳ زبدۃ المقامات کی تالیف (۱۰۳۷ھ) کے دوران آپ بقید حیات تھے، آپ کے نام کے ساتھ مولف نے ''سلمہ اللہ تعالیٰ'' کا دعائیہ جملہ لکھا ہے۔ ۴

مولف تاریخ محمدی نے بھی آپ کا سال وفات ۱۰۴۰ھ میں لکھا ہے۔ ۵

لیکن آپ کے ایک اور معاصر خواجہ محمد صادق ہمدانی نے سال وفات ۱۰۳۸ھ دیا ہے ۶ جو چنداں قابل اعتماد نہیں ہے، متاخرین کا اختلاف لائق اعتنا نہیں ہے۔

۱۔ اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۵۷۔الف ہم نے ایک مقالہ میں اخبار الاولیاء کی فارسی عبارتیں نقل کر کے ان پر بحث کرتے ہوئے کچھ نتائج اخذ کیے ہیں یہ مقالہ اب تذکرہ علما و مشائخ پاکستان و ہند کی جلد دوم میں شامل ہے۔

۲۔ حضرات القدس ۲/۳۳۶　۳۔ نتائج الحرمین ۳/۱۸۸۔الف　۴۔ زبدۃ ۳۴۰

۵۔ تاریخ محمدی ۲/۵/۲۰۰　۶۔ طبقاتِ شاہ جہانی ۲/۵/۲۰۰

Marfat.com

اولاد

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری نے عمر کا بڑا حصہ مجردانہ گزارا، آخری عمر میں سنت مبارکہ پر عمل کرنے کے لئے نکاح کیا، [۱] آپ کی دو ازواج تھیں، ایک ماہ خانم بنت مرزا امان اللہ اور دوسری عصمت النساء بنت سید عبداللہ۔ [۲]

لاہور کے مقامی تذکرہ نویسوں کی تحریرات پڑھ کر میں نے بھی یہی قیاس کرلیا تھا کہ حضرت شیخ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، لیکن ذخیرۂ آذر (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) کے ایک مخطوطہ ''مخزنِ ہدایت ومرأت المعرفت'' تالیف شاہ محمد قریشی بن شیخ کرم الدین کا ایک روز مطالعہ کر رہا تھا، جس میں مولف نے اپنے شیخ الٰہی شاہ کے ملفوظات جمع کئے ہیں، یہ کتاب ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء کو تالیف ہوئی ہے، اس میں بزرگوں کی کرامات مولف نے اپنے مذکور شیخ کی زبانی جمع کی ہیں، اس میں شیخ محمد طاہر لاہوری کی ایک کرامت درج ہے کہ آپ نے حج کا ارادہ کیا تو آپ کی ایک زوجۂ محترمہ نے کہا کہ میں آپ کے بغیر اس فقر وفاقہ کے ساتھ یہاں زندگی نہیں گذار سکتی اور یہ کہ ہماری بیٹی بھی اب بالغ ہوگئی ہے، پہلے اس کا فرض پورا کریں۔ [۳]

آپ کے پاس اس مقصد کے لئے وسائل نہیں تھے، پھر کراماتی طور پر کچھ رقم جمع ہوئی تو آپ نے ان کا نکاح کیا، اس بیٹی کا عقد کن سے ہوا؟ ہمیں تا حال علم نہیں ہے، آپ کی کسی نرینہ اولاد کا بھی ہم حال نہیں جانتے۔

۱۔ حضرات القدس ۳۲۲/۲ ۲۔ تحقیقاتِ چشتی ۱۶۶

۳۔ مخزنِ ہدایت، قلمی ذخیرۂ آذر (شمارہ 62/A No.8231) ورق ۵۰۔۵۱

Marfat.com

مریدین وخلفاء

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کو حضرت مجدد الف ثانی سے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں اجازت وخلافت ملی تھی، خلافت نامہ حضرات القدس اور لطائف غیبیہ میں درج ہے، آپ نے اپنے ایک عریضہ بنام حضرت مجدد الف ثانی میں اپنے مخلصین کا ذکر کیا ہے کہ یہاں یعنی لاہور کے فقراء روحانی اشغال میں مصروف اور آپ کی توجہات کے خواہش مند ہیں، ان میں سے بعض اجازت کے بھی قابل ہو گئے ہیں ان میں سے ایک حافظ یعقوب عالم، عامل اور قاری ہیں، دوسرے حافظ محمود طالب علم، قاری وعامل ہیں۔

پرگنہ پُرسرور (پسرور) سے ایک جواں آئے ان پر توجہ کی تو ان کے چاروں لطائف جاری ہو گئے ہیں، چونکہ وہ طالب علم، حافظ وقاری ہیں اس لئے میں نے اجازت بھی دے دی ہے، ان کے علاوہ فضائل مآب مولانا حامد، جو میرے طالب علم بھی ہیں، سلوک مشق میں مصروف ہیں، اسی طرح میاں فرخ حسین بھی مصروف کار ہیں۔ [۱] (یہ وہی فرخ حسین ہیں جو ۱۰۱۲ھ کو لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے بھی تھے)

ان کے علاوہ شیخ آدم بنوری نے بنور سے لاہور حاضر ہو کر آپ سے نسبت باطنی حاصل کی تھی [۲] خاندانی ماخذ روضۃ القیومیہ میں ہے کہ شیخ آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے بعد شیخ طاہر سے ملے اور قادریہ سلسلہ کی نسبت حاصل کی تھی، [۳] کیوں کہ جب آپ کو لاہور کے لئے رخصت کیا گیا تو حضرت مجدد الف ثانی نے سلسلہ قادریہ کی بھی خلافت عنایت کی تھی۔ [۴]

۱۔ حضرات القدس ۲/ ۳۲۵، نتائج الحرمین ۳/ ۱۸۶۔۱۸۷۔الف ۲۔ نتائج ۳/ ۱۸۵۔ب

۳۔ (روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۲۷-۳۲۸)،

۴۔ زبدہ ۳۴۲، حضرات ۲/ ۳۲۰

Marfat.com

کتاب تحقیقات چشتی میں حضرت شیخ محمد طاہر سے وابستہ حسب ذیل افراد کا ذکر کیا گیا ہے:[۱]

۱- شیخ ابو محمد قادری لاہوری (وفات دس سال بعد حضرت شیخ طاہر یعنی ۱۰۵۰ھ) مدفون نزد مزار حضرت شیخ طاہر۔

۲- سید خیر شاہ چشتی۔

۳- سید صوفی (مدفون دہلی)۔

۴- گھلن شاہ مست (مدفون موری دروازہ، لاہور)۔

۵- شیخ ابوالقاسم (مدفون جدہ)۔

شیخ محمد طاہر کے خلفاء میں سے شیخ ابو محمد قادری کی سلسلہ قادریہ کی خوب ترویج ہوئی، ان کے فرزند شیخ محمد افضل کلانوری تھے، جن کے خلیفہ شیخ فاضل الدین قادری بٹالوی (۱۰۷۰-۱۱۵۱ھ/۱۶۶۰- ۱۷۳۸ء) سے سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ بٹالہ ضلع گرداس پور، مشرقی پنجاب (ہندوستان) کا آغاز ہوا، اس خانوادہ کے احوال پر ایک اہم تذکرہ شرائف غوثیہ کے نام سے شیخ محمد بن غلام غوث بٹالوی نے بٹالہ میں ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء کو لکھا تھا، جو تا حال شائع نہیں ہوا، اس کا قلمی نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی میں محفوظ ہے۔[۲]

شیخ فاضل الدین بٹالوی نے شرح قصیدہ غوثیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی، جس کا اردو ترجمہ ملتان سے ۲۰۰۳ء کو طبع ہوا، انہوں نے اس قصیدہ کی شرح فارسی میں بیان الدسرا کے نام سے لکھی تھی، جس کا متن اور اردو ترجمہ مرکز خانقاہ قادریہ فاضلیہ، لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۱۔ تحقیقات چشتی ص ۱۶۶

۲۔ نوشاھی، عارف: فہرست نسخہ ہای خطی فارسی موزہ ملی پاکستان ص ۸۴-۷

Marfat.com

مقام بندگی

صوفیہ کے نزدیک بندگی مقام تسلیم ورضا کا نام ہے، جس پر ایک سالک فائز ہوکر ماسوااللہ کے سب کچھ بھول جاتا ہے، خواجہ عبداللہ انصاری نے لکھا ہے کہ صوفیہ کے مقامات میں یہ مقام بہت گراں اور دشوار گذار ہے (تفسیر خواجہ انصاری بحوالہ فرہنگ معارف اسلامی ۱/۴۴۰-۴۴۱ مولفہ سید جعفر سجادی)۔

صوفیہ میں حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری اس قدر ریاضت ومجاہدہ کرتے تھے کہ اس کی مثال ملنا دشوار ہے، معاصر مولف شیخ بدرالدین سرہندی کا مشاہدہ ہے:

''شیخ ریاضات ومجاہدات شاقہ می کشید واز غایت ریاضات خشک شدہ بود و پوست واستخوان ماندہ [1]

دوسرے معاصر شیخ محمد امین بدخشی نے لکھا ہے کہ آپ کثرت ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے تھے۔ [2]

اس لئے بجا طور پر لاہور کے مقامی تذکرہ نویسوں نے آپ کو سراپا ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے مقام بندگی پر فائز بتایا ہے، یہ مقام آپ کے نام کے ساتھ اتنا مشہور ہوا کہ مقامی عقیدت مند بھی آپ کو شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری ہی لکھتے اور کہتے ہیں گویا یہ آپ کا لقب بن کر رہ گیا ہے۔

میں عرصہ دراز سے آپ کے نام کے اس لقب کا اندراج کسی معاصر یا قریب العہد ماخذ کی تلاش میں تھا، آپ کے معاصر تذکرہ نویسوں خواجہ محمد ہاشم کشمی، شیخ بدرالدین سرہندی اور شیخ محمد امین بدخشی نے یہ لقب یا مقام آپ کے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔

۱۔ حضرات القدس ۲/۳۲۲ ۲۔ نتائج الحرمین ۳/۱۸۶۔الف

Marfat.com

اس باب میں سب سے زیادہ افراط وتفریط کا شکار پروفیسر خورشید حسین بخاری ہوئے جنہوں نے خود بغیر حوالہ کے یہ لکھ دیا ہے کہ آپ کو بندگی کا لقب حضرت شاہ کمال کیتھلی نے عطا فرمایا۔ [۱]

موصوف اس سے پہلے خود ہی زبدۃ المقامات میں مندرج شاہ کمال کیتھلی کا سال وفات ۹۸۱ھ کو تحقیق سے صحیح ثابت کر چکے ہیں [۲] پروفیسر بخاری نے مزید تحقیق فرماتے ہوئے شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری کا سالِ ولادت ۹۸۴ھ متعین کیا ہے۔ [۳]

گویا ان کی اپنی تحقیق کے مطابق شاہ کمال کیتھلی شیخ محمد طاہر کی ولادت سے تین سال بعد تولد ہوئے، بھلا آپ کیسے شیخ محمد طاہر کو بندگی کا لقب عطا کر سکتے تھے؟

چونکہ مجھے آپ کے لقب بندگی کے سلسلہ میں کسی معاصر شہادت کی تلاش تھی اس لئے جب میں نے ڈاکٹر معین نظامی صاحب کے نتائج الحرمین کی جلد سوم کا اردو ترجمہ مناقب الحضرات کے نام سے دیکھا تو اس میں آپ کا لقب جلی عنوان سے حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری لکھا ہوا دیکھا [۴] تو بہت خوش ہوئی کہ مجھے اس سلسلہ میں ایک معاصر ماخذ مل گیا ہے، لیکن میں نے اپنی احتیاط پسند افتادِ طبع کے تحت ڈاکٹر صاحب نے اس کے جس قلمی نسخہ (انڈیا آفس لائبریری، لندن) کی بنیاد پر ترجمہ کیا ہے، رجوع کیا تو اصل فارسی میں ان کا

۱۔ بخاری، خورشید حسین: سوانح حیات شیخ طاہر بندگی لاہوری ص ۳۷

۲۔ بخاری: الکمال ۸۰-۸۲

۳۔ حضرات القدس کے اندراج کے مطابق شیخ محمد طاہر نے ۱۰۴۰ھ کو ۵۶ سال کی عمر میں انتقال کیا، اس کی بنیاد پر بخاری صاحب نے سال ولادت ۹۸۴ھ لکھا ہے (سوانح حیات شیخ طاہر بندگی ص ۳۶)

۴۔ مناقب الحضرات ۱۴۴

Marfat.com

نام صرف شیخ طاہر لاہوری ہی ملا، یعنی لقب بندگی اس کے فاضل مترجم نے مقامی شہرت کی بنیاد پر از خود لکھ دیا تھا۔

اب ہم نے لقب بندگی کے سلسلہ میں متاخر تذکروں کی طرف رجوع کیا تو عبداللہ خویشگی قصوری کا تذکرہ اخبار الاولیاء (تالیف ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء) دیکھا تو اس میں انہوں نے شیخ محمد طاہر کی روایت بیان کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے [۱] لیکن ان کے نام کے ساتھ ان کا لقب بندگی نہیں لکھا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے حالات پر آپ کے نواسے میر صفر احمد معصومی کی کتاب مقامات معصومی (تالیف بسال ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) دیکھی تو اس میں بھی شیخ محمد طاہر لاہوری ہی لکھا ہوا [۲] ملا، یعنی ان کا لقب بندگی درج نہیں ہے۔

اس خانوادہ کا ایک تذکرہ کمال الدین محمد احسان نے روضۃ القیومیہ کے نام سے حدود ۱۱۶۴ھ/ ۱۷۶۱ء کو تالیف کیا تو اس میں بھی حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء کے احوال کے ضمن میں شیخ محمد طاہر کا ذکر کیا ہے [۳] لیکن ان کے نام کے ساتھ ان کی نسبت بندگی نہیں لکھی، شیخ محمد غلام غوث بٹالوی نے ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء کو بزرگان بٹالہ کا تذکرہ شرائف غوثیہ کے نام سے لکھا تو اس میں حضرت شیخ محمد طاہر کے ذکر میں لکھا ہے کہ

''الان بہ بندگی صاحب مشہور است''

گویا سلسلہ فاضلیہ کے افراد نے آپ کو بندگی کے لقب سے لکھنا شروع کیا، (ورق ۱۴۵-الف)

۱۔ اخبار الاولیاء، قلمی نسخہ مملوکہ مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مرحوم قصور، ورق ۱۵۶۔ب

۲۔ مقامات معصومی ۳/۵۸

۳۔ روضۃ القیومیہ ۱/۳۲۶

Marfat.com

اس کے بعد شیخ محمد طاہر کے نام کے ساتھ لفظ بندگی کا اضافہ لاہور کے مقامی تذکروہ نویسوں نے کیا ہے، ان میں تحقیقاتِ چشتی (ص۱۶۳) کنھیا لال کی تاریخ لاہور (ص۲۹۴)، سید محمد لطیف کی انگریزی کتاب ''لاہور'' (ص۶۲) اور محمد الدین فوق کے ''تذکرہ علمائے لاہور'' (ص۱۴۔۱۵) میں یہ نسبت بہت واضح الفاظ میں درج ہے۔

Marfat.com

مزار حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی،
قبرستانی میانی، لاہور

Marfat.com

حضرت شیخ محترم نقشبندی لاہوری

محمد اقبال مجددی

شیخ محترم نقشبندی لاہوری، گیارہویں صدی/سترہویں صدی کے اکابر علماء ومشائخ میں سے تھے، آپ کے روحانی بزرگوں کا تعلق قصبہ دھبید [1] (مضافاتِ سمرقند) سے تھا، آپ کا شجرۂ طریقت نقشبندیہ حضرت خواجہ مولانا احمد کاسانی خواجگی دھبیدی (ف ۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء) سے اس طرح واصل ہوتا ہے:

سید میر محترم اللہ خلیفۂ خواجہ محمد مسکین خلیفۂ خواجہ محمد ہاشم خلیفۂ والد ماجد خود خواجہ کلاں خلیفۂ والد خود مولانا خواجگی شیخ احمد کاسانی خلیفۂ مولانا محمد قاضی خلیفہ خواجہ عبید اللہ احرار۔ [2]

۱۔ قصبۂ دھبید، سمرقند کے دریا کے کنارے ایک پُرفضا مقام ہے، حضرت خواجگی شیخ احمد کاسانی اپنے شیخ مولانا محمد قاضی کی وفات کے بعد وہاں چلے گئے، یہاں دریا کے کنارے بید کے درخت کثرت سے تھے، اسی مناسبت سے وہ دہ بید کہلایا۔ (نسمات القدس قلمی نسخہ ذخیرۂ عارف حکمت، مدینہ منورہ ورق ۱۱۴ ب)

۲۔ یہ شجرۂ طریقت تکملہ سیر الاولیاء تالیف گل محمد احمد پوری، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ ص ۸۶ سے منقول ہے، جبکہ کتاب ''مناقب المحبوبین'' (مطبوعہ مطبع محمدی، لاہور ۱۳۱۳ھ ص ۹) میں یہ شجرہ غلط طور پر اس طرح درج ہے:

امیر محترم من خواجہ محمد املنگی من خواجہ ہاشم دھبیدی من خواجہ کلاں من خواجگی احمد املنگی۔

یعنی اس کے مولف نے سہواً شیخ محترم لاہوری کو براہ راست خواجہ محمد ملقب بہ خواجہ کلاں سے نہیں ملایا بلکہ خواجہ محمد املنگی سے مراد یہی خواجہ محمد مسکین مذکور ہیں، ان سے لفظ مسکین درج کرنے سے رہ گیا ہے۔

Marfat.com

سید محترم لاہوری کے شیخ خواجہ محمد مسکین کے حالات مروجہ تذکروں میں نہیں ملتے، یقیناً وہ بھی دہ بید کے ہی ہوں گے، ان کے شیخ خواجہ محمد ہاشم دھبیدی ماوراء النہر کے بزرگ مشائخ میں سے تھے، وہاں کے عوام انہیں مقتدیٰ مانتے تھے، ان کے چھوٹے بھائی خواجہ محمد صالح سمرقند کے اکابر مشائخ میں سے تھے، خواجہ محمد ہاشم کا وصال ۵/ربیع الاول ۱۰۴۶ھ کو ہوا، ان کا مرقد دھبید میں ہے، جنہیں اپنے والد خواجہ کلاں سے خلافت حاصل تھی، [۱] ان کا انتقال ۱۰۰۶ھ/ ۱۵۹۷ء کو ہوا اور اپنے والد مولانا خواجگی احمد کاسانی کے پہلو میں دھبید میں دفن ہیں۔ [۲]

خواجہ کلاں کا اصل نام خواجہ محمد تھا، جو مولانا خواجگی کاسانی کی دوسری زوجہ محترمہ کے بطن سے تھے، [۳] ان کے والد مولانا خواجگی کاسانی ثم دھبیدی ملقب بہ مخدوم اعظم (ف ۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء) اپنے عہد کے اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے، ان گنت اصحاب نے اُن سے باطنی فیض پایا، ان کے دقیق علمی رسائل کا ایک ضخیم مجموعہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے، [۴] مخدوم اعظم کے احوال پر کئی مستقل تذکرے لکھے گئے تھے، جن میں سے ''جامع المقامات'' مولفہ ابوالبقا کاسانی اور سلسلۃ الصدیقین کے قلمی نسخے پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔ [۵]

۱۔ تکملہ سیر الاولیاء ۸۶

۲۔ محمد ہاشم کشمی: نسمات القدس، خطی نسخہ مدینہ منورہ ورق ۱۱۹ ب

۳۔ دوست محمد آخستگی، سلسلۃ الصدیقین، قلمی، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور ورق ۴۳ ب

۴۔ فہرست مشترک ۳/۱۲۱۱۔۱۲۱۳

۵۔ ایضاً ۳/۱۵۵۲

Marfat.com

مخدوم اعظم معروف عالم مولانا قاضی سمرقندی (ف ۹۲۱ھ/۱۵۱۵ء) کے خلیفہ تھے، جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار (ف ۸۹۶ھ/۱۴۹۱ء) کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔

شیخ محترم لاہوری سے سلسلۂ چشتیہ کے مشہور شیخ طریقت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی (۱۰۶۰-۱۱۴۲ھ/۱۶۵۰-۱۷۲۹ء) [1] نے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی تھی، اگر شاہ صاحب کی عمر اس وقت بیس سال فرض کی جائے تو لاہور میں آپ حدود ۱۰۸۰ء کو بیعت ہوئے ہوں گے۔

اسی مناسبت سے حضرت شاہ فخر الدین فخر جہاں (ف ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء) جب دہلی سے پاک پتن زیارت کے لئے جاتے ہوئے لاہور سے گزرے تو شیخ محترم اللہ نقشبندی کے مزار کی زیارت کے لئے بھی گئے، معاصر سوانح نگار نواب غازی الدین خان نظام مناقب فخریہ میں لکھتا ہے:

''در لاہور بزیارت میر محترم اللہ نقشبندی کہ سلسلۂ نقشبندیہ از ایشاں بحضرت شیخنا شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی میرسد.....[2]

شیخ محترم لاہوری، کہاں سے اور کب لاہور تشریف لائے، ان کا شجرۂ طریقت دھبید (مضافاتِ سمرقند) کے خواجگانِ نقشبندیہ سے ملتا ہے، ممکن ہے کہ آپ بھی دھبید یا سمرقند کے کسی علاقے میں رہتے ہوں اور انہیں خواجہ محمد مسکین دھبیدی نے خلافت دے کر دعوت و ارشاد کے لئے لاہور بھیجا ہو، آپ کا سالِ ولادت بھی معلوم نہیں ہے۔

۱۔ شاہ کلیم اللہ کے یہ سنین ولادت و وفات خلیق احمد نظامی کی تاریخ مشائخ چشت (۵/۸۸، ۱۴۴ سے ماخوذ ہیں۔

۲۔ نظام، غازی الدین: مناقب فخریہ، دہلی مطبع احمدی ۱۳۱۵ھ ص ۱۲، میر نذر علی درد کاکوروی کا یہاں مناقب فخریہ ص ۲۱۹ کا ترجمہ غلط ہے۔

Marfat.com

ایک متاخر تذکرہ نویس میاں گل احمد یوڑی (ف ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء) نے شیخ محترم لاہوری کے متعلق یہ چند سطور لکھی ہیں:

''سید السادات سید المتوکلین سند العارفین المکرّم من اللہ حضرت شیخ میر محترم اللہ المتوکل علی اللہ رسیدہ و حضرت پیر محترم اللہ تمام مرد مرتاض و مشغول بودند و سرمایۂ ایشاں محض توکل بود و صاحبِ توجہ و اثر بودند کہ باندک مدت مریدان ایشاں را بتوجہ ایشاں جذب و از خود ربودگی حاصل می شد، مرقد مبارک ایشاں درلاہور زیارت گاہ خلق است [۱]

شیخ محترم لاہوری کی تعلیم و تربیت وسطی ایشیاء جیسے علمی و ادبی مرکز میں ہوئی تھی، اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ کئی اہم کتابوں کے مولف نہ ہوں، چونکہ ان کا وطن مولود ادباء، شعراء کا مرجع تھا اس لئے وہ خود بھی شاعر تھے، ان کے دیوان کے دو قلمی نسخے ہمیں اپنے سفرِ ہندوستان کے دوران خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ، بہار (ہندوستان) میں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

ایک دیوان میں انہوں نے اپنے ایک فرزند کے تولد کا قطعۂ تاریخ بھی لکھا ہے، جس سے سالِ ولادت ۱۰۹۱ھ برآمد ہوتا ہے۔

حق محتشمی بہ محترم داد تاریخ تولد ازاں شد ''رمضان'' [۲]

''رمضان'' کے عدد جمع کئے جائیں تو ۱۰۹۱ھ ہی بنیں گے، عین ممکن ہے کہ آپ کے اس فرزند کا نام ہی رمضان ہو۔

آپ کے روضہ کے گنبد کے اندر تین قبور ''تحقیقاتِ چشتی'' کی تالیف (۱۸۶۴ء)

۱۔ تکملہ سیر الاولیاء ۸۶

۲۔ نور الحسن انصاری: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۲۹۹

Marfat.com

تک موجود تھیں، [۱] کنھیالال نے ''تاریخِ لاہور ۱۸۸۲ء کو تالیف کی تو یہ تینوں قبور وہیں پر تھیں، اس نے لکھا ہے کہ ان میں سے ایک قبر تو شیخ محترم کی ہے باقی دو قبور شاید ان کے فرزندوں کی ہوں گی۔ [۲]

اب ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان تینوں میں سے درمیانی قبر تو خود شیخ محترم کی ہے اور دائیں جانب آپ کی زوجۂ محترمہ کی ہوگی اور تیسری قبر آپ کے مذکورہ فرزند شیخ رمضان کی ہوگی۔

نوا احمد چشتی نے شیخ محترم لاہوری کا سالِ وصال ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء تحریر کیا ہے اور قطعۂ تاریخِ وفات جو آپ کے گنبد شمالی محراب کے اوپر یہ مادۂ تاریخِ وصال کندہ ہے:

پنج بر چیں ز نخل وفق بگو ''قدس اللہ سرہ الاشرف''

یعنی مادۂ تاریخ ''قدس اللہ سرہ الاشرف'' کے عدد جمع کئے جائیں تو اس سے ۱۱۰۷ھ کا سنہ برآمد ہوتا ہے، اس کے پہلے مصرعہ کے مطابق اگر اس میں سے پانچ عدد خارج کر دیئے جائیں تو سالِ وفات ۱۱۰۲ھ رہ جائے گا [۳] اور یہی شیخ محترم کا سالِ وصال ہے۔

مشہور تذکرہ نویس مفتی غلام سرور لاہوری نے نور احمد چشتی کو شیخ محترم کی وفات کا ایک قطعۂ تاریخ لکھ کر بھیجا تھا جو انہوں نے ''تحقیقاتِ چشتی'' میں نقل کیا ہے، [۴] لیکن اس کے عدد جمع کرنے سے سالِ وفات بہت مختلف نوعیت کا برآمد ہوتا ہے ممکن ہے کتاب

۱۔ تحقیقاتِ چشتی ۳۶۸ ۲۔ تاریخِ لاہور ۲۵۹۔۲۶۰

۳۔ تحقیقاتِ چشتی ۳۶۹

۴۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنے تذکروں ''خزینۃ الاصفیاء، حدیقۃ الاولیاء اور گنجینۂ سروری'' میں شیخ محترم کے احوال اور تاریخِ وفات نہیں لکھی، سلسلۂ چشتیہ کے محولہ تذکروں تکملہ سیر الاولیاء اور مناقب مخدومین و مناقب فخریہ میں شیخ کا نام میر محترم اللہ درج ہے، جب کہ لاہور کے مقامی تذکرہ نویسوں نے آپ کو شیخ محترم لاہوری ہی لکھا ہے۔

Marfat.com

کے مولف سے یہ قطعہ نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہو، تاہم ہم نے آپ کے گنبد کے محراب کے اوپر درج قطعہ کو ترجیح دی ہے۔

جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ ہمیں اپنے ایک سفرِ ہندوستان کے دوران خدا بخش لائبریری، پٹنہ، بہار میں شیخ محترم لاہوری کے دیوان کے دو قلمی نسخے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا، یہ مخطوطات ڈاکٹر نورالحسن انصاری نے بھی ملاحظہ کئے اور اس میں سے کچھ نقل و اقتباس بھی کیا ہے جس کا خلاصہ یہاں درج کیا جارہا ہے:

شیخ محترم سلسلۂ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے، اپنے ان دو شعروں میں آپ نے حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاری اور حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی شان میں لکھا ہے:

محترم نقش بہاء الدین گرفت شد فرید عبد را عبد فرید
صفت شاہ نقشبند ایں بس کہ شدش بندۂ خواجہ احرار

شاہ جہاں بادشاہ کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار قابلِ توجہ ہیں:

خسروی صاحبقران خاقان ملک شرع دین دور نبود گر نوازد از کرم درویش را
رفت ایام غم و شادی رسید کام محنت بادۂ رات چشید
گفت تمجید شہ عالم پناہ بندۂ شاہ جہان عبدالحمید
می کنم از جان دعا آمین بگو بادشاہا! عمر و دولت بر مزید

گویا شیخ محترم لاہوری شاہجہان بادشاہ کے زمانہ (۱۰۳۷_۱۰۶۸ھ/ ۱۶۲۸_۱۶۵۸ء) میں ہندوستان میں موجود تھے، آپ نے اورنگ زیب کا عہد (۱۰۶۸_۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸_۱۷۰۷ء) بھی دیکھا تھا، لکھتے ہیں:

ہمیشہ برسریرِ سلطنت حق محترم دارد بہ فضل خود دہد نصرت شہ اورنگزیبم را

خلفاءِ راشدین کی منقبت میں بھی اشعار پائے جاتے ہیں، دیوانِ محترم میں غزلوں

Marfat.com

کے علاوہ چند قصیدے، قطعے اور مسمط بھی ہیں، شیخ کی شاعری کا اصل رنگ غزلوں میں نظر آتا ہے، ایک مقام پر اپنی شاعری کی تحسین کرتے ہوئے پوری ایک غزل در مدح خود لکھی ہے۔

شیخ محترم لاہوری شاعری میں خواجہ حافظ شیرازی اور خواجہ کمال الدین مسعود خجندی کے پیروکار معلوم ہوتے ہیں، ایک مقام پر اس طرح اعتراف کیا ہے:

شد ایں غزل سرای در عشق محترم را از لطف شاہِ شیراز و ز خواجہ خجندی

شیخ محترم کی غزل گوئی میں جو سادگی اور سلاست ہے وہ آپ کے اس فن میں مہارت کا بین ثبوت ہے، شیخ کی غزلوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ ان میں ایک اکائی ہے، جو ہم آہنگ جذبات واحساسات کے تسلسل سے وجود میں آتی ہے۔

ہم نے اپنے پٹنہ کے قیام کے دوران لائبریری میں شیخ محترم کے یہ دونوں دیوان دیکھے ہیں، ہمیں تو ان میں یکسانیت معلوم ہوئی ہے، اس لئے ڈاکٹر نورالحسن انصاری کا یہ لکھنا کہ ''دوسرے دیوان کی شاعری بے جان اور محض روایاتی سی ہے'' [1] درست معلوم نہیں ہوتا۔

۱۔ انصاری: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۲۹۹

Marfat.com

شیخ محترم کا روضہ

۱۸۶۴ء کو جب نور احمد چشتی نے لاہور کے آثار پر ''تحقیقاتِ چشتی'' کے نام سے کتاب تالیف کی تو شیخ محترم کا روضہ موجود تھا، لکھتے ہیں:

''یہ روضہ بدھو کے آوے کے غرب رویہ گوشۂ شمالی میں واقع ہے، صورت مقبرہ مربع ہے، متصل لب بام گرونہ خشتی چونہ گچ خط کشیدہ او پر چاروں گوشوں پر چار بر جہاں چار پہلو، سر برجی کے چار در محرابی اور او پر خورد گنبدی، درمیان گنبد عالی شان چونہ گچ اب برنگ سیاہ کھڑا ہے، ... اندر تین قبریں، دو سالم اور ایک جو شرق کی طرف ہے بوسیدہ ہے، ... در جنوبی کے او پر زیر محراب چند اشعار تحریر تھے، مگر اب اس قدر پڑھا جاتا ہے ...'' [1]

چشتی نے اس وقت تک مقبرہ کے در و دیوار پر جتنے کلمات پڑھے جاتے تھے سب نقل کر دیئے ہیں۔

کنھیا لال نے بھی چشتی سے ہی تمام کلمات نقل کئے ہیں، اس کے زمانہ ۱۸۸۲ء میں یہ مقبرہ بسبب لاوارث ہونے کے سرکاری نزول کے رجسٹر میں درج تھا، پھر ایک انگریز کی درخواست پر نیلام ہو گیا ہے اور انگریز مذکور نے خرید کر چاروں طرف برانڈہ بنا کر کوٹھی کی صورت بنالی ہے، قبریں گرا دی ہیں۔ [2] سید محمد لطیف کے زمانہ (۱۸۹۲ء) میں یہ مقبرہ ریلوے کے لئے سوڈا واٹر کی فیکٹری بن چکا تھا۔ [3]

آج سے تیس سال پہلے میں نے خود اسے شاز ولیبارٹری کے اندر جا کر دیکھا تھا، اس

۱۔ تحقیقاتِ چشتی (طبع اول) ۳۶۸۔۳۶۹

۲۔ تاریخ لاہور (طبع اول) ۲۵۹۔۲۶۰

۳۔ سید محمد لطیف: تاریخ لاہور، (انگریزی، طبع اول) ۱۳۲۔۱۳۳

Marfat.com

وقت یہ قدیم گنبد اپنی اصل حالت میں تھا، اندر قبریں نہیں تھیں اور نماز کے لئے صفیں پڑی ہوئی تھیں۔

ہمارے معاصر مشہور ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کا مشاہدہ ہے:

''یہ ایک قدیم شلغمی شکل کا کلس دار گنبد ہے..... یہ گنبد بناوٹ میں دہرا ہے اور چاروں طرف چہار برجیاں ہیں اور آج (۱۹۸۱ء) بھی اعلیٰ گل کاری کے نشان اندرون گنبد موجود ہیں اور فنی اعتبار سے یہ عمارت عہد اورنگ زیب کی معلوم ہوتی ہے..... گنبد کی بناوٹ مقرنسی ہے اور دیواروں پر ذیل کے اشعار پڑھے جاتے ہیں..... یہ روضہ ایک مکمل نمونہ خشتی معماری کا ہے۔''[1]

اب شاز ولیبارٹری بھی ختم ہو چکی ہے، انہوں نے یہ زمین نیلام کر دی ہے اور اس کی جگہ ایک رہائشی کالونی بن چکی ہے اور یہ گنبد مسمار کر دیا گیا ہے۔

تکمیل

۱۹ر رمضان/۲۴ر جولائی ۲۰۱۹ء

لاہور

۱۔ چغتائی، عبداللہ: تاریخ اماکن لاہور ۲۱۸۔۲۱۹

Marfat.com

مسیمار شدہ مرقد شیخ محترم نقشبندی لاہوری
تصویر بشکریہ جناب عدیم الفخار، لاہور

Marfat.com

مولانا جامی لاہوری

محمد اقبال مجددی

مولانا جامی لاہوری نام کی دو شخصیتوں کا تعلق لاہور سے تھا، اول شیخ حسین جامی تھے، جو اکبر بادشاہ اور نورالدین جہانگیر کے زمانہ میں لاہور کے علماء ومشائخ میں سے تھے جن کا تعلق شیراز کے مشائخ سے تھا، [۱] انہوں نے جہانگیر کو اس کی تخت نشینی سے چھ ماہ پہلے ہی لاہور سے خط لکھ کر آگاہ کیا تھا کہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاری نے مجھے عالم رویا میں آکر خوشخبری دی ہے کہ عنقریب شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) تاج وتخت کا مالک بنے گا، [۲] امید ہے کہ اس وقت خواجہ زکریا احراری کی خطاء بھی معاف کردی جائے گی۔ [۳]

۱۶۰۶ء کو جہانگیر نے مولانا حسین جامی کو ان کی خانقاہ کے فقراء کے لئے پانچ ہزار روپے بھیجے، [۴] جب جہانگیر کو شیخ حسین جامی کے خواب صحیح نظر آنے لگے تو اس نے ۳۵ سے چالیس ہزار روپے ان کے اپنے اور خانقاہ کے مصارف کے لئے ارسال کئے۔ [۵]

۱۔ توزک جہانگیری کے متن میں مولانا جامی کے مشائخ شیراز کے ساتھ تعلق کا ذکر نہیں ہے، بیورج نے اپنے حواشی میں ایک قلمی نسخہ کی بنیاد پر یہ انگریزی ترجمہ کیا ہے (ترجمہ ۱/۳۰)

۲۔ جہانگیر نامہ ۱۸

۳۔ جہانگیر نامہ ۴۵۸، کامگار حسینی: مآثر جہانگیری ۴۶

۴۔ توزک جہانگیری ترجمہ وحواشی روجرز و بیورج ۴۶، ترجمہ ٹھیکسٹن ۴۴ :

۵۔ روجرز و بیورج ۷۱۔۷۲، ٹھیکسٹن ۵۹

Marfat.com

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ حسین جامی جہانگیر کے ابتدائی سالوں میں ہی انتقال کر گئے، کیوں کہ اس کے بعد اس کی توزک میں ان پر نوازشات کا ذکر نہیں ملتا۔

خواجہ زکریا احراری کی رہائی کا ذکر توزک (مطبوعہ و مروجہ) میں نہیں ملتا، البتہ ڈاکٹر اطہر علی نے توزک جہانگیری کے نقش اول قلمی مخزونہ برٹش لائبریری، لندن کی بنیاد پر یہ لکھا ہے کہ خواجہ زکریا بن خواجہ بخشی کو ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء کو پانصدی کا منصب دیا تھا، [1] گویا مولانا جامی کی استدعا پر جہانگیر نے انہیں رہا کر دیا تھا، اس کے بعد ان کی عہد بعہد ترقی کا ذکر کتب تاریخ میں نہیں ملتا، ممکن ہے وہ رہائی کے بعد فوت ہو گئے ہوں یا اکبر کی قید و بند کی صعوبتوں سے دلبرداشتہ ہو کر واپس ماوراء النہر چلے گئے ہوں۔

مولانا محمد حسین جامی کی قبر اس وقت لاہور کے مشہور قبرستان میانی میں ہے، حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری کے مزار کے عقب کا دروازہ کھولیں تو چند قدم کے فاصلہ پر ایک قبر پر شیخ حسین جامی لکھا ہوا ہے، لاہور کے مورخ نور احمد چشتی نے لکھا ہے:

> ''گوشۂ شمالی و مشرقی چار دیواری حضرت شیخ طاہر میں ایک نشان دیوار محراب دار مسجد کھڑا ہے، اس کے آگے زمین دوز خشتی قبر مولوی جامی لاہوری کی ہے، اس کے گوشۂ شمالی و مشرقی میں چبوترہ مع دیوار مسجد کا اور چاہ چرمی دار قدیمی ہے، یہ حضرت (جامی) بعہد جہانگیر بادشاہ بڑے مولوی کامل اور مدرس تھے ... اب تک نام ان کا مشہور ہے۔'' [2]

گویا مولانا جامی لاہوری کی میانی میں یہ مسجد، چبوترا اور قبر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری (ف ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء) سے پہلے کی ہے۔

1- Athar Ali: Apparatus of Empire. p.45

۲۔ تحقیقاتِ چشتی ۱۷۵

Marfat.com

توزک جہانگیری کے اس اندراج سے چشتی کے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے:

''یہ قبرستان میانی پنج ڈیرا کہلاتا ہے، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اول بعہد اکبر بادشاہ یہاں ایک گاؤں تھا، اور یہاں تمام عالم لوگ رہتے تھے، چونکہ بزبان پنجابی علماء کو میاں کہتے ہیں، اس واسطے یہ گاؤں مسمّٰی بہ میانی تھا .....'' [1]

۱۔ایضاً ۱۶۷

Marfat.com

اب دوسرے مولانا جامی کی طرف آیئے، ان کے حالاتِ زندگی سے تو تذکرے یکسر خالی ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں اپنا نام یوں لکھا ہے:

عبدالنبی ولد شیخ گرامی مولانا عبدالرحمٰن المشہور بہ ملا جامی [۱]

انہوں نے اپنی مشہور و مطبوعہ کتاب ''نجات المسلمین'' میں کئی مقامات پر اپنے احوال کی طرف اشارات کئے ہیں لیکن اپنے مولد و مسکن کا نام نہیں لکھا، لیکن اپنی دوسری کتاب ''دررالفرائض'' میں اپنے مستقر کا نام سوق تحریر کیا ہے، [۲] آپ کے فرزند مولانا گل محمد نے 'ہفت سلک' کے نام سے ایک منظوم فقہی کتاب تالیف کی تو اس میں اپنا مولد سوق احمد لکھا، [۳] جو گجرات (پنجاب) کے مضافات میں ہے۔

انہوں نے یہ کتاب ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء کو تالیف کی تھی گویا مولانا جامی کا خانوادہ مذکورہ سنہ تک سوق احمد (مضافاتِ گجرات) میں ہی تھا، ہاں یہ قیاس ہے کہ مولانا جامی اپنے تبحر علمی اور مہارت تدریس کے باعث لاہور کے کسی بڑے مدرسہ میں مدرس ہوں یا جیسا کہ انہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کیا ہے، اس کے امر پر یا اس کی مالی امداد سے لاہور میں بھی اپنا ایک مدرسہ بنالیا ہو، لیکن ابھی تک قیاس کے اثبات میں ہمارے پاس کوئی دلائل نہیں ہیں۔

۱۔ جامع الخیرات، قلمی نسخہ ذخیرۂ مجددی (شمارہ MS. 167) آغاز

۲۔ فہرست مشترک ۷/۱/۹۰۸

۳۔ فہرست نسخہ ہائی خطی فارسی آرشیو ملی پاکستان مرتبہ عارف نوشاہی (گنجینہ مفتی فضل عظیم بھیروی ۴۱۲)

Marfat.com

مولانا عبدالنبی جامی اوراورنگ زیب عالمگیر

یقیناً مولانا جامی کی ولادت شاہ جہاں کے عہد (۱۰۳۷۔۱۰۶۸ھ/ ۱۶۲۸۔۱۶۵۸ء) میں ہوئی ہوگی لیکن اس کے ساتھ مولانا جامی کے مراسم کا ہمیں علم نہیں ہے، اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء) چونکہ ایک ذی علم، علم پرور اور دین دار بادشاہ تھا اس لئے مولانا جامی نے اپنی کتابوں میں اس کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار بھی کیا ہے۔

مولانا جامی نے عمومی فقہی مسائل پر فارسی نظم میں ایک کتاب ''نجات المسلمین'' کے نام سے لکھی تھی، اسے اورنگ زیب عالمگیر کے نام معنون کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ایں رسالہ دلپذیر وا تمام او در عہد خلافت سلطان السلاطین حضرت اورنگزیب بہادر بادشاہ عالمگیر ۔

چوں بہ دورِ شاہ عالمگیر بشگفت ایں چمن باد یارب ہر بحر نزہت گاہِ شاہ جہان
شد تمام اندر زمانِ عدل عالم گیر شاہ آنکہ اوہست از کمال دیں شاہ دین پروران
بوالمظفر خسرو غازی شہ اورنگ زیب بانی شرعِ محمد ثانی صاحب قِران

یقیناً مولانا جامی کو اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے مدد معاش کے طور پر آراضی وغیرہ بھی دی گئی ہوگی، جس کی تفصیلات کتب تاریخ میں نہیں ملتیں۔

تالیفات

مولانا عبدالنبی جامی یقیناً بہت سی کتابوں کے مولف ہوں گے، جو امتدادِ زمانہ سے ضائع ہوگئیں، ہمیں اب تک آپ کی صرف مندرجہ ذیل چار کتب کے وجود کا علم ہو سکا ہے:

Marfat.com

نجات المسلمین (فارسی منظوم)

مولانا جامی کی یہ کتاب بہت ہی متداول رہی ہے، پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں اس کے کئی خطے نسخے پائے جاتے ہیں، [۱] متعدد مرتبہ طبع بھی ہو چکی ہے، [۲] ہمارے پیش نظر مطبع نولکشور، لاہور کی ۱۳۲۳ھ کی طباعت ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد صانعی کہ اوہام مخطوتات در ادراک مصنوعات او قاصر
حمد حق گو بہر آغاز کتاب اے نکتہ دان تا شود آں نامۂ نامی گرامی در جہان

مولف نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد مولانا عبدالرحمٰن کی ایک فقہی کتاب کی تنظیم کی ہے۔

بندہ عبدالنبی جامی کہ بیمائیگی لقمہ جو آمد ز خوان نعمتِ صاحبِ دلاں
چند بیتی یافتم در فقہ تصنیف پدر کز رہ شغفت نبود از بہر حفظ کودکان
در حق مسلم چو از ہر بیت او دیدم نجات زاں نجات المسلمین نامش نہادم در جہان
چوں بہ دورِ شاہ عالمگیر بشگفت ایں چمن باد یارب ہر بحر نزہتہ گاہ شاہِ جہان
گفت تاریخش خرد چوں خواندہ رابرود وبار راقمش عبدالنبی جامی جلال الدین بداں
شد تمام اندر زمانِ عدل عالمگیر شاہ آنکہ اوہست از کمال دیں شاہ دین پروران
بوالمظفر خسرو غازی شہ اورنگ زیب بانی شرع محمد صاحب قران

۱۔ فہرست مشترک ۷/۹۰۲۔۹۰۶

۲۔ کتابشناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ ۱/۵۷۰

Marfat.com

ان اشعار سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ مولانا جامی نے اس کتاب کی بنیاد اپنے والد مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہم دست ہونے والے چند ابیات پر رکھی اور ایک نئی کتاب نظم کر دی۔

۲۔ یہ کتاب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد (۱۰۵۸۔۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء) میں تالیف کی گئی۔

۳۔ اس کے ساتویں شعر سے اس کی تاریخ تالیف برآمد ہوتی ہے۔

۴۔ یہ کتاب مولف نے اورنگ زیب کے نام معنون کی ہے، اس وقت انتساب کا یہی طریقہ رائج تھا۔

دررالفرائض (فارسی منظوم)

یہ رسالہ بھی مولانا جامی نے علم فقہ کے موضوع پر نظم کیا ہے، اس کا سالِ تالیف ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء ہے، اس کا قلمی نسخہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین احمد (گجرات، پاکستان) کے کتب خانہ میں ہے۔[1]

جامع الخیرات (فارسی نثر)

یہ کتاب بھی مولانا جامی نے اورنگ زیب عالمگیر کے نام معنون کرتے ہوئے لکھا کہ اس وقت ملک میں شریعت کی عمل داری ہے اور عوام بھی خیرات وصدقات دینے میں فراخ دل نظر آتے ہیں لیکن وہ ان فقہی احکام سے کما حقہ واقف نہیں ہیں، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اس موضوع پر ایک جامع کتاب لکھوں تو میں نے مستند کتبِ فقہ اور فتاویٰ کی روشنی میں ایک کتاب مرتب کر دی ہے، آغاز کے الفاظ سے اس کا پورا مفہوم واضح

۱۔ فہرست مشترک ۷/ ۹۰۸

Marfat.com

ہوجاتا ہے:

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علىٰ خير الخلائق و افضل الانام سيد المرسلين ..... مثنوی ..... قطعه.....

امابعد می گوید بندۂ ضعیف نحیف تراب الاقدام درویشان فقیر حقیر عبدالنبی ولد شیخ گرامی مولانا عبدالرحمن المشهور به ملاجامی غفرالله ولوالديه ..... چوں دیدم کہ دریں ایام فرجام..... درخلافت..... حضرت بادشاہ عالم و عالمیان..... مثنوی..... اکثر از عوام علی دین ملوکنہم در کار خیرات و میراث و رغبتی تمام دارند، ایں رسالہ را جامع الخیرات نام نہادم تا از مطالعۂ آں آثارِ خیروبرکت و انوار پر ہدایت در عالمیان پدید آید و بعد..... مثنوی..... مہیا گشت خوان نعمت آباد..... بتاریخ ہزار و ہشت و ہشتاد

آخری جملے سے اس کتاب کا سال تصنیف ۱۰۸۸ھ برآمد ہوتا ہے، اس کتاب کا ایک خطی نسخہ ہمارے ذخیرہ کی زینت ہے۔[1]

محبوب الفقہ (فارسی نثر)

مولانا جامی نے فقہ حنفی کے مطابق ابواب وفصول بنا کر فرائض وآداب تحریر کئے ہیں، اس کا سالِ تالیف ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء ہے۔

یہ کتاب شیخ الٰہی بخش وجلال الدین ناشر کتب، لاہور کی طرف سے شائع ہوئی تھی، اس میں تقریباً ایک سو عنوانات ہیں۔

۱۔ ذخیرۂ مجددی (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) شمارہ MS.167

Marfat.com

اولاد

مولانا جامی کی اولاد کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ہیں، صرف ایک فرزند مولانا گل محمد کا علم ہو سکا ہے، جو اپنے مستقر سوق احمد (مضافات گجرات، پنجاب) میں رہتے تھے اور انہوں نے یکم محرم ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء کو فقہ کی ایک منظوم کتاب ''ہفت سلک'' فارسی میں لکھی تھی، جو انہوں نے سن کہولت میں تصنیف کی تھی، اس نظم کا وزن مثنوئ مولانا روم کا ہے، آغاز:

بعد حمد ایزد و نعت رسول آں نبی او عرش را نبود قبول
گوہر سلک ز بحر مثنویست و ایں ہمہ از فیض روح مولویست

کتاب کے خاتمہ میں لکھتے ہیں ؎

پیر بودم یادگاری ماندہ ام نایبی برجای خود بنشاندہ ام
بر ہزار و صد فزودہ سی و پنج شد مرتبت ایں رسالہ ہفت گنج
از محرم اولین روز خمیس ختم شد بادا باہل دل انیس

اس خاتمہ کے بعد مخطوطہ میں اسی رسم الخط اور اسی وزن میں مولف نے اپنے اور اپنے والد کے متعلق اہم معلومات دی ہیں، جن میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سوک احمد مولد وماوای من .....
والد و استاد من ای مرد ہوش گر ندانی سوی من بگشای گوش
قبلہ گاہ مقبلان عبدالنبی ست پیشوای رہروان عبدالنبی ست
بود در علم شریعت پیشوا اہل عالم مقتدی، او مقتدا
بود در مصر بلاغت رودِ نیل در رہ علم و ریاضت بے عدیل
طالبان را راہ نمای راستین باغبان روضۂ علم الیقین

Marfat.com

جامع الخیرات و محبوب و دگر کردہ اندر نظم و نثر آں نامور
کرد پر از گوہر و در ثمین نسخۂ زیبا نجات المسلمین
سایۂ او تا برفت از سر مرا (کذا) تار و پود عیش شد ابتر مرا

یہ خطی نسخہ سات سلک (ابواب) پر مشتمل ہے اول معنی آمنت باللہ، دوم معنی ملائکہ و
سوم ..... ا

ا۔ نوشاہی، عارف: فہرست نسخہ ہای خطی فارسی آرشیو ملی پاکستان، گنجینۂ مفتی فضل عظیم بھیروی، تہران ۴۱۱۔۴۱۳

Marfat.com

وصال

مولانا عبدالنبی جامی کا سالِ ولادت ووفات ہمیں اب تک کسی ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہوسکا، اگر مولانا جامی کا تعلق سوق احمد (گجرات) کے بعد لاہور سے تھا تو لاہور کے قبرستان میانی میں جس مولانا جامی کی قبر ہے وہ کون ہیں؟ یہاں کے تذکرہ نویسوں نے ان کا نام تک نہیں لکھا۔

تحقیقاتِ چشتی (۱۸۶۴ء) کے مولف نے صرف حال قبر مولوی جامی لاہوری کا عنوان بنا کر انہیں عہد جہانگیر بادشاہ کے بڑے مولوی اور مدرس لکھا دیا ہے، ان کا نام نہیں لکھا ہے، [۱] ظاہر ہے اس سے مراد مولانا محمد حسین جامی نقشبندی لاہوری ہیں، لالہ کنھیالال نے تاریخ لاہور (۱۸۸۴ء) میں بھی میانی میں مدفون قبر مولوی جامی کی قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے... عہد جہانگیری وشاہ جہانی میں ہر بزرگ لاہور میں بڑا عالم وفاضل تھا، اس کے فتویٰ کو سب اہل اسلام قبول کرتے تھے، بادشاہ کے دربار میں بھی اس کا دخل تھا، [۲] لکھ کر ٹال دیا ہے، جب کہ ہماری تحقیقات کے مطابق وہ جہانگیر کے ابتدائی سنینِ حکومت تک ہی بقیدِ حیات نظر آتے ہیں۔

اسی طرح لاہور کے دوسرے مورخ سید محمد لطیف نے اپنی انگریزی کتاب (۱۸۹۲ء) میں بھی ملا جامی لاہوری لکھ کر ان سے جو فارسی اشعار منسوب کئے ہیں وہ مولانا عبدالنبی جامی کے ہیں، [۳] مولانا محمد حسین جامی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، بظاہر انہوں نے اپنا کوئی مآخذ نہیں بتایا لیکن ان کے پیش نظر دو ہی کتابیں تھیں، اول تحقیقاتِ چشتی اور دوم

۱۔ تحقیقاتِ چشتی ۱۷۵

۲۔ تاریخ لاہور ۲۹۷

3- M. Latif: Lahore, Its History..... pp.60-61

Marfat.com

کنھیالال کی تاریخ لاہور، سید محمد لطیف کی معلومات موخرالذکر کتاب سے ماخوذ معلوم ہوتی ہیں۔

منشی محمد الدین فوق نے تو تاریخ اور تذکرہ نویسی کی ساری حدود پھلانگ کر مولوی جامی لاہوری کا عنوان دے کر مولانا محمد حسین جامی اور مولانا عبدالنبی جامی کو ایک ہی بنا دیا ہے، ان کی معلومات سید محمد لطیف کی انگریزی کتاب سے بغیر حوالہ منقول ہیں، لکھتے ہیں:

''جہانگیر وشاہ جہان کے زمانہ میں ان کے علم وفضل کا لاہور میں چرچا تھا.....

شاہ جہاں کی نظر بندی کے بعد عالمگیر بادشاہ کا زمانہ آیا تو اس نے بھی ان کی عزت کو برقرار رکھا، ۱۰۷۲ھ میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر انتقال کر گئے'' [1]

پھر ان کے وہی اشعار نقل کئے ہیں جو سید محمد لطیف نے بھی دیئے ہیں، جبکہ ہمارے مولف مولانا عبدالنبی جامی تو ۱۰۹۹ھ تک بقید حیات اور تصنیف وتالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔

۲ر رمضان ۱۴۴۰ھ

۸ر مئی ۲۰۱۹ء

۱۔فوق، محمد الدین: تذکرۃ العلماء والمشائخ (تذکرہ علمائے لاہور) ۱۸

ان کے بعد آنے والے تذکرہ نویس تو بے چارے نقل کرنے کی قابلیت بھی نہیں رکھتے تھے۔

Marfat.com

کتبہ مزار ملا حسین جامی لاہوری، عقب مزار حضرت شیخ بھکی
ہندگی، قبرستان میانی، لاہور

Marfat.com

شیخ محمد مراد قزانی

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی مترجم

محمد اقبال مجددی

شیخ محمد مراد بن عبداللہ سہ شنبہ نصف ربیع الثانی ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۴ء کو قریہ اَلْـمَتْ (من مضافات قصبہ منزلہ ولایت اونا ملک قزان [1] بلغار) میں تولد ہوئے، آپ نے صرف چھ سال کی عمر سے ہی تحصیل کا آغاز کر دیا، قرآن مجید اپنے والد گرامی اور پھر اپنے خالو شیخ ملا حسن الدین (جو اپنے وطن کے مشہور عالم ملا اسماعیل قشقاری کے اکبر تلامذہ میں سے تھے) اور پھر نو سال کی عمر میں ہی صرف پڑھنی شروع کر دی، عوامل الجرجانی گیارہ سال کی عمر میں ہی پڑھ لی، پھر اپنے خالو مذکور سے باقاعدہ وابستہ ہو کر اٹھارہ سال کی عمر میں ہی اس وقت کے مروجہ علوم نحو، منطق، اخلاق اور فقہ شرح العقائد النسفیہ مولفہ تفتازانی تک تحصیل کر لی، اور انہیں اس میں ملکہ پیدا ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے قزان کا سفر اختیار کیا اور یکم ربیع الاول ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء کو وہاں کے مدرسۂ علامہ شہاب الدین قزانی مرجانی مولف ناظورۃ میں داخل ہو گئے، لیکن انہیں وہاں کے قیام میں موافقت نہ ہو سکی تو آپ وہاں سے بخارا اور وسطی ایشیاء کے سفر کے لئے روانہ ہو گئے، راستہ میں بلدہ طرویسکی میں دو سال تک قیام کیا اور وہاں کے مدرسہ مرحوم ملا شرف الدین و ملا محمد جان میں جا کر ان حضرات سے شرح العقائد اور سلم العلوم (علم منطق) مع حواشی وغیرہ پڑھے، مسائل فلسفہ میں سے قاضی مبارک گوپاموی ہندی کا ہاشیہ بھی، اسی کے ساتھ حاشیہ ملا حسن نقل کیا اور حفظ بھی کر لیا، اور لمحہ بھر کے لئے فارغ نہ رہا۔

۱۔ علاقہ قزان کی تاریخ کے لئے ملاحظہ ہو: قزانی، محمد مراد: تلفیق الاخبار ۲/۶۰۵ و بہ بعد

Marfat.com

پھر براستہ تاشکند بخارا جانے کے لئے روانہ ہوا تو تقریباً دو ماہ تک تاشکند میں قیام کیا، جہاں شرح العقائد اور شرح حکمۃ العین وہاں کے بعض علماء کی خدمت میں پڑھیں۔

۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء کو بخارا پہنچا تو وہاں شرح علامہ دوانی علی تہذیب المنطق للعلامۃ التفتازانی کے درس میں شریک ہوئے، ان مدرسین میں ملا عبداللہ مفتی سرطاوی قزانی اور ملا عبدالشکور ترکمانی کے نام قابل ذکر ہیں، وہاں چھ ماہ تک چار حواشی پڑھانے کی وہاں کے علماء کی عادت تھی، یہاں تک یہ حالت چار سال تک اسی طرح رہی تو میں نے تکمیل کے بغیر ہی اس سلسلۂ درس کو ترک کر دیا۔

اب اس زمانہ میں وہاں کے مدرسین کی درس کی عادات طلبہ کے وقت کا ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں رہ گیا تھا، اب بخارا علم وحکمت کا منبع نہیں رہا تھا، جیسا کہ اس کی شہرت پہلے ہوتی تھی۔

میں بخارا سے ربیع الاول کو نکلا اور دوسری مرتبہ تاشکند اور اس کے نواحی علاقوں میں گیا، وہاں دو سال تک قیام رہا اور وہاں کے علماء کے دروس میں بھی حاضر ہوتا رہا، اس کے نواحی علاقوں کی ایک رباط میں ٹھہرا، جہاں میں نے کچھ عرصہ درس بھی دیا، وہاں مجھے کثیر تعداد میں کتب تصوف (عربی و فارسی) اور کتب سیر کے مطالعہ کا موقع ملا، جن سے مجھے روحانی لذت محسوس ہوتی رہی، سیرت طیبہ کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران خواب میں مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، اسی خطہ میں بعض مشائخ کی ''انابت'' بھی میسر آئی۔

میں پھر دوسری مرتبہ بخارا گیا تو وہاں کے بعض احباب نے حجاز مقدس حاضر ہونے کا شوق دلایا، واپس تاشکند جا کر ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کو بعض دوستوں کی رفاقت میں حجاز کے لئے روانہ ہوا تو براستہ سمرقند، قرشی، عذار، بلخ، کابل، جلال آباد، پشاور، لاہور اور امرتسر میں ٹھہرتا رہا، اس کے بعد میں دوبارہ لاہور گیا اور براستہ ملتان، حیدرآباد (سندھ)، کراچی اور

Marfat.com

بمبئ آکر مقیم ہو گیا، رمضان یہیں گذار کر عید کے بعد جہاز پر سوار ہوا اور جدہ پہنچ گیا، مجھے اس سفر میں اٹھارہ دن لگے۔

شوال کے اواخر میں مکہ مکرمہ پہنچا اور مذکورہ سنہ میں حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا، پہلے مدرسہ امین آغا میں داخل ہوا، پھر ایک ماہ کے بعد مدرسۃ الشفاء میں گیا، جہاں سے آٹھ ماہ کے بعد مدرسۃ المحمودیہ میں داخل ہو کر امتحان دیا اور طلبہ میں مقبولیت ہوئی۔

میں اسی مدرسہ کے دروسِ دینیہ فقہ، حدیث اور تفسیر میں بھی وہاں کے کبار علماء کی خدمت میں حاضر ہوا، علوم عربیہ خصوصاً تین فنون اور عروض کا علم حاصل کیا، وہاں میں نے اکثر ''احیاء العلوم'' اور دیگر کتب تصوف کا بھی مطالعہ کیا۔

وہیں میں نے کتاب توضیح فی الاصول مع حاشیہ التلویح بھی وہاں کے ایک عالم کی خدمت میں پڑھی اور مذکورہ سال میں روضہ اقدس پر حاضر رہ کر اسی سال قرآن مجید حفظ کیا، مدینہ منورہ کے علمائے کبار سے اجازات حاصل کیں، ان کے دروس میں باقاعدہ حاضر رہ کر تکمیل کی۔

تحصیل کے بعد میں سلسلۂ نقشبندیہ کے قطبِ وقت مولانا شیخ محمد مظہر مجددی [1] کی

۱۔ حضرت شیخ محمد مظہر مجددی مدنی (۱۲۴۸۔۱۳۰۱ھ/۱۸۳۲۔۱۸۸۳ء) بن حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مدنی (ف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) حافظ، عالم، قوی الجذبہ اور کثیر الارشاد تھے، آپ سے سلسلۂ نقشبندیہ کو عالم اسلام میں رواج ہوا، سمرقند، بخارا، قزان، ترکی، افغانستان، ایران، جزیرۂ عرب، شام، افریقہ مغرب اور چین تک آپ کے معتقدین وخلفاء نے دعوت وارشاد کے فرائض انجام دیئے، مسجد نبوی شریف سے باہر ایک سہ منزلہ رباط مظہر ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء کو بنائی تھی، جہاں آپ کے چچا بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی محدث مدنی نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو عالم اسلام کے علماء نے حاضر ہو کر آپ سے سندیں لیں اور مسند وقت کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (ذکر السعیدین ۳۸۔۴۱)

Marfat.com

خدمت میں بیعت ہوا، آپ نے میرے حق میں ''عنایۃ تامہ، التفات خاص'' اور میری روحانیت کی اپنے خاص اصحاب کی موجودی میں تعریف کی۔

شیخ محمد مظہر کے وصال (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) کے بعد آپ کے خلیفہ سید محمد صالح زواوی (ف ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) مدرس حرم مکی [۱] سے بھی منسلک رہے، شیخ قزانی اس دوران شدید علیل ہو گئے تو اپنے وطن جانے کی اجازت لے کر قزان چلے گئے، پھر اگلے سال حج کے لئے حجاز مقدس آئے تو مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے، مدینہ منورہ حاضر نہ ہو سکے، مکہ شریف میں مولانا شیخ علامہ عبدالحمید آفندی داغستانی [۲] کی صحبت اختیار کر لی۔

پھر دوسری مرتبہ اپنے وطن چلا گیا، اس کے بعد وہاں سے دوبارہ حجاز مقدس آیا اور پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوا، جہاں میں اٹھارہ دن تک مقیم رہ کر مکہ مکرمہ آیا، حج کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید داغستانی کی صحبت اختیار کی اور رمضان میں ان کے سنن ابی داؤد کے درس میں شریک ہوا اور اسی دوران مجھے حضرت شیخ محمد مظہر مجددی کے وصال ۱۳۰۱ھ کی اطلاع ملی تو میں نے شیخ داغستانی کی صحبت کا پھر سے التزام کر لیا، شیخ کے وصال سے مجھے شدید صدمہ پہنچا تھا، میں وہاں سے ہندوستان کے مشائخ سے روحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کا سفر کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن مولانا سید زواوی کی صحبت کی بدولت اس قلق میں قدرے کمی ہوئی تو سفر ملتوی کر دیا۔

اس دوران میں نے رشحات کا عربی ترجمہ شروع کر دیا تا کہ میرے غم کا مداوا ہو سکے،

۱۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو نشر النور والزہر ۲۱۷، ذکر السعیدین ۲۵۲

۲۔ شیخ عبدالحمید شروانی داغستانی (ف ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء) علماء و محدثین میں سے تھے، فہرست الفہارس ۱/۱۳۲، ۳۵۶، معجم المعاجم ۲/۳۴۱ و بعد، ذیل رشحات ۱۳۱، مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ ۳۳۲_۳۳۳

Marfat.com

میں سید مذکور کے قافلہ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا تو انہوں نے مجھے اپنے مکان میں رہنے کا اجازت نامہ ''رقۃ الاجازۃ والاستخلاف'' لکھ کر دے دیا، اس کے بعد انہوں نے مجھے دوسرے سال مکہ مکرمہ میں طلب کیا اور اجازت طریقہ وخرقہ خلافت احباب کے مجمع عام میں دی، یہ اجازت زبانی اور تحریری دونوں طرح کی تھی۔

مولانا شیخ زواوی اپنے استاد شیخ ابراہیم کورانی (ف ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) کے اسناد کے مجموعہ ''الامم لایقاظ الہمم'' میں مذکور تمام اسناد کی اجازت بھی عنایت کی، [۱] مدینہ منورہ پہنچ کر جب میں نے اپنے شیخ کی خدمت رشحات کا کا عربی ترجمہ پیش کیا تو اسے پسند کرتے ہوئے کلماتِ تحسین فرمائے اور پھر مکتوبات امام ربانی کے عربی ترجمہ کا بھی امر فرمایا تو میں نے اس کے مطالب کے مشکل ہونے کا عذر کیا، جس پر فرمایا کہ رب کریم مشائخ کے صدقے اس میں آسانیاں پیدا کردے گا، جس پر میں نے یہ ترجمہ کر ہی لیا، جو صرف آپ کے حکم کی تعمیل کے طور پر کیا گیا ہے، آپ نے اس کی بہت تعریف کی جو حوصلہ افزائی کا حق ہے ادا کیا اور اس پر بہت ہی مسرور ہوئے اور پھر رشحات کی طباعت کے بعد مکتوبات کا یہ ترجمہ بھی طبع کروانے کا عزم کرلیا۔

رشحات کا ترجمہ مع ذیل ۱۱ر رمضان ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء کو مطبع المیریہ، مکہ سے طبع ہوا، [۲] جس پر شیخ زواوی نے تقریظ بھی لکھی ہے، اس کے بعد مکتوبات امام ربانی کا عربی ترجمہ بھی ۱۳۱۷ھ کو تین حصوں میں مطبع المیریہ سے شائع ہوا۔

۱۔ الامم الایقاظ الہمم، دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدرآباد (دکن)، ۱۳۲۸ھ کو طبع ہوئی تھی۔

۲۔ اس سے پہلے بھی رشحات کا ایک عربی ترجمہ ہوا تھا، جو مصر کے مشہور مطبع بلاق سے ۱۲۵۶ھ کو طبع ہوا تھا، (اکتفاء القنوع ۵۰۰) دراصل فہرست ساز فندک کو غلط فہمی ہوئی ہے، صفی اللہ رشحات کے کسی مترجم معرب کا نام نہیں بلکہ یہ رشحات کے مولف فخر الدین علی کا عرف تھا۔ (مقدمہ متن)

Marfat.com

اس کے بعد زواوی نے مجھے تیسری مرتبہ اجازت دی اور شیخ محمد عابد سندھی کی اجازات کے مجموعہ ''حصر الشارد من اسانید الشیخ عابد'' [۱] میں شامل تمام اجازات کی اجازت سے بھی نوازا، مولانا قزانی نے اپنا اجازت نامہ بھی نقل کیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ یہ رشحات کا یہ عربی ترجمہ شیخ زواوی نے اپنی جیب خاص سے طبع کروایا تھا۔

رشحات کے مولف پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے حضرت خواجہ احرار کے کئی خلفاء کا ذکر ہی نہیں کیا، جیسا کہ شیخ درویش محمد سمرقندی والدِ مولانا خواجگی امکنگی اور مولانا محمد زاہد کے خلافت یاب ہونے کا ذکر ہی نہیں کیا، لہٰذا یہ شجرہ مشکوک ہے۔ [۲]

اس اعتراض کے جواب میں کئی کتابیں لکھی گئیں، جن میں ایک جواب مولانا خواجہ محمد ہاشم کشمی (خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی) کا ہے جو نسمات القدس کے نام سے ہے، اس کے بعد بھی کئی اصحاب نے اس کا جواب دیا، غالباً آخری جواب مولانا قزانی کا ہے جو ذیل رشحات کے طور پر اس عربی ترجمہ کے حاشیہ پر طبع ہوا تھا۔ [۳]

مولانا قزانی کے علمی کارناموں میں سے اے اہم کام مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی تینوں جلدوں کا عربی ترجمہ ہے، جو آپ نے اپنے شیخ زواوی کے امر پر کیا، اس کی تینوں جلدوں کے حواشی پر قیمتی رسائل ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ حصر الشارد خلیل بن عثمان جبور سبعی کی تصحیح سے مکتبۃ الرشد، ریاض سے ۱۴۲۴ھ کو دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ مکتوبات امام ربانی ۱/۱۸۰/۲۹۳

۳۔ رشحات کا ایک تکملہ مولفہ شیخ خلیل احمد سرہندی نے بھی لکھا تھا، شیخ الاسلام عارف حکمت کے ذخیرۂ مدینہ منورہ کا روٹو گراف ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (شمارہ R.135) محفوظ ہے۔

Marfat.com

جلداول احوال امام ربانی مولفہ مولانا قزانی ص ۱۔۱۸۳

(رسالہ ثانی) الرجۃ الھابطۃ فی ذکر اسم الذات الرابطہ للشیخ حسین الدوسی ص۱۸۴۔۳۸۴

جلد ثانی: عربی ترجمہ رسالۃ المبداء والمعاد لامام الربانی عربی ترجمۂ مولانا قزانی ص ۲ تا ۱۶۲

جلد ثالث: عطیۃ الوہاب الفاصلہ بین الخطاء والصواب (دفاع حضرت مجدد الف ثانی) للشیخ محمد بک اوزبکی (محمد بیگ برہانپوری

عربی ترجمہ کی یہ تینوں جلدیں مطبعۃ المیریہ، مکہ مکرمہ سے ۱۳۱۷ھ کو طبع ہوئیں۔ [1] اس ترجمہ کی طباعت کے چودہ سال بعد مولانا نور احمد امرتسری (ف ۱۹۳۰ء) نے عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کر کے مکتوبات امام ربانی کی کئی خطی نسخوں سے تقابل کے بعد اس کا فارسی متن تیار کیا، جو آپ نے امرتسر سے ۱۳۳۱ھ کو طبع کروانا شروع کیا اور ۱۳۳۴ھ کو تین جلدوں میں اس کی تکمیل ہوئی، یہ حواشی اپنی مثال آپ ہیں، گویا مولانا قزانی کا عربی ترجمہ اس متن پر مبنی نہیں ہے بلکہ وہ تو طبع دہلی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء و بہ بعد کی کسی طباعت کی بنیاد پر ترجمہ ہوا ہے۔

یقیناً مولانا قزانی اگر مولانا امرتسری کے تصحیح شدہ نسخے کے بعد ترجمہ کرتے تو نتائج اس سے بہتر ہوتے، مولانا قزانی نے طویل سفر کئے تھے، اپنی ہندوستان آمد کا مقصد مشائخ سے

۱۔ مولانا قزانی کا یہ ترجمہ طبع مکہ مکرمہ ترکی سے کئی بار عکسی صورت میں شائع ہوا اور پھر دارالکتب العلمیہ، بیروت نے ۲۰۰۴ء کو یہی ترجمہ جدید کمپوزنگ سے عمدہ کاغذ پر شائع کر دیا، اس پر مصطفیٰ حسنین عبدالہادی کا نام بحیثیت مصحح لکھا گیا ہے لیکن افسوس کہ انہوں نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور اس میں بے شمار اغلاط راہ پا گئے، انہوں نے اس کے حواشی پر مندرج بیش بہا رسائل بھی شامل نہیں کئے۔

Marfat.com

استفادہ بتاتے ہیں لیکن کسی کا ذکر نہیں کیا، مولانا امرتسر بھی گئے تھے، قیاس ہے کہ موصوف وہاں مکتوبات کے مصحح مولانا امرتسری کی خدمت میں ملاقات کے لئے ضرور گئے ہوں گے جیسا کہ مولانا قزانی نے مکتوبات کے عربی ترجمہ کے دوران ہی اپنے وطن مولود قزان کی عربی زبان کی تاریخ لکھنا شروع کردی تھی لیکن وہ اسے اس ترجمہ کے دوران مکمل نہ کر سکے، اس کام کو روک کر انہوں نے پہلے ترجمہ مکمل کیا۔

پھر ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو مولانا قزانی نے یہ تاریخ مندرجہ ذیل عنوان:

''تلفین الاخبار و تلقیح الآثار فی وقائع قزان و بلغار وملوک التتار''

کے نام سے اور نبورغ نے عربی ٹائپ میں طبع کروایا۔

اس کے بعد ۲۰۰۲ء کو مذکورہ ناشر نے اسے نئے خوبصورت ٹائپ میں کمپوز کروا کر دو جلدوں میں حواشی اور اشاریوں کے ساتھ شائع کیا، اس پر ابراہیم شمس الدین کا نام بہ حیثیت مقدمہ نگار و مصحح درج ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ اس کے مولف کے حالات سے مصادر و مراجع خالی ہیں، حالانکہ مولانا قزانی نے مکتوبات کے عربی ترجمہ کے آخر میں اپنے مفصل حالات خود لکھے ہیں۔

مولانا قزانی عربی میں شعر بھی کہتے تھے، ان کا تخلص رمزی تھا، جو ان کی موخر الذکر کتاب کے سرورق پر درج ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ مولانا قزانی نے حسبِ ذیل کتب بھی تالیف کیں:

۱۔ تنزیۃ الکشاف عما فیہ من الاعتزال والانکشاف (تفسیر القرآن)

۲۔ مشایعۃ حزب الرحمٰن

۱۔ مولانا قزانی کے یہ تمام تر حالات ان کے خودنوشت ہیں، جو انہوں نے مکتوبات کے عربی ترجمہ کی تیسری جلد کے خاتمہ کے طور پر لکھے تھے۔

Marfat.com

۳۔مولدالنبی

۴۔(رسالہ)انصاف

۵۔(رسالہ)صرف

۶۔(رسالہ)نحو

۷۔(رسالہ)عروض

۸۔قرآن مجید(ترکی ترجمہ)

۹۔تلفیق الاخبار(مذکورہ)کا ترکی زبان میں ملخص

مولانا قزانی کی تالیفات میں سے مندرجہ ذیل دو نام ہم سے پڑھے نہیں گئے ہیں:

10- Hurriyet Kasideri

11- Turtu gazete ve dergilerde barilmis pek cok makale ve risaleler

مولانا قزانی نے اپنی کتاب تلفیق الاخبار کا مواد جمع کرنے کے لئے قزان، ترکستان اور استنبول وغیرہ کے سفر بھی کئے، جو ۱۹۰۲، ۱۹۰۴، ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۷، ۱۹۱۴ء کے مابین ہوئے، اس کے بعد قزانی اپنے مولد قزان میں ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء مقیم رہے، جب پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو مولانا قزانی اپنے خانوادہ سمیت ایسٹرن ترکستان (چین) جا کر مقیم ہو گئے اور اس کے علاقہ چوگچک (Cogecek) میں رہائش اختیار کر لی، جہاں وہ مقامی مسجد کے خطیب اور مدرس مقرر ہوئے، جہاں وہ ۱۹۱۹ تا ۱۹۳۴ء مصروف کار رہ کر ۲؍فروری ۱۹۳۴ء کو اسی سال کی عمر میں انتقال کیا، وہیں دفن ہوئے۔

قزان تاتارستان میں ہے جو روس کی سابقہ ریاست تھی، اس کا صدر مقام قزان ہے، یہاں کا وزیراعظم بھی مسلمان ہے، ۲۲؍اپریل ۱۹۹۹ء کو پاکستان کے وزیراعظم نے وہاں کا

Marfat.com

دورہ کیا تھا۔ (مطابق خبر نامہ، ٹیلی ویژن، پاکستان)

مولانا قزانی کی کثیر اولاد تھی، ان کے نو فرزندوں میں سے چار کم عمری میں فوت ہو گئے، ان میں سے فہمی مراد نے برلن (جرمنی) میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کی اور مکہ مکرمہ میں بحیثیت ڈاکٹر خدمات انجام دیتے رہے، ان کے والد کی بہت سی یادداشتیں ان کے پاس تھیں، جو انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر احمد تمیر کو دیں، جن کی بنیاد پر انہوں نے ترکی کے ایک رسالہ ترک تاریخ کوسومی بولٹین، جلد ۵۰ شمارہ ۱۹۷ (۱۹۸۶ء) میں مولانا قزانی کے بارے میں ترکی زبان میں ایک مقالہ لکھا، جس کا انگریزی میں ملخص ترجمہ استنبول کے معروف محقق ڈاکٹر نجدت طوسون نے ارسال فرمایا، جس کی بنیاد پر یہ مولانا کے خودنوشت احوال کا ذیل بن سکا۔[1]

مولانا قزانی نے اپنا شجرۂ نسب اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہے:

خان الفقیر مراد اللہ بن بہادر شاہ عبداللہ بن عادل شاہ بن اسحٰق بن توکال بای بن بانی بن اورص بن مرزا قل بن باغلای بن مردانش بن مجح بن مرقہ بن عبداللہ بک بن بیکجو راخان۔

مولانا کے فرزندوں کے اسماء یہ ہیں:

(۱) محمد صالح (۱۸۹۷۔۱۹۰۲ء) (۲) محمد حسن فہمی (فہمی مراد) (۱۸۹۹۔بعد ۱۹۶۵ء) (۳) فاطمہ زہرہ (۱۹۰۰ء) (۴) محمد حسین (۱۹۰۲۔۱۹۰۶ء) (۵) محمد معصوم (۱۹۰۶۔۱۹۰۷ء) (۶) محمد منیر (۱۹۰۹ء) (۷) صدیقہ (۱۹۱۱ء) (۸) محمد انور (۱۹۱۳۔۱۹۳۷ء) (۹) محمد اظہر (۱۹۱۳۔۱۹۱۵ء)

۱۔ راقم اپنے ترکی کے تینوں اسفار ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳، ۲۰۱۶ء کے دوران مولانا قزانی کے احوال کی جستجو کرتا رہا، یہ چند سطور انہی اسفار کا نتیجہ ہیں، تفصیل کے لئے راقم کے اسفار کا مجموعہ ''وہ کتابیں اپنے آباء کی'' ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

مولانا قزانی کے فرزند ڈاکٹر فہمی مراد نے ۲ر فروری ۱۹۳۴ء لکھا ہے [۱] لیکن تراجم کی عربی کتب میں ان کا سالِ وفات ۱۹۳۳ء درج ہے، [۲] ہم نے اول الذکر کو ترجیح دی ہے۔

مولانا قزانی، ایک راسخ العقیدہ مسلمان عالم تھے، وہ روس کے کمیونسٹ انقلاب کے خلاف تھے، انہوں نے جدید فکر کے ایک ترجمان عالم موسیٰ جاراللہ [۳] (۱۲۹۵-۱۳۶۹ھ/۱۸۷۸-۱۹۴۹ء) کے رد میں عربی میں ایک کتاب "مشایعة حزب الرحمن" کے نام سے لکھی تھی۔ [۴]

مولانا قزانی نے اپنے علاقے کی تاریخ تلفیق الاخبار میں سلسلۂ نقشبندیہ کے وابستہ حسب ذیل قریب العہد اور معاصر علماء وصوفیہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

۱. سیف الدین بن ابی بکر الشنکاری..... (ف ۱۲۴۰ھ)

صحب الشیخ فیض خان الکابلی و استفاده منه الطریقة النقشبندیة المجددیة ۲/۳۵۱

۲. حمید بن اسلام الیورطش النقشبندی المجددی..... انتسب فی الطریقة الی الشیخ ولید القار غالی.....صار مجازاً و ماذوناً..... ۲/۳۵۴

۳. آحمزه المنجم بن .....

۱۔ دیکھئے ترکی کا محمولہ بالا مقالہ

۲۔ زرکلی، خیرالدین: الاعلام ۷/۹۵ کحالہ، عمر رضا ۱۲/۱۱

مرعشلی، یوسف: نثرالجواہر والدرر ۲/۱۴۷۹

۳۔ موسیٰ جاراللہ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

مرعشلی، یوسف: نثرالجواہر والدرر ۲/۱۶۳۱-۱۶۳۲

۴۔ ایضاً ۲/۱۴۷۹، الاعلام ۷/۹۵

Marfat.com

صحب الشيخ فيض خان الكابلى..... ۳۵۴/۲

۴. زين العابدين بن عبدالله اليولقى (ف۱۲۴۷ھ)

سافر الى بخارىٰ و كابل اخذ الطريقة النقشبندية المجددية عن الشيخ فيض خان الكابلى..... ۳۵۶/۲

۵. معاذ بن بيک محمد انقرامالى

العمرى النقشبندى المجددى..... اخذ الطريقة عن الشيخ وليد بن محمد امين القار غالى و صار ماذوناً ثم رحل الى بخارى..... كابل و صحب هناک الشيخ فيض خان الكابلى و صار مجازاً منه..... ۳۵۶/۲

۶. دولت شاه بن عادل شاه بن عبدالله

النقشبندى المجددى اصله من قرية بغدان..... رحل الى بخارىٰ و استفاده الطريقه النقشبندية المجددية من الشيخ الخليفه نياز قلى التركمانى و رجع الى وطنه ماذوناً منه ۳۵۷/۲

۷. عبدالرحيم عثمان الاوترايمانى (ف۱۲۵۱ھ)

وقد سمعت مولانا الشيخ فخرالدين النورلالى انه كان مريداً للشيخ، فيض خان الكابلى ۳۶۱/۲

۸. مصطفىٰ بن موسىٰ القزانى

سافر الى كابل و صحب الشيخ فيض خان الكابلى ثم صار مدرساً..... ۳۶۱/۲

۹. محمد شريف بن ابراهيم البيركوى

نقشبندى مجددى..... اخذ الطريقه عن الخليفه نياز قلى التركمانى ۳۶۴/۲

Marfat.com

۱۰. عبدالخالق بن ابراهيم القور

اخذالطريقة عن الخليفة نياز قلى التركمانى (۲/۳۶۶)

۱۱. هبة الله بن دين محمد الصلاوچى

اخذ الطريقة عن الشيخ فيض خان الكابلى ۲/۳۶۶

۱۲. نعمة الله بيكتمر الاسترلى

انتظم فى سلک اصحاب الخليفه نياز قلى التركمانى..... ۲/۳۴۸

۱۳. محمد رحيم ابن امير بن جعفر التارشناوى

كان مجازاً من الشيخ نياز قلى التركمانى البخارى ۲/۳۷۰

۱۴. شاه احمد بن يوسف بن قطلغ محمد التوكيلى النقشبندى

انتسب الى الشيخ وليد القارغاى النقشبندى فى الطريقه ۲/۳۷۱

۱۵. شرف الدين بن زيدالدين رسترلى

رحل الى بخارى اخذ الطريقة عن الخليفة نياز قلى تركمانى و صار ماذوناً ۲/۳۷۳

۱۶. ميان فيض بخش بن عبدالقدوس المجددى ۲/۳۷۳

۱۷. ذوالقرنين بن خليل القاقتماتى

اخذ الطريقة النقشبندية عن الشيخ نجم الدين النسفى المجاور بالمدينة المنورة عن الشيخ فيض خان الكابلى ۲/۳۷۳

۱۸. عبدالجبار بن عبدالرحمن الطايصوغانى

تلقن الطريقة النقشبندية عن الشيخ وليد بن محمد الامين القارغالى ۲/۳۷۴

Marfat.com

۱۹. نعمة الله بن عبدالرحيم الاورنبورغی

استفاده العلم والطريقة من الشيخ دولت شاه..... ۲/۳۷۴

۲۰. سيد بن نور محمد (ف ۱۲۶۴ھ)

لـه خـلافة مـن شيـخنـا الشيـخ، مـحـمـد مـظهر الدهلوی المدنی المجددی..... ۲/۳۷۵

۲۱. عبداللطيف بن سبحان قلی

رحـل الـی بـخـاری و اخـذ الـطريقه النقشبندية عن الشيخ، نياز قلی ۲/۳۷۵

۲۲. عبدالصالح بن عبدالله بن يوسف

مجازاً فی الطريقة عن الشيخنا الشيخ محمد مظهر الدهلوی المدنی الـمـجـددی..... الـقـائم الآن مقامه ولده المخدوم عارف الله المجاز عن الشيخ ابراهيم الغزنوی خليفة الشيخنا المذكور..... ۲/۳۷۷

۲۳. فتح الله بن صفر علی المناوزی

صـار مـجـازاً عـن الشيـخ عبدالله الارزنجانی عن مكی فی الطريقة، النقشبندية الخالدية ۲/۳۷۷

۲۴. محمد طيب بن زائد الاورالی

صـحـب هـنـاک مـولانـا شيـخ ابی سعيد المجددی الدهلوی حين قدومه الی الحرمين المحترمين للحج والزيارة..... ۲/۳۸۰

۲۵. عبدالستار بن عبدالله الطيمازی

شيخه الشيخ نياز قلی التركمانی بخاری و صار ماذوناً ۲/۳۸۰

Marfat.com

۲۶. احمد ضیاء الدین الطرخانی

.....صدیقنا و حمیمنا..... فاناب علی ید شیخنا الشیخ محمد مظهر المجددی ۳۸۹/۲

۲۷. صلاح الدین بن ملا اسحٰق القزانی (ف ۱۲۹۲ھ)

حج ۱۲۷۸ھ..... محدث عصره..... الشیخ، عبدالغنی ابن مولانا الشیخ ابی سعید المجددی الدهلوی ثم المدنی و لعله استفاده منهم..... ۳۹۷/۲ رفع سبابہ کی بحث.....

۲۸. احمد صفا افندی.....

اخذ الطریقة النقشبندیة المجددیة عن الشیخ المرحوم الشیخ محمد مظهر المجددی و صار مجازاً ۳۹۸/۲

۲۹. هبة الله بن سیوبطال القارغالی

اخذ الطریقة النقشبندیة عن الشیخ دولت شاه ۳۹۹/۲

اخذ الطریقة النقشبندیة المجددیة عن الشیخ المرزا رحیم بیگ الشهیر به محمد درویش العظیم آبادی ثم الشهرسبزی..... ۳۹۹/۲

۳۰. محمود بن محمد الداغستانی (ف ۱۲۹۴ھ)

نقشبندی المجددی ..... اخذ الطریقة النقشبندیة المجددیة عن الشیخ یونس عن الشیخ عبدالله مکی عن مولانا خالد..... ۴۰۰/۲

۳۱. حسن بن حمید القورصاوی

صحبة الشیخ عبدالخالق القوصاوی ذکره و تلقن منه الطریقة النقشبندیة ۴۰۱/۲

Marfat.com

۳۲. علی بن سیف الله التونتاری (ف ۱۲۹۱ھ)

رحل الی بخاری..... اخذ طریقة عن المیاں فضل عبدالقادر المجددی ..... انه سافر الی کابل و قندهار و پشاور و لاهور و دهلی و سائر البلاد الهند و صحبة وخدمة مراراً کثرة وعاد الی وطنه..... ۴۰۲/۲

۳۳. احمد بن خالد (ف ۱۸۷۲ء)

۳۴. الشیخ شهاب الدین الاسنی (ف ۱۳۱۹ھ)

اخذ الطریقة النقشبندیة عن الشیخ عارف القرشی ثم رجع الی وطنه ۴۱۰/۲

۳۵. جمال الدین بن سبحان قلی

وقد شارکه فی الامامة اخوه الشفیق الشیخ محمد شریف آفندی الذی هو خلیفه مولانا الشیخ محمّد مظهر..... ۴۱۲/۲

۳۶. زین الله بن حبیب الله الشریفی النقشبندی المجددی الخالدی.....

فاخذ الطریقة النقشبندیة المجددیة اولاً عن الشیخ عبدالحکیم الچارداقلی..... و تتصل نسبته الی مولانا الشیخ محمد معصوم ابن الامام الربانی..... بستة وسائط ا ثم لما تشرف بالحج عام ۱۲۸۷ اخذها عن الشیخ احمد ضیاء الدین المکشخانوی الاستنبولی الخالدی..... ان صاحب الترجمة مدظله یشبه الامام مولانی ومولانا خالد قدس سرهما فی شهرة و انتشار صیت کمالاته فی کافة الاقطار.....

یکم رمضان/ ۷ رمئی ۲۰۱۹ء

لاہور

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ﴾

معرب المكتوبات الشريفة المرسوم بالدرر المكنونات النفيسة الفقير المحتاج
الى لطف رب العباد محمد مراد المنزاوى تولدا المكى توطنا عربتهار جاء
ان ينتفع بها اخوان طريقتنا الذين لا معرفة لهم باللغة الفارسية
التى هى أصلها والتركية التى هى ترجمتها وأسأل
الله سبحانه ان يجعل خالصا لوجهه الكريم
وان يجيرنى به من العذاب
الأليم انه رؤف
رحيم حليم

للمؤلف المعرب اللاثى

أموت ويبلى اعظمى فى المقابر ❊ وسوف أرى ماقد حوته دفاترى
فرمت ادخارا بعد موتى من الدعا ❊ فأبقيت تذكارا نتاج خواطرى

❊ وبهامشه ترجمة احوال الامام الربانى للمعرب المذكور ويليه كتاب الرحمة
الهابطة فى تحقيق الرابطة للشيخ حسين الدومرى رحمه الله وبعض
التحشية من المعرب يفصل بينهما بالخط ❊

ENVER BAYTAN KİTABEVİ
CAĞALOĞLU YEREBATAN CAD. NO : 45/A - İSTANBUL
Telefon : 26 46 99

KIRAL MATBAASI - İSTANBUL - TEL : 27 39 69

مکتوبات کا عربی ترجمہ از مولانا قزانی (طبع عکسی، استنبول)

Marfat.com

المكتوبات الربانية

للإمام الربّاني أحمد بن عبد الأحد
السرهندي الفاروقي النقشبندي
المتوفى ١٠٣٤ هـ

جمعها

ياسر محمد الجريد البرخيسي الطالقاني

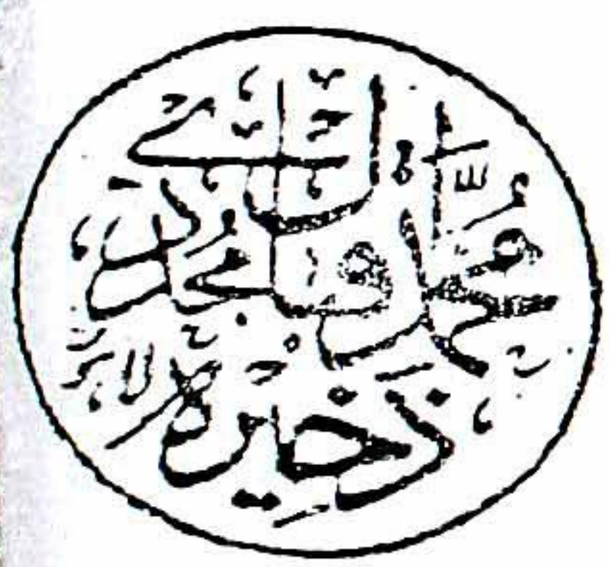

علّق عليها ووضع حواشيها

مصطفى حسنين عبد الهادي

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

مکتوبات کے عربی ترجمہ حدسنا قزانی کی طباعت نو، بیروت

Marfat.com

هذا كتاب ترجمة رشحات عين الحياة الأصل

للشيخ العارف بالله على بن حسين الواعظ

الكاشفى الهروى والمترجمة

للعالم الفاضل الشيخ محمد

مراد بن عبدالله

القزانى نفع الله

بهما

آمين

﴿ وبهامشه ذيل الكتاب المذكور للشيخ محمد مراد المذكور سلمه الله ﴾

هذا الكتاب المعتطاب هو للامام الفاضل والعالم العامل الكامل حضرة الشيخ محمد مراد بن عبد الله القزانى المنزلوى ترجم فيه كتاب رشحات عين الحياة المؤلف باللغة الفارسية فى مناقب مشائخ السادة النقشبندية ورسوم طريقتهم ضمها الى اللغة العربية ومؤلف الاصل العارف الربانى والعالم الصمدانى مولانا الشيخ فخر الدين على المشتهر بالمولى الصفى بن مولانا حسين الواعظ الكاشفى الهروى صاحب التفسير الفارسى المشهور بالحسينى من علماء القرن العاشر قال ولما تشرفت بصحبة الشيخ ناصر الدين خواجه عبيدالله فى سنة ٨٨٩ مرة واخرى فى سنة ٨٩٣ ثمانمائة وثلاث وتسعين وكتبت ما استفدته من مجلسه الشريف جمعته فى ضمن بيان مناقبهم العلية فوافق اتمامه سنة ٩٠٩ تسع وتسعمائة فصار اسم الكتاب يعنى لفظ رشحات تاريخا لتأليفه ورتبه على مقالة وثلاثة مقاصد وخاتمة وترجمه بالتركية المولى محمد المعروف بابن محمد الشريف العباسى الطربزونى المتوفى سنة ١٠٠٢ الف واثنتين ترجمه حين كان قاضيا بازمير باسم حضرة السلطان مراد خان ابن حضرة السلطان سليم خان مع الحاقات كاشفة وله تكملة الرشحات أيضا كما ذكر فيه كتب فيها من بعده من الطائفة المشار اليها لكنها لم تشتهر انتهى ملخصا من كشف الظنون بايضاح وقد طبعت ترجمته التركية غير مرة وانتشرت فى البلاد وعم نفعها العباد جزاهم الله خيرا وأجرى لهم أجرا انتهى من رشحات جياد يراع مولينا السيد عبد الله الزواوى سلمه مولاه

رشحات کا عربی ترجمہ از مولانا قزانی (طبع اول)

Marfat.com

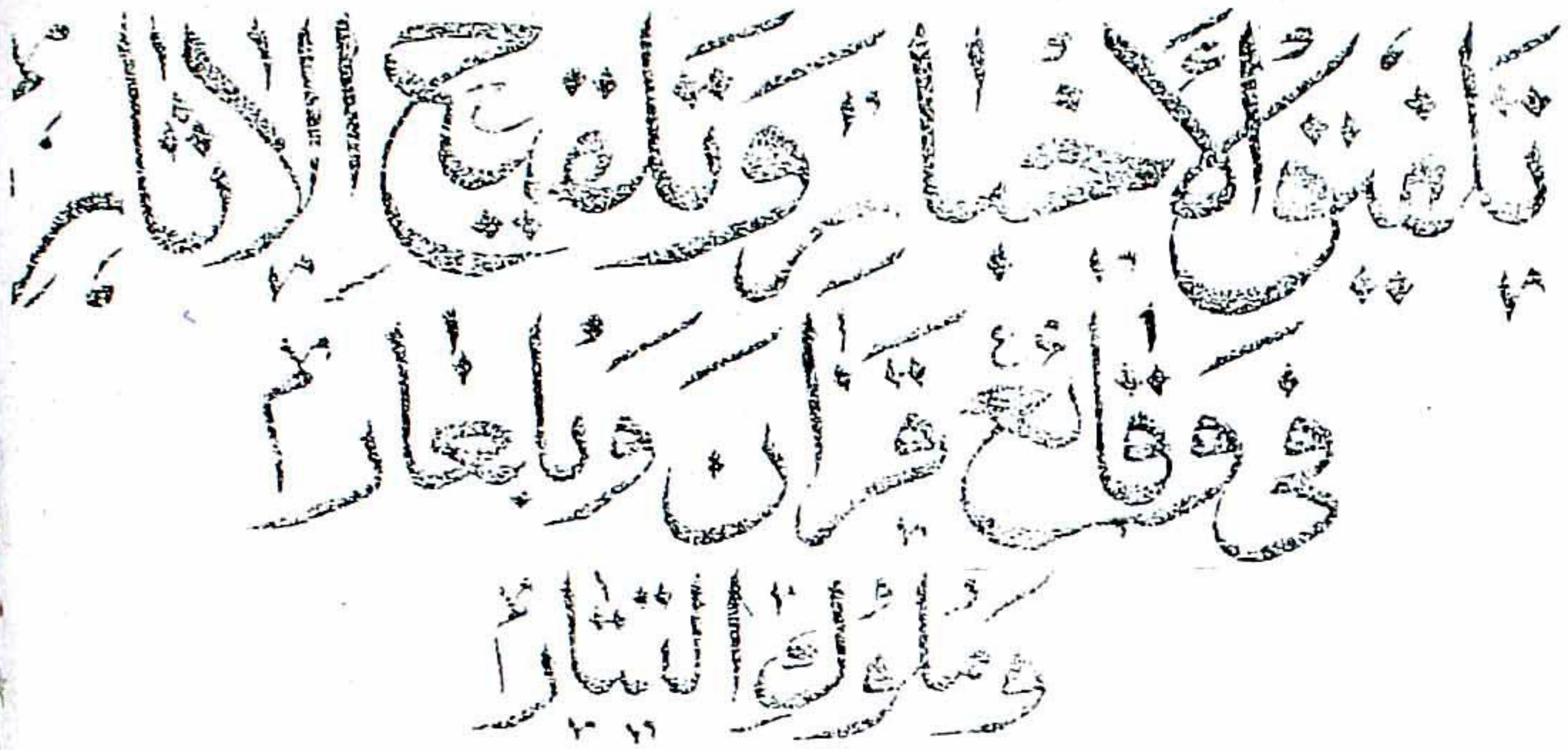

تلفيق الأخبار وتلقيح الآثار
في وقائع قرآن وبلغار
وملوك التتار

اثر الفقير

م . م . الرمزي

الطبعة الاولى

المجلد الثاني

vol. II.

Orenburg 1325

طبع بالمطبعة الكريمية والحسينية ببلدة « اورنبورغ »
على مصاريف ملتزمه

كافة حقوقه محفوظه لمؤلفه واولاده

تلفيق الاخبار مؤلفه مولانا قرالي، طبع اول (اورنبورغ) ١٣٢٥

Marfat.com

تلفيق الأخبار وتلقيح الآثار

في

وقائع قزان وبلغار

وملوك التتار

تأليف

م. م. الرمزي

قدم له وعلق عليه ووضع فهارسه

إبراهيم شمس الدين

الجزء الأول

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

تلفيق الاخبار مؤلفه مولانا قزاني كا جديد ايڈيشن، مطبوعه بيروت

Marfat.com

Murad Remzi çoğlu ile Ayakta solda Fehmi Murad sağda Munir, solda oturan Enver
Çöğecek, Doğu Turkistan 1927

مولانا قزانی کا ایک گروپ فوٹو، ماخوذ از رسالہ ترکی، جلد ۵۰، شمارہ ۱۹۷ (۱۹۸۶ء)

Marfat.com

نوادراتِ سلسلۂ نقشبندیہ

عکسیات مبنی برنسخہ ہای خطی ذخیرۂ محمد اقبال مجددی

مخزونہ کتابخانۂ مرکزی دانشگاہ پنجاب، لاہور

بمقدمات

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

رسالہ دراذکار یومی ولیلی

تالیف

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء)

جامع

حاجی محمد عاشور بخاری (ف ۱۱۰۷ھ/ ۱۷۹۲ء)

بمقدمۂ مفصل

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

رسالہ دراذکار یومی ولیلی

اذکار و معمولات کے موضوع پر حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے دو رسائل تالیف کئے تھے، ایک کلاں اور دوسرا خُرد، زیرِ نظر یعنی رسالہ کلاں میں اذکار یومی و لیلی، فضیلت درود اور ہر دعا کی فضیلت کے سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث مع فارسی ترجمہ اس میں شامل کیں یہ رسالہ آپ مخلصین کی استدعا پر ارسال فرماتے رہے، آپ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد آپ کے نامور خلیفہ اور مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری نے اس رسالے کو مرتب کر کے اس پر ایک مختصر خطبے کا اضافہ کیا، اس خطبے میں حضرت خواجہ کے نام کے ساتھ دعائیہ الفاظ ''رضی اللہ عنہ'' لکھے ہیں، جو متوفی حضرات کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں لہٰذا یہ رسالہ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد مرتب ہوا، خطبے کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ و آلہٖ و صحبہٖ و اتباعہٖ اجمعین امابعد می گوید احقر مخلوقات حاجی محمد عاشور بخاری حسینی کہ رسالۂ ایست سلطان الاولیاء برہان الاتقیاء شیخنا و امامنا الشیخ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ از کتب معتبرۂ احادیث در اذکار یومی و لیلی وغیرہ و فضیلت درود جمع نمودہ بودند و فضیلت ہر دعا را کہ در حدیث وارد شدہ است بلسان فارسی دریں رسالہ ترجمہ کردہ اند تا ترغیب خواندہا گردد و مشتمل است بر چند فصل، فصل اول در اذکار و ادعیہ روز (و) شب در حدیث آمدہ کہ رسول خدا ﷺ فرمودہ ہر کسی کہ بگوید ہر روز سہ بار.....

Marfat.com

ہماری محدود معلومات کے مطابق یہ رسالہ تا حال طبع نہیں ہوا، ہمارے پاس اس کے ایک ایسے خطی نسخے کی نقل ہے جس کی کتابت حاجی ف مرید [۱] حضرت خواجہ سیف الدین نے ۱۰۹۳ھ میں کی ہے، اسی قدیم نسخے کی بناء پر ہم نے اس کا متن اشاعت کے لئے تیار کیا ہے۔

حضرت خواجہ نے رسالہ خرد کے دیباچے میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

''مجموعۂ دیگر کہ ازیں رسالۂ (خرد) منفصل ومطول ست، فضائل اعمال و اذکار را بہ تفصیل نوشتہ، اگر شوق باشد بآں رجوع نمایند۔ [۲]

حضرت خواجہ نے مخلصین کی استدعا پر یہ رسالہ انہیں ارسال فرمایا تھا، اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر اس کا تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

ایں فقیر رسالۂ اذکار و ادعیہ ماثورہ موقتہ وغیر موقتہ باذکر فضائل بعضی ازاں کتب احادیث معتبر نوشتہ است نقل آں را فرستادہ مطالعہ خواہند فرمود.....

رسالہ کلانی است بزبان فارسی متضمن فوائد کثیر است اگر تمام رسالہ را مطالعہ فرمایند بہتر باشد.....[۳] فضائل ایں اذکر موقتہ بجہت اختصار دیں رسالہ (خرد) ذکر نیافتہ است رسالہ دیگر کہ بہ تفصیل فضائل اذکار موقتہ و غیر موقتہ دریں رسالہ مذکور است.....[۴] فقیر ہم ایں دعاہا در رسالہ از کتب احادیث جمع کردہ است اگر ازاں جا یاد بگیرند گنجائش دارد.....[۵]

۱۔ حاجی ف مرید خواجہ سیف الدین سے مراد حاجی عبدالروف (امام مسجد فتح پوری، دہلی) ہیں۔ (مقاماتِ معصومی ۴/۲۴۳)

۲۔ اذکارِ معصومیہ ۱

۳۔ مکتوبات معصومیہ ۲/۱۰۱/۱۵۹

۴۔ ایضاً ۲/۱۰۴/۱۶۳۔۱۶۴

۵۔ ایضاً ۲/۱۵۴/۲۵۲

Marfat.com

اذکارِ معصومیہ

اذکار کے موضوع پر حضرت خواجہ کا یہ دوسرا رسالہ ہے، اس کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

امابعد ایں رسالہ مشتمل بر مقدمہ و شش فصل است..... بدانکہ احادیثی کہ دریں رسالہ آوردہ است بعد تتبع بلیغ از کُتب معتبرہ احادیث برآوردہ است مثل جامع الاصول و مشکوٰۃ و حصن حصین و غایۃ العمال و ترغیب و ترہیب و جمع الجوامع دریں احادیث سخن نہ کردہ اند.....

حضرت خواجہ نے مکتوبات میں اس رسالے کا بھی کئی بار ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

بعضی ازیں قسم وظائف اوراد و اعمال را ایں فقیر جمع نمودہ است.....[1] فقیر از کتب معتبرۂ احادیث تتبع بلیغ نمودہ اوراد و وظائف پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم جمع نمودہ است لیکن ہنوز مسودات بہ بیاض نہ رسیدہ است سالہا ست کہ مسودہ افتادہ است توفیق بہ بیاض آں نمی یابد اگر میسر پارۂ از آں نوشتہ فرستد.....[2]

لیکن مکتوبات کی جلد دوم میں حضرت خواجہ نے مرزا خان کے نام مکتوب میں انہیں یہ رسالہ ارسال کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کی ہے:

رسالہ فرستادہ است از اول تا آخر تواند مطالعہ فرمایند و مواعظ و نصائح آں را نیک تامل نماید..... [3]

ان اقتباسات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کی تدوین ۱۰۶۳ھ تک یہ رسالہ مسودہ کی شکل میں تھا، مرتب نہیں کیا گیا تھا لیکن جلد دوم

۱۔ مکتوبات معصومیہ ۱/۱۴/۷۹

۲۔ ایضاً ۱/۱۸۲/۲۵۵

۳۔ ایضا ۲/۱۰۴/۱۶۳

Marfat.com

کی ترتیب ۱۰۷۲ھ سے پہلے اسے ترتیب دیا جا چکا تھا، لہٰذا یہ رسالہ ۱۰۶۳ھ تا ۱۰۷۲ھ کسی سال میں مدون ہوا۔

جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے مکتوبات معصومیہ کے مقدمے میں [۱] جلد اول کے منقولہ بالا اقتباس [۲] سے سہواً اس رسالے کو حضرت خواجہ کے معروف خلیفہ مولانا محمد حنیف کا جمع کردہ رسالہ سمجھ لیا ہے حالانکہ حضرت خواجہ کا بیان بہت واضح ہے۔

اس رسالے کا متن اذکار معصومیہ کے نام سے حکیم عبدالمجید سیفی نے لاہور سے ۱۳۸۴ھ میں شائع کر دیا تھا اور رسالے کا اردو ترجمہ مولانا زوار حسین کی کتاب انوارِ معصومیہ میں شامل ہے۔ [۳]

مولفِ مقاماتِ معصومی کا یہ بیان غیر واضح ہے کہ

دو رسالہ در فن حدیث نیز حضرت ایشاں جمع نمودہ اند [۴]

لیکن ہمارے نزدیک مولف کی ان دو رسائل سے مراد یہی اذکار و ادعیہ پر مشتمل دو رسائل ہیں، جن میں احادیث کی بنیاد پر اذکار جمع کئے گئے ہیں، اس کا ایک مکمل اردو ترجمہ مولانا نورالحسن تنویر چشتی نے کیا، جو تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ سے ۲۰۱۳ء کو شائع ہوا۔

۱۔ مکتوباتِ معصومیہ، مقدمہ ۱۵

۲۔ ایضاً ۱/۱۴/۷۹

۳۔ ۱۸۱۔۲۲۶

۴۔ مقاماتِ معصومی ۱۸/۵۰، نیز انہوں نے ایک مقام پر رسالہ در ادعیۂ ماثورہ موقتہ و غیر موقتہ لکھا ہے ۱۴۰، مولف روضۃ القیومیہ نے وظائف معصومی کے نام سے جس رسالے کا ذکر کیا ہے وہ ان دونوں رسائل اذکار میں سے ایک رسالہ مراد ہے۔ (۲/۱۵۵)

Marfat.com

حاجی محمد عاشور بخاری

رسالہ دراذکار یومی ولیلی کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری تھے، آپ کے بارے میں میر صفر احمد معصومی نے مقاماتِ معصومی میں لکھا ہے:

حاجی محمد عاشور بخاری قدس سرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قبلۂ ابرار (حضرت خواجہ) کے راز دار تھے، انہوں نے حضرت خواجہ کے حضور آپ کے حکم اقدس کے بموجب طالبوں کو توجہ بھی دی، انہوں نے مکتوبات شریفہ (حضرت خواجہ کی جلد ثالث) مخدوم زادۂ ثانی حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس کے حسب ایما جمع (ومرتب) کی، طویل عمر پاکر ۱۱۰۷ھ کو رحمت حق میں پیوست ہوئے اور دارالخلافہ شاہ جہان آباد میں مدفون ہیں، رحمۃ اللہ سبحانہ رحمۃً واسعۃً [1]

مقاماتِ معصومی میں ہے:

.....جلد ثالث از مکتوباتِ شریفۂ (حضرت خواجہ محمد معصوم) را حسب الایمای مخدوم زادۂ ثانی حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس جمع فرمودہ.....

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری اس امر کی خود وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

بحسب اشارۂ صاحب وصاحبزادۂ جہاں منبع بحر العرفان.....مخدوم ومخدوم زادۂ ارجمند حضرت خواجہ محمد نقشبند.....متصدی جمع آں گردید.....(۵/۳)

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم اور حاجی محمد عاشور بخاری میں بڑی موانست تھی، حضرت حجۃ اللہ نے حاجی عبداللہ کے نام اپنے مکاتیب میں حاجی محمد عاشور کا ذکر کیا ہے، ایک مکتوب میں اپنے مریدین افغانستان کو سلام لکھتے ہوئے

۱۔ مقاماتِ معصومی ۲/۶۳۷

Marfat.com

ملا عاشور کا نام بھی لکھا ہے (وسیلۃ القبول ۲/۱۳/۳۰) دوسرا خط حضرت حجۃ اللہ کے آخری سفرِ حج سے متعلق ہے جس میں سفر کے حدود و تاریخ سے حاجی عبداللہ، ملا سکندر اور ملا عاشور کو آگاہ کیا ہے۔ (ایضاً ۲/۶۳/۱۰۴۔۱۰۵)

حاجی محمد عاشور بخاری کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب موجود ہیں:

اول: درآنکہ کلمہ طیبہ توحید متضمن خلاصۂ تمام سلوک است.....(۱/۱۴۵/۲۹۶/۲۹۷)

دوم: در بعضی اسرار غامضہ (۲/۳۴/۵۸)

سوم: در بیان طریق اہل اللہ و خلاصۂ سیر و سلوک ایشاں و بیان فنای لطائف عالم امر و بقا آنہا (۳/۴/۱۵۔۱۷)

چہارم: در بیان طریق توجہ (۳/۲۵۱/۲۹۲)

حضرت خواجہ کے حینِ حیات حاجی محمد عاشور بخاری ماوراء النہر خصوصاً بخارا ہی میں متعین اور تربیت طُلاب میں مصروف تھے، حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام تیمور بیگ کولابی میں انہیں حاجی محمد عاشور کی خدمت میں رہ کر تعلیم سلوک کی تکمیل کا حکم دیا ہے:

عددی کہ اخوی حاجی محمد عاشور بہ شما نوشتہ اند بر طبق آں عمل نمایند و از جانبِ مابطریقِ سفارت بآنہا طریقہ بگویند.....(۳/۸۲/۱۲۶،۱۸۶/۲۳۶)

مکتوبات معصومیہ کی جلد اول میں حاجی محمد عاشور بخاری کے نام مکتوب (۱/۱۴۵) میں ان کے نام کے ساتھ لفظ ''حاجی'' نہیں لکھا گیا، یہ جلد ۱۰۶۳ھ میں مکمل ہوئی لیکن دوسری جلد میں ان کے نام کے ساتھ جامع نے ''حاجی'' لکھا ہے (۲/۳۴،۱۳۲) اور تیسری جلد کے منقولہ بالا اقتباس میں تو حضرت خواجہ نے خود ان کے نام کے ساتھ لفظ ''حاجی'' بھی تحریر کیا ہے، دوسری جلد ۱۰۷۲ھ میں اور تیسری ۱۰۷۳ھ میں تکمیل کو پہنچیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ حاجی محمد عاشور نے پہلی جلد کی تکمیل ۱۰۶۳ھ کے بعد اور دوسری جلد کی تدوین ۱۰۷۲ھ

Marfat.com

سے پہلے حج کیا، عین ممکن ہے حضرت خواجہ کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ میں یہ سعادت نصیب ہوئی ہو۔

حاجی محمد عاشور بخاری حسینی سید تھے، انہوں نے اپنا پورا نام اس طرح لکھا ہے:

''اضعف عباداللہ الباری حاجی محمد عاشور بن حاجی مرزا محمد البخاری الحسینی (۳/۲)

دوسری جلد کے جامع جو خود حسینی سید تھے یعنی میر شرف الدین حسینی ہروی نے بھی ان کا نام:

سیادت پناہ جامع جلد ثالث حاجی محمد عاشور بخاری (۳۴۲/۵۸)

لکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری جلد کی ترتیب ۱۰۷۲ھ کے دوران ہی حاجی محمد عاشور نے مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد کی تدوین کا آغاز کر دیا تھا، اور اس سے اگلے سال ۱۰۷۳ھ میں یہ جلد مکمل ہوگئی، ''مکاتبات قطبِ زماں'' سے اس کا سالِ تدوین برآمد ہوتا ہے۔ (۳/۵)

حاجی محمد عاشور بخاری شاعر بھی تھے، ان کی نثر و نظم دونوں کا نمونہ ان کی مرتبہ ''مکتوباتِ معصومیہ'' کی جلد سوم کا دیباچہ ہے، جس میں نثر کے علاوہ دس اشعار کی ایک نظم، تین قطعات اور ایک رباعی بھی ہے لیکن انہوں نے اس میں یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ اشعار خود ان کی تصنیف ہیں، غالب گمان ہے کہ یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں اورنگ زیب کی صحبت میں رہتے ہوئے جو عریضے ارسال کئے تھے ان میں لکھا ہے کہ حاجی عاشور بھی آپ کی ''عنایاتِ خاص'' کے امیدوار ہیں۔ (مکتوباتِ سیفیہ ۱۳/۴)

جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حاجی محمد عاشور کو سلوک کی مشق کے لئے حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا، نیز حضرت خواجہ سیف الدین نے ان کے

Marfat.com

نام کے ساتھ بخاری کی بجائے ''بلخی'' لکھا ہے، ہوسکتا ہے وہ اصلاً بخارا کے ہوں اور بلخ میں مقیم رہے ہوں۔

درسال ہزار وصد و ہفت بہ رحمت حق پیوستہ در دارالخلافہ شاہ جہان آباد آسودہ است (۳/۴۹۸ مقاماتِ معصومی)

گویا حاجی محمد عاشور بخاری ۱۱۰۷ھ میں دہلی میں فوت ہوئے اور وہیں دفن بھی، ہمیں کسی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہوسکا کہ وہ دہلی میں آکر کب اور کیوں مقیم ہوئے تھے، ممکن ہے اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے ہوں، مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے انہیں کولاب میں متعین کیا تھا [کولاب یکی از پرگنات بدخشان است (تذکرہ ہمایوں واکبر ۱۰۴)]

کولاب کے قدیم محل وقوع ومباحث کے لئے دیکھئے:

۱۔ بارٹولڈ: گزیدۂ مقالات بامداداشاریہ

۲۔ تعلیقاتِ عرشی برتاریخ اکبری ۲۸۷

۳۔ تعلیقات مینورسکی برحدودالعالم ۴۲، ۲۰۵

۴۔ تاریخ بدخشاں بامداداشاریہ

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکتوب مذکورہ بالا سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بخارا میں حاجی عبداللہ کے ہم نشین تھے، گویا حاجی محمد عاشور بخارا، بلخ اور کولاب میں مقیم رہے اور حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے سفرحج کے بعد دہلی آئے ہوں گے، ممکن ہے ان کے ہمراہ آئے ہوں۔

حاجی محمد عاشور بخاری خطاط بھی تھے، ان کا خط نہایت پختہ اور پاکیزہ تھا، مولانا محمد سالم بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی کے کتب خانہ (کوئٹہ، پاکستان) میں فصل الخطاب

Marfat.com

کا ایک قدیم قلمی نسخہ ہے، حضرات مجددیہ کو یہ نسخہ ناقص الآخر حالت میں دستیاب ہوا تھا، حضرات نے حاجی محمد عاشور بخاری سے اس کی تکمیل کے لئے کہا تو انہوں نے اس امر پر عمل کیا، نسخہ کے آخر میں انہوں نے اس کی وضاحت بھی کی ہے۔

خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد، کابل میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا جو متبرک نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہے (جس کے بعض اوراق کا عکس شامل کتاب مقاماتِ معصومی ہے) اس پر تحریرِ تملیک انہیں حاجی محمد عاشور بخاری کی ہے، اسی طرح خانقاہِ نقشبندیہ سراجیہ کندیاں (پاکستان) میں ''انیس الطالبین'' کے خطی نسخہ پر بھی ان کے دستخط ہیں، فصل الخطاب کے نسخۂ مذکورہ کے آخری اوراق کا خط اور انیس الطالبین کا خط ایک جیسا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انیس الطالبین کا مکمل نسخہ انہیں حاجی محمد عاشور کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد ثالث کے علاوہ حاجی محمد عاشور بخاری نے حضرت خواجہ کے رسالہ ''احادیث دراذکار یومی ولیلی'' کی بھی تدوین کی تھی اور اس پر ایک دیباچے کا اضافہ کیا تھا، یہ غیر مطبوعہ دیباچہ ہم نے کتاب مقاماتِ معصومی کے مقدمے میں بعنوان ''تالیفات حضرت خواجہ'' کے تحت نقل کر دیا ہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ لازم ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے کتابخانہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک کتاب مقاماتِ شیخ خواجہ محمد معصوم تالیف حاجی محمد عاشور بخاری کتابت ۱۳۲۱ھ کاتب نور محمد موسیٰ خیلی کی نشاندہی کی ہے (کتابخانہ ہای پاکستان ۱/۱۷۲) ڈاکٹر تسبیحی صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے، یہ نسخہ احقر نے خود مذکورہ کتاب خانے میں جا کر دیکھا ہے، یہ دراصل مکتوباتِ معصومیہ کی جلد ثالث ہے، جس کے دیباچے میں حاجی محمد عاشور کے نام سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ مخطوطہ شاید حضرت خواجہ کے مقامات پر ہے، اس جلد کا سالِ کتابت واسمِ کاتب بالکل یہی ہے، جو مقامات کا بتایا گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی حبیبه محمد و آله و صحبه و اتباعه
اجمعین اما بعد میگوید احقر مخلوقات حاضر محمد حافظ بخاری حسینی
که رساله اثبات سلطان الاولیاء برهان الاتقیاء شیخنا و امامنا
الشیخ محمد معصوم رضی الله تعالی عنه از کتب معتبره احادیث
در اذکار یومیه و لیلیه و غیره و فضیلت درود جمع نموده بودند
و فضیلت هر دعا را که در حدیث وارد شده است بلسان فارسی
درین رساله ترجمه کرده اند تا ترغیب خواهند کرد و مشتمل است
بر چند فصل فصل اول در اذکار و ادعیه روز و شب در حدیث
آمده که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرموده هر کسی که بگوید هر روز سه بار
صلوات الله علی آدم بیامرزد خدا تعالی گناهان او را اگرچه از کف دریا
زیاده باشد و در جهنم رفیق حضرت آدم باشد و هم در حدیث است
کسی که بگوید هر روز بی اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات برساند

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

خدای صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم فرموده هر که آیة الکرسی پس
هر نماز فرض بخواند در ذمه حق تعالی بود تا نماز دیگر و در حدیث دیگر آمده
که متولی قبض روح او هیچ کس نبود مگر خدای تعالی و همچون کسی بود که
قتال کرده است از جانب پیغمبران و رسولان او تعالی تا شهید
گشته است و هم حدیث آمده که هر که بخواند آیة الکرسی عقب
هر نماز مانع نیست او را از در آمدن بهشت مگر موت و در روایتی
آمده است هر که آیة الکرسی و قل هو الله احد پس هر نماز فرض بخواند
منع نکند او را از دخول بهشت مگر مرگ و در روایتی آیة الکرسی
پس هر نماز فرض که بخواند حق تعالی متولی قبض روح او شود و بیند خویش
و بمنزله کسی باشد که قتال کرده است او هم در حدیث است
کسی که تسبیح گوید خدای تعالی سی و سه بار و حمد گوید مر خدای تعالی را سی و سه بار
و تکبیر گوید مر او را سی و سه بار و این نود و نه است و بگوید تمام
صد را لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد
وهو علی کل شیء قدیر آمرزیده شود گناهان او اگرچه باشند مانند
کف دریا و هم در حدیث است یا دلالت کنم مر ترا بچیزی که اگر
بگیری آن را دریابی کسانی را که سبقت کرده اند بر تو و در نیابد ترا
کسی که بفاضل باشد مگر کسی که بگوید و بگیرد این عمل را تکبیر گوید هر نماز
سی و چهار تکبیر و تسبیح بگوید و سی و سه بار تسبیح و تحمید بگوید و سی و سه
تحمید و هم در حدیث است کسی که خوش کند او را این که پیمانه او پوره

قیامت
دهد در روز

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بحری که تاثیر کرده بود در کردن مبارک او و بجا رو جب نمایز
کرده بود که جامهای او کرد آلوده شده بود رسول خدا صلی الله
تعالی علیه وعلی آله وسلم سنبل بود من نیز طلبم که شم سنبل است
که پیش از رسول خدا شنوده بودم برای تبرک و شادیم برای تبرک و شادی فاطمه آمد سنبل نشنود
علیه وعلی آله الصلوة والسلام مجمی دید و حاجت خود با گفت
در روز دوم نشنود علیه وعلی آله الصلوة السلام تبرک و شادی فاطمه
بیامد و این حاجت خود پیش رسید فاطمه رضی الله عنها شاید نیوشش
حاجت خود بخواهد گفت یا رسول الله من حاجت آنرا گفتم
این را بسیار شنید نوبتی که نزد رسول الله مبارک او را شنوده
بود و نیز آب برداشته بود که در کوشش مبارک او را شنوده
که پیش از خود برده و شادیم برای تبرک و شادی خود خواهد تا شریک شنوده و برکات
رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم او را نیز حاصل شود
بنزدیک فاطمه رضی الله عنها آمد و حاجت خود بخواست
فاطمه رضی الله عنها گفت که رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم
بنزدیک من آمد و حاجت خود بخواست
گفت یا رسول الله من حاجت آنرا گفتم
این را بسیار شنید نوبتی که نزد رسول الله مبارک او را شنوده
بود و نیز آب برداشته بود که در کوشش مبارک او را شنوده
که پیش از خود برده و شادیم برای تبرک و شادی خود خواهد تا شریک شنوده و برکات
رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم او را نیز حاصل شود
بنزدیک فاطمه رضی الله عنها آمد و حاجت خود بخواست
فاطمه رضی الله عنها گفت که رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم
بنزدیک من آمد و حاجت خود بخواست
گفت یا رسول الله من حاجت آنرا گفتم
این را بسیار شنید نوبتی که نزد رسول الله مبارک او را شنوده
بود و نیز آب برداشته بود که در کوشش مبارک او را شنوده
که پیش از خود برده و شادیم برای تبرک و شادی خود خواهد تا شریک شنوده و برکات
رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم او را نیز حاصل شود
بنزدیک فاطمه رضی الله عنها آمد و حاجت خود بخواست
فاطمه رضی الله عنها گفت که رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم
بنزدیک من آمد و حاجت خود بخواست
گفت یا رسول الله من حاجت آنرا گفتم
این را بسیار شنید نوبتی که نزد رسول الله مبارک او را شنوده
بود و نیز آب برداشته بود که در کوشش مبارک او را شنوده
که پیش از خود برده و شادیم برای تبرک و شادی خود خواهد تا شریک شنوده و برکات
رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم او را نیز حاصل شود
بنزدیک فاطمه رضی الله عنها آمد و حاجت خود بخواست
فاطمه رضی الله عنها گفت که رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم
بنزدیک من آمد و حاجت خود بخواست
گفت یا رسول الله من حاجت آنرا گفتم
این را بسیار شنید نوبتی که نزد رسول الله مبارک او را شنوده
بود و نیز آب برداشته بود که در کوشش مبارک او را شنوده
که پیش از خود برده و شادیم برای تبرک و شادی خود خواهد تا شریک شنوده و برکات
رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم او را نیز حاصل شود
بنزدیک فاطمه رضی الله عنها آمد و حاجت خود بخواست
فاطمه رضی الله عنها گفت که رسول خدا صلی الله علیه وعلی آله وسلم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

لا إله إلا الله ملأ أرضه لا إله إلا الله ملأ ما بينهما ملأ سمواته
لا إله إلا الله مثل ما أرضه لا إله إلا الله ملأ ما بينهما ملأ سمواته
الحمد لله عدد ما خلق والحمد لله ملأ ما خلق الحمد لله عدد
ما في السموات والأرض والحمد لله عدد ما أحصى كتابه و
والحمد لله عدد كل شيء والحمد لله ملأ كل شيء
سبحان الله عدد ما خلق سبحان الله ملأ ما خلق سبحان
الله عدد ما في السموات والأرض سبحان الله عدد ما
أحصى كتابه سبحان الله عدد كل شيء سبحان
الله ملأ كل شيء بياعوذ إذا كلمتا بياعوذ لصافي لكم يعوذ
الشيطان ثم ترجمت بهذه الكلمات صلى الله عليه وسلم
بهذا سمعت في الصلوات بعض هذا بعضهم أكثر من بعض كان يقول
بعد ما ترجمت صلى الله عليه وسلم ترجمة هي أكثر من
بعض هذا بعد ما ترجمت صلى الله عليه وسلم ترجمة هي أكثر

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

الاسلام

Marfat.com

Marfat.com

للمورعین اللهم استر عوراتنا وامن روعاتنا و
در حدیث است بگو اللهم اغفر لی اوسع من ذنوبی و رحمتک
اعذب من عملی و هم در حدیث است بگو اللهم اغفر لی
ارحمنی وعافنی وارزقنی پس بدرستی که این کلمات جمع
کنند دنیا ترا و آخرة ترا و هم در حدیث است که بگو اللهم
ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانه لا یغفر الذنوب
انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت
الغفور الرحیم و هم در حدیث است بدرستی که
[illegible] است نزد حق تعالی آنست که بگوید بنده اللهم انت ربی
انا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی ولا یغفر
الذنوب الا انت ای رب فاغفر لی و هم در حدیث است
رسول الله آیا نمی آموزی مرا دعا که دعا کنم خود را فرمود
بگو اللهم رب النبی محمد فاغفر لی ذنبی واذهب
غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتنة و هم در حدیث
است ترا پنج هزار گوسفند یا بیاموزم ترا پنج کلمه که در آن صلاح دین
و دنیا تو بود اللهم اغفر لی ذنبی ووسع لی خلقی وطیب لی
کسبی وقنعنی بما رزقتنی ولا تذهب طلبتی الی
شیء صرفته عنی و هم در حدیث است لا [illegible] بگوید این
دعا را بدرستی که سیست از اسماء حق تعالی اللهم

انی اسألک

Marfat.com

که گنج میکند طلا و نقره را پس بسیار بگو تو این کلمات را اللهم
انی اسألک الثبات فی الارض واسألک شکر
نعمتک واسألک حسن عبادتک واسألک یقینا
صادقا واسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا واسألک من خیر ما تعلم
انک واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم انک
علام الغیوب و هم در حدیث است فاذا انا بربی فی احسن
صورة الحدیث و هم در حدیث است که حق تعالی فرموده پیغمبر را
صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم سواک بکن و بگفتم اللهم
انی اسألک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین
وان تغفر لی وترحمنی واذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی
غیر مفتون واسألک حبک ومن یحبک وحب عمل یقربنی
الی حبک و هم در حدیث است بدرستی که جبرائیل علیه السلام پیش من آمد
در نیکوترین صورتی که هرگز مثل آن نازل نشده خندان و مستبشر
پس گفت السلام علیک یا محمد گفتم وعلیکم السلام یا جبرائیل گفت
حق تعالی مرا فرستاده است بسوی تو بهدیه گفتم هدیه چیست گفت
کلمات است از گنجهای زیر عرش که حق تعالی کرامت داده است ترا آن کلمات
گفتم کدام است آن کلمات این دعا خواند گفتم پس ثواب این کلمات
اینست یا من اظهر الجمیل وستر القبیح ولا یؤاخذ
بالجریرة ولا یهتک الستر یا عظیم العفو یا

حسن

Marfat.com

حسن التجاوز یا واسع المغفرة یا باسط الیدین یا
صاحب کل نجوای یا منتهی کل شکوی یا کریم الصفح یا
یا عظیم المن یا مبتدی النعم قبل استحقاقها
یا ربنا و یا سیدنا و یا مولانا و یا غایة رغبتنا اسالک یا الله
ان لا تشوی خلقی بالنار انواع استغفار ماثور و مشهور است
که مرویست از رسول خدا صلی الله تعالی علیه و آله و سلم فرمود
استغفر الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم الحی القیوم
الذی و اتوب الیه رب اغفر لی بیست و پنج [illegible]
و نه اهل خود و نه در مدینه خود و نه در بلده که او در آنست هیچ [illegible]
پس باید مواظبت کردن برین استغفار بیگاه و بیگاه پس پسران
خود را بتحقیق که بودند جماعه از مشایخ و علما که وصیت میکردند
شاگردان خود را و پسران خود را و خادمان خود را و مصاحبان
خود را و ترغیب مینمودند ایشان را بر مواظبت و ملازمت
این استغفار از برای دیدن ایشان در وقت عظیم و برکت جزیل و نفع
بزرگ مرویست که مردی نزدیک رسول خدا صلی الله تعالی علیه و آله
و سلم شد و گفت یا رسول الله چیزی از حق تعالی سؤال کنم چه چیز
فرمود بگو اللهم اغفر لی و ارحمنی و عافنی و ارزقنی رسول علیه
السلام [illegible] خود را جمع کرد و در آن انگشتان نیز فرمود پس بدرستی
این کلمات جمع میکند دنیا ترا و آخرت ترا پس [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

او را مادر او و هم در حدیث است که اسباغ نمیکند بنده وضو را مگر بخشیده شود
گناهان ما تقدم و ما تأخر او ابوبکر مروزی گفته رجال اسناد او
ثقات اند الحمد لله رب العالمین و هم در حدیث است
فضیلت نمازی که بمسواک است بر نمازی که بی مسواک است بیفتاد
ضعف است فضیلت درود و الفاظ آن رسول خدا صلی الله
تعالی علیه و علی آله وسلم فرمود و امده پیش من جبرائیل گفت ای محمد راضی
نمیکند ترا آنکه پروردگار تو میفرماید درود نمیفرستد بر تو هیچ
یکی از امت تو یک درود مگر آنکه درود بفرستم بر وی ده درود
و دو سلام و نفرستند بر تو هیچ یکی از امت تو یک سلام مگر آنکه سلام
بفرستم بر وی ده سلام گفتم بلی ای پروردگار من و هم در حدیث است
هر که درود بفرستد بر من نزد حق قبر من میشنوم من آنرا و هر که درود بفرستد
بر من از دور موکل میکند حق تعالی بآن فرشته را که میرساند مرا و کفایت میکند کار
دنیا و آخرت او را باشم من او را سید و شفیع و هم در حدیث است هر که
درود بفرستد بر من یک درود بفرستد حق تعالی و فرشتگان او بآن هفتاد درود
پس آنکه درود بفرستد یا بسیار و هم در حدیث است حج فرض است ادا کند
بدرستی که آن بزرگتر است از روی اجر از هفتاد غزا در راه خدا
و بدرستی که درود بر من برابر است همه اندازه او و هم در حدیث است
مر جبرائیل از نزد وی پس گفت ای محمد میگوید ترا حضرت رب العالمین
کسی که پیش او ذکر تو شود پیش تو درود نفرستد بر تو در آید در آتش

Marfat.com

Marfat.com

وثیقۃ الاکابر

اعنی

معجم الشیوخ شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری

تالیف

شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری

(۱۱۰۰۔۱۱۹۵ھ/ ۱۶۸۸۔۱۷۸۱ء)

عکس مبنی برنسخۂ خطی مملوکہ حضرت پروفیسر نثار احمد جان سرہندی

(میر پور خاص، سندھ)

بمقدمۂ مختصر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

عکسی اشاعت کی تحریک

اپریل ۱۹۷۴ء کو پنجاب پبلک سروس کمیشن، لاہور سے علم تاریخ کا لکچرر منتخب ہونے کے بعد دسمبر میں موسم سرما کی تعطیلات کے دوران علمی تحقیقات کے لئے پشاور گیا تو پشاور یونیورسٹی کے اسلامیہ کالج کی لائبریری میں حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری کی معجم الشیوخ یعنی ''وثیقۃ الاکابر'' کا قلمی نسخہ دیکھ کر بہت خوش ہوا، اس کی فوٹو کاپی کی درخواست کی تو صاف انکار کر دیا، مایوسی کے عالم میں وہاں ایک صاحب سید سعید اللہ جان استاد شعبہ علوم اسلامیہ وعربی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ میں شاہ فقیر اللہ کی فتوحات غیبیہ کے مقدمہ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہا ہوں۔

تمہیں اگر وثیقۃ الاکابر کی اسلامیہ کالج سے کاپی نہیں ملی تو میر پور خاص (سندھ) کے بزرگ حضرت محمد اسحٰق جان سرہندی کے پاس اس کا ایک خوشخط نسخہ ہے، تم اس سے کاپی بنوالینا، وہاں اس مقصد کے لئے ایک خط لکھا تو کوئی جواب نہ آیا، اتنے میں ان کا وصال ہو گیا، اس دوران مجھ عاجز کی سلسلۂ نقشبندیہ کے بارے میں کئی اہم کتب شائع ہو گئیں تو مرحوم کے صاحبزادہ پروفیسر نثار احمد جان سے شناسائی ہو گئی، ان سے اس کی فوٹو کاپی کی درخواست کی تو چند سال پہلے انہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اس کی کاپی بذریعہ ڈاک ارسال فرمادی، موجود عکسی اشاعت اسی نسخہ پر مبنی ہے۔

اس دوران مجھے محدثین ومشائخ کے معاجم سے غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو چکی تھی اور میں نے عربی کے تمام معجم جمع کر لئے، لیکن تا حال کسی نے شاہ فقیر اللہ علوی کا یہ بیش بہا معجم مرتب کر کے شائع نہیں کیا، میرا عرصہ دراز سے اس پر تحقیق کا ارادہ تھا، لیکن دوسرے علمی

Marfat.com

مشاغل کے باعث اس پر توجہ نہ دے سکا، اب زندگی کی امید کم رہ گئی ہے تو یہ سوچ کر کہ یہ قلمی نسخہ جو ایک ذاتی ذخیرہ میں ہے، کہیں ضائع نہ ہو جائے، سر دست اس کا عکس ہی شائع کر دیتے ہیں، ممکن ہے کسی کو اس کے تقابلی متن کی تیاری کی توفیق میسر آ جائے۔

۱۵/ مارچ ۲۰۱۹ء

مخلص

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری

مولف وثیقۃ الاکابر

شاہ فقیر اللہ علوی، بارہویں/ اٹھارہویں صدی کے اکابر علماء ومشائخ میں سے تھے، آپ متعدد دقیق علمی کتابوں کے مولف کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔

آپ نے اپنا مقامِ ولادت روتاس اور مستقر جلال آباد (افغانستان) کی حدود میں واقع علاقہ حصارک بتایا ہے، [۱] جہاں آپ نے اپنے والد کا نام عبدالرحمٰن لکھا ہے اور اپنا مسلک حنفی بھی تحریر کیا ہے، آپ کے والد گرامی شیخ عبدالرحمٰن کا شمار بھی علماء ومشائخ میں تھا، جن کا مزار قلاس آباد ترتاسی، جلال آباد میں ہے، جن کا نسب حضرت محمد بن حنفیہ کے ذریعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے واصل ہوتا ہے۔ [۲]

شاہ فقیر اللہ کا سالِ ولادت حتمی طور پر معلوم نہیں ہے لیکن متاخر تذکرہ نویسوں نے حدود (۱۱۰۰ھ/ ۱۶۸۸ء قیاس کیا ہے، [۳] ایک مکتوب میں آپ نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے:

۱۔ فقیر اللہ علوی: مکتوبات ۲/ ۲۷

۲۔ بیاض علوی بحوالہ مقالہ شاہ امین اللہ علوی، مقالہ شاہ فقیر اللہ علوی، مشمولہ (رسالہ) الرحیم سندھی ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۴

۳۔ ایضاً

Marfat.com

خادم الفقراء فقیراللہ بن عبدالرحمٰن الحنفی القرشی الہاشمی الرتاسی الجلال آبادی [۱]

''وثیقۃ الاکابر'' میں نسبت ''الحسنفی'' لکھی ہے اوراس کے حاشیہ پر محشی نے اس نسبت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد امام محمد بن حنفیہ از اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے، [۲] مکتوبات میں حنفی سہو کتابت ہے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم کے متعلق واضح معلومات نہیں ملتیں، آپ نے اپنے مکتوبات اور ''وثیقۃ الاکابر'' میں لکھا ہے:

جری علی هذه الحال فی الحصارک حین کنت مشغولاً فی طلب العلم فی خدمت مولانا الفاضل العلامة حاوی المنقول محمد صادق بن دیندار النیگنهاری الحصارکی و کان فی خدمته الفقیه عبدالشکور النیکهاری الکند باغی یقره علیه المطول فی المعانی [۳]۔

وثیقۃ الاکابر میں اپنے اس استاد کے القاب اس طرح لکھتے ہیں:

الحبرالتحریر فی التقریر والتحریر مولانا المحقق محمدصادق بن دیندار النیکهناری الحصار کی غفرهما الله تعالٰی وقد اجاز لی فی المشکوة [۴]۔

۱۔مکتوبات ۳۳/۳

۲۔ وثیقۃ الاکابر ورق اول، مکتوبات کے مطبوعہ نسخہ میں یہ نسبت غلط فہمی کی بنیاد پر الحنفی لکھی گئی ہے (ص ۳۳) اگرچہ آپ مسلکاً حنفی تھے۔

۳۔مکتوبات ۴۲/۱۵۰۔۱۵۱

۴۔وثیقۃ الاکابر ورق ۱

Marfat.com

ان اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ شاہ فقیراللہ علوی اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اپنے مولد حصارک میں جب کہ وہ وہاں متعلم تھے، مولانا محمد صادق بن دیندار ننگر ہاری حصارکی کی خدمت میں تحصیل علم کرتے رہے۔

۲۔ پھر وہاں کے فقیہ مولانا عبدالشکور نیگر ہاری کند باغی کے پاس جا کر بھی پڑھا اور ان سے مطول فی المعانی پڑھی۔

۳۔ کتاب وثیقۃ الاکابر کے حاشیہ پر آپ نے لکھا ہے کہ مولانا محمد صادق کے ہاں مشکوۃ شریف نصف اول تک پڑھی۔

قیاس ہے کہ اس سے پہلے کے ابتدائی علوم آپ نے اپنے والد گرامی مولانا عبدالرحمٰن کی خدمت میں پڑھے ہوں گے، جو خود ایک عالم و عارف تھے، جن کا مزار علاقہ روتاس قلاس آباد ترتاسی، جلال آباد میں ہے۔[۱]

مولانا شاہ شکارپوری کے دونوں ابتدائی اساتذہ مولانا محمد صادق اور مولانا عبدالشکور ننگر ہاری کند باغی کے حالات سے میں تا حال ناواقف ہوں۔

شاہ فقیراللہ نے اس ابتدائی تعلیم کی تحصیل کے بعد علاقہ سرحد کے ایک ذی علم بزرگ اخوند شیخ محمد مسعود دوابی ثم خرقی کی خدمت میں سلوک کے لئے حاضر ہوئے، جو لاہور کے مشہور عالم وصوفی حاجی محمد سعید لاہوری (۱۰۲۵۔۱۱۴۵ھ/۱۶۱۶۔۱۷۳۲ء) سے بیعت ہوئے، جو پہلے شیخ اسداللہ وزیرآبادی خلیفۂ شیخ آدم بنوری (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) خلیفۂ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے، پھر شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری (ف ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۳ء) سے سلسلۂ شطاریہ میں خلافت یاب ہوئے، اس دوران

۱۔ بیاضِ علوی بحوالہ الرحیم سندھی ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۴

Marfat.com

شیخ محمد اشرف سرہندی (۱۰۴۳۔۱۱۱۸ھ/۱۶۳۳۔۱۷۰۷ء) سے بھی سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی۔

حاجی محمد سعید لاہوری ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۳ء کے بعد حج کے لئے بھی حرمین الشریفین حاضر ہوئے، اور وہاں کے مشائخ میں سے سید محمود کردی (خادم روضۂ شریفہ نبی کریم ﷺ) سے بھی سلسلۂ قادریہ میں خلافت حاصل کی، مدینہ منورہ میں ہی وہاں کے بڑے عالم شیخ ابوطاہر محمد کردی (۱۰۸۱۔۱۱۴۵ھ/۱۶۷۰۔۱۷۳۳ء) بن شیخ ابراہیم کردی کورانی (ف ۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء) سے سلسلۂ قادریہ میں نعمت خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔

حاجی محمد سعید لاہوری کی عمر ایک سو بیس سال تذکرہ نویسوں کی مبالغہ آرائی نہیں ہے بلکہ آپ کی دونوں معاصر سوانح عمریوں ''تذکرۃ الارشاد'' اور ''قران السعدین'' میں آپ کی یہی عمر درج ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) حج کے ارادہ سے اواخر ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۱ء کو حرمین الشریفین جاتے ہوئے حاجی محمد سعید سے لاہور میں ملے تھے اور ان سے ایک اجازت بھی لی تھی، یہ ان کی عمر کا آخری زمانہ تھا، شاہ صاحب نے ان کا اجازت نامہ نقل کرتے ہوئے انہیں ''شیخ المعمر'' بھی لکھا ہے۔[1]

ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ فقیر اللہ علوی بیعت تو حاجی محمد سعید لاہوری سے تھے اور آپ ہی کے ایما پر آپ کے خلیفہ اخوند محمد مسعود مذکور سے سلوک کی مشق کرتے رہے تھے،[2] کیونکہ شاہ فقیر اللہ کے حاجی صاحب سے براہ راست روابط تھے، انہوں نے وحدت الوجود اور شہود کے موضوع پر حاجی صاحب سے مراسلت کی تو انہوں نے اس موضوع کی تحقیق پر ان کے لئے کلمات تحسین تحریر کئے تھے۔[3]

۱۔ الانتباہ ص ۲۸ ۲۔ اخوند محمد مسعود پشاوری، دوابی ثم خرقی کے یہ تمام حالات ''قران السعدین'' کے مقدمہ سے ماخوذ ہیں، جو امام ربانی پبلی کیشنز، لاہور سے ۲۰۱۸ء شائع ہوئی تھی۔ ۳۔ مکتوبات ۳۲/۲

Marfat.com

ایک مقام پر اپنے ان مشائخ کا ذکر کیا ہے، جن کے ساتھ صحبت رہی:

قد صحبت بفضل الله وعونه كثيرا من خيار عبادالله تعالىٰ كالشيخ العارف بالله قطب الاقطاب محمد معصوم الثانی السرهندی وكالشيخ العارف بالله الحاج محمد يوسف الشافعی السواتی الغافينی بالفاء الفارسيه وكالشيخ محمدحيات السندی المحدث المدنی الی غير ذلك و مع افردت اسانيد سلاسل الصحبة..... السند الاول المصحبة المتصلة الی سرالله الاعظم عليه الصلوة والسلام بالطريقة النقشبندية فالعبد الضعيف المفتقر الی الله خادم الفقراء فقير الله عفی عنه..... صحب الشيخ الاجل قطب الاقطاب مرشد الشيخ والشاب الفاضل العلامة محمد مسعود الپشاوری قدس سره.....بالسند الصحيح المستفيض المتصل ومن هذا الطريق حصل لنا نسبة تلقين اسم الذات والنفی والاثبات وهو صحب الغوث الاكمل الحاج محمد سعيد اللاهوری قدس سره صحب الشيخ سعدالله الوزير آبادی..... اھ

اس اقتباس میں مذکور شخصیات میں سے خواجہ غلام محمد معصوم ثانی (ف۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء) بن شاہ محمد اسماعیل بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مراد ہیں اور شیخ محمد یوسف شافعی سواتی غافینی کے حالات سے ہم واقف نہیں ہیں، شیخ محمد حیات سندھی مدنی تو مشہور محدث تھے، جن کے ساتھ اتصال کا شاہ فقیراللہ کے

۱۔ایضاً ۴/۷۴_۳۱۹_۳۲۰

Marfat.com

حالات میں خصوصی ذکر کیا جائے گا۔

شاہ غلام محمد معصوم ثانی کے فرزند شاہ صفی اللہ معصومی (۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۸ء) تو تین مرتبہ سندھ تشریف لائے اور قیام کیا، شکار پور بھی گئے تھے۔ [1]

شاہ فقیر اللہ علوی نے اپنی پہلی خانقاہ کی بنیاد اپنے مستقر جلال آباد (افغانستان) میں رکھی تھی، چونکہ وہاں کے حکمران اُن کے بہت عقیدت مند تھے، احمد شاہ درانی اور اس کے فرزندوں کے ساتھ ان کے مراسم بہت اچھے تھے، درانی نے شاہ صاحب کو بہت سی زمین بطور مدد و معاش کے دی تھی، پھر درانی کی فتح پنجاب و سندھ کے بعد حاکمان سندھ کی شاہ صاحب کی عقیدت اتنی بڑھی کہ آپ جلال آباد چھوڑ کر شکار پور، سندھ ہجرت کر آئے۔

سندھ میں وہاں کے سب سے بڑے عالم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (ف ۱۱۷۴ھ/ ۱۷۶۱ء) اور مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) کے ساتھ شاہ صاحب کے صرف متعلمانہ مراسم نہیں تھے بلکہ علمی اعتبار سے یہ حضرات نہ صرف سندھ بلکہ عالم اسلام میں اپنے علمی تبحر کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے، ان کے استاد مخدوم محمد ہاشم خود حج کے ارادہ سے حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو وہاں کے بڑے عالم مفتی عبدالقادر صدیقی حنفی مکی (ف ۱۱۳۸ھ/ ۱۷۲۵ء) سے بھی حدیث شریف اور دیگر علوم کی سندیں لیں، گویا شاہ فقیر اللہ علوی کا یہ سفر حج مفتی صاحب کے حینِ حیات ہوا، مولانا دین محمد وفائی نے بغیر کسی سند کے یہ لکھ دیا ہے کہ شاہ فقیر اللہ نے سات مرتبہ حج کیا اور ہر مرتبہ علمی فوائد حاصل کئے، [2] اپنے ایک حج کے بعد

۱۔ مناقب مخدومین، مقدمہ ۲۱۔۲۲

۲۔ وفائی: تذکرہ مشاہیر سندھ ۳/ ۳۴۸ شاہ فقیر اللہ نے جلال آباد سے ہجرت کر کے جب سندھ میں قیام کیا تو وہاں جن سندھی علماء سے تحصیل کی ان کے اسماء پروفیسر علوی نے اپنے مقالہ مشمولہ الرحیم سندھی ستمبر ۱۹۷۱ء میں دے دیئے ہیں، نیز انہوں نے اپنی خاندانی بیاضوں کے حوالہ سے شاہ صاحب کے اسفار حرمین کے سنین بھی درج کئے ہیں۔

Marfat.com

۱۲ر جمادی الاول ۱۱۶۲ھ/ ۱۷۴۹ء کو مدینہ منورہ حاضر ہونے کا خود ذکر کیا ہے۔[۱]

شاہ فقیر اللہ نے اپنی کتاب قطب الارشاد میں مفتی عبدالقادر مکی سے ۳۶ سلاسل میں اجازت لینے کا ذکر کیا ہے۔[۲]

شاہ فقیر اللہ علوی یقیناً مذکورہ سفر حرمین الشریفین کے دوران ہی مدینہ منورہ کے مشہور محدث علامہ شیخ محمد حیات سندھی ثم مدنی (ف ۱۱۶۳ھ/ ۱۷۵۰ء) سے فیض یاب ہوئے ہوں گے، آپ نے ان سے صحاح ستہ کی اجازت لینے کا ذکر کیا ہے،[۳] اور اپنی ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء میں تالیف ہونے والی کتاب قطب الارشاد میں تحریر کیا ہے کہ شیخ محمد حیات نے اپنی ثبت میں منقول تمام اسناد کی مجھے اجازت دی تھی۔ [۴]

شاہ فقیر اللہ علوی کا تقریباً ۹۵ سال کی عمر میں ۳ر صفر ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء کو وصال ہوا، اپنے آخری مستقر شکار پور (سندھ) میں دفن ہیں۔

رب کریم نے انہیں کثیر اولاد سے نوازا تھا، ان کے سترہ فرزند تھے، ان میں سے بعض نوعمری میں فوت ہو گئے اور کچھ بڑے ہو کر وقت کے علماء میں شمار ہوئے۔ [۵]

شاہ فقیر اللہ علوی عربی، فارسی اور سندھی میں بہت سی دقیق کتابوں کے مولف تھے، جن میں سے قطب الارشاد، مکتوبات، فتوحات الغیبیہ، طریق الارشاد، وثیقۃ الاکابر وغیرہ

۱۔ مکتوبات ۹/۲۶

۲۔ مقالہ پروفیسر علوی اکتوبر ۱۹۷۱ء

۳۔ وثیقۃ الاکابر ورق الف

۴۔ قطب الارشاد ۶۴۴

۵۔ پروفیسر امین اللہ علوی نے آپ کے فرزندوں کے انساب پر ایک مفصل مقالہ رسالہ الرحیم (سندھی) اپریل، مئی ۱۹۷۳ء میں لکھا ہے۔

Marfat.com

زیادہ مشہور ہیں، پشاور یونیورسٹی کے ایک استاد سید سعید اللہ نے آپ کی دقیق ترین تالیف فتوحات الغیبیہ کے صرف مقدمہ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا تھا، جس پر سندھ یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ کی سند دی تھی، جس میں شاہ صاحب کی تالیفات کی تفصیل بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

شاہ صاحب کے ایک خلیفہ مظہر بن نعمان جلال آبادی نے آپ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ''ہدایت السالکین'' کے نام سے جمع کیا تھا، جس کے قلمی نسخے کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہیں اور آپ کے مکتوبات کے جامع محمد فاضل بن پیر محمد بن الیاس انصاری بھی آپ کے خلیفہ تھے۔

شاہ فقیر اللہ سے ان گنت افراد بیعت ہوئے اور بہت سے اصحاب آپ سے خلافت یاب ہوکر مرتبہ علیہ پر پہنچے۔

شاہ فقیر اللہ علوی کتابوں کے بہت شائق تھے چونکہ درجہ اول کے عالم تھے، ہر جگہ سے کتابیں خرید کر جمع کرتے رہتے تھے، یہ عظیم الشان کتب خانہ شکار پور، (سندھ) میں تھا، جو امتدادِ زمانہ سے تباہ ہوگیا۔[1]

وثیقۃ الاکابر

یہ شاہ فقیر اللہ علوی کی معجم الشیوخ (ثبت) ہے، جس میں آپ نے اپنی تمام سندیں جمع کردی ہیں، یہ کتاب تا حال شائع نہیں ہوئی ہے، اس کے مندرجہ ذیل نسخوں کا ہمیں علم ہے:

۱۔ اسلامیہ کالج، پشاور یونیورسٹی لائبریری (شمارہ ۳۷۵)

۱۔ قاسمی: مقالاتِ قاسمی ۳۴۵

Marfat.com

اس کے خاتمہ پر کاتب نے سالِ کتابت نہیں لکھا، فہرست کے مرتب ومولانا عبدالرحیم نے اس کی سال کتابت ۱۱۶۰ھ لکھا ہے، [۱] جو غلط فہمی ہے کیونکہ یہ کتاب تو تالیف ہی ۱۱۶۵ھ کو ہوئی تھی، اس کی کتابت ۱۱۶۰ھ کو کیسے ہوسکتی ہے؟ دراصل ناقل نے مولف کا خاتمہ بھی اس میں نقل کر دیا ہے، جس فہرست ساز نے سہواً سال کتابت سمجھ لیا، سید سعید اللہ نے اس کا سالِ کتابت ۱۱۸۸ھ معلوم نہیں کیسے فرض کرلیا۔ [۲]

۲۔ اس کا دوسرا قلمی نسخہ شاہ فقیر اللہ کے خاندانی کتب خانہ میں موجود تھا، جو علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے ان کے پاس دیکھا تھا۔ [۳]

۳۔ تیسرا نسخہ حافظ محمد کاکڑ، کوئٹہ، بلوچستان میں ہے، [۴] جو شفیع احمد علوی لے آئے تھے جو غالباً یہی نسخہ نمبر ۲ ہی ہے۔

۴۔ اس کا چوتھا نسخہ اس وقت پروفیسر نثار احمد سرہندی صاحب کے پاس ہے جو آبائی طور پر ان کے کتب خانہ کی زینت ہے، پیش نظر عکسی اشاعت اس پر مبنی ہے، جس کے کاتب کا نام فرید الدین محمد ہے، سال کتابت درج نہیں ہے، ایک ملکیتی تحریر ۱۲۱۰ھ کی ہے گویا یہ نسخہ اس سنہ سے پہلے کا مکتوبہ ہے۔

قلمی نسخہ کتب خانہ اسلامیہ کالج، پشاور اور نسخہ مملوکہ پروفیسر نثار احمد خان سرہندی کے پہلے زاید ورق پر لکھا ہوا ہے: "قد الفها فی الشکارپور من مداین السند سنة خمسین و ستین و مایة و الف" یعنی یہ کتاب شکارپور (سندھ) میں ۱۱۶۵ھ کو تالیف ہوئی۔

۱۔ لباب المعارف العلمیہ ۶۹

۲۔ سید سعید اللہ: وثیقۃ الاکابر، مقالہ مشمولہ الرحیم سندھی، جنوری۔فروری ۱۹۷۹ء

۳۔ مقالاتِ قاسمی ۳۴۴

۴۔ سید سعید اللہ، مقالہ مذکورہ ۱۶

Marfat.com

Marfat.com

الرباني

كتاب

وثيقة الاكابر للعالم بالعلم اللدني الوهبي الشيخ الحاج فقير الله بن عبد الرحمن

الحنفي القرشي الهاشمي عامله

الله بلطفه الخفي الوفي رضي الله تعالى

عنه وعن اولاده واسلافه

آمين وقد الفها في

التكارپور من مدائن

السند سنة خمس

وستين ومائة

الف سنة ١١٦٥

متملكات ١٢١٠

الرباني

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم ونستعين

الحمد لله الذي وفقنا لتحمل الاسانيد والصلوة والسلام على خاتم
الرسالة وعلى آله وصحبه على التابيد اما بعد فيقول اقل عباد الله
خادم الفقراء فقير الله بن عبد الرحمن الحنفي القرشي الهاشمي الرتاسي ثم
الجلالابادي الحصاري عامله الله تعالى بلطفه الخفي لما منح الله جل مجده
علي باجازات العلوم الدينية المثمرة لمعارف اليقينية من الكتاب والسنة واصول
الفقه وفروعها السنية الائمة والنحو والآداب والقصائد وطرق الصواب
لبفارة ورثته مطهره الائمة عليه من الصلوة والتحيات الاعم منهم الجد المحرر
في التقرير والتحرير مولانا المحقق محمد صادق بن دلدار النيكهاري
الحصاري غفرهما الله تعالى وقد اجاز لي المتكوة ومنهم الشيخ الامين رئيس
المحدثين سالك مسلك النجاة مولانا محمد حيات السندي المدني رحمه الله تعالى
وقد اجاز لي الصحاح الستة وغيرها ومنهم الشيخ الفقيه الطيب خطيب بن عمر بن
عبد اللطيف الشافعي اليمني الحديدي وقد اجاز لي بجميع مروياته عن ابي ذكريا يحيى ابن

ثم ق

Marfat.com

شرف النووي رحمه الله تعالى ومنهم العلامة سيد السند محمد هاشم بن عبد الغفور
التتوي غفره الله تعالى وقد اجازني في العلوم المذكورة ومنهم الشيخ الكامل
والعلامة العامل غنيمة العصر والاوان قطب اقطاب في الزمان مولانا
محمد مسعود البشاوري رحمه الله وقد اجازني في ستة طرق واخبرني بالطريقة الكبروية
ايضا فاردت تاليف اسانيدها في كراسات عديدة مع تحقيقات مزيدة
من كتب الائمة الاعلام من الثقات وعلماء الاسلام كالعسقلاني والاكمل
وصاحب فتح القدير وعقود المكان مؤثرا اثرهم ومكتفيا بذكر اسانيد جميع
ما اخبرني العلامة التتوي اجازة لاشتماله على ما اخبرني به المشائخ رحمهم الله تعالى
وسند الخطيب في جميع ما روى من الشيخ ابي زكريا يحيى بن شرف النووي رحمه الله تعالى
وسندي الطريقة من القطب ورتبتها بمقدمة اذكر فيها ما ينبغي للتقديم وسند النحو
ايضا لكونه آلة التعلم والتعليم وثمانية فصول الفصل الاول في سند اصول الدين
والعقائد مطلقا الفصل الثاني في سند القرآن العظيم مع الروايات عن القراء
السبعة من طريق رواتهم الاربعة عشر المشهورين مسلسلا الى سيد الانبياء
والمرسلين عليه من الصلوة اتمها ومن التحيات اعمها وعليهم اجمعين والتفاسير
المجاز بها الفصل الثالث في اسانيد الصحاح الستة وغيرها من كتب الاحاديث

جمع كراسة هي بضم الكاف وتشديد الراء وبالسين المهملة اسم لعدد معلوم من اوراق الكتب فالعرف يجعلونه عشرة او ثمانية منه مؤلفها فقير الله عفي عنه

Marfat.com

الفصل الرابع في سند اصول الفقه مطلقا وفي اجازة بعضها مقيدا بكتب الفصل
الخامس في سند علم فروع فقه الحنفية مطلقا ومقيدا بكتب المتداولة من الفروع
مع شروحها وغيرها الفصل السادس في اجازة كتب الاداب وكتابي الاجازة
الفصل السابع في اسانيد كتب الاذكار الفصل الثامن في اسانيد الطرق و
اجازتها مسلسلا الى سر الله الاعظم صلى الله عليه وعلى آله وسلم وخاتمة و
سميتها بوثيقة الاكابر قيدتها بالقلم الرهين خالصا لوجه الله رب العالمين
وجعلت ثوابه تحفة الى حبيبه محمد صلى الله عليه وسلم شفيع المذنبين راجيا
منه جل مجده التجاوز والصفح الجميل والثواب الجزيل وسائلا من رسوله صلوات
الله وسلامه عليه النجاة من النار وحاشا ان يخيبنا وهو مجير من به استجار
بل هو الشافع المشفع في اهل الاوزار وكيف ينهر السائل خصوصا العائل
وخاطبه الله تعالى واما السائل فلا تنهر اعتصمت بذيله وارجوا الفوز والنجاة
في الدارين بطفيله شعر ما التفت القلب الى الغير وان تتركني هكذا كنت الى
الموت وبعد الاجل ارجوا الله ان لا يخيبني بعميم لطفه وجسيم رافته شعر
ارجوا من الله نيل المواهب وربي بما يبتغي العبد واهب وعليك يا سالك
مسلك الصواب ويا آثر اثر السفير والاصحاب ان فزت بها الى الوثوق

Marfat.com

وخيرت بها من بين اظهرك الى معرفة الرائج والستوق ان لا تنسيني من دعاء
الخير ادع لي بحسن الخاتمة لعل الله ان يختم لي بحسن الخاتمة وادركني
بلطفه يوم الرافشة حسبي الله ونعم الوكيل ونعم المولى ونعم النصير فوضت
امري اليه واتخذته وكيلا هو بكل شيء قدير وبالاجابة جدير ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم مقدمة قال بعض المشايخ يجوز الاعتماد على
الكتب الفقهية الصحيحة قال في فتح القدير وطريق نقل المفتي في زماننا
عن المجتهد احد الامرين اما ان يكون له سند فيه اليه او ياخذه من كتاب معروف
تداولته الايدي نحو كتب محمد بن الحسن رحمه الله ونحوها من التصانيف المشهورة
لانه بمنزلة الخبر المتواتر عندهم والمشهور هكذا ذكر الرازي فعلى هذا الوجه بعض النسخ
النوادر في زماننا لا يحل عزو ما فيها الى محمد ولا الى ابي يوسف رحمهما الله تعالى لانها
لم تشتهر في عصرنا في ديارنا ولم يتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا
في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان ذلك تعويلا على ذلك انتهى
بار بركت بنا دن ١٢ رشيدي
ونقل السيوطي عن ابي اسحق الاسفرايني الاجماع على جواز النقل من الكتب
المعتمدة لا يشترط اتصال السند الى مصنفيها انتهى اعلم مما ذكر ان الكتب التي
لا يعتمد عليها ان لم يوجد السند متصلا لم يجز النقل منها باتفاق الروايات الا

روايته وجدت في المعتبرات وفي الجواهر المذكورة اشارة الى ان المستحب في النقل
عن الكتب المعتمدة اتصال السند الى مصنفيها وذكر في اصول علم الحديث ان
صيغ الاداء على ثمانية مراتب الاولى سمعت وحدثني الثانية اخبرنا
وقرات عليه الثالثة قرئ عليه وانا اسمع الرابعة انبانا في الخامسة ناولنيه
السادسة شافهني بالاجازة السابعة كتب الي بالاجازة الثامنة عن ونحوها
من الصيغ المحتملة للسماع والاجازة ولعدم السماع ايضا وهذا اصل قال وذكر وروي
وذكر في بعض شروح البخاري نقلا عن النووي قال العلماء اذا كان الحديث
ضعيفا لا يقال فيه قال لانه من صيغ الجزم بل يقال حكي او قيل او يقال للضعيف
التمريض وقد اعتنى البخاري هذا الفرق في صحيحه فيقول تارة بلفظ الجزم
واخرى بلفظ التمريض انتهى فالفرق ان الاولان من صيغ الاداء
هما سمعت وحدثني صالحان لمن سمع وحده من لفظ الشيخ وتخصص التحديث
بما سمع من لفظ الشيخ هو المتابع بين اهل الحديث اصطلاحا ولا فرق
بين التحديث والاخبار من حيث اللغة وفي ادعاء الفرق بينهما تكلف شديد
لكن لما تقرر الاصطلاح صار ذلك حقيقة عرفية فيقدم على الحقيقة اللغوية
مع ان هذا الاصطلاح انما شاع عند المشارقة ومن تبعهم واما عالب المغاربة

Marfat.com

فلم يستعملوا هذا الاصطلاح بل الاخبار والتحديث عندهم بمعنى واحد فان اتى الراوي
بصيغة الاولى جمعا كان يقول حدثنا فلان او سمعنا فلانا يقول فهو دليل على
انه سمعه مع غيره وقد تكون هذه للعظمة لكن بقلة واول صيغ المراتب اصرح
صيغ الاداء في سماع قائلها لانها لا يحتمل الواسطة وارفعها مقدار ما يقع في
الاملاء لما فيه من التثبت والتحفظ والثالث والرابع وهو اخبرني وقرأت
عليه لمن قرء بنفسه على الشيخ فان اتى بصيغة الجمع كان يقول اخبرنا او قرءنا
عليه فهو كقرئ عليه وانا اسمع والانباء من حيث اللغة واصطلاح المتقدمين
بمعنى الاخبار الا في عرف المتاخرين فهو للاجازة كعن لانها في عرف المتاخرين
للاجازة اقول وقد صرح في بعض شروح شمائل النبوي على صاحبها الصلوة
والتحيات للترمذي ان الحديث الذي سمعه من شيخه يقول في روايته عنه سمعنا
او حدثنا والحديث الذي قراءه عليه وسمع الشيخ قراءته وسلمه يقول في روايته
عنه اخبرنا والذي ما سمع من شيخه ولا هو قرء عليه بل اجاز له في ان يروي ذلك
الحديث عنه يقول في روايته عنه انبانا وهذه هي المرتبة الادنى في الرواية انتهى
وعنعنة المعاصر محمولة على السماع بخلاف غير المعاصر فانها تكون مرسلة او منقطعة
فشرط حملها على السماع ثبوت المعاصرة الا من المدلس فانها ليست محمولة على

Marfat.com

السماع وقيل يشترط في حمل عنعنة المعاصر على السماع ثبوت لقائهما ولو مرة
واحدة ليحصل الامن في باقي معنعنه عن كونه من المرسل الخفي وهو المختار
للبخاري وعلي بن المديني وغيرهما من النقاد واطلق المشافهة في الاجازة
المتلفظ بها بجواز ان يقول شافهني واريد به المكالمة والمجاورة كذا
المكاتبة في الاجازة المكتوب بها وهي موجودة في عبارة كثير من المتاخرين
بخلاف المتقدمين فانهم انما يطلقون بها فيما كتبه الشيخ من الحديث الى الطالب
سواء اذن له في الرواية ام لا لانها اذا كتب اليه بالاجازة يخطه واشترطوا
اي بعد كتابة الحديث
في صحة الرواية بالمناولة اقترانها بالاذن بالرواية وهي اذا حصل هذا
الشرط ارفع انواع الاجازة لما فيها من التعيين والتشخيص صورتها ان
يعطي الشيخ الطالب الكتاب فيقول له هذا سماعي عن فلان او هذا تصنيفي فاروه
عني وقد سوى البعض بينها وبين المكاتبة ورجح القوم المناولة عليها
لحصول المشافهة فيها باذن دون المكاتبة وقد جوز جماعة من القدماء
اطلاق الاخبار فيهما والاولى ما عليه المحققون من اشتراط بيان ذلك واشترطوا
الاذن في الوجادة وهي ان يجد بخط يعرف كاتبه فيقول وجدته بخط فلان
ولا يسوغ فيه اطلاق اخبرنا بخبر ذلك الا ان كان الاذن بالرواية عنه اطلق

Marfat.com

قوم ذلك فغلطوا وكذا الوصية بالكتاب وهي ان يوصي عند موته او سفره لشخص
معين باصله او باصوله فقد قال قوم من الائمة المتقدمين يجوز له ان يروي
تلك الاصول عنه بمجرد هذه الوصية وابى ذلك الجمهور الا ان كان له منه اجازة
وكذا اشترطوا الاذن بالرواية في الاعلام وهو ان يعلم الشيخ احد الطلبة بانني
اروي الكتاب الفلاني عن فلان فان كان له منه اجازة اعتبر والا فلا عبرة
اي من الاصل ١٢
بذلك كالاجازة العامة في المجاز له لا في المجاز به كان يقول اجزت لجميع المسلمين
او لمن ادرك حيوتي او لاهل الاقليم الفلاني او لاهل البلدة الفلانية وهو
اقرب الى الصحة لقرب الانحصار وكذا الاجازة للمجهول كان يكون مبهما ومهملا
وكذا الاجازة للمعدوم كان يقول لمن يستولد لفلان وان عطفه على موجود
للوصل ١٢ منه عفي عنه ١٢
كان يقول لك ولمن يستولد لك والاجازة لموجود او معدوم علقت بشرط
الغير كان يقول اجزت لك ان شاء فلان او اجزت لمن شاء فلان لا ان يقول
اجزت لك ان شئت وقد جوز بعض المشائخ الرواية بجميع ذلك سوى المجهول
ما لم يتعين المراد منه الخطيب وحكاه عن جماعة من مشائخه واستعمل الاجازة
للمعدوم من القدماء ابو بكر بن ابي داود وابو عبد الله بن منده واستعمل المعلقة
بمشيئة الغير منهم ايضا ابو بكر بن خيثمة وروي بالاجازة العامة في المجاز له جمع كثير

Marfat.com

وكل ذلك كما قال ابن الصلاح توسع غير مرضي لان الاجازة الخاصة المعينة مختلف
في صحتها اختلافا قويا عند القدماء وان كان العمل استقر على اعتبارها عند المتاخرين
فهي دون السماع بالاتفاق لكنها في الجملة فكيف اذا حصل فيها الاسترسال فانها
تزداد ضعفا لكنها في الجملة خير من ايراد الحديث معضلا تتمة سند علم النحو مطلقا
غير مقيد بكتاب معين وانما فرزته عن الاسانيد وجعلته في المقدمة لانه محتاج
اليه في المبدء لتصحيح اللفظ والمعنى نقل عن نفائس الفنون قالوا في سبب وضعه
ان بعض العرب كان يفعل التركيبات الغير المستقيمة ويقرء ويكتب اكثر
العبارات بلحون اي بخطاء الاعراب قال علي رضي الله تعالى عنه لو كان قانونا
يعلم الناس به الخطاء والصواب والا يؤدي قراءة القرآن والحديث بلحون
فسال ابو الاسود الديلمي وقال انخ الي يصلح الكلام حتى يا رشادك وتتبع
كلامك استخرج منه جزئيات المسائل قال علي رضي الله تعالى عنه الكلمات على
ثلث انواع اسم وفعل وحرف قال ابو الاسود ما الاسم والفعل والحرف
قال علي رضي الله عنه الاسم ما انباء عن المسمى والفعل ما انباء عن حركة المسمى
والحرف ما وجد بمعنى في غيره فمن هذه استنبط واستخرج الديلمي اقسام الاسماء
والافعال والحروف فعرضها على علي رضي الله عنه فقال رضي الله تعالى عنه

اصل هر چیزی قوانین جمع و این کلمه در اصل
دومی است بمعنی مسطر ۱۲ رشیدی

الآن

الآن ينبغي ان يعلم اقسام المرفوعات والمنصوبات والمجرورات قال ابو
الاسود ما المرفوع والمنصوب والمجرور قال علي رضي الله تعالى عنه كل فاعل ما
يشبهه مرفوع وكل مفعول وما يشبهه منصوب وما سواه مجرورا فاستخرج ابو
الاسود من هذه المرفوعات والمنصوبات والمجرورات وظهر هذا العلم في
عهد وليد بن عبد الملك وسببه ان الاعرابي جاء الوليد وكان عمر بن عبد العزيز
ههنا حاضرا سأل الوليد من الاعرابي ما شأنك بفتح النون فتفكر الاعرابي
ان ما هذا السؤال ثم قال ما شأنيه الا طول النفي فتعجب الوليد من جوابه قال
عمر بن عبد العزيز يا اعرابي ان الامير يقول ما شأنك بضم النون قال الاعرابي
حيث لصعوبته مع ختني قال الوليد من ختنك بفتح النون قال الاعرابي
في طلبه ما سؤال الامير من هذا الامر المشنع قال رجل من احياء العرب تختن
الناس فتعجب الوليد من جوابه قال عمر ان الامير يقول من ختنك برفع النون
فقال قصته فسأل الوليد عن عمر بن عبد العزيز ما هذا الحال فهم الاعرابي من كلامي
معنى آخر فبين عمر اختلاف المعاني باختلاف الاعراب فرغب الوليد في تعلم
هذا العلم فاوصلت الخلافة الى عمر بن عبد العزيز رحمه العلماء والاولياء
تربية عظيمة وبلغ العلم الى الكمال في عهد الخليل بن احمد والسيبويه والاخفش

Marfat.com

انتهى معرباً وذكر في آخر التجريد وشرحه الجديد وقال النبي صلى الله عليه وسلم اقضيكم علي
واستاذ الفضلاء في جميع العلوم قال في الشرح كالاصول الكلامية والفروع
الفقهية وعلم التفسير وعلم التصوف وعلم النحو وصرفها فان فرق المشائخ
تنتهي اليه وابن عباس رضي الله تعالى عنه رئيس المفسرين تلميذه وابا الاسود
الديلمي دون النحو بتعليمه وارشاده انتهى وذكر في شرح الشاشي المسمى بفصول
الحواشي في بحث القياس في مثال الرابع ان اهل النحو اجمعوا على ان كل فاعل
مرفوع وكل مفعول منصوب ولم يسمعوا ذلك من العرب لكنهم لما وجدوهم
مستمرين على رفع كل فاعل ونصب كل مفعول علموا رفعوا الفاعل لكونه فاعلاً
فحملوا عليه كل فاعل وكل مفعول انتهى اقول ان ما ذكر في شرح الشاشي صريح
في عدم ثبوت ما نقل عن نفائس الفنون وما ذكر في شرح التجريد من ارشاده
رضي الله عنه الديلمي لان فيه نفي السماع من العرب الا ان يقال انه رضي الله عنه
كان باب العلم لما ورد انا مدينة العلم وعلي بابها فوضع من عنده الضوابط
في هذا الفن وهو ما سمع من العرب وعدم استماعهم من العرب لا يستلزم عدم
استماعهم منه لانه رضي الله تعالى عنه من القريش من هو من اولاد نضر
بن كنانة واما من هو اولاد نضر بن كنانة واما من هو فوق النضر فلا

ونصبوا المفعول لكونه مفعولاً م

لا من العرب القريش م

Marfat.com

والله تعالى اعلم بالصواب فعلى تقدير ثبوته وصحته منه او من رجال السند ابا
مجاز به اخبرني به اجازة مكاتبة الشيخ العلامة محمد هاشم بن عبد الغفور الشوي
غفره الله تعالى عن الشيخ عبد القادر بن ابي بكر الصديقي الحنفي مفتي مكة المشرفة رحمه
الله تعالى باسانيد متعددة منها انه اخذه عن الشيخ محمد بن سليمان المغربي عن الشيخ ابي
عبد الله محمد بن سعيد المراكشي عن الشريف ابي محمد عبد الله بن علي بن طاهر الحسني عن
اسحق محمد بن عبد الرحمن العلقمي عن الحافظ الجلال السيوطي عن التقي احمد بن الكمال
محمد الشمني عن محمد بن ابراهيم الشطنوفي عن محب الدين محمد بن الجمال عبد الله بن
هشام عن الامام ابي حيان عن ابي الحسن علي بن احمد بن الصائغ الاشبيلي عن ابي
علي عمر بن محمد الشلوبيني عن ابي بكر محمد بن عبد الله بن يحيى الفهري عن علي بن
عبد الرحمن بن الاخضر عن ابي الحجاج يوسف بن سليمان الاعلم عن ابي القاسم ابراهيم
بن محمد الافليلي عن محمد بن عاصم العاصمي عن محمد بن يحيى بن عبد السلام الرياحي عن
ابي جعفر احمد بن محمد النحاس عن ابي اسحق الزجاج عن ابي العباس المبرد عن ابي عمر
الجرمي وابي عثمان المازني وهما عن ابي الحسن الاخفش عن الامام الكبير سيبويه عن
الخليل بن احمد عن ابي عمرو بن العلاء عن نصر بن عاصم الليثي عن ابي الاسود الديلمي
عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه الفصل الاول في سند اصول الدين والعقائد

Marfat.com

مطلقا غير مقيد بكتاب معين اجازني بعلم اصول الدين والعقائد مطلقا شيخنا
محمد هاشم المذكور حفظه الله تعالى عما لا يليق بشانه عن شيخه عبد القادر المذكور عن شيخه
محمد بن سليمان المغربي المالكي عن ابي عبد الله بن سعيد المراكشي عن الشريف ابي محمد
عبد الله بن علي بن طاهر الحسني عن الشمس الدين محمد بن عبد الرحمن العلقمي عن الحافظ
جلال الدين السيوطي عن شمس الدين امام الشيخونية عن الكمال بن الهمام عن
العز عبد العزيز بن جماعة عن ضياء الدين القرمي عن القاضي عضد الدين الايجي
عن زين الدين الهيكي عن القاضي ناصر الدين البيضاوي عن كثير من اصحاب
التاج محمد بن الحسين الارموي صاحب الحاصل ومن اصحاب الصفي الارموي
صاحب التحصيل عن شيخيهم التاج والصفي الارمويين وهما عن الامام فخر الدين
الرازي عن والده ضياء الدين عن ابي القاسم سليمان بن ناصر الانصاري عن
امام الحرمين عن ابي القاسم الاسكاف عن الاستاذ ابي اسحاق الاسفرايني عن
ابي الحسين البابلي عن شيخ السنة ابي الحسن علي بن اسماعيل الاشعري رحمه الله تعالى
الفصل الثاني في سند القرآن العظيم وقراءته مع الروايات عن القراء السبعة
من طريق رواتهم الاربعة عشر المشهورين مسلسلا الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم
والتفاسير المجاز بها الى مؤلفيها فاما سند القرآن وقراءته مع الروايات عن

Marfat.com

القراء السبعة فقد اجازني بها شيخنا المذكور في سند النحو والعقائد عن شيخه عبد القادر
المعهود عن الشيخ محمد بن سليمان المغربي عن اعلم الاقرء في التجويد ابي الغرائم سلطان
بن احمد بن سلامة المزاجي الشافعي رحمه الله اذنا وهو قرأ القراءات
السبع بل العشر بكلها على سيف الدين بن عطاء الله الفضالي وهو قرأ العشر على
الشيخ شحاذة اليمني وهو على ناصر الدين الطبلاوي وهو على شيخ الاسلام القاضي
ذكريا الانصاري وهو على مشايخه الثلثة ابي نعيم رضوان العقبي والشهاب
احمد بن ابي بكر بن يوسف القلقيلي الاسكندري والزين طاهر بن محمد النويري
المالكي ثلثتهم قرءوا على الشيخ الاقرء الاستاذ شمس الدين محمد بن محمد بن
محمد الجزري باسانيده المذكورة في نشره المتصلة بالقراء العشرة خ وبه ايضا
الى الشهاب الاسكندري عن ابي الفتح محمد بن احمد العسقلاني عن النقي محمد بن احمد بن عبد
الخالق بن الصائغ عن الكمال ابي الحسن علي بن شجاع العباسي الضرير عن حمزة
الامام ابي القاسم بن فيره بن خلف الرعيني الشاطبي عن ابي الحسن علي بن محمد بن
هذيل عن ابي داود سليمان بن نجاح الاموي عن ابي عمرو عثمان بن سعيد الداني
مؤلف التيسير رحمه الله تعالى ثم ابو عمرو الداني يروي القراءات السبع باسانيده
الى القراء السبعة ورواتهم الاربعة عشر عن كل واحد اثنان الاول الامام

Marfat.com

نافع وراوياه قالون وورش اما قالون فالداني يروي روايته عن ابي الفتح
فارس بن احمد الضرير عن ابي الحسن عبد الباقي بن الحسن عن ابراهيم ابن عمر المقري
عن ابي الحسن احمد بن عثمان بن جعفر البويان عن ابي بكر احمد بن محمد بن الاشعث
عن ابي نشيط محمد بن هرون المقري عن قالون عيسى بن مينا المدني واما ورش
فالداني يروي روايته عن ابي القاسم خلف بن ابراهيم بن محمد بن خاقان عن
ابي جعفر احمد بن اسامة عن اسمعيل النحاس عن ابي جعفر يوسف بن عمرو الازرق
عن ورش عثمان بن سعيد المصري وهما اي قالون وورش عن الامام نافع ابن
عبد الرحمن بن ابي نعيم اصله من اصبهان وكان اذا تكلم يشم من فيه رائحة
المسك لان النبي صلى الله عليه وسلم قرء في فيه في المنام توفي بالمدينة سنة
تسع وتسعين ومائة وهو غير نافع بن عبد الله مولى ابن عمر شيخ مالك وهذا ١٩٩ مالك
توفي بالمدينة ايضا سنة سبع عشرة ومائة وكلاهما من التابعين واخذ نافع ١١٧
القراءة عن سبعين من التابعين منهم عبد الرحمن الاعرج ومسلم بن جندب ويزيد
بن رومان وغيرهم واخذ هولاء القراءة عن عبد الله بن عباس وعبد الله بن
عياش بن ابي ربيعة وابي هريرة ثلثتهم عن ابي بن كعب عن رسول الله صلى
الله عليه وعلى آله وسلم الثاني عبد الله بن كثير وراوياه البزي وقنبل الاخير

قال انه

فالداني يروي روايته عن ابي القاسم عبد العزيز الفارسي عن ابي بكر النقاش
عن ابي ربيعة احمد بن محمد البربري قال فالداني يروي روايته عن فارس بن
احمد عبد الله بن الحسين السامري عن ابي بكر بن مجاهد محمد بن عبد الرحمن
المعروف بقنبل وهما ابي البزي والقنبل عن ابي الحسن احمد بن محمد البناء المعروف
بالوتس عن ابي الاخريط وهب بن واضح المكي عن ابي اسحق اسمعيل المعروف با
لقسط عن ابي الوليد معروف بن مشكانة وشبل بن عباد المكيين وهما ايضاً
تلميذان عن ابي معبد عبد الله بن كثير المكي الداري المتوفي بمكة سنة عشرين ومائة
وهو من التابعين واحد ابن كثير القراء عن عبد الله بن السائب المخزومي الصحابي
وعن مجاهد بن جبر المكي وعن درباس مولى ابن عباس وهما عن ابن عباس وهو وابن
السائب عن ابي بن كعب وزيد بن ثابت وهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فالداني يروي روايته عن عبد العزيز بن جعفر بن محمد البغدادي عن ابي طاهر عبد
الواحد بن عمر بن ابي هاشم عن ابي بكر بن مجاهد عن ابي العز عبد الرحمن بن عبد وس
عن ابي عمر حفص بن عمر بن عبد العزيز البغدادي الدوري النحوي عن
فالداني يروي روايته عن فارس بن احمد المقرئ عن عبد الله بن الحسين المقرئ

Marfat.com

عن ابي عمران موسى بن جرير النحوي وعن ابي شعيب صالح بن زياد بن عبد الله الرقي
السوسي وهما اي الدوري والسوسي عن ابي محمد يحيى بن المبارك العدوي البصري
المعروف باليزيدي عن ابي عمرو زبان بن العلاء المازني البصري المتوفي بكوفة سنة
اربع وخمسين ومائة وهو من الطبقة الصغرى من التابعين كما في التقريب للحافظ
ابن حجر واخذ ابو عمرو القراءة عن يزيد بن القعقاع ويزيد بن رومان وشيبة بن
نصاح وعبد الله بن كثير ومجاهد وسعيد بن جبير والحسن البصري وغيرهم كلهم عن
ابي بن كعب وزيد بن ثابت وغيرهما عن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم
والرابع عبد الله بن عامر الشامي وراوياه هشام وابن ذكوان اما هشام فالداني
يروي روايته عن ابي الفتح فارس بن احمد الضرير عن عبد الله بن الحسين المقرئ عن
محمد بن احمد بن عبدان عن احمد بن يزيد الحلواني عن عبد الوليد هشام بن عمار بن نصير
الدمشقي عن عراك بن خالد المري اما ابن ذكوان فالداني يروي روايته عن عبد
العزيز بن جعفر الفارسي عن ابي بكر محمد بن الحسن النقاش عن ابي عبد الله هرون بن موسى
الاخفش عن عبد الله بن احمد بن بشير بن ذكوان القرشي الدمشقي عن ايوب بن تميم
التميمي وهما اي عراك المري وايوب كلاهما عن يحيى بن الحرث الذماري عن عبد الله
بن عامر بن يزيد الشامي اليحصبي قاضي دمشق وخطيبها المتوفي بها سنة ثمان

عشر ومائة

Marfat.com

عشر ومائة وهو من التابعين وليس في القراء السبعة من العرب غيره وغير ابي عمرو
والباقون موالي واخذ ابن عامر القراءة عن ابي الدرداء عويمر بن عامر عن النبي صلى الله
عليه وعلى آله وصحبه وسلم واخذها ابن عامر ايضا عن المغيرة بن ابي شهاب المخزومي عن
عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم وما روي
ان ابن عامر قرء على عثمان بنفسه فقال الداني انه ليس بصحيح والخامس عاصم بن ابي
النجود وراويا ابو بكر شعبة وحفص بن سليمان اما شعبة فالداني يروي روايته
عن فارس بن احمد عن ابي الحسن عبد الباقي عن ابراهيم بن عبد الرحمن البغدادي عن يوسف
بن يعقوب الواسطي عن شعيب بن ايوب الصريفيني عن يحيى بن آدم عن ابي بكر شعبة
بن عياش بن سالم الكوفي واما حفص فالداني يروي روايته عن ابي الحسن طاهر بن غلبون
ابي الحسن علي الهاشمي عن احمد بن سهل الاشناني عن ابي محمد عبيد بن الصباح عن حفص
بن سليمان ابن المغيرة الاسدي البزار الكوفي وهما اي شعبة وحفص كلاهما عن ابي بكر
عاصم بن ابي النجود الكوفي الاسدي مولاهم ويقال لهم عاصم بن بهدلة قيل هو اسم
ابيه وقيل امه توفي بالكوفة سنة ثمان وقيل سبع وعشرين ومائة وهو من
التابعين لحق اربعة وعشرين صحابيا رضي الله تعالى عنهم واخذ عاصم القراءة
عن عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمي وابي مريم زر بن حبيش العامري وهما عن

Marfat.com

عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه وعبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه زاد الاول
وعن علي وابي بن كعب وزيد بن ثابت رضي الله تعالى عنهم كلهم عن النبي صلى الله
عليه وعلى آله وصحبه وسلم والسادس حمزة بن حبيب الكوفي وراوياه خلف وخلاد
اما خلف فالداني يروي روايته عن ابي الحسن محمد بن ابي يوسف الطرسوسي عن ابي الحسين احمد
بن عثمان بن بويان عن ادريس بن عبد الكريم عن ابي محمد خلف بن هشام البزار
واما خلاد فالداني يروي روايته عن ابي الفتح فارس بن احمد الضرير عن
عبد الله بن الحسين المقرئ عن محمد بن احمد بن شنبوذ عن ابي بكر محمد بن شاذان الجوهري
عن ابي عيسى سليم بن عيسى الحنفي لا خلاد بن خالد الصيرفي الكوفي واما اي خلف
وخلاد كلاهما عن ابن عيسى سليم بن عيسى الحنفي الكوفي وهو عن ابي عمارة حمزة
بن حبيب بن عمارة بن اسمعيل الزيات الكوفي الفرضي التيمي مولاهم المتوفى
بحلوان سنة ست وخمسين ومائة وهو من اتباع التابعين واخذ حمزة القراءة
عن سليمان بن مهران الاعمش وغيره عن يحيى بن ذاناب عن جماعة من اصحاب
ابن مسعود كعلقمة والاسود وعبيد بن فضلة وزر بن حبيش وابي عبد الرحمن
السلمي وغيرهم كلهم عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله
عليه وعلى آله وصحبه وسلم والسابع علي الكسائي وراوياه الليث والدوري

Marfat.com

راوي ابن عمرو بن العلاء اما الليث فالداني يروي روايته عن ابي الفتح فارس بن
احمد عن ابي الحسن عبد الباقي بن الحسين عن زيد بن علي عن احمد بن الحسن المعروف بالبطي
عن محمد بن يحيى الكسائي الصغير عن ابي الحارث الليث بن خالد البغدادي اما
الدوري فالداني يروي روايته عن ابي الفتح فارس بن احمد الضرير عن ابي
الحسن عبد الباقي بن الحسين عن محمد بن علي بن الجلند الموصلي عن جعفر بن محمد بن
اسد النصيبي عن ابي عمرو حفص بن عمر بن عبد العزيز الدوري النحوي وهما اي م الليث
والدوري كلاهما عن ابي الحسن علي بن حمزة الكسائي الكوفي النحوي المتوفى سنة
سبع وثمانين ومائة وهو من اتباع التابعين واخذ الكسائي القراءة عن
حمزة بن حبيب الزيات بسنده السابق وعليه اعتماد الكسائي في قراءته واخذها
الكسائي ايضا عن عبد الرحمن السلمي وزر بن حبيش شيخي عاصم بسنديهما السابقين
واما التفاسير المجاز بها مكاتبة لي فخمسة منها التفسير البيضاوي المسمى بانوار
التنزيل للقاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر بن محمد بن علي بن ابي الخير البيضاوي
اجازني به الشيخ محمد هاشم المذكور عن شيخه عبد القادر بن ابي بكر الصديق الحنفي
عن الشيخ حسن بن علي العجمي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى بن مكرم
الطبري عن الحافظ عز الدين عبد العزيز بن فهد قال اخبرنا به القاضي كمال الدين

Marfat.com

ابو الفضل محمد بن النجم محمد بن ابي بكر المرجاني قال اخبرنا به المسند ابو هريرة عبد الرحمن
بن محمد بن احمد بن عثمان الذهبي عن عمر بن الياس المراغي قال اخبرنا به مؤلفه ومنها
التفسير المسمى بمدارك التنزيل للعلامة حافظ الدين ابي البركات عبد الله بن احمد
النسفي الحنفي رحمه الله تعالى اجازني به الشيخ محمد هاشم بن عبد الغفور عن الشيخ عبد القادر
بن ابي بكر الصديقي عن الشيخ حسن بن العجمي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى
بن مكرم الطبري عن الحافظ عز الدين عبد العزيز بن فهد قال اخبرنا به جماعة منهم
والدي نجم الدين عمر بن فهد عن قاضي القضات جمال الدين محمد بن علي بن احمد
العقيلي النويري شفاها قال اخبرنا به الامام ضياء الدين محمد بن محمد بن سعيد
العمري الحنفي اذنا قال انبانا به الامام قوام الدين مسعود بن برهان الدين
محمد بن يعقوب الكرماني عن مؤلفه ومنها التفسير المسمى بالوسيط لابي الحسن علي
بن احمد بن محمد الواحدي وله البسيط والوجيز وكتاب اسباب النزول ايضا انبانا
به شيخنا محمد هاشم رحمه الله عن الشيخ عبد القادر بن ابي بكر الصديقي عن
الشيخ حسن بن علي العجمي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى بن مكرم الطبري
عن الحافظ عز الدين عبد العزيز بن فهد عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن
الفرات قال اخبرنا الصلاح بن ابي عمر قال انبانا الفخر ابو الحسن علي بن احمد بن

Marfat.com

البخاري قال انبأنا ابو سعد عبد الله بن عمر الصفار قال اخبرنا عبد الجبار
بن محمد الخواري قال اخبرنا به ابو الحسن علي بن احمد الواحدي المفسر مؤلفها
ومنها التفسير بالجلالين للعلامتين الامام المحقق جلال الدين ابي
عبد الله محمد بن احمد بن محمد المحلي الانصاري والحافظ العمدة جلال الدين ابو الفضل
عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي شرع فيه الجلال المحلي من سورة مريم الى آخر
الكتاب العزيز ثم شرع في تفسير النصف الاول فمات بعد تفسير سورة الفاتحة
فاتمه الحافظ السيوطي من اول سورة البقرة الى آخر سورة الكهف اجازني
به الشيخ محمد هاشم غفره الله تعالى قال انبأنا به شيخنا عبد القادر الصديقي عن الشيخ
العجمي المذكور عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي عن ابي النجا سالم بن محمد السنهوري
عن المحدث شمس الدين محمد بن عبد الرحمن العلقمي الشافعي عن الحافظ جلال
الدين السيوطي عن شيخه الجلال المحلي في تفسيره وعن الحافظ السيوطي في تكملته
ومنها التفسير المعروف بالزاهدي اجازني به الشيخ المذكور غفره الله وسنده
ما وصل الي الا انه رضي الله تعالى عنه كتبه في كتاب الاجازة وسنكتبه في فصل
اجازة كتب الآداب ان شاء الله تعالى الفصل الثالث في اسانيد الصحاح
الستة وهي صحيح البخاري وصحيح مسلم وجامع الترمذي وسنن ابي داود والنسائي

المعروف

وابن ماجة وعند البعض موطا بدل سنن ماجة واختاره صاحب جامع الاصول
وعند البعض كتاب الدارمي لان رجاله ثقات والحديث المنكر والشاذ فيه نادر
والجمهور على الستة المتقدمة وغيرها من كتب الاحاديث وهذه عشرون
كتبا اذكر اسانيد غالبها واقدم الصحاح على غيرها والصحيحين على الاربعة
للشرط والشرف الذي لكتابيهما واقدم كتب الاحاديث على الفقه لكونها
اصلا له لا لشرف مؤلفيها على الائمة الاربعة صاحبي المذاهب الاربعة
لان هولاء الائمة الاربعة افضل منهم وان كان لهم تفاوت فيما بينهم
في الدرجة لقوله عليه الصلوة والسلام خير القرون قرني الحديث ففي الذكر
لا بد من تقديمهم على من دونهم في الرتبة فافهم فمنها الصحيح للشيخ ابي
عبد الله محمد بن اسمعيل بن ابراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري وانما قيل
له الجعفي لان المغيرة ابا جده كان مجوسيا اسلم على يدي يمان البخاري وهو
الجعفي والي بخاري فنسب اليه حيث اسلم على يده والجعفي ابو قبيلة من اليمن
وهو جعفي بن سعد والنسبة اليه لذلك ولد يوم الجمعة لثلاث عشرة
ليلة خلت من شوال سنة اربع وتسعين ومائة وتوفي ليلة الفطر سنة
ست وخمسين ومائتين وعمره اثنان وستون سنة الا ثلثة عشر

Marfat.com

یوما ولم یعقب ولدا ذکرا والبخاری الامام فی علم الحدیث رحل فی طلب العلم
الی جمیع محدثی الامصار وکتب بخراسان والجبال والعراق والحجاز والشام
ومصر واخذ الحدیث عرضا من المشائخ الحفاظ منهم مکی ابراهیم البلخی وعبید الله بن
سعید البصری وابو عاصم الشیبانی وعلی بن المدینی واحمد بن حنبل وعبد الله
الزبیر الحمیدی وغیرهم من الائمة واخذ عنه الحدیث خلق کثیر فی کل بلدة حدث بها
قال الضبری سمع کتاب البخاری منه نیف وسبعون الف رجل فما بقی احد یروی عنه غیر
وهو علی المشائخ فانه احدی عشرة سنة وطلب العلم وله عشر سنین قال البخاری
خرجت کتاب الصحیح من زهاء ستمائة الف حدیث وما وضعت فیه حدیثا الا
صلیت رکعتین وقال احفظ مائة الف حدیث وما وضعت فیه وما فی الف
حدیث غیر صحیح وجملة ما فی کتاب الصحیح سبعة الاف وثلثمائة وخمسة وسبعون حدیثا
بالاحادیث المکررة وقیل انها باسقاط المکررة اربعة الاف حدیث وصحیح مسلم
ایضا نحو اربعة الاف حدیث باسقاط المکررة وصنف الکتاب بمکة ست عشرة
سنة وقدم البخاری بغداد فسمع به اصحاب الحدیث واجتمعوا وعمدوا الی
مائة حدیث فقلبوا متونها واسانیدها وجعلوا متن هذا الاسناد
لاسناد اخر واسناد هذا المتن لمتن آخر ودفعوها الی عشرة نفر لکل عشرة

Marfat.com

احاديث وامروهم اذا حضروا المجلس ان يلقوها على البخاري فحضر المجلس جماعة
من اصحاب الحديث فلما اطمأن المجلس باهله انتدب اليه رجل من العشرة فساله
عن حديث من تلك الاحاديث فقال لا اعرفه فساله عن آخر فقال لا اعرفه حتى
فرغ من العشرة والبخاري يقول لا اعرفه فاما العلماء فعرفوا بانكاره انه عارف
واما غيرهم فلم يدركوا ذلك منهم ثم انتدب اليه آخر بعد آخر الى تمام العشرة و
البخاري لا يزيدهم على قوله لا اعرفه فلما فرغوا التفت الى الاول منهم فقال
اما حديثك الاول فهو كذا والثاني كذا على النسق الى آخر العشرة فرد كل متن
الى اسناده وكل اسناد الى متنه ثم فعل بالباقين مثل ذلك فاقر له الناس
بالحفظ وارغبوا له بالفضل قال ابو صعب احمد بن ابي بكر المدني محمد بن اسمعيل
افقه عندنا وابصر من احمد بن حنبل فقال رجل من جلسائه جاوزت الحد
فقال له مصعب لو ادركت مالكا ونظرت الى وجهه ووجه محمد بن اسمعيل
لقلت كلاهما واحد في الفقه والحديث وقال احمد بن حنبل ما اخرجت من
خراسان مثل محمد بن اسمعيل البخاري وقال انتهى الحفظ الى اربعة من خراسان
وذكر منهم البخاري وقال وجاء بن مهرجي فضل محمد بن اسمعيل على العلماء
كفضل الرجال على النساء فقال له رجل يا ابا محمد كان ذلك فقال هو آية من

Marfat.com

آيات الله يمشي على ظهر الارض وقال محمد بن اسحق ما رايت تحت اديم السماء
اعلم بالحديث من محمد بن اسمعيل البخاري وقال ابو سعيد بن منير بعث الامير خالد
بن احمد الذهلي والي بخارى الى محمد بن اسمعيل ان احمل الي كتاب الجامع والتاريخ
لاسمع منك فقال لرسوله انا لا اذل العلم ولا احمل الى ابواب الناس فان
كانت لك الى شيء حاجة فاحضر في مسجدي او في داري وان لم يعجبك هذا مني
فانت سلطان فامنعني من المجلس ليكون لي عذر عند الله يوم القيمة فاني
لا اكتم العلم لقول النبي صلى الله عليه وسلم من سئل عن علم فكتمه الجم بلجام من
نار وقال غيره سبب مفارقة البخاري البخاري ان خالدا سال ان يحضر منزله
فيقرء الجامع والتاريخ على اولاده فامتنع من الحضور عنده فساله ان
يقعد مجلسا لاولاده ولا يحضر غيرهم فامتنع عن ذلك ايضا وقال لا يسعني
ان احضر بالسماع قوما دون قوم فاستكان [illegible] بعلماء بخارا عليه حتى
محمد بن اسمعيل لك الى شيء حاجة فاحضر لا تكلموا في مذهبه فنفاه عن البلد فدعا
عليهم البخاري فاستجيب ووقعوا بعد زمان يسير في البلايا ونقل عن الكافي
وكان محمد بن اسمعيل صاحب الحديث يعني الحرمة اي يشرب الصبيان من بهيمة
اخرج من البخاري بسببه وقال محمد بن احمد المروزي كنت قائما بين الركن
والمقام فرايت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فقال لي يا ابا زيد الى متى

Marfat.com

تدرس كتاب الشافعي ولا تدرس كتابي فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
كتابك قال جامع محمد بن اسمعيل البخاري وقال النجم بن الفضل رايت النبي
صلى الله عليه وسلم في المنام ومحمد بن اسمعيل خلفه وكان النبي صلى الله عليه وسلم
اذا خطا خطوة يخطو محمد ويضع قدمه على خطوة النبي صلى الله عليه وسلم ويتبع
اثره وقال عبد الواحد بن آدم الطواويسي رايت النبي صلى الله عليه وآله وسلم
في النوم ومعه جماعة من اصحابه وهو واقف في موضع ذكره قال فسلمت
عليه فرد السلام فقلت ما وقوفك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلى الله
عليه وسلم انتظر محمد بن اسمعيل البخاري فلما كان بعد ايام بلغنا موته فنظرنا
فاذا قد مات تلك الساعة التي رايت النبي صلى الله عليه وسلم اجازنا به الشيخ
محمد هاشم المذكور غفر الله تعالى قال انبانا به شيخنا ومولينا الشيخ عبد القادر
بن ابي بكر الصديقي الحنفي مفتي مكة المشرفة عن الشيخ محمد الشرنبلالي الشافعي
والشيخ منصور بن علي المتوفي الشافعي فالاول عن الشيخ سلطان بن
احمد المزاحي الازهري والثاني عن الشيخ علي بن علي الشبراملسي المصري
كلاهما عن شهاب الدين احمد بن خليل السبكي عن نجم الدين محمد بن احمد الغيطي
عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن الحافظ ابن حجر العسقلاني بسماعه على

Marfat.com

الرحلة المسند ابي اسحق ابراهيم بن احمد التنوخي بسماعه على ابي العباس احمد بن ابي
طالب بن النعمة بن الشحنة الحجار قال اخبرنا الشيخ الصالح سراج الدين ابو
عبد الله الحسين بن المبارك بن محمد بن يحيى الزبيدي الاصل البغدادي الدار والوفاة سماعا لجميعه قال اخبرنا ابو الوقت عبد الاول بن
شعيب السنجري الهروي الصوفي سماعا قال اخبرنا به جمال الاسلام ابو الحسن
عبد الرحمن بن محمد بن المظفر بن داود الداودي سماعا عن ابي محمد عبد الله بن
احمد بن حموية السرخسي الجموي سماعا قال اخبرنا ابو عبد الله محمد بن يوسف
الفربري سماعا قال اخبرنا به مؤلفه الامام البخاري رحمه الله تعالى سماعا مرتين
الاولى بقرية والثانية ببخارى وهما لابي الحسين مسلم بن الحجاج بن
مسلم القشيري النيسابوري احد الائمة الحفاظ وابن بسنة اربع ومائتين و
توفي عشية يوم الاحد لست بقين من رجب سنة احدى وستين ومائتين و
رحل الى العراق والشام ومصر واخذ الحديث عن يحيى بن يحيى النيسابوري
وقتيبة بن سعيد واسحق بن راهويه واحمد بن حنبل وعبد الله بن مسلمة القعنبي
وغيرهم من ائمة الحديث وعلمائه وقدم بغداد غير مرة وحدث بها وروى
عنه خلق كثير منهم ابراهيم بن محمد بن سفيان والترمذي وابن خزيمة وكان

Marfat.com

آخر تدومه بعد اوسنة سبع وخمسين ومائتين وقال مسلم صنفت المسند الصحيح من
ثلثمائة الف حديث مسموعة وقد مر عدد احاديث صحيحه وقال محمد بن اسحاق بن
منده سمعت ابا علي بن السبكي يقول ما تحت اديم السماء اصح من كتاب
مسلم في علم الحديث ان ما نقل عن النيسابوري بدل على تقديم صحيح المسلم وقد
عكست تعالى قد صرح الجمهور بتقديم صحيح البخاري في الصحة ولم يوجد عن احد
التصريح بنقيضه واما ما نقل عن ابي علي النيسابوري انه قال ما تحت اديم السماء
اه فلم يصرح انه اصح من صحيح البخاري لانه انما نفى وجود كتاب اصح من كتاب مسلم
اذ النفي انما يقتضي صيغة افعل زيادة صحة في كتاب شارك كتاب مسلم في
الصحة يمتاز بتلك الزيادة عليه ولم ينفي المساوات وكذلك ما نقل عن
بعض المغاربة انه فضل صحيح مسلم على صحيح البخاري فذلك مما يرجع الى
السياق وجودة الوضع والترتيب ولم يفصح احد منهم بان ذلك راجع الى الا
صحية ولو افصحوا به لرددناه عليهم شاهد الوجود فقدم صحيح البخاري على غيره
من الكتب المصنفة في علم الحديث ثم صحيح مسلم المشاركة للبخاري في اتفاق العلماء
على تلقي كتابه بالقبول ثم ما وافق شرطهما وانى قد اخترت هذه الرعاية في البعض
دون البعض ان العرف تقتضي في قولنا ما في البلد اعلم من زيد نفي من

Marfat.com

يساويه ايضا قلت لا نسلم ان عرفهم كان كذلك فان قلت يرد هذا قول النسفي
في العمدة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبيين على احد
افضل من ابي بكر قال النسفي فهذا ان ابا بكر افضل ممن ليس بنبي انتهى قلت سلمنا لكن
يجوز اطلاق هذه العبارة وان وجد مساوا وهو مقام مدح ومبالغة وهو يحتمل
مثل ذلك والله تعالى اعلم بالصواب بمعاني به الشيخ محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى
قال اخبرنا به شيخنا عبد القادر مفتي مكة المعظمة سماعا من لفظه اطرافا من اوله واجازة
في سائره عن الشيخ احمد بن محمد النخلي المكي الشافعي قرءة عليه لبعضه واجازة في
سائره والشيخ عبد الله بن سالم المصري قرءة عليه لجميعه وايضا سماعا من لفظه
لبعضه من اوله واجازة لسائره كلاهما عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي
سماعا لبعضه واجازة لسائره عن الشيخ ابي النجا سالم بن محمد السنهوري سماعا
لبعضه واجازة لسائره عن النجم محمد الغيطي قرءة عليه لجميعه عن شيخ الاسلام
القاضي زكريا الانصاري سماعا عليه لجميعه عن الحافظ ابي النعيم رضوان بن محمد
العقبي قرءة عليه لجميعه والحافظ ابن حجر العسقلاني كلاهما عن الشرف ابي الطاهر
محمد بن محمد بن عبد اللطيف بن احمد القاهري المعروف بابن الكويك سماع
العقبي لجميعه عليه بقراءة الحافظ بن حجر في اربعة مجالس سوى مجلس الختم

ابي الفرج عبد الرحمن بن محمد بن عبد الحميد بن عبد الهادي الحنبلي المقدسي سماعا عليه لجميعه
عن ابي العباس احمد بن عبد الدائم النابلسي سماعا عليه لجميعه عن محمد بن علي بن محمد بن
الحسن بن صدقة الحراني سماعا عليه لجميعه عن فقيه الحرم ابي عبد الله محمد بن الفضل
بن احمد الفراوي سماعا عليه لجميعه عن ابي الحسين عبد الغافر بن محمد الفارسي
النيسابوري سماعا قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عيسى بن محمد بن عمرويه الجلودي
بضم الجيم واللام النيسابوري سماعا قال اخبرنا ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن
سفيان الفقيه الزاهد النيسابوري سماعا عن مؤلفه الامام مسلم بن الحجاج
رحمه الله تعالى سماعا منه لجميعه سوى اقوات ثلثة معلومة فاجازة او وجادة
[illegible] السجستاني احد من رحل وطاف وجمع
وصنف وكتب عن العراقيين والخراسانيين والشاميين والبصريين و
الحرميين ولد سنة اثنين ومائتين وتوفي بالبصرة لاربع عشرة بقيت من
شوال سنة خمس وسبعين ومائتين وقدم بغداد مرارا ثم اخرج منها آخر
مرة سنة احدى وسبعين واخذ الحديث عن مسلم بن ابراهيم وسليمان بن
حرب وعبد الله بن مسلمة الثقفي ويحيى ابن معين واحمد بن حنبل وغير هؤلاء من
ائمة الحديث ممن لا يحصى كثرة واخذ الحديث عنه ابنه وابو عبد الرحمن النيسابوري

Marfat.com

واحمد بن محمد الخلال وغيرهم وكان داود سكن البصرة ثم قدم بغداد روى كتابه المصاحف
في سنين بها وثقله اهلها عنه وعرضه على احمد بن حنبل فاستجاده وستحسنه قال ابو داود
وكتبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسمائة الف حديث انتخبت منها ما
ضمنته هذا الكتاب جمعت فيه اربعة الاف حديث وثماني مائة حديث ذكرت الصحيح
وما يشبهه ويقاربه ويكفي الانسان لدينه من ذلك اربعة احاديث احدها قوله صلى
الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات والثاني قوله صلى الله عليه وسلم من حسن اسلام
المرء تركه ما لا يعنيه والثالث قوله صلى الله عليه وسلم لا يكون المؤمن مؤمنا
حتى يرضى لاخيه ما يرضى لنفسه والرابع قوله صلى الله عليه وسلم ان الحلال
بين وان الحرام بين الحديث قال ابو بكر الخلال ابو داود الامام المقدم في
زمانه رجل ورع تقدم وقال احمد بن محمد الهروي كان ابو داود احد حفاظ
الاسلام لحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم علمه وعلله وسنده في اعلى
درجة من الشك والعفاف والصلاح والورع من فرسان الحديث وكان
على داود كم واسع وكم ضيق فقيل له يرحمك الله ما هذا قال الواسع للكتب و
الآخر لا يحتاج اليه وقال الحكاك كتاب السنن لابي داود كتاب شريف لم
يصنف في علم الدين كتاب مثله قال ابو داود ما ذكرت في كتابي حديثا اجتمع

Marfat.com

الناس على تركه وقال ابراهيم الحربي لما صنف ابو داود هذا الكتاب الين لابي داود
الحديث كما الين لداود عليه الصلوة والسلام الحديد وقال ابن الاعرابي
كتاب ابو داود لو ان رجلا لم يكن عنده من العلم الا المصحف الذي فيه كتاب
الله عز وجل ثم هذا الكتاب لم يحتج معهما الى شيء آخر من العلم اجازني به
الشيخ محمد هاشم التتوي رضي الله تعالى عنه وعن اولاده ومحبيه قال اخبرنا به
شيخنا عبد القادر مفتي مكة غفره الله تعالى سماعا من لفظه طرفا من اوله واجازة
برواية سائره عن الشيخ احمد بن محمد النخلي المكي قراءة عليه لحصته منه واجازة
لسائره والشيخ عبد الله بن سالم البصري ثم المكي سماعا عليه بقراءة بعضهم من
اول الكتاب الى باب الخروج الى عرفة وقراءة عليه منه الى آخر الكتاب كلاهما
عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي سماعا عليه لبعضه واجازة لسائره سليمان
بن عبد الدائم البابلي عن جمال الدين يوسف بن شيخ الاسلام زكريا الانصاري
عن والده قراءة وسماعا لبعضه واجازة لسائره قال اخبرنا الفخر عبد الرحيم
بن الفرات سماعا عليه لبعضه واجازة لسائره عن ابي العباس احمد بن محمد بن
الجوخي اذنا عن الفخر علي بن احمد ابن البخاري سماعا عن ابي حفص عمر بن محمد بن
معمر بن طبرزد البغدادي سماعا قال اخبرنا به الشيخان ابو البدر ابراهيم بن محمد

Marfat.com

منصور الكرخي و ابو الفتح مفلح بن احمد بن محمد الدومي سماعاً عليهما ملفقاً قالا اخبرنا
به الحافظ ابو بكر احمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي قال اخبرنا ابو عمر القاسم
بن جعفر بن عبد الواحد الهاشمي قال اخبرنا به ابو علي محمد بن احمد بن عمر اللؤلؤي
قال اخبرنا به مؤلفه داود رحمه الله تعالى ومنها السنن لابي عيسى محمد بن عيسى
الترمذي بكسر التاء وبالذال المعجمة منسوب الى ترمذ وهي مدينة مشهورة من وراء
جيحون على شاطئه الشرقي توفي بها ليلة الاثنين الثالث عشر من رجب
سنة تسع وسبعين ومائتين وهو احد العلماء والحفاظ الاعلام وله في الفقه
يد صالحة اخذ الحديث من جماعة من ائمة الحديث ولقي الصدر الاول من المشايخ
مثل قتيبة ابن سعيد ومحمد بن غيلان ومحمد بن بشار واحمد بن منيع ومحمد بن المثنى
وسفيان بن وكيع ومحمد بن اسمعيل البخاري وغير هولاء واخذ الحديث عن خلق
كثير لا يحصون كثرة واخذ عنه خلق كثير منهم محمد بن احمد المحبوبي المروزي
له تصانيف كثيرة في علم الحديث وهذا كتابه الصحيح احسن الكتب واكثرها
فائدة واحسنها ترتيباً واقلها تكراراً وفيه ما ليس في غيره من ذكر المذهب وجوه
الاستدلال وتبيين انواع الحديث من الصحيح والحسن والغريب وفيه جرح وتعديل
وفي آخره كتاب العلل وقد جمع فيه فوائداً حسنة لا يخفى قدرها على من وقف قال

الترمذي صنفت هذا الكتاب فعرضته على علماء الحجاز فرضوا به وعرضته على علماء العراق
فرضوا به وعرضت على علماء خراسان فرضوا به ومن كان في بيته هذا الكتاب
فكانما في بيته نبي محمد صلى الله عليه وسلم اجازني به الشيخ محمد هاشم رحمه الله تعالى
قال اخبرنا به شيخنا عبد القادر مفتي مكة رحمه الله تعالى سماعا طرفا من اوله واجازة
لسائره قال اخبرني به الشيخان احمد بن محمد النخلي المكي قراءة عليه لحصة منه واجازة
لسائره وعبد الله بن سالم البصري سماعا عليه لجميعه كلاهما عن الشيخ محمد بن
علاء الدين بابلي سماعا لبعضه واجازة لسائره قال اخبرنا به الشيخ نور
الدين علي بن يحيى الزيادي عن الشهاب احمد بن محمد الرملي عن شيخ الاسلام
زكريا الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن الفرات باجازته
مكاتبة عن ابي حفص عمر بن الحسن المراغي عن الفخر بن البخاري عن عمر بن
طبرزد البغدادي قال اخبرنا ابو الفتح عبد الملك بن ابي القاسم عبد الله
بن ابي سهل الكروخي بفتح الكاف وضم الراء المخففة وضبطه القزويني بالقلم
بالتشديد عن القاضي ابي عامر محمود بن القاسم بن محمد الازدي وابي بكر احمد
بن عبد الصمد التاجر الغورجي عن ابي نصر عبد العزيز بن محمد الهروي الترياقي سماعا
عن ثلاثتهم لجميعه سوى الترياقي فسمع الكروخي منه جميعه الا الجزء الاخير وهو

Marfat.com

وهو اول مناقب ابن عباس الى آخر الكتاب فسمعه الكروخي من ابي المظفر عبيد الله
بن علي بن ياسين الدهان الهروي اربعتهم قالوا اخبرنا ابو محمد عبد الجبار بن
محمد بن عبد الله بن ابي الجراح الجراحي المروزي قال اخبرنا ابو العباس محمد بن احمد
بن محبوب بن فضيل المحبوبي المروزي قال اخبرنا به مؤلفه الامام الترمذي سماعا
رحمه الله تعالى ومنها السنن لابي عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي بفتح النون و
تخفيف السين المهملة وبالمد والهمزة منسوب الى مدينة نسا من خراسان مات
بمكة سنة ثلاث وثلاث ماية وهو مدفون بها هو احد الائمة الحفاظ العلماء
الفقهاء لقي المشايخ الكبار واخذ الحديث عن قتيبة وهناد بن السري و
محمد بن بشار ومحمد بن غيلان وابي داود سليمان بن الاشعث وغير هؤلاء
من المشايخ الحفاظ واخذ الحديث عنه خلق كثير منهم ابو القاسم بن البراء
وابو جعفر الطحاوي وابو بكر اسحق النسائي الحافظ وله كتب كثيرة في الحديث
والعلل وغير ذلك قال مامون المصري الحافظ خرجنا مع ابي عبد الرحمن
الى طرطوس فاجتمع جماعة من مشايخ الاسلام واجتمع الحفاظ عبد الله بن احمد
بن حنبل ومحمد بن ابراهيم وغيرهما فشاوروا من سعى لهم على الشيوخ فاجتمعوا
على ابي عبد الرحمن النسائي وكتبوا كلهم بانتخابه وقال الحكم النيسابوري اما كلام

Marfat.com

ابي عبد الرحمن على فقه الحديث فاكثر منه ان تذكر ومن نظر في كتابه السنن له
تحير في حسن كلامه وقال سمعت علي بن عمر الحافظ غير مرة يقول ابو عبد الرحمن مقدم
على كل من يذكر بهذا العلم في زمانه كان شافعي المذهب وكان ورعا اجازني
به الشيخ محمد هاشم بن عبد الغفور التتوي غفرهما الله تعالى قال اخبرنا به شيخنا و
مولانا عبد القادر الحنفي مفتي مكة المعظمة غفره الله تعالى سماعا من لفظه طرفا
من اوله واجازة لسائره عن الشيخين الشافعيين الشيخ احمد بن محمد النخلي
المكي قراءة عليه لحصته منه واجازة لسائره والشيخ عبد الله بن سالم البصري سماعا
عليه لجميعه كلاهما عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي سماعا عن الشهاب احمد بن خليل
السبكي وابي النجا سالم بن محمد السنهوري كلاهما عن النجم محمد بن احمد الغيطي عن
شيخ الاسلام زكريا الانصاري سماعا لبعضه واجازة لسائره بقراءته لجميعه
على الزين رضوان بن محمد عن البرهان ابي اسحق ابراهيم بن احمد التنوخي
اجازة مشافهة بسماعه لجميعه على ابن العباس احمد بن ابي طالب الحجار باجازته
من ابي طالب عبد اللطيف بن محمد بن علي بن القبيطي بسماعه لجميعه على ابي زرعة
طاهر بن محمد بن طاهر المقدسي عن ابي محمد عبد الرحمن بن حمد الدوني بضم الدال
المهملة المشددة وكسر النون سماعا قال اخبرنا القاضي ابو نصر احمد بن الحسين

الدينوري

Marfat.com

السيوطي المعروف بابن الصباغ قال اخبرنا الحافظ القاضي ابو بكر احمد بن محمد بن اسحاق
الدينوري المعروف بابن السني اخبرنا مؤلفه الحافظ النسائي رحمه الله تعالى
[illegible] الى الحافظ صاحب السنن
مع اصحاب مالك والليث وعنه ابو الحسن القطان وخلق سواه ولد سنة ثلث و
مائتين ومات سنة ثلاث وسبعين ومائتين وله من العمر اربع وستون
سنة اجازني الشيخ المذكور عزه الله تعالى قال اخبرنا شيخنا عبد القادر مفتي مكة
عزه الله تعالى سماعا من لفظه طرفا من اوله واجازة لسائره قال شيخنا الشافعيين
الشيخ احمد بن محمد النخلي المكي قراءة عليه لحصة منه واجازة لسائره والشيخ عبد الله
بن سالم البصري سماعا عليه لجميعه كلاهما عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي سماعا
عليه لبعضه واجازة لسائره عن البرهان ابراهيم بن ابراهيم بن حسن العلقمي
علي بن ابراهيم الحلبي كلاهما عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن شيخ الاسلام زكريا
الانصاري عن الحافظ ابن حجر العسقلاني قراءة عليه لغالبه واجازة لباقيه قراءة
على ابي العباس احمد بن عمر بن علي البغدادي اللؤلؤي نزيل القاهرة عن الحافظ
ابن الحجاج يوسف بن عبد الرحمن المزي سماعا لجميعه عن شيخ الاسلام عبد الرحمن
بن ابي عمر بن قدامة المقدسي سماعا على الامام موفق الدين عبد الله بن احمد بن قدامة سماعا

Marfat.com

عن ابي زرعة طاهر بن محمد بن طاهر المقدسي سماعاً عن الفقيه ابي منصور محمد بن الحسين
بن احمد المقومي القزويني سماعاً قال اخبرنا به ابو طلحة القاسم بن ابي المنذر الخطيب
قال حدثنا به ابو الحسن علي بن ابراهيم بن سلمة بن بحر القطان قال اخبرنا به مؤلفه الحافظ
ابو عبد الله بن ماجة القزويني رحمه الله تعالى واما كتب الاحاديث غير الصحاح
الستة فمنها كتاب شمائل النبوية للحافظ ابن عيسى محمد بن عيسى بن سورة
الترمذي رحمه الله تعالى اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم بن عبد الغفور التتوي
غفر لهما الله تعالى قال انبانا به شيخنا عبد القادر المذكور اجازة قال قرأته جميعه على
الشيخ حسن بن علي العجمي المكي قال اخبرني به الشيخ احمد السجل عن الامام يحيى بن مكرم
الطبري قال اخبرنا به شيخ الاسلام زكريا بن محمد الانصاري قال اخبرنا به القاضي
عز الدين عبد الرحيم بن الفرات قال اخبرنا به الشيخان المسندان صلاح الدين
محمد بن احمد بن ابي عمر وابو حفص عمر بن الحسن بن مزيد بن اميلة المراغي
اجازة ان لم يكن سماعاً قالا اخبرنا به الشيخان الامام فخر الدين ابو الحسن علي
بن احمد ابن البخاري سماعاً قال اخبرنا به ابو اليمن زيد بن الحسن الكندي
قال اخبرنا به الافتخار عبد المطلب بن الفضل الهاشمي قال اخبرنا به ابو شجاع
عمر بن محمد البسطامي قال اخبرنا به ابو القاسم احمد بن محمد الخليلي قال اخبرنا

به الرئف

Marfat.com

به الشريف ابو القاسم علي بن احمد بن محمد الخزعي قال اخبرنا ابو سعيد الهيثم بن
كليب الشاشي قال حدثنا به مؤلفه الترمذي رحمه الله تعالى ومنها مسند الامام الا
عظم والهمام الاقدم ابي حنيفة الكوفي رحمه الله تعالى تاليف الامام الحافظ ابي
محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي انبانا به شيخنا العلامة محمد
هاشم المذكور غفره الله تعالى اجازة مكاتبة قال انبانا به شيخنا ومولانا
الشيخ عبد القادر بن ابي بكر الحنفي قال انبانا به الشيخ عبد الله بن سالم البصري
الاصل المكي المولد والمنشاء والوفاة الشافعي المذهب قال اخبرنا به العلامة
النحرير الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي المصري الشافعي عن الشهاب احمد بن
محمد بن الشبلي الحنفي عن الجمال يوسف بن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن
والده الشيخ زكريا الانصاري عن عبد السلام بن احمد البغدادي عن الشرف
ابي الطاهر محمد بن محمد بن عبد اللطيف المعروف بابن الكويك عن ام عبد الله
زينب المقدسية بنت الكمال احمد بن عبد الرحيم المقدسي عن عجيبة بنت الحافظ
ابي بكر الباقدري عن ابي الخير محمد بن احمد الباغبان عن ابي عمر عبد الوهاب
بن ابي عبد الله محمد بن اسحق بن محمد بن يحيى بن منده عن ابيه محمد بن اسحق
عن مؤلفه الحارثي تقدم ذكره ومنها المسند الامام ابي عبد الله احمد بن محمد

لعله زهيبة

Marfat.com

بن حنبل بن هلال بن اسد الشيباني المروزي المعدود من كبار الآخذين عن
اتباع التابعين ممن لم يلق احدا من التابعين رضي الله تعالى عنه و
سنذكر بعض مناقبه في سند اصول الفقه ان شاء الله تعالى وفي مسنده من زياداته
ابنه عبد الله وشيء يسير من زيادات ابي بكر القطيعي الراوي عن عبد الله رحمهما
الله تعالى اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم بن عبد الغفور التتوي رحمهما الله
تعالى قال اخبرنا به شيخنا مولانا عبد القادر مفتي مكة المشرفة سماعا من لفظه لبعضه
واجازة لسائره باجازته عن الشيخ حسن العجمي عن حافظ وقته محمد بن علاء
الدين البابلي عن المعمر محمد حجازي الشعراني عن المعمر محمد اركماس عن الحافظ
بن حجر العسقلاني عن المسند الكبير ابي المعالي عبد الله بن عمر بن علي بن مبارك
الحمدي الاصل نزيل القاهرة الازهري السعودي قراءة عليه لجميعه في ثلثة
وخمسين مجلسا عن ابي العباس احمد بن محمد بن عمر بن ابا الفرج الحلبي المعروف
بحفنجلة بفتحتي الحاء المهملة والفاء وسكون النون بعدها جيم ثم لام خفيفة
سماعا عليه لجميعه الا مواضع منه عن النجيب ابي الفرج عبد اللطيف بن عبد
المنعم بن علي بن نصر الحراني الاصل نزيل القاهرة سماعا عليه سوى مسنده
ابي سعيد فبالاجازة قال اخبرنا به ابو محمد عبد الله بن احمد ابي المجد الحريري

ابن ابي الفرج

ابن ام

انبأنا ابو القاسم هبة الله بن محمد بن عبد الواحد بن الحصين الشيباني قال
اخبرنا ابو علي الحسن بن علي الواعظ قال اخبرنا ابو بكر احمد بن جعفر بن حمدان
بن مالك القطيعي قال اخبرنا ابو عبد الرحمن عبد الله بن الامام احمد بن حنبل قال
اخبرني ابي احمد بن حنبل رحمه الله تعالى ومنها سنن الكبير والصغير وكتاب شعب
الايمان للحافظ ابي بكر احمد بن الحسين بن علي بن عبد الله بن موسى البيهقي كان
اوحد دهره في الحديث والتصانيف ومعرفة الفقه هو من كبار اصحاب الحاكم
ابي عبد الله قالوا سبعة من الحفاظ احسنوا التصنيف وعظم الانتفاع بتصانيفهم
ابو الحسن علي بن الدارقطني ثم الحاكم ابو عبد الله النيسابوري ثم ابو محمد عبد الغني
الازدي حافظ مصر ثم ابو نعيم احمد بن عبد الله الاصبهاني ثم ابو عمرو بن عبد البر
النمري حافظ اهل المغرب ثم ابو بكر احمد بن الحسين البيهقي ثم ابو بكر احمد بن علي
بن الخطيب البغدادي ولد البيهقي سنة اربع وثمانين وثلثمائة ومات بنيسابور
في جمادى الاولى سنة ثمان وخمسين واربعمائة وله من العمر اربع وسبعون سنة
اجازني بها الشيخ العلامة محمد هاشم بن عبد الغفور التتوي غفره الله تعالى
قال اخبرنا بها شيخنا عبد القادر مفتي مكة المشرفة قال الشيخ ابراهيم بن حسن
الكوراني الكردي الشافعي من طريقين اعلاهما عن العارف بالله تعالى صفي الدين

Marfat.com

احمد بن محمد المدني الفتني عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن شيخ الاسلام زكريا
الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد المعروف بابن الفرات عن ابي حفص
عمر بن الحسن بن اميلة المراغي عن الفخر بن البخاري عن ابي القاسم عبد الصمد بن
محمد الحرستاني عن زاهر بن طاهر الشحامي عن الحافظ البيهقي رحمه الله تعالى
ومنها المعاجيم الثلاثة الكبير والاوسط والصغير للحافظ ابي القاسم سليمان
بن احمد بن ايوب بن مطير اللخمي الطبراني نسبة الى طبرية موضع بالشام المعجم
الكبير مرتب على حروف المعجم في اسماء الصحابة رضوان الله تعالى عليهم اجمعين لكن
لم يذكر فيه مسند ابي هريرة لانه افرده بمصنف وهذا المعجم يشتمل على ستين الف
حديث على ما قيل وجعلوه بخزينة اثنى عشر مجلدا اتم به الشيخ المحقق والعمدة
المدقق محمد هاشم التتوي عن اخبرنا به شيخنا عبد القادر سلمه الله تعالى سماعا من
لفظ بعضهم واجازة لسائره باسانيد كثيرة منها عن الشيخ العلامة ابراهيم بن حسن
الكوراني الكردي الشافعي عن طريقين اعلاهما عن العارف بالله ضياء الدين
احمد بن محمد المدني الفتني عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن شيخ الاسلام
زكريا الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد المعروف بابن الفرات عن
ابي حفص عمر بن الحسن بن اميلة المراغي عن الفخر بن البخاري عن

Marfat.com

بسم الله

ابي جعفر الصيدلاني قال فاطمة بنت عبد الله الجوزدانية قال اخبرنا ابو بكر محمد
بن سيد احمد بن رمزة الكعبي التاجر الاصبهاني قال اخبرنا به مؤلفه الطبراني رحمه الله
تعالى وابقاه الاوسط مرتب على اسماء شيوخه واكثره من غرائب احاديثهم وهو
كتاب جليل وكان مؤلفه يقول هو روحي انتهى به شيخنا العلامة محمد هاشم بن
عبد الغفور التتوي قال اخبرنا به شيخنا عبد القادر مفتي مكة المشرفة سماعا
من لفظ لبعضه واجازة لسائره بسنده في المعجم الكبير الى ابي جعفر الصيدلاني
قال اخبرنا ابو علي الحداد قال اخبرنا الحافظ ابو النعيم الاصبهاني قال اخبرنا
رحمهم الله تعالى والمعجم الصغير مرتب على حروف المعجم في اسماء شيوخه يذكر
فيه عن كل شيخ حديثا اجازنا به الشيخ العلامة محمد هاشم بن عبد الغفور
التتوي غفره الله تعالى قال اخبرنا به شيخنا عبد القادر مفتي مكة المشرفة
سماعا من لفظ لبعضه واجازة لسائره بعين السند المذكور في المعجم الاوسط
الى الطبراني رحمه الله قال اخبرنا الحافظ ابو الحسن علي بن عمر بن احمد بن مهدي
بن مسعود بن النعمان بن دينار بن عبد الله الدارقطني نسبة الى دار القطن
هو محلة كانت ببغداد قديما ولد سنة خمس وثلثمائة ومات يوم الاربعاء
خلون من ذي القعدة سنة خمس وثمانين وثلثمائة وكان هو رضي الله

Marfat.com

تعالى عنه فريد عصره وقريع دهره وامام وقته انتهى اليه علم الحديث
المعرفة بعلله واسماء الرجال ومعرفة الرواة مع الصدق والامانة
والثقة والعدالة وصحة الاعتقاد وسلامة المذهب والقيام بعلوم
اخرى سوى الحديث منها علم القرآن ومعرفة مذاهب الفقهاء درس فقه
الشافعي على ابي سعيد الاضطراري وكتب عنه الحديث ايضا ومنها
معرفة الادب والشعر قال ابو طيب الطبري كان الدارقطني امير المؤمنين
في الحديث سمع خلقا كثيرا وروى عنه الحافظ ابو نعيم وابو بكر البرقاني
والجوهري والقاضي ابو الطيب الطبري وغيرهم رحمهم الله اجازني به
الشيخ الشفيق البحر العميق محمد هاشم رحمه الله تعالى قال اخبرنا به شيخنا المذكور
رحمه الله تعالى سماعا من لفظه لبعضه واجازة لسائره عن الشيخ الملا ابراهيم
بن حسن الكوراني الكردي الشافعي رحمه الله تعالى عن العارف بالله صفي
الدين احمد بن محمد المدني القشاشي عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن شيخ الاسلام
زكريا الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن الفرات عن ابي الثناء محمود
بن خليفة المنبجي عن الحافظ شرف الدين عبد المؤمن بن خلف الدمياطي
عن ابي الحسن علي بن الحسين المعروف بابن المقير عن ابي الكرم المبارك بن الحسن بن

Marfat.com

احمد الشهرزوري عن ابي الحسين محمد بن علي بن المهتدي بالله عن مؤلفه الدارقطني
رحمه الله تعالى ومنها السنن لابي جعفر محمد بن الصباح البزاز رحمه الله تعالى
اجازني به الشيخ محمد هاشم غفره الله تعالى عن الشيخ عبد القادر مفتي مكة المشرفة
عن الشيخ محمد سليمان المغربي المالكي عن السيد محمد النقيب بن كمال الدين بن محمد
الحسيني عن محمد بن منصور بن المحب عن الخطيب محمد البهنسي عن الشمس محمد بن
محمد بن علي بن طولون عن ابي البقاء محمد بن العماد العمري عن البرهان ابراهيم
بن محمد الحلبي عن محمد بن عبد الله الصوفي عن العلاء سنقر بن عبد الله الزيني
عن الموفق عبد اللطيف بن يوسف البغدادي عن عبد الله محمد بن النقور
عن المبارك بن عبد الجبار الصيرفي عن ابي منصور محمد السواق عن ابي علي
مخلد بن جعفر الباقرحي عن ابي جعفر احمد بن يحيى الحلواني عن مؤلفه رحمه الله تعالى
ومنها صحيح الحافظ ابي عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم
بن الحكم الضبيع النيسابوري المعروف لقبه بالحاكم وكنيته بابن البيع
وسمي هذا الصحيح بالمستدرك اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم رحمه الله تعالى
قال اخبرنا به عبد القادر المذكور رحمه الله تعالى سماعا من لفظه لبعضه واجازة
لسائره باسانيد كثيرة احدها عن الشيخ الملا ابراهيم بن حسن الكوراني الكردي

Marfat.com

الشافعي رحمه الله تعالى عن العارف بالله تعالى صفي الدين احمد بن محمد الرملي عن
شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن الفرات
عن ابي الثناء محمود بن خليفة المنبجي عن الحافظ شرف الدين عبد المؤمن بن
خلف الدمياطي عن ابي الحسن علي بن الحسين المعروف بابن المقير عن الحافظ
ابي الفضل احمد بن طاهر الميهني عن ابي بكر احمد بن علي بن خلف الشيرازي عن
الحاكم بمستدركه رحمة الله تعالى عليه ومنها مشارق الانوار النبوية من صحاح
الاخبار المصطفوية صلوات الله وسلامه على مصدرها للامام رضي الدين
ابي الفضائل الحسن بن محمد بن الحسن ابن حيدر بن علي بن اسمعيل الصاغاني
اللغوي العمري الحنفي جمع فيه بين الصحيحين اجازني به الشيخ العلامة المذكور
غفره الله تعالى كل انبائنا به الشيخ عبد القادر مفتي مكة المشرفة باسانيد كثيرة
اعلاها عن الشيخ الملا ابراهيم بن حسن الكوراني الكردي ثم المدني عن العارف بالله
تعالى صفي الدين احمد بن محمد المدني القشاشي عن الشمس محمد بن احمد الرملي
عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن الفرات
عن ابي الثناء محمود بن خليفة المنبجي عن الحافظ شرف الدين عبد المؤمن بن خلف
الدمياطي عن المؤلف رحمه الله تعالى ومنها الحمص الحصين ومختصراه العدة

Marfat.com

والجنة ثلثتها لامام القراء الحافظ قاضي القضاة شمس الدين ابي الخير محمد
بن محمد بن محمد بن علي بن الجزري الدمشقي اجازني بها الشيخ العلامة محمد هاشم التتوي
سلمه الله تعالى عما لا يليق بجنابه قال انبأنا بها شيخنا عبد القادر سلمه الله تعالى
عن الشيخ حسن بن علي العجمي المكي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى بن
مكرم الطبري المكي امام المقام عن جده المحب الاخير محمد بن محمد الطبري المكي عن
مؤلفها رحمه الله تعالى ومنها مشكوة المصابيح لولي الدين ابي عبد الله محمد بن عبد الله
بن الخطيب التبريزي اجازني به الشيخ الفقيه العلامة محمد هاشم المذكور غفره الله
تعالى قال اخبرنا به شيخنا عبد القادر مفتي مكة المباركة حفظه الله تعالى سماعا من لفظه
لبعضه واجازة لسائره باسانيد كثيرة منها ما عن حسن بن علي العجمي المكي عن الشيخ
احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى بن مكرم الطبري المكي امام المقام عن شيخ الا
سلام القاضي زكريا بن محمد الانصاري والحافظ عبد العزيز بن فهد قالا اخبرنا
به العلامة تقي الدين ابو الفضل محمد بن محمد بن فهد قال انبأنا به الزين
ابو بكر بن الحسين المراغي قال اخبرنا به امام الدين علي بن مبارك شاه الصديقي
الساوجي قال اخبرنا به مؤلفه رح قراءة واجازة ومنها الموطا لامام مالك رحمه الله
تعالى ومنها الموطا لامام محمد رحمه الله تعالى سندهما ما وصل الي الا ان الشيخ المذكور

Marfat.com

رحمه الله تعالى اجازني بهما وستقف بهما في كتاب الاجازة في فصل اجازة كتب
الآداب ان شاء الله تعالى تكملة سند الاذكار والاربعين للشيخ ابي زكريا يحيى بن
شرف النووي رحمه الله تعالى وجميع ما يروي عنه بشروط المعتبر عند اهل الفقه
والحديث والاثر كان رضي الله تعالى عنه امام زمانه عالما فاضلا متورعا
فقيها محدثا ثبتا حجة له مصنفات كثيرة وتاليفات عجيبة مشهورة مفيدة
في الفقه مثل الروضة وفي الحديث مثل الرياض والاذكار وفي شرحه مثل
شرح مسلم وغير ذلك من معرفة الحديث واللغة سمع من المشائخ الكبار ومنه
خلق كثير اجاز رواية رواية شرح مسلم والاذكار لجميع المسلمين وكان نوى
قرية من اعمال دمشق نشاء بها وحفظ الختمة وقدم دمشق في سنة خمسين
وستمائة وله تسع عشر سنة فيفقه بشرع وكان حسن العيش قانعا بالقوة
تاركا للشهوات صاحب عبادة وخوف صغير العمامة كبير الشان كثير السهر مكبا
على العلم والعمل مات في رجب سنة ست وسبعين وستمائة عاش خمسا واربعين
سنة اجازني بهما وبجميع ما يروي عنه واخبرني بمصنفاته الشيخ طيب بن عمر بن
عبد اللطيف الناشري اليمني الحديدوي غفره الله تعالى عن الشيخ سليمان
بن عبد الله معافا خشيبر قراءة لبعضهما واجازة لباقيهما ولما يروي عنه

Marfat.com

عن الشيخ علي بن علي المرحومي عن الشيخ نور الدين علي الشبراملسي عن الشيخ
محمد الشوبري والشيخ علي الزيادي والشيخ علي الحلبي كلهم عن الشيخ شمس
الرملي عن والده الشيخ شهاب احمد الرملي عن الشيخ ابي يحيى زكريا الانصاري
عن الشيخ جلال المحلي عن الشيخ زين عبد الرحيم العراقي عن الشيخ علامة بن
العطار عن مولفها الشيخ ابي زكريا يحيى بن شرف النووي سماعا لبعضها
واجازة لباقيها رحمهم الله تعالى جميع المحدثين اثنا عشرة طبقة الى طبقة
الصحابة فان كلهم طبقة واحدة او الطبقة عبارة عن جماعة اشتركوا في
السن واللقاء للمشايخ وصغارهم شاركوا الكبار في ملاقات النبي
عليه افضل الصلوة واكمل التحيات وان لم يشاركوهم في السن و
بهذا الاعتبار يعد فلان في الطبقة الثانية وكذلك التابعون كذا قالوا
والقياس ان يجري العد من الطبقتين فالجمع طبقة الاكابر التابعين
كابن المسيب الطبقة الوسطى من التابعين كالحسن البصري وابن
سيرين طبقة يليها جل روايتها عن كبار التابعين كالزهري وقتادة
الطبقة الصغرى منهم الذين رأوا الواحد من الصحابة والاثنين
ولم يثبت لبعضهم السماع من الصحابة كالاعمش الطبقة السادسة من عاصر الخامسة لكن

لم يثبت لهم لقاء احد من الصحابة كابن جريج السابعة كبار اتباع التابعين كالكاسي
والثوري الثامنة الطبقة الوسطى منهم كابن عيينة وابن علية التاسعة الطبقة
الصغرى من اتباع التابعين كيزيد بن هارون والشافعي وابي داود الطيالسي
وعبد الرزاق العاشرة كبار الآخذين عن تبع التابعين ممن لم يلق التابعين
كاحمد بن حنبل الحادية عشر الطبقة الوسطى من ذلك كالزهلي والبخاري الثانية
عشر صغار الآخذين من تبع الاتباع كالترمذي والحق باقي شيوخ
الائمة الستة الذين تاخرت وفاتهم قليلا كبعض شيوخ النسائي
ووفيات طبقة الاولى والثاني قبل المائة ومن الثالثة الى الثامنة
بعدها ومن التاسعة الى آخرها بعد المائتين الفصل الرابع في سند اصول
الفقه مطلقا غير مقيد بكتاب ومقيدا بكتب وذكر اجازة البعض منها
سند اصول الفقه مطلقا غير مقيد بكتاب اجازني به الشيخ محمد هاشم رحمه الله تعالى
قال اجازني به شيخنا عبد المذكور رحمه الله تعالى عن شيخه محمد بن سليمان
المغربي عن الشيخ ابي عثمان سعيد بن ابراهيم الجزائري عن ابي عثمان سعيد
بن احمد المقري عن ابي زيد سقين عن شيخ الاسلام زكريا بن محمد
الانصاري عن كمال الدين بن الهمام وهو اخذ اصول الحنفية عن السراج

Marfat.com

عمر بن علي الشهير بقاري الهداية عن علاء الدين السيرامي عن السيد جلال الدين
التركماني شارح الهداية عن علاء الدين عبد العزيز البخاري صاحب الكشف و
التحقيق عن الاستاذ حافظ الدين الكبير عن شمس الائمة محمد بن عبد الستار
الكردري عن برهان الدين علي بن ابي بكر المرغيناني صاحب الهداية عن فخر
الاسلام ابي الحسن علي البزدوي عن شمس الائمة السرخسي عن شمس الائمة
الحلواني عن ابي علي الحسين بن خضر النسفي عن ابي بكر محمد بن الفضل عن
بضم خاء معجمة وبعد الف نون
الاستاذ ابي عبد الله السبذموني عن ابي عبد الله محمد بن ابي حفص الكبير عن ابيه
عن الامام محمد بن الحسن الشيباني عن الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان رحمه
الله تعالى بن ثابت بن زوطا الكوفي هو من رهط حمزة الزيات كان
خزازا يبيع الخز وكان جده زوطا من اهل كابل مملوكا لبني تيم الله بن
ثعلبة فاعتق وولد ابوه ثابت على الاسلام وقيل هو من الاحرار ما
وقع عليه رق قط وذهب بثابت الى علي ابن ابي طالب وهو صغير دعا له
بالبركة فيه وفي ذريته كذا ذكر في اسماء الرجال وذكر في طبقات الحنفية
هو النعمان بن ثابت بن كاوس بن هرمز من ملك بغداد من بني شيبان
العرب اسلم على يد عمر رضي الله تعالى عنه ومن ثمه قيل انه من الموالي قال اسمعيل

في نسب ابي حنيفة رحمه الله تعالى وفي غيرهم من الائمة

قوله التيم بفتح التاء العبدوية
الملات وتيم قريش ثلثة
كذا فهم من الرشيدي

Marfat.com

بن حماد بن ابي حنيفة رح ولد جدي سنة ثمانين من الهجرة وذهب بثابت الى علي
رضي الله تعالى عنه وهو صغير ودعا له بالبركة فيه انتهى وذكر في خزانة الاكمل امام
المسلمين سراج اهل الدين ابي حنيفة رحمه الله تعالى النعمان بن ثابت بن النعمان
بن كاوس بن هرمز بن مرزبان من اولاد فارس من موالي بني تيم الله
بن ثعلبة كان خزازا كوفيا آباؤه من جده الكبير ورد النصر في حقه على ما ورد
عن النبي صلى الله عليه وسلم يخرج في امتي رجل اسمه النعمان وكنيته ابو حنيفة
هو سراج امتي وقال القاضي ابو عبد الله الحسن بن علي الصيمري في كتابه
باسناده عن حماد بن ابي حنيفة قال ابو حنيفة النعمان بن ثابت زوطي وكان
ثابت ولد على الاسلام وكان زوطا مملوكا لبني تيم الله بن ثعلبة وعن
اسمعيل بن حماد بن ابي حنيفة رح قال انا اسمعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت
بن النعمان بن هرمز بن المرزبان من ابناء فارس الاحرار والله ما وقع فينا
رق قط انتهى وذكر في خزانة الروايات في باب مناقب الامام في السراجية
اعلم ان صاحب مذهبنا اعني ابا حنيفة وهو نعمان بن ثابت قد ادرك اخر عهد
علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه حمله ابوه اليه وهو صغير وقد دعا له بالبركة كذا
ذكر نجم الدين النسفي رح انتهى وذكر في آخر كتاب اسماء الرجال ولد سنة ثمانين

سراج امتي

Marfat.com

ومات ببغداد سنة ثمنين ومائة ودفن بمقابر الخيزران وقبره معروف
ببغداد ونقل من شرح شيخ الاسلام ذكريا الانصاري على القنية العراقي ولد الامام
الاعظم ابو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي سنة ثمانين وتوفي رحمه الله تعالى
سنة مائة وخمسين وقيل احدى وخمسين وقيل ثلث وخمسين وذكر في
شرح قصيدة المسماة بعقيدة الفوائد للشيخ قاسم بن قطوبغا الحنفي ولد
ابو حنيفة رحمه الله تعالى سنة ثمانين وقيل احدى وستين وتوفي في رجب وقيل
في رمضان سنة خمس ومائة وقيل لاحد عشرة ليلة خلت من جمادي الاولى
من السنة المذكورة وذكر في اسماء الرجال وكان في ايامه اربعة من الصحابة
رضي الله تعالى عنهم منهم انس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن ابي اوفى بالكوفة
وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق
احدا منهم ولا اخذ عنهم واخذ الفقه عن حماد بن ابي سليمان وسمع عطاء بن
ابي رباح وابا اسحق السبيعي ومحمد بن المنكدر ونافعا وقدم بن عروة وسليمان
بن حرب وغيرهم وسنذكر عدة مشايخه في سند فقه الحنفية مطلقا غير مقيد
بكتاب انه بلغ الى مائة وروى عنه عبد الله بن المبارك ووكيع بن الجراح ويزيد بن
هارون والقاضي ابو يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني وغيرهم نقله المنصور من الكوفة

Marfat.com

الي بغداد واقام بها الي ان مات فيها وكان اكرهه ابن هبيرة ايام مروان بن
الاموي علي القضاء بالكوفة فابي فضربه مائة سوط في عشرة ايام كل يوم عشرة
فلما راي ذلك خلي سبيله ولما شخصه المنصور الي العراق علي القضاء فابي
فحلف عليه ليفعلن وحلف ابو حنيفة لا يفعل وتكررت الايمان بينهما فحبسه المنصور
ومات في الحبس قال الحكيم بن هشام حدثت بالشام عن ابي حنيفة رحمه الله تعالي
انه كان من اعظم الناس امانة وارادة السلطان علي ان يتولي مفاتيح خزائنه
ويضرب ظهره فاختار عذابهم علي عذاب الله تعالي وروي انه ذكر ابو حنيفة رح عند
ابن المبارك فقال اتذكرون رجلا عرض عليه الدنيا بحذافيرها ففر منها كان
ربعة من الرجال وقيل طوالا يعلوه سمرة حسن الوجه احسن الناس منطقا
واجلاهم نغمة حسن المجلس شديد الكرم حسن المواساة لاخوانه قال الشافعي
قيل لمالك هل رايت ابا حنيفة قال نعم رايت رجلا لو كلمك في هذه السارية ان
يجعلها ذهبا لقام بحجته وقال الشافعي من اراد ان يفتخر في الفقه فهو عيال علي ابي
حنيفة قال ابو حامد الغزالي روي ان ابا حنيفة رحمه الله تعالي كان يحيي نصف الليل
فاشار اليه انسان وهو يمشي وقال لغيره هذا هو الذي يحيي كل الليل فلم يزل
بعد ذلك يحيي كل الليل وقال انا استحيي من الله تعالي ان اوصف بما ليس في

Marfat.com

من عبادة وقال شريك النخعي كان ابو حنيفة طويل الصمت دائم الفكر قليل المحاربة
للناس وهذا من اوضح الامارات على علم الباطن والاشتغال بمهمات الدين فمن
اوتي الصمت والزهد فقد اوتي العلم كله فانه كان عالما عاملا ورعا زاهدا عابدا
اماما في العلوم الشرعية مرضيا انتهى وذكر في عين العلم منتخب احياء العلوم
لمصنف الكوفي وهو ابو عبد الله جمال الدين محمد بن عثمان بن عمر البلخي وسمع هاتفا
في الكعبة ان يا ابا حنيفة اخلصت خدمتي واحسنت معرفتي فقد غفرت لك و
لمن تبعك الى قيام الساعة وتلمذ له كبار من المشايخ وتحمل لتقلد القضاء ما
تحمل وما خالط الظلمة وما قبل منهم شيئا وما اشتغل بالدعوة الا بالاشارة النبوية
في المنام بعد ما قصد الانزواء وما استظل بحائط المديون حين اتاه متقاضيا
وتصدق بجميع مال اتى به وكيله لما خلط به ثمن ثوب معيب مبيع مخفيا وترك
لحم الغنم لما فقدت شاة في الكوفة وذكر في عقود المكان في مناقب ابي حنيفة
النعمان رحمه الله تعالى اول من دون الفقه ورتبه ابوابا ثم تابعه مالك بن انس
في ترتيب الموطاء لم يسبق ابا حنيفة مع احد لا من الصحابة ولا من التابعين
انما كانوا يعتمدون على قوة حفظهم فلما راى ابو حنيفة رحمه الله تعالى العلم منتشرا
اخاف عليه فجعله ابوابا مبوبة وكتبا مترتبة فبدء بالطهارة ثم بالصلوة

ان ابا حنيفة

ثم بالصوم ثم بسائر العبادات ثم بالمعاملات ثم ختم بالمواريث لانها آخر
احوال الناس وهو اول وضع كتاب انتهى اذا ذكرنا بعض مناقب امامنا الاعظم
رحمه الله تعالى فلا بد ان نذكر بعض مناقب ائمة الثلاثة اي المالك وان شافعي
واحمد بن حنبل رحمهم الله تعالى اما الامام المالك هو بن انس بن مالك بن ابي عامر
الاصبحي يكنى ابا عبد الله ولد سنة خمس وتسعين من الهجرة ومات بالمدينة سنة تسع
وسبعين ومايه وله اربع وثمانون سنة وقال الواقدي مات وله تسعون
سنة وذكر الشيخ ذكريا الانصاري في شرحه على القدمة العراقي والامام دار
الهجرة ابو عبد الله مالك بن انس سنة ثلاث وتسعين او واحد او
اثنين وتوفي رحمه الله تعالى سنة مايه وتسعين انتهى وهو امام الحجاز
بل الناس في الفقه والحديث وكفاه فخرا ان الشافعي من تلامذه واصحابه
اخذ العلم عن الزهري ويحيى ابن سعيد ونافع ومحمد بن المنكدر وهشام
بن عروة وزيد بن ثابت وربيعة بن ابي عبد الرحمن وخلق كثير سواهم و
اخذ العلم منه خلق كثير لا تحصول كثرة وهم ائمة البلاد ومنهم الثوري و
محمد بن ابراهيم بن دينار وابو حنيفة وعبد العزيز بن ابي حازم وهو لاء
نظرائه من اصحابه معن ويحيى بن يحيى وعبد الله بن مسلمة القعنبي وعبد الله بن

Marfat.com

وهب وغيره هولاء ممن لا يحصي عدده وهولاء مشائخ البخاري ومسلم وابي داؤد
والترمذي واحمد بن حنبل ويحيى ابن معين وغيرهم من ائمة الحديث قال بكر بن عبد الله
الصنعاني اتينا مالك بن انس فجعل يحدثنا عن ربيعة بن عبد الرحمن وكان ربيعة
من حدثه فقال لنا ذات يوم ما تصنعون ببربعة وهو نائم في ذلك الرواق
فنبهناه وقلنا له انت ربيعة قال نعم قلنا الذي يحدث عنك مالك بن انس قال
نعم قلنا كيف خيط بك عقلك ولم تخط انت بنفسك قال ما علمتم ان منقالا من
زولة خير من حمل العلم قال عبد الرحمن بن مهدي سفيان الثوري امام في الحديث و
ليس بامام في السنة والاوزاعي امام في السنة وليس بامام في الحديث ومالك
بن انس امام فيهما جميعا وكان مالك مبالغا في تعظيم العلم والدين حتى كان اذا
اراد ان يحدث توضاء وجلس على صدر فراشه وسرح لحيته واعتمل الطيب و
يمكث من الجلوس على وقار وهيبة ثم حدث فقيل له في ذلك فقال احب ان
اعظم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يحيى بن سعيد في القوم اصح
حديثا من مالك وقال ان فعل اذا ذكر العلماء فمالك النجم وقال واذا صار الحديث
من مالك فاشدد يديك به وقال مالك اذا لم يكن للانسان في نفسه خبيئة لم يكن
فيه خير وقال ليس العلم بكثرة الرواية وانما هو نور يضعه الله في القلب وقال

Marfat.com

ابو عبد الله رايت كان النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد قاعدا والناس حوله ومالك قائم بين
يديه وبين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم منك فهو ياخذ منه قبضة قبضة ويدفعها
الى مالك ومالك يدرها على الناس قال مطرف فاولت ذلك بالعلم واتباع السنة وقال
الشافعي قالت لي عمتي ونحن بمكة رايت في هذه الليلة عجبا فقلت لها وما هو قالت
رايت كان قائلا يقول مات الليلة اعلم اهل الارض قال الشافعي رحمه الله تعالى
فحسبنا ذلك فاذا هو يوم مات مالك بن انس رضي الله تعالى عنه وله مناقب جمة
يتحير فيها العقل اما الامام ابو عبد الله محمد هو بن ادريس بن العباس بن العثمان
بن الشافع بن السائب بن عبد يزيد بن هاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف القرشي
المطلبي لقي شافع النبي صلى الله عليه وسلم وهو مترعرع واسلم ابوه السائب يوم
بدر كان السائب صاحب راية بني هاشم فاسر وفدى نفسه ثم اسلم ولد الشافعي
بغزة سنة خمسين ومائة وحمل الى مكة وهو ابن سنتين وقيل ولد بعسقلان و
قيل باليمن وهي السنة التي مات فيها الامام ابو حنيفة ومنهم من قال انه ولدته
امه يوم مات ابو حنيفة قال البيهقي هذا التقييد في اليوم لم اجده الا في بعض الروايات
اما التقييد بالعام فهو مشهور بين اهل التواريخ وقال محمد بن الحكيم ان ام الشافعي
ما حملت به رات كان المشتري خرج من بطنها وانقض ثم وقع في بلدة منه

ابو عبد الله محمد بن ادريس
الشافعي رحمه الله تعالى

Marfat.com

شطينة فقال المعبر انه يخرج منك عالم عظيم وقال الشافعي رحمه الله تعالى رايت النبي
صلى الله عليه وسلم في النوم فقال لي يا غلام ممن انت فقلت من رهطك يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال ادن مني فدنوت منه فاخذ من ريقه ففتحت فمي فامر من
ريقه على لساني وفمي وشفتي وقال امش بارك الله فيك وقال ايضا رايت بمكة في
زمان الصبا في المنام رجلا ذا هيبة يؤم الناس في المسجد الحرام فلما فرغ من صلوته
اقبل على الناس يعلمهم فدنوت منه فقلت علمني فاخرج ميزانا في نور من كمه فاعطاني وقال
هذا لك قال الشافعي رحمه الله تعالى وهناك معبر فعرضت الرؤيا عليه فقال انك تصير اماما
في العلم وتكون على السنة لان امام المسجد الحرام افضل الائمة كلهم واما الميزان
فانك تعلم حقيقة الشيء في نفسه وقال قال لي مالك ما اسمك فقلت محمد فقال يا محمد
اتق الله واجتنب المعاصي فانه سيكون لك شان من الشان فقلت نعم وكرامة
فقال ان الله قد القى على قلبك نورا فلا تطفيه بالمعصية وكان المالك صاحب فراسة
وقال احمد بن حنبل ما اعلم احدا اعظم منه على الاسلام في زمن الشافعي من الشافعي
واني لادعو له في ادبار صلواتي اللهم اغفر لي ولوالدي ولمحمد بن ادريس الشافعي
وقال الحميدي قدم الشافعي من صنعاء الى مكة بعشرة آلاف في منديل فضرب
خباءه خارجا من مكة وكان الناس ياتونه فما برحت حتى ذهبت كلها ثم دخلت مكة

Marfat.com

وقال المزني ما رايت اكرم من الشافعي خرجت معه ليلة عيد من المسجد وانا اذكر في مسئلة
حتى اتيت باب داره فاتاه غلام بكيس فقال له مولاي يقريك السلام ويقول لك
خذ هذا الكيس فاخذ منه فاتى رجل فقال له يا عبد الله ولدت امرأتي الساعة وليس عندي
شيء فدفع اليه الكيس وصعد وليس معه شيء وفضائله كثيرة وسمع مالك بن
انس وسفيان بن عيينة ومسلم بن خالد وخلقا سواهم كثير احدث عنه احمد بن حنبل
وابو ثور ابراهيم بن خالد وابو ابراهيم المزني والربيع بن سليم المرادي وخلق
كثير سواهم قدم بغداد سنة خمس وتسعين ومائة واقام بها سنتين ثم خرج
الى مصر ومات بها عند العشاء الآخرة ليلة الجمعة ودفن في يوم الجمعة بعد العصر
وكان آخر يوم من رجب سنة اربع ومائتين وله اربع وخمسون سنة قال
الربيع رايته في المنام قبل موت الشافعي بايام ان آدم عليه السلام مات ويريدون
ان يخرجوا جنازته فلما اصبحت سالت بعض اهل العلم عنه فقال هذا موت اعلم اهل
الارض لان الله تعالى علم آدم الاسماء كلها فما كان شهرا حتى مات الشافعي وقال احمد
بن حنبل رايت الشافعي رحمه الله في المنام فقلت له يا اخي ما فعل الله بك قال غفر لي
وتوجني وزوجني الى مناقب تعسر احصاؤها واما الامام ابو عبد الله احمد هو
بن حنبل الشيباني المروزي ولد ببغداد سنة اربع وستين ومائة ومات سنة

ابو عبد الله احمد

احدى

احدي واربعين ومائتين وله سبع وسبعون سنة كان اماما في الفقه والحديث و
الزهد والورع والعبادة وبه عرف الصحيح والسقيم والمجروح من العدل نشأ
ببغداد وطلب العلم وسمع الحديث من شيوخها ثم رحل الى الكوفة والبصرة ومكة
والمدينة واليمن والشام والجزيرة وكتب عن علماء ذلك العصر فسمع من يزيد
بن هارون ويحيى بن سعيد القطان وسفيان بن عيينة ومحمد بن ادريس الشافعي
وعبد الرزاق بن همام وخلق كثير سواهم رواه عنه ابناه صالح وعبد الله وابن
عمه حنبل بن اسحق ومحمد بن اسمعيل البخاري ومسلم حجاج النيسابوري وابو
زرعة وابو داؤد السجستاني وخلق كثير سواهم الا ان البخاري لم يذكر في صحيحه عنه الا
حديثا واحدا في آخر كتاب الصدقات تعليقا وروى احمد ابن الحسن الترمذي عنه
حديثا آخر وفضائله كثيرة ومناقبه جمة قال اسحق بن راهويه احمد بن حنبل حجة
بين الله وبين عبيده في ارضه وقال الشافعي رحمه الله خرجت من بغداد
وما خلفت بها احدا اتقى واورع ولا افقه ولا اعلم من احمد بن حنبل وقال
احمد بن سعيد الدارمي ما رايت لسوداء راسا احفظ لحديث رسول الله ولا
اعلم بفقهه ومعانيه من ابي عبد الله احمد بن حنبل وقال ابو زرعة كان احمد
بن حنبل يحفظ الف مائة الف حديث فقيل له ما يدريك قال ذاكرته فاخذه

Marfat.com

عليه الابواب وقال ابراهيم الحربي رايت احمد بن حنبل كان الله جمع له علم الاولين
والآخرين من كل صنف يقول ما شاء ويمسك ما شاء وقال ابو داؤد السجستاني كان
مجالسة احمد ابن حنبل مجالسة الآخرة لا يذكر فيها شيئ من امر الدنيا وما رايت ذكر
الدنيا قط قال محمد بن موسى حمل الى الحسن ابن عبد العزيز ميراثه من مصر
الف دينار فحمل الى احمد بن حنبل ثلثة اكياس في كل كيس الف دينار فقال يا عبد الله
هذا من ميراث حلال فخذها وانفق بها على عائلتك قال لا حاجة لي فيها انا
في كفايتها فردها ولم يقبل منها شيئا وقال عبد الله بن احمد كنت اسمع ابي كثيرا
يقول في دبر صلوته اللهم كما صنت وجهي عن السجود لغيرك فصن وجهي
عن المسئلة لغيرك وقال ميمون بن الاصبغ كنت ببغداد فسمعت صيحة
فقلت ما هذا فقالوا احمد بن حنبل يمتحن فدخلت عليه فلما ضرب الثاني سوطا
قال بسم الله فلما ضرب الثاني قال لا حول ولا قوة الا بالله فلما ضرب الثالث قال
القرآن كلام الله غير مخلوق فلما ضرب الرابع قال لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا
فضرب تسعة وعشرين سوطا وكانت تكة احمد حاشية ثوب فانقطعت
فنزل السراويل الى عانة فرمى احمد طرفه الى السماء وحرك شفتيه فما كان باسرع
من ان تقي السراويل ولم ينزل فدخلت عليه بعد سبعة ايام فقلت يا عبد الله

Marfat.com

رايتك تحرك شفتيك فاي شيء قلت قال قلت اللهم اني اسالك باسمك الذي ملأت
به العرش ان كنت لقلم اني على الصواب فلا تهتك لي سترا وقال محمد الكندي رايت
احمد بن حنبل في المنام ما صنع الله بك قال غفر لي ثم قال يا احمد ضربت في قال قلت
نعم يا رب قال يا احمد هذا وجهي فانظر اليه فقد ابحتك النظر ومنها سند كتاب
التنقيح وشرحه التوضيح كلاهما الصدر الشريعة عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة
الحنفي رحمهم الله تعالى انبانا بهما شيخنا العلامة محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى
اجازة عن الشيخ عبد القادر مفتي مكة عن الشيخ الملا ابراهيم بن حسن الكوراني
الكردي الشافعي عن الشيخ الامام صفي الدين احمد بن محمد المدني القشاشي قدس
سره عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن الحافظ
ابن حجر العسقلاني عن العارف بالله الشيخ محمد بن محمد بن محمد البخاري الحافظي
المشهور بخواجه محمد پارسا المدفون ببقيع الغرقد عن حافظ الدين ابي الطاهر
محمد بن محمد بن الحسن بن علي الطاهري البخاري عن مؤلفهما رحمه الله تعالى ومنها
سند كتاب التلويح حاشية التوضيح المذكور للعلامة المحقق سعد الدين مسعود بن
عمر التفتازاني اجازني به الشيخ محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى قال انبانا به
الشيخ عبد القادر رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ محمد بن علاء الدين

Marfat.com

البابلي عن الشهاب احمد السنهوري عن شهاب الدين احمد بن محمد بن حجر الهيتمي المكي
عن الشرف عبد الحق بن محمد السنباطي عن العلامة امين الدين يحيى بن محمد الاقصرائي
عن العلامة علاء الدين احمد بن محمد السراجي عن المؤلف رحمه الله تعالى اجازني
الشيخ المذكور رحمه الله تعالى بكتابي الحسامي والشاشي وسندهما ما وصل الي الفصل
الخامس في سند علم فروع فقه الحنفية مطلقا وكتب ظاهر الرواية واسانيد كتب علم
الفروع اي فروع الفقه مقيدا الاول بيان سند فقه مذهب الامام الاعظم
الاقدم ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه مطلقا غير مقيد بكتاب اجازنا به شيخي ومعتمدي
الشيخ محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى قال اجازنا به شيخنا عبد القادر المذكور رحمه
الله تعالى باسانيد متعددة منها ما عن شيخه الشيخ حسن بن علي العجمي الحنفي والشيخ محمد
بن سليمان المغربي المالكي كلاهما عن العلامة خير الدين الرملي الحنفي عن الشيخ محمد
بن سراج الدين عمر الحانوتي عن والده سراج الدين عن المحب محمد بن جرباش عن
ابي الخير محمد بن محمد الرومي عن المجد ابي الفتح محمد بن محمد الحريري قال اخبرني ابي
اخبرنا قوام الدين امير كاتب بن امير عمر الاتقاني والحسام حسين بن علي السغناقي
كلاهما عن حافظ الدين ابي البركات عبد الله بن احمد النسفي عن شمس الائمة محمد بن عبد الستار
الكردري عن الامام قاضيخان عن برهان الدين المرغيناني عن برهان الدين الكبير عبد العزيز

Marfat.com

بن عمر بن مازة ومحمود بن عبد العزيز الاوزجندي وهما عن شمس الائمة السرخسي
شمس الائمة حلواني عن ابي علي الحسين بن خضر النسفي عن ابي بكر محمد بن الفضل البخاري
الى عبد الله السندموني عن ابي عبد الله محمد بن ابي حفص الكبير عن ابيه عن الامام محمد
بن الحسن الشيباني عن الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان رحمة الله تعالى عن حماد بن ابي
سليمان عن ابراهيم النخعي عن علقمة بن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله عليه وسلم عن رب العزة جل جلاله وتقدست اسمائه وصفاته واخذ الامام
ابو حنيفة العلم ايضا عن جماعة من التابعين يقال عدتهم ثلثمائة وستون وهم اخذوا
عن اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وعليهم وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم واخذ
ابو حنيفة رضي الله عنه ايضا عن الصحابة رضي الله تعالى عنهم وعلم على ما قيل كذا
في اتحاف الاكابر اقول وقد مر في مناقبه رضي الله تعالى عنه من اسماء الرجال ولم
يلق احدا منهم ولا اخذ منهم اي من الصحابة انتهى نعم روايته اسماء الرجال وطبقات
الحنفية وخزانة الروايات صريحة في ملاقاته علي رضي الله تعالى عنه الا انها لم تصر الاخذ
منه رضي الله عنه لانه كان صغيرا وعاله بالبركة والله اعلم بحقيقة الحال وعدد مشايخ
ابي حنيفة رحمه الله تعالى الذين سمع ابو حنيفة منهم وروى عنهم بلغ ثمانية وامام المشايخ
الذين سمعوا من ابي حنيفة رحمه الله تعالى وروا عنه بلغ عددهم ستين وخمسمائة

Marfat.com

كذا في خزانة الاكمل في كتاب التواريخ قريبا من آخر الكتاب واختلفوا في عدد مسائل
المنصوصة عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى قال بعضهم ستمائة الف وكسر وقال الآخرون
الف الف مسئلة كذا في خزانة الاكمل والثاني سند كتب ظاهر الرواية السير الكبير والسير الصغير
وباقي الكتب الاربعة الامام الرباني محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله تعالى ولا يخفى عليك
هي المبسوط والجامع الكبير والجامع الصغير والزيادات
ان كتاب الاصل هو المبسوط وانما سماه اصلا لانه صنفه اولا ثم صنف الجامع الصغير ثم
الجامع الكبير ثم الزيادات وسكت عن السير الكبير وفي شرح تحسين الشاشي ان السير الكبير
آخر تصنيف صنفه محمد رح في الفقه اجازني بها الشيخ المحقق والعلامة المدقق الشيخ
محمد هاشم المذكور رحمه الله تعالى قال انبأنا بها شيخنا المذكور رحمه الله تعالى قال انبأنا
مسلسلا بالحنفية باسانيد كثيرة منها ما عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ خير الدين الرملي
عن العلامة احمد بن امين الدين عبد العالي الجنبلاطي عن ابيه عن جده عبد العزيز عبد الرحيم
بن الفرات عن ضياء الدين محمد بن محمد بن سعيد العمري الصغاني المكي عن قوام الدين
بن مسعود بن ابراهيم الكرماني عن الامام مظفر الدين احمد بن علي بن الساعاتي عن
تاج الدين علي بن سنجر المعروف بابن السماك عن الامام ظهير الدين محمد بن احمد بن عمر البخاري
صاحب الفتاوى الظهيرية عن الامام ظهير الدين الحسن بن علي المرغيناني عن ابيه الامام
ظهير الدين الكبير علي بن عبد العزيز بن عبد الرزاق المرغيناني عن برهان الائمة الكبير عبد

قيل كتب ظاهر الرواية السير والكبير وصغير والجامعين
والمبسوط وغير ظاهر الرواية الرقيات والهارونيات
والجرجانيات والكيسانيات الرقيات مسائل جمعها
محمد رح كان قاضيا بالرقة واسطة ديار مصر الكيسانيات
مسائل املاها محمد علي سليمان بن شعيب الكيساني
نسبت اليه قال البعض وجدت من خط الاستاذ
العلامة افتخار الدين البرهاني بان ظاهر
الروايات عبارة عن جامع الصغير والكبير
والمبسوط والسير وغير ظاهر الرواية
اربع غير الاربعة المذكورة
منه عفي عنه

العزيز بن عمر بن مازة عن شمس الائمة ابي بكر محمد بن احمد بن سهل السرخسي عن شمس الائمة
عبد العزيز بن احمد الحلوائي عن ابي علي الحسن بن خضر النسفي عن ابي بكر محمد بن الفضل البخاري
عن الاستاد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي السبذموني عن ابي حفص
الصغير محمد عن ابيه ابي حفص الكبير احمد بن حفص البخاري عن الامام محمد بن الحسن الشيباني
رحمه الله تعالى هو من خواص اصحاب ابي حنيفة رحمه الله تعالى ذكر في خزانة الاكمل محمد
بن الحسن مولى ابي شيبان من خواص اصحاب ابي حنيفة رحمه الله تعالى مات سنة تسع
وثمانين ومائة بالري وهو ابن سبع وخمسين سنة وولد رحمه الله تعالى بواسطة
ونشاء بكوفة ولزمه الشافعي مدة واخذ من علمه ولما سمع الشافعي من مسائل ابي
حنيفة رحمه الله تعالى قال الناس كلهم عيال ابي حنيفة رحمه الله تعالى في الفقه واما لمحمد
من الكتب ما ليس لاحد من هذه الامة وذلك اشهر من احتياج الى بيان
انتهى وذكر في درر مختار وتزوج محمد بن الحسن بام الشافعي وفوض اليه كتبه وماله فبسببه صار
الشافعي فقيها انتهى وذكر في خزانة الاكمل وولد ابي يوسف سنة ثلث عشرة ومائة
وفي رواية ابي جعفر والطحاوي سنة وكان ابو يوسف يصلي كل يوم في حالة ولاية القضاء
مائتا ركعة وقال وما صليت قط الا دعوة الله ابا حنيفة رحمه الله تعالى واستغفرت له
وكان موت ابي يوسف سنة اثنين وثمانين ومائة قال شيخنا العلامة التتوي رحمه الله تعالى

تولد الامام محمد بن الحسن الشيباني
وموته وما يناسب ذلك

Marfat.com

جميع الكتب المذكورة الاكابر شمس

الحمد لله قد اجزت اخانا في الله وحسبنا الله الشيخ الجليل والحبر الجميل الشيخ فقير رحمه الله تعالى
بن الشيخ عبد الرحمن بن شمس الدين بن بدر الدين بهذه الكتب الستة بحق اجازتي عن
مشايخي الكرام رحمهم ربهم بهذا السند بل بجميع ما عندي من اسانيد تلك الكتب مما
هو مذكور في رسالتي المسماة اتحاف الاكابر وبه تعالى استعين والثالث اسانيد
بعض كتب علم فروع الفقه مقيدا بكتب منها المختصر المعروف بالقدوري من
تصانيف العلامة ابي الحسين احمد بن محمد بن احمد القدوري اجازني به الشيخ العلامة
محمد هاشم المذكور رحمه الله تعالى قال انبأنا به شيخنا عبد القادر مسلسلا بالحنفية عن
الشيخ حسن العجمي عن الشيخ خير الدين الرملي عن العلامة احمد بن امين الدين بن
عبد العالي الجنبلاطي عن ابيه عن جده عن الفخر عبد الرحيم بن الفرات عن ضياء
الدين محمد بن محمد بن سعيد العمري الصغاني المكي عن قوام الدين مسعود بن ابراهيم
الكرماني قال اخبرنا به ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود النسفي عن شمس الائمة
محمد بن عبد الستار الكردري عن برهان الدين علي بن ابي بكر المرغيناني عن نجم الدين
ابي حفص عمر بن محمد النسفي عن خلف بن احمد بن عبد الله ابي القاسم الضرير الشلحي
بالشين المعجمة والحاء المهملة عن ابي عبد الله محمد بن علي الدامغاني عن مؤلفه ح وقد
اجازني الشيخ رحمه الله تعالى بمتني القدوري احدهما المذكور والثاني سنده ما وصل الي

Marfat.com

ومنها كتاب الهداية والتجنيس من مصنفات العلامة برهان الدين علي بن ابي بكر بن عبد الجليل
المرغيناني رواه اجازني بهما الشيخ محمد هاشم رحمه الله تعالى قال انبأنا بهما الشيخ عبد القادر
رحمه الله تعالى مسلسلا بالحنفية باسانيد كثيرة منها ما عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ خير
الدين الربلي عن الشيخ محمد بن سراج الدين الحانوتي عن العلامة ابراهيم الكركي عن
العلامة محمد بن سليمان الكافيجي عن محمد بن شهاب الحنفي عن نظام الدين عبد الاول
بن برهان الدين علي بن عماد الدين حفيد بن حفيد المؤلف عن السيد جلال الدين
بن شمس الدين الكرماني صاحب الكفاية شرح الهداية عن الامام علاء الدين عبد العزيز
بن احمد البخاري قال اخبرنا بهما الامام حافظ الدين الكبير محمد بن محمد بن نصر البخاري
النسفي قال اخبرنا بهما شمس الائمة محمد بن عبد الستار الكردري عن مؤلفهما رحمه الله تعالى
ومنها النهاية شرح الهداية للعلامة حسام الدين حسين بن علي بن حجاج بن علي
السغناقي اجازني بها الشيخ العلامة محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى مسلسلا
بالحنفية ايضا قال انبأنا بها الشيخ عبد القادر رحمه الله تعالى باسانيد كثيرة منها
ما بسنده المتقدم في الهداية الى السيد جلال الدين بن شمس الدين الكرماني عن مؤلفه
السغناقي ومنها شرح الهداية المسمى بالبناية للحافظ العلامة قاضي القضاة بدر
الدين محمود بن احمد العيني اجازني بها الشيخ العلامة التتوي رحمه الله تعالى قال انبأنا

به الشيخ عبد القادر رحمه الله تعالى مسلسلًا بالحنفية ايضا بأسانيد كثيرة منها ما عن
الشيخ حسن العجيمي الحنفي عن السيد النقيب محمد بن كمال الدين بن حمزة بإجازته
وقد كان تمذهب بمذهب الامام ابي حنيفة دون اقاربه اجمع عن الشيخ شمس الدين
محمد بن منصور بن محب الدين الحنفي الدمشقي عن شيخ الاسلام محمد البهنسي
الخطيب عن العلامة محب الدين محمد بن سلطان مفتي الحنفية بدمشق عن الشيخ
شرف الدين عاسم عن المؤلف العيني وعنها شرح الهداية المسمى نخب الافكار
للعلامة المحقق مرجع العلماء في عصره كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي
الاصل ثم القاهري المعروف بابن الهمام رحمه الله تعالى اجازني به الشيخ المذكور عن
الشيخ عبد القادر بسنده الى الشيخ قاسم بن قطلوبغا عن المؤلف ابن الهمام
وعنها وعن الهداية العلامة محي الدين عبد القادر بن محمد القرشي باجازتهما
الشيخ المذكور غفر الله تعالى لنا ولهما بها الشيخ عبد القادر رحمه الله تعالى عن الشيخ
حسن بن علي العجيمي عن العلامة شهاب الدين احمد بن محمد الخفاجي عن العلامة علي
محمد بن غانم المقدسي عن العلامة نور الدين علي بن يحيى بن سليمان الطرابلسي عن الحافظ
شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي وعن العلامة ابي البقاء محمد بن شهاب احمد بن
الضياء العمري عن ابيه قاضي القضاة شهاب الدين احمد بن الضياء محمد بن

Marfat.com

محمد سعيد الصغاني العمري عن مؤلفها العلامة محي الدين عبد القادر بن محمد القرشي المكي
ومنها الكفاية شرح الهداية اجازني بها الشيخ المذكور رحمه الله تعالى وسنده ما وصل
الي ومنها كنز الدقائق واصله الوافي وشرحه الكافي ثلثتها للامام حافظ الدين
ابي البركات عبد الله بن احمد بن محمود النسفي رحمه الله تعالى اجازني بها الشيخ محمد هاشم
المذكور غفره الله قال انبأنا الشيخ عبد القادر رحمه الله تعالى باسانيد كثيرة
مسلسلا بالحنفية منها ما عن الشيخ حسن العجيمي عن مفتي الحنفية بزبيد الشيخ عبد الفتاح
الخاص عن اخيه الشيخ محمد عن والده الشيخ الصديق عن والده الشيخ الكبير محمد الخاص
عن الشيخ ابي القاسم بن عبد العليم القرطبي عن زين الدين احمد بن احمد الشرجي عن
العلامة ابي البقاء محمد بن الشهاب احمد بن الضياء العمري عن والده العلامة
شهاب الدين احمد بن الضياء عن المقرئ شمس الدين محمد بن علي بن محمد القرشي المكي
عن شمس الدين عبد الله بن حجاج الكاشغري قال اخبرنا حسام الدين حسين بن
علي السغناقي قال اخبرنا بها مؤلفها ابو البركات رحمه الله تعالى اجازة ومنها
شرح الكنز المسمى بتبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للعلامة فخر الدين ابي
عمرو عثمان الزيلعي اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى قال
انبأنا به شيخنا عبد القادر المذكور رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن بن علي العجيمي عن

Marfat.com

العلامة شهاب الدين احمد بن محمد الخفاجي عن العلامة علي بن محمد بن غانم المقدسي عن
العلامة نور الدين علي بن ياسين الطرابلسي عن الحافظ شمس الدين محمد بن
عبد الرحمن السخاوي عن العلامة ابي البقاء محمد بن شهاب احمد بن الضياء العمري
عن العلامة محي الدين عبد القادر بن محمد القرشي المكي عن مؤلفه الزيلعي ومنها البحر
الرائق شرح كنز الدقائق والاشباه والنظائر كلاهما للعلامة زين الدين
بن نجيم رحمه الله تعالى اجازني بهما الشيخ محمد هاشم المذكور قال انبأنا بهما شيخنا عبد القادر
رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن بن علي العجمي عن العلامة السيد محمد النقيب عن الشيخ
رمضان بن عبد الحق العكاري عن العلامة شمس الدين محمد بن علي العلمي المقدسي
مفتي الحنفية بدمشق قال اخبرنا بهما مؤلفهما رحمه الله تعالى ومنها النهر الفائق شرح
كنز الدقائق للعلامة سراج الدين عمر بن نجيم رحمه الله تعالى اجازني به الشيخ محمد هاشم المذكور
غفره الله تعالى قال انبأنا به الشيخ عبد القادر المذكور رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن
علي العجمي عن الشيخ محمد السروري وعن العلامة السيد احمد بن محمد الحموي كلاهما عن العلامة
احمد بن عمر الشويري العوفي عن المؤلف رحمه الله تعالى ومنها شرح الوقاية ومختصرها
النقاية كلاهما للعلامة صدر الشريعة عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة رحمه الله تعالى
اجازني بهما الشيخ محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى قال انبأنا بهما شيخنا عبد القادر

Marfat.com

رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ عبد الفتاح الناصح عن الشيخ محمد بن عبد القادر
النحريري عن سراج الدين محمد الحانوتي عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ عبد الفتاح
الناصح عن الشيخ محمد المحراوي عن السراج محمد الحانوتي عن العلامة ابراهيم الكركي
عن الشيخ امين الدين يحيى بن محمد بن ابراهيم الاقصرائي عن الشيخ محمد بن محمد
البخاري عن حافظ الدين ابي طاهر محمد بن محمد بن علي البخاري الطاهري عن
صدر الشريعة عبيد الله بن مسعود بن محمود بن احمد رحمه الله تعالى صاحب المتن
والعلامة اجازني بها الشيخ محمد هاشم المذكور رحمه الله تعالى وما وصل الي سندها
الشيخ احمد بن كمال قال العلامة الفقهاء على سبعة طبقات الاولى طبقة المجتهدين في
الشرع كالائمة الاربعة ومن سلك مسلكهم في تاسيس قواعد الاصول واستنباط احكام
الفروع عن الادلة الاربعة الكتاب والسنة والاجماع والقياس على حسب تلك
القواعد من غير تقليد لاحد لا في الفروع ولا في الاصول والثانية طبقة المجتهدين
في المذهب كابي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى وسائر اصحاب ابي حنيفة رحمهم الله تعالى
القادرين على استخراج الاحكام عن الادلة المذكورة على مقتضى القواعد التي
قررها امامهم الاعظم رحمه الله تعالى فانهم وان خالفوه في بعض احكام الفروع
لكنهم يقلدونه في قواعد الاصول وبه يمتازون عن المعارضين في المذهب وبخارقولهم

Marfat.com

كالشافعي رح ونظائره المخالفين لابي حنيفة رحمه الله تعالى في الاحكام غير مقلدين له في الاصول
والثالثة طبقة المجتهدين في المسائل التي لا رواية فيها عن صاحب المذهب كالخصاف و
ابي جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي وشمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي وفخر
الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضيخان وامثالهم رحمهم الله تعالى فانهم لا يقدرون
على مخالفة شيء لا في الاصول ولا في الفروع لكنهم يستنبطون الاحكام في مسئلة لا نص
فيها على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها والرابعة طبقة اصحاب التخريج من
المقلدين كالرازي واضرابه رحمهم الله تعالى فانهم لا يقدرون على الاجتهاد اصلا
لكنهم لاحاطتهم الاصول وضبطهم الفروع يقدرون على تفصيل قول مجمل ذي وجهين
وحكم مبهم يحتمل الامرين منقول عن صاحب المذهب او عن احد اصحابه المجتهدين
برايهم ونظرهم في الاصول والمقايسة على امثاله ونظيراته من الفروع وما وقع
في بعض المواضع من الهداية كذا في تخريج الكرخي وتخريج الرازي من هذا القبيل
والخامسة طبقة اصحاب الترجيح كالحسن القدوري وصاحب الهداية وامثالهم رحمهم الله تعالى
وشانهم ترجيح بعض الروايات على بعض اخرى بقولهم هذا اوفق للقياس وهذا
ارفق للناس والسادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين الاقوى والقوي
والاضعف والضعيف وظاهر الرواية والنادرة كاصحاب المتون المعتبرة من

Marfat.com

المتاخرين مثل صاحب الكنز وصاحب المختار وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشانهم
ان لا ينقلون في كتبهم الاقوال المردودة والرواية الضعيفة وان تبعه طبقة
المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا
يميزون الشمال عن اليمين بل يجتمعون ما يجدون كحاطب الليل فالويل لهم ولمن
قلدهم كل الويل الفصل السادس في اجازة كتب الاداب منها الاحياء العلوم
لحجة الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي الطوسي رحمه الله تعالى و
منها العين العلم الملخص من احياء العلوم لابي عبد الله جمال الدين محمد بن عثمان
بن عمر البلخي رحمهم الله تعالى ومنها الطريقة المحمدية ومنها شرعة الاسلام اجازني
بها الشيخ محمد هاشم رحمه الله تعالى مكاتبة وسندها ما وصل الي وكتاب الاجازة
الذي كتب لي الشيخ رحمه الله تعالى اولا هذا قال الشيخ رحمه الله تعالى بسم الله
الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله
وصحبه ومن نحا نحوه وبعد فاني قد اجزت اخانا في الله وحبيبنا لله الحاوي
لمراتب الكمال الجامع لمدارج الرجال الشيخ فقير الله بن عبد الرحمن بن سورج
الرتاسي ثم الجلالابادي الحصاركي حفظه المولى المعين وثبته على الدين المتين
آمين من كتب الاحاديث بالصحاح الستة المعروفة التي عليها مدار الاسلام و

Marfat.com

كملت شهرتها بين الانام وكذلك اجزته بكتاب دلائل الخيرات في الصلوة على سيد
الكائنات صلى الله عليه وسلم باسانيدي المتصلة من طريق مشائخي الكرام واساتذتي
الفخام الى مؤلفيها العظام نفعنا الله تعالى ببركاتهم ومتعنا بجميل كراماتهم وتلك الاسانيد
يجمعها كتابي اتحاف الاكابر الذي هو قدر المصحفين تقريبا اجازة عامة تامة كاملة
شاملة راجيا من الشيخ المجاز المشار اليه ان لا ينساني في الخلوات والجلوات من
دعاء خاتمة الخير وصلاح الاولاد وحصول رضاء رب البريات جل شانه هذا مع
اني لست من فرسان هذا الميدان ولا ممن له في السباحة يدان ولكن المامور
معذور وقد كان ذلك ليلة الخميس في التاريخ العشرين من شهر ذي القعدة الحرام سنة
ثلث وستين ومائة والف من الهجرة سيد الانام عليه افضل الصلوة والسلام
قال ذلك بفمه واستكتبه بقلمه رهين ذنبه الراجي عفو ربه الفقير محمد هاشم بن المرحوم
عبد الغفور بن المبرور عبد الرحمن السندي البتورائي ثم التتوي كان الله له و
ومعه في كل وقت وحين آمين ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم وصلى الله
على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم وكتاب الاجازة الذي كتبه الشيخ الي رحمه الله تعالى
ثانيا هذا قال الشيخ غفره الله تعالى مبتديا ببسم الله الرحمن الرحيم ٥
الحمد لله وحده والصلوة على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه ومن نحا نحوه

Marfat.com

وبعد فقد اخبرت اخانا في الله وحبيبنا لله الشيخ العارف بالله العلي فقير الله
بن عبد الرحمن بن سورج الرتاسي ثم الجلالابادي الحصاري كان الله تعالى له وبه ومعه
في كل وقت وحين بالقرآن العظيم مع الروايات عن القراء السبعة المشهورين و
بمسند الامام الاعظم والهمام الاقدم ابي حنيفة الكوفي للعلامة الخوارزمي المشتمل
على خمسة عشر مسندا من مسانيده وبمسند الامام احمد بن حنبل مع زوائد ابنه عبد الله
فيه وبمستدرك الحاكم وشعب الايمان للبيهقي وبالحصن الحصين ومختصره العدة
والجنة للشمس ابن الجزري وبالشمائل النبوية للترمذي وبمشكوة المصابيح لولي الدين
التبريزي ومشارق الانوار للصغاني وبمسند البزار وبسنن الدارقطني وبا
السنن الكبير والصغير للبيهقي وبموطاء الامام مالك وبموطاء الامام محمد بن الحسن
وبالمعاجيم الثلاثة للطبراني من كتب الحديث وبتفسير البيضاوي والمدارك للنسفي
والوسيط للواحدي وبالجلالين للمحلي والسيوطي وتفسير الزاهدي من كتب التفسير و
بالتنقيح والتوضيح والتلويح وبالحسامي والشاشي من كتب اصول الفقه و
بعلم اصول الفقه واصول الحديث والعقائد مطلقا وبالهداية والتجنيس لابي بكر المرغيناني
وبشروح الهداية المسماة بالنهاية والكفاية والبناية وفتح القدير واوهام الهداية
وبالوافي وشرحه الكافي وبالكنز وشروحه التبيين والبحر والنهر وبالوقاية و

Marfat.com

شرحها لصدر الشريعة ومختصرها المسمى بالنقاية وبمتن القدوري ومنية المصلي والخلاصة
والاشباه من كتب فروع فقه الحنفية مطلقا وباحياء العلوم والطريقة المحمدية
وعين العلم وشرعة الاسلام من كتب الاداب وبالقصيدة اللتي مطلعها بانت
سعاد لسيدنا كعب بن زهير رضي الله تعالى عنه والقصيدة المعروفة بالبردة من كتب
القصائد وبالحزب اليماني والحزب الاعظم والاوراد الفتحية والدرود الحاضري
وسامع الدعاء من كتب الاذكار وبعلم النحو مطلقا باسانيدي المتصلة من طريق
مشائخي الكرام في غالبها الى مؤلفيها نفعنا الله تعالى بهم اجازة مكاتبة رجاء
ان لا ينساني الشيخ المجاز اليه مع اولادي عن دعواته الصالحات في اوقاته
المباركات من الخلوات والجلوات مع اني لست من فرسان هذا الميدان
ولا ممن له في السباحة يدان هذا وقد كان ذلك ثاني شهر رمضان المعظم
من سنة الف ومائة واربع وستين من هجرة الرسول المكرم صلى الله تعالى
عليه وسلم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالى على سيدنا
محمد وعلى آله وصحبه وسلم قال ذلك بفمه وكتبه بقلمه رهين ذنبه الراجي عفو ربه
الفقير محمد هاشم بن عبد الغفور عبد الرحمن السندي التتوي بصره الله تعالى
بعيوب نفسه وجعل يومه خيرا من امسه آمين الفصل السابع في اسانيد

Marfat.com

كتب الاذكار منها قصيدة سيدنا كعب بن زهير بن ابي سلمى المزني الصحابي
رضي الله تعالى عنه المسماة ببانت سعاد في مدح خير العباد وقد انشدها كعب بين
يديه صلى الله عليه وسلم اجازني بها الشيخ محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى
قال انبانا بها شيخنا عبد القادر المذكور رحمه الله تعالى عن الشيخ حسن بن علي
العجمي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الشيخ قطب الدين الحنفي المكي عن
الشرف عبد الحق بن محمد السنباطي عن الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله تعالى
عن البرهان ابراهيم بن صديق الدمشقي المكي عن ابي العباس احمد بن
ابي طالب الحجار عن نصر بن عبد الرزاق بن الشيخ عبد القادر الكيلاني
قدس الله تعالى اسرارهم عن ابي الحسن اليوسفي عن ابي الحسن العلاف عن ابي القاسم
بن بشران عن الشهاب احمد بن اسحق بن بيجان الطيبي عن ابراهيم بن ذيزيل
عن ابراهيم بن المنذر قال حدثنا الحجاج بن ذي الرقيبة بن عبد الرحمن بن
كعب بن زهير عن ابيه عن جده عن كعب بن زهير رضي الله تعالى عنه وهو انشدها
بين يدي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ومنها الحرب اليماني وهو الدعاء المشهور
باسم السيفي ولا يذهب عليك ان في ثبوت الدعاء السيفي على طريق المحدثين
اشكالا ولهذا قال الملا علي القاري في شرحه على الحصن الحصين ان الدعاء السيفي

من اوراد المشائخ المعتبرين وقال ايضاً في خطبته حزب الاعظم حتى رايت بعضهم
تعلقوا بالدعاء السيفي والاربعين ووجدت بعض العوام يتقيدون
بقراءة نحو دعاء القدح ويذكرون في اسناده ما لا شبهة فيه من الوضع والقدح
فخطر ببالي ان اجمع الدعوات الماثورة في الاحاديث المنشورة من الكتب
المعتبرة الخ فكانه اشار الى ان نسبته الى النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم
مما لا اصل له ولكن ادرجته في الرسالة تبعاً لبعض مشائخنا فانا مجاز به
على تقدير صحته فليتدبر اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم غفره الله تعالى
قال اجازني به شيخنا عبد القادر المذكور عن شيخه العلامة ابي البقاء حسن بن علي
العجمي المكي عن العارف بالله تعالى الشيخ ابي بكر بن سيدي سالم بن احمد بن شيخان
العلوي عن ابيه سيدي سالم بن احمد العلوي المكي والصفي احمد بن محمد القشاشي
الانصاري المدني قدس الله تعالى سرهما كلاهما عن شيخهما الشيخ ابي المواهب احمد
بن علي الشناوي العباسي عن السيد السند صبغة الله بن سيد روح الله البروجي
عن الشيخ المولى وجيه الدين العلوي عن السيد الشريف محمد الشطاري المخاطب با
لغوث صاحب كتاب الجواهر الخمس قدس الله تعالى سره عن الشيخ الظهور الحاج الحضور
عن الشيخ ابي الفتح هداية الله سرمست عن الشيخ قاضن الشطاري عن السيد

Marfat.com

الزاهد عن الشيخ عيسى الجونپوري عن الشيخ فتح الله الچشتي عن الشيخ صدر الدين
شهاب الناكوري عن الشيخ نظام الدين الولي عن الشيخ فريد الدين شكر گنج
عن الشيخ قطب الدين الدهلي عن الشيخ معين الدين الچشتي عن الشيخ عثمان
الهاروني عن الشيخ الشريف الزندني عن الشيخ مودود الچشتي عن الشيخ يوسف
الچشتي عن الشيخ محمد الچشتي عن الشيخ احمد الچشتي عن الشيخ ابي اسحق الچشتي
عن الشيخ ممشاد العلوي الدينوري عن الخواجه هبيرة البصري عن الشيخ
حذيفة المرعشي عن الشيخ ابراهيم بن ادهم عن الشيخ فضيل بن عياض عن
الشيخ عبد الواحد بن زيد عن الشيخ الحسن البصري عن المرتضى امير المؤمنين
علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم
ومنها الدعاء المعروف بالدعاء السامعة وهذا الدعاء المرضي المرتضوي رضي
الله تعالى عنه وارضاه وكرم وجهه واكرم مثواه وعن اولاده واحبائه كذلك
وافاض علينا من بركاته آمين اجازني به الشيخ المذكور غفره الله تعالى وما وصل
الي سنده ومنها دلائل الخيرات للشيخ الامام العالم الولي الكامل العارف
المحقق الواصل قطب زمانه وفريد دهره وآوانه ابي محمد عبد الله محمد بن المهدي
سليمان الجزولي السملالي الشريف الحسني ووجد في بعض الشروح نقله عن

Marfat.com

بعض النسخ المغربية هو ابو عبد الله محمد بن الجزولي رحمه الله تعالى بن عبد الرحمن بن ابي
بكر بن سليمان بن علي بن خلف بن موسى بن علي بن يوسف بن عيسى بن عبد الله
بن جندب بن محمد بن احمد بن حسان بن اسمعيل بن جعفر بن الحسن بن علي بن ابي
طالب رضي الله تعالى عنهم اجمعين ووجدت في بعض النسخ جندب بن عبد الرحمن
بن محمد ونقل من كتاب مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات تاليف الشيخ العالم
العلامة البحر الفهامة فريد عصره واوانه سيدي محمد المهدي بن احمد بن علي
بن يوسف الفاسي رحمه الله تعالى كان رضي الله عنه في تحداد جزولة ثم في
سملالة منهم وهي قبيلة من البربر بالسوس الاقصى وطلب العلم بمدينة فاس
وبها الف كتابة دلائل الخيرات فيما يقال ويقال ايضا انه جمعه من خزانته كتب
جامع القرويين بها ثم رجع من فاس الى الساحل فلقي به اوحد وقته الشيخ
ابا عبد الله محمد بن امغار الصغير من اهل رباط طيط وهو عين القطر قرية بساحل
بلاد ازمور لقيه ببلاد دكالة فاخذ عنه ثم دخل الشيخ الجزولي الخلوة للعبادة
نحو اربعة عشر عاما ثم خرج للانتفاع به وكان بثغر اسفي فاخذ في تربية
المريدين وتاب على يده هناك خلق كثير وانتشر ذكره في الآفاق وظهر له
الخوارق العظيمة والكرامات الجسيمة والمناقب الفخيمة التي تحار الاذهان

Marfat.com

الثاقبة فيها وتعجز العقول الزكية عن تلقيها وكان واقفا عند حدود الله عاملا
بكتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم كثير الاوراد ثم اخرجه صاحب
اسفي فانتقل الى الموضع المعروف بافوغال من بلاد مطرافة فاقام به على
حالته من تربية المريدين وارشادهم الى سبيل الهدى فاستنارت لهم ببركة الانوار
وظهرت لهم معالم الاسرار وانتشر به الفقه واللهيج بذكر الله تعالى والصلوة
على النبي صلى الله عليه وسلم في سائر بلاد المغرب وسار ذكره في الآفاق واصابه اتباعه
في كل ناحية وحييت به البلاد والعباد وجدد الطريقة بالمغرب بعد دروس
آثارها وخبو انوارها وخلف كثيرا من المشائخ وكان فياض المدد والامداد كثير
النفع للعباد وكان يبعث اصحابه في البلاد منهم الشيخ ابو عبد الله الصغير السهلي
والشيخ ابو محمد عبد الكريم المنذاري وكل واحد في ملا من اصحابه يدعون
الناس الى الله تعالى ويجلبونهم الى طريق الله تعالى فكثر دخولهم في طريقه وتزاحموا
عليه واتوه من كل ناحية حتى لقد ذكر بعضهم انه ورد على الشيخ من طالبي القرب
الى الله تعالى وابتغاء ثوابه خلق كثير حتى اجتمع من المريدين بين يديه اثنا
عشر الفا وستمائة وخمسة وستون كلهم ممن نال منه خيرا جزيلا على قدر مراتبهم
وقربهم منه ثم توفي رضي الله تعالى عنه بافوغال مسموما في صلوة الصبح اما في السجدة او

الركعة الاولى من الركعة الثانية سادس عشر ربيع الاول عام سبعين بمهملة فموحدة وثمانمائة
ودفن لصلوة الظهر من ذلك اليوم بوسط المسجد الذي كان اسسه هناك و
جدت بخط بعضهم انه لم يترك ولدا ذكرا ثم بعد سبع وسبعين سنة نقل من
سوس الى مراكش فدفنوه برياض العروس منها وبني عليه بيت ولما اخرجوه
من قبره بسوس وجدوه كهيئة يوم دفن لم تعد عليه الارض ولم يغير طول
الزمان من احواله شيئا واثر الحلق من شعر راسه ولحيته ظاهر كحالة يوم موته
اذ كان قريب عهد بالحلق ووضع بعض الحاضرين اصبعه على وجهه حاصرا بها فحصر
الدم عما تحتها فلما رفع اصبعه رجع الدم كما يقع ذلك في الحي وقبره بمراكش
عليه جلالة عظيمة ومهابة كبيرة وسطوة ظاهرة والناس يزدحمون عليه ويكثرون
من قراءة دلائل الخيرات عنده وثبت ان رائحة المسك توجد من قبره من
كثرة صلوته على النبي صلى الله عليه وسلم وطريقه رضي الله تعالى عنه شاذلية
وله كلام كثير في التطريق قيده الناس عنه يوجد متفرقا بايدي الناس
وله تاليف في التصوف وحزب الفلاح وحزبه الموسوم بحزب سبحان الدائم
لا يزال رضي الله تعالى عنه وافاض علينا من بركاته وبركات تابعيه آمين
اجازني به الشيخ العلامة محمد هاشم المذكور غفره الله تعالى قال اجاز لنا بقراءة

واقرانه

واقرائه شيخنا عبد القادر الصديقي المكي باسانيد كثيرة متعددة اقتصرت منها هنا
على سند فمنها انه اجاز لنا به شيخنا المذكور عن مشايخه الشيخ الحسن العجيمي الحنفي
الشيخ احمد بن محمد النخلي المكي الشافعي والشيخ عبد الله بن سالم البصري ثم المكي الشافعي
كلهم عن السيد وجيه الدين عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن احمد المغربي المالكي نزيل مكة
الشهير بالمحجوب عن ابيه احمد عن جده محمد عن جد ابيه احمد عن المؤلف رحمه الله تعالى
ومنها حزب البحر من تصانيف قطب الولاية الشيخ ابي الحسن علي بن عبد الله بن عبد
الجبار الحسيني الشاذلي الاسكندري قدس الله تعالى سره كان رضي الله تعالى عنه شيخ
الشيوخ قطب الاقطاب فانه يرى المريد بعين رحمته فبعد ذلك يجد المريد مراده
وان رضاءه رضاء مولاه وغضبه غضب مولاه وانه متبحر من العلوم والمعارف
اللتي لا تدخل تحت حصر وله حزب غيره الحزب الكبير المعروف بحزب البر غيره والحزب
النصر رضي الله تعالى عنه اجازني به الشيخ محمد هاشم غفره الله واولاده قال انبانا به
شيخنا عبد القادر رحمه الله تعالى باسانيد كثيرة منها ما عن الشيخ العجيمي عن الشيخ احمد بن
محمد العجل عن الامام يحيى بن مكرم الطبري عن الحافظ عز الدين عبد العزيز بن فهد عن
والده الحافظ عمر بن الحافظ تقي الدين محمد بن فهد عن الحافظ الى آخر السند المذكور
في اتحاف الاكابر ومنها القصيدة المعروف بالبردة المسماة بالكوكب الدرية

ترجمہ شرح خیر البریہ للعلامہ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن سعید البوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ

وله قصائد منها القصيدة الخمرية المسماة بام القرى في مدح خير الورى صلى الله
عليه وسلم ومنها القصيدة الهمزية نقل من فوائد منسوبة الى الشيخ العارف بالله
الشيخ حسن العيدروس اليمني نفعنا الله تعالى به قيل لما فرغ الامام العلامة
به شيخ الاسلام الشيخ محمد بن السعيد البوصيري رحمه الله تعالى صاحب القصيدة البردة
من نظم هذه الصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم الآتي ذكرها واراد ان
ينظم من قافية اللام نحو خمسين بيتا كذلك في الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
وكان اذ ذاك جالسا على جانب البحر فبينما هو كذلك اذ شاب حسن الوجه طيب
الرائحة عليه ثياب جميلة وهو يمشي على وجه البحر ومشى الى ان اقبل وسلم عليه فرد
الشيخ عليه السلام فقال اقترح علي ما نظمت من هذه الابيات في الصلوة على
فانك قد اثبتت ملائكة السموات السبع والارضين السبع والعرش والكرسي
في حصر عدد ثواب هذه وان من صلى علي بهذه الصلوة عقب كل صلوة ما
رفيقي في الفردوس الاعلى قال الشيخ فعرفت انه رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم سلم علي وذهب من حيث جاء فلما رأيت قول الصلوة والسلام عليك
يا رسول الله الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله الصلوة والسلام عليك

ف الصلوة الرحم

Marfat.com

يا خير خلق الله الصلوة والسلام عليك يا اشرف رسل الله حتى غاب

ما من احد يقرءها في هم او غم او بلاء او ضيق او شدة الا فرج الله عنه

ذلك وما سئل الله تعالى بعد قراءتها ما تناه الا استجاب الله دعاءه وقضى

ببركات هذه الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وهي هذه يا رب صل على

المختار من مضر الخ بجميعها ثمانية وعشرون بيتا انتهى وذكر بعض شراح

القصيدة البردة من يستشفع بهذه القصيدة اي البردة الى الله تعالى في البلية

بالتوجه وحضور القلب لا تطلع الشمس ذلك اليوم الا وقد قضى حاجته

اخبرنا الشيخ محمد هاشم المذكور رحمه الله تعالى قال اخبرنا بها شيخنا عبد القادر

المذكور رضي الله تعالى عنه قال اخبرنا الشيخ حسن العجيمي قال اخبرنا الشيخ علي بن محمد بن الاجهوري

اجازة عن نور الدين علي القرافي عن المسند المعمر بقية المائة العلامة المقرئ

قرشتم المصري الغماري عن الحافظ شمس الدين محمد بن محمد بن علي بن الجزري

عن القاضي عبد العزيز بن جماعة قال اخبرنا بها ناظمها شرف الدين محمد البوصيري

رحمه الله تعالى وهي الحرز الاعظم للشيخ العلامة كامل علي بن سلطان القاري

الله تعالى عنه وهما الاوراد الفتحية للسيد علي الهمداني رضي الله تعالى عنه

وهما الورد الحاضري اجازني بها الشيخ المذكور رضي الله تعالى عنه وعن اولاده

Marfat.com

الى اصحابه وما وصل الي سندها وقد مر ذكرها في كتاب الاجازة الفصل الثاني
في اسانيد الطرق والصحبة المتصلة الى اشرف الورى عليه من الصلوة اتمها
ومن التحيات اعمها الى يوم الجزاء واجازاتها ولا يذهب عليك ان نسبة الخرقة
والتلقين المتعارف بين الصوفية ونسبة المصافحة المتصلة الى النبي صلى
الله عليه وعلى آله وسلم عند المحدثين مختلف فيه قال السخاوي رحمه الله تعالى ما
يذكرونه من ان الحسن البصري لبسها من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فقال
دحية وابن الصلاح باطل وقال شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر ليس شيء
من طرقها ثابت ولا يروى في خبر صحيح ولا حسن ولا ضعيف انه صلى الله عليه وسلم
لبس الخرقة على الصورة المتعارفة بين الصوفية لاحد من اصحابه ولا
امر احدا من اصحابه بفعلها وكل ما يروى في ذلك صريحا فباطل قال الحافظ
ان من الكذب المفتري قول من قال ان عليا البس الخرقة الحسن البصري فان
جمهور ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن من علي رضي الله تعالى عنه سماعا فضلا عن
ان يلبسه الخرقة قال السخاوي لم ينفرد به شيخنا يعني الحافظ بذلك بل سبقه اليه جماعة
ممن لبسه والبسه كالدمياطي والذهبي والهكاري وابن حبان والعلائي والمغلطائي
والعراقي وابن الملقن والانباسي والبرهان الحلبي وابن ناصر مع كون الجماعة

Marfat.com

لبسوها والبسوها تشبيها بالقوم وذكر في المواهب من قال ان عليا رضي الله تعالى
عنه البس الخرقة الحسن البصري فمن الكذب المفتري وفي رسالة الموضوعات للشيخ
علي القاري رضي الله تعالى عنه وكذا نسبة التلقين المتعارف بين الصوفية لا
اصل له وكذا نسبة المصافحة المتصلة الى النبي صلى الله عليه وسلم ليس له اصل عند علماء
الاعلام وكذا نسبة الخرقة الى اويس وانه عليه الصلوة والسلام اوحى بخرقة
لاويس وان عمر وعليا سلماها اليه وانها وصلت اليه منه وهلم جرا فغير
ثابت ولو ذكر بعض المشايخ انتهى كلامه وفي شرح المواهب اللدنية للشيخ محمد
الزرقاني في آخر الفصل الثاني من المقصد الثالث نقلا من اتحاف الفرقة في
رفع الخرقة للحافظ السيوطي رحمه الله تعالى ان جمعا من الحفاظ اثبتوا سماع
الحسن من علي رضي الله تعالى عنه وللحافظ ضياء الدين في المختارة بصحته وتبعه
الحافظ في اطرافها والراجح عندي بقاعدة الاصول ان المثبت مقدم على
النافي لان معه زيادة علم ولان الحسن ولد اتفاقا لسنتين يقينا من خلافة
عمر رضي الله تعالى عنه وذكر المزني انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة سنة ومعلوم
انه من حين بلغ سبع سنين امر بالصلوة فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف
عثمان حتى قتل ولم يخرج علي الى الكوفة الا بعد قتله فكيف ينكر سماع الحسن

Marfat.com

منه وهو كل يوم يجتمع خمس مرات من حين ميز الى ان بلغ اربعة عشر سنة
وقد كان عليا يزور امهات المؤمنين ومنهن ام سلمة رضي الله تعالى عنهن
والحسن في بيتها هو وامه وقد ورد عن الحسن ما يدل على سماعه منه روى
المزني من طريق ابي نعيم ان يونس بن عبيد قال للحسن انك تقول قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم تدركه قال يا ابن اخي لقد سالتني عن شيء
ما سالني عنه احد قبلك ولولا منزلتك مني ما اخبرتك اني في زمان كما ترى
كل شيء سمعتني اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو عن علي غير اني
لا استطيع ان اذكر عليا ثم ذكر ما اخرجه الحفاظ من رواية الحسن عن علي
رضي الله عنه فبلغ عشرة احاديث ساقها وذكر قال ابو زرعة كان
الحسن البصري بويع ابن اربع عشر سنة ورأى عليا بالمدينة وقال
رايت البرنكير يبايع عليا ثم خرج الى الكوفة والبصرة ولم يلقه الحسن بعد
ذلك ففي هذا القدر كفاية ويحمل قول النساج على ما بعد خروج علي من المدينة
انتهى ملخصا وعند المشائخ الصوفية ثابت اما الخرقة قال بعضهم ان
الحسن البصري رضي الله تعالى عنه لبسها من يد علي رضي الله تعالى عنه
وكرم وجهه واكرم مثواه وقال بعضهم به من طريق الكميل بن زياد النخعي

Marfat.com

ثقة رمي بالتشيع وكان شريفا مطلقا في قومه وهو صحب عليا رضي الله تعالى عنه من غير مخلق
في صحبته له بين ائمة الجرح والتعديل وبعضهم اثبتوا لهم لبسها من طريق الاويس
بن عامر القرني خير التابعين وهو اجتمع بعمر بن الخطاب وعلي رضي الله تعالى عنهما
وهذه صحبة لا مطعن فيها واستدل بعضهم لالباسها المريدين بحديث انه صلى
الله عليه وسلم البس ام خالد خميصة سوداء ذات علم رواه البخاري وقال صاحب
العوارف لبس الخرقة من السنة وتمسك بحديث ام خالد وقال ولا خفا بان لبس
الخرقة على هيئة التي تعتمدها الشيوخ في هذا الزمان لم يكن في زمان رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهذه الهيئة والاجتماع لها من استحسان المشائخ واصله
من الحديث ما رويناه والشاهد لذلك ايضا التحكيم الذي ذكرناه واي اقتداء
برسول الله صلى الله عليه وسلم اتم واكد من الاقتداء به في دعاء رسول الله الخلق
الى الحق واطال كلامه فيه واستدل بعضهم لها بهذا الحديث الذي رواه البيهقي في
شعب الايمان من طريق عطاء الخراساني وقال والاصل الواضع للخرقة هذا الحديث
ان رجلا اتى ابن عمر رضي الله تعالى عنه يساله عن ارخاء العمامة فقال له عبد الله بن عمر
رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث سرية وامر عليهم عبد الرحمن
بن عوف وعقد له لواء وعلى عبد الرحمن بن عوف عمامة من كرابيس مصبوغة

Marfat.com

سوداء فدعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فحل عمامته ثم عممه بيده وافضل
من عمامته موضع اربع اصابع او نحو ذلك فقال هكذا فاتمم فانه احسن واجمل
ومن هذا قال البعض هذا اوضح في كونه اصلا للخرقة من حيث ان الصوفية
انما يلبسون من يلبسونه طاقا لا ثوبا عاما لجميع البدن وان حديث ام خالد في
اللباس غطاء وكسوة وهذا في اللباس تشريف وهو السبب للبس الخرقة
وان لبس الخرقة فيه نوع من المبايعة بخلاف حديث عبد الرحمن بن عوف
وقال الشيخ تقي الدين ابن الصلاح من القرب لبس الخرقة واما التلقين
فثبت عندهم بالحديث الذي روى الحسن عن علي رضي الله تعالى عنه قالوا هو
رضي الله عنه جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال دلني الى اقرب الطرق الى الله
وافضلها عند الله واسهلها لعباده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليك
بملازمة الذكر في الخلوة فقال علي كرم الله وجهه كيف اذكر يا رسول الله فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم غمض عينيك واستمع مني ثلاث مرات فالنبي
صلى الله عليه وسلم قال لا اله الا الله ثلث مرات وعلي يسمع ثم قال علي كرم الله
وجهه لا اله الا الله ثلث مرات والنبي صلى الله عليه وسلم يسمع حتى لقن علي
كرم الله وجهه الحسن هكذا وصل الينا اذا عرفت ما قالوا فاقول ان عدم ثبوت

Marfat.com

نسبة الخرقة والمصافحة المتصلة راجح عندي لان اثبات سماع الحسن من علي رضي الله تعالى عنه وصحبته المتصلة الى كميل وغيره لا يدل قطعا على ان علي رضي الله عنه البس الخرقة الحسن او انها وصلت من كميل الى الحسن رضي الله عنهما هو احتمال محض لا يقيني من جوع وتقديم المثبت على النافي فيما لم يكن محتما لان قولنا المثبت مقدم على النافي محله اذا تعارض دليلان احدهما على النفي والآخر على الاثبات فالمثبت الذي لا يكون معه دليل لا يقدم اصلا كذا استفيد من شرح عين العلم على الحكمة في كتاب الالهيات نعم البيعة منه صلى الله عليه وسلم مأثورة وبين المشائخ متوارثة وهي على وجوه احدها بيعة التوبة من المعاصي والثاني بيعة التبرك بالدخول في سلسلة الصالحين بمنزلة تسلسل اسناد الحديث فان فيها بركة والثالث بيعة تاكيد العزيمة على البر ولامر الله تعالى وتركا لنهي عنه ظاهرا وباطنا وتعليق القلب بالله تعالى وهو الاصل اما الاول فالوفاء فيه ترك الكبائر وعدم الاصرار على الصغائر والتمسك بالطاعات المذكورة من السنن الروايب والنكث بالاخلال فيما ذكرنا واما الثالث فالوفاء فيه على يد الهجرة والمجاهدة حتى يكون مثورا بثور السكينة ويصير ذلك دينا وخلقا وجبلة له وعند ذلك قد يرخص فيما اباحه الشرع من اللذات والاشتغال

Marfat.com

لبعض ما يحتاج الى اول التعهد كالتدريس والقضاء وغير ذلك والنكث بالاخلال
في ذلك فتكرار البيعة ماثور من سيد السفراء صلى الله عليه وسلم وكذلك من المشايخ
واما من شيخين فان كان لظهور الخلل في من تبعه فلا باس وكذلك بعد موته
او غيبته المنقطعة واما بلا عذر فلا لانها تذهب بالبركة وتصرف قلوب الشيوخ
لشباهتها بالتلاعب وثبوتها معنعنة فما وجدناها والتلقين كذلك لان التمسك
الذي تمسكوا به فيه احاد شبهة في ثبوته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع هذا
في الفاظه ركاكة وغريب غاية الغرابة منقطع غاية الانقطاع ولم يثبت اتصال
البصري رح بالقطع بعلي رضي الله تعالى عنه والله تعالى اعلم فلا يفيد العلم نعم نسبة
الصحبة المعنعنة المتصلة عند هؤلاء الثقات من المحدثين ثابتة من غير
خلف فيها بين ائمة الجرح والتعديل رضوان الله عليهم اجمعين كنسبة صحبة
غوث الثقلين رضي الله تعالى عنه مثلا الى ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه من
سلمان الفارسي من راس الصديقين ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه والى
اسد الله الغالب علي ابن ابي طالب من طريق ائمة الاثني عشر والى انس خادم رسول
الله صلى الله عليه وسلم بلا شك وارتياب في صحتها والى عمر فاروق بن الخطاب
رضي الله تعالى عنه من طريق الاويس رض من غير خلف بين ائمة الجرح والتعديل والى عمرو

طريق جعفر الصادق من جده لامه القاسم بن محمد بن راس الصديقين منه

ابن عباس رضي الله عنهم من طريق ابو محفوظ الكوراني عن القاضي ابي يعلى عن مولانا
الحسن بن حامد الخ والي كميل من طريق الحسن البصري عن علي رضي الله عنه كتابة
التلقين وان لم تكن ثابتة استحسنوا المشايخ رضي الله عنهم لان الشارع حث
على الذكر والفكر الآيات قال الله تعالى اذكروا الله ذكرا كثيرا وقال الله تعالى قل انما
اعظكم بواحدة ان تقوموا لله مثنى وفرادى ثم تتفكروا وقال الله تعالى
ان في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار الآيات لاولي الالباب
الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق
السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار والاحاديث
قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل الذي يذكر ربه ومثل الذي لا يذكر ربه مثل الحي
والميت وقال صلى الله عليه وسلم ما عمل آدمي عملا انجى له من عذاب الله
من ذكر الله قالوا ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في سبيل الله الا ان
يضرب بسيفه حتى ينقطع قاله ثلث مرات وقال صلى الله عليه وسلم لو ان
رجلا في حجره دراهم يقسمها وآخر يذكر الله كان الذاكر لله تعالى افضل وقال
صلى الله عليه وسلم عليك بتقوى الله ما استطعت واذكر الله عند كل حجر وشجر و
صلى الله عليه وسلم ان تموت ولسانك رطب من ذكر الله وقال صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

تفكروا في آلاء الله ولا تفكروا في ذات الله والغرض منهما دوام الحضور ليتمكن
العبد للعبادة بحضور القلب من غير مزاحمة الاغيار لان كمال العبادة ليس الا بحضور
القلب قال صلى الله عليه وسلم لا صلوة الا بحضور القلب فتمسكوا عليهما امتثالا
لامره وان كانت نسبة الحضور حاصلة لهم بالصحبة المتصلة ايضا فالذاكر
المطلق سنة وتلقين للذكر المتعارف بينهم وهو النفي والاثبات واسم الذات
بتحريك الراس يمنة ويسرة او ملاحظتها في اللطائف المقررة عندهم جائز
بل مستحب لهم وضعوا هذه الهيئة للذكر لسد ابواب الخواطر ومجاري الوسواس
لان الانسان جبل على التوجه والاصغاء الى الجهات وايقاع النغمات
وتدور في نفسه الخطرات فوضعوا رحمهم الله تعالى هذه الطريقة سدا للتوجه
الى غيره وكبحا عن خطور الخطرات الخارجة ليتدرج منه الى قصر التوجه الى
الله تعالى والاصل في تحريك الراس يمنة ويسرة في النفي والاثبات رفع المسبحة
في التشهد عند لا اله الا الله ليطابق القول بالفعل في التوحيد والتفريد كما
فيه وقد روي في الصحاح عن النبي صلى الله عليه وسلم مع ان الصلوة موضع
سكون ووقار حتى كره فيها الالتفات ونسبة الخرقة معنعنة وان كانت
باطلة ايضا على ما قاله الثقات وما قال مثبتوها فمحتمل والاحتمال لا يفيد العلم بها

Marfat.com

وما قال صاحب العوارف ان لبس الخرقة الخ قلت هذه دعوى بلا دليل لان المشائخ
البسوها على المريدين لمعنى فيهم وهو الحال فاذا راوا فيهم الصلاح البسوها
عليهم ليسري فيهم الحال والبركة والنور بها ولا يدل الحديث على انه صلى الله عليه
وسلم البس على ام خالد الخرقة لسراية الحال وما قال به احد من الثقات من
المحدثين
والمشائخ وما وجد في الباب شيئ ونقل الحكم من الاصل الى الفرع لاشتراك
العلة كسور الحمرة وسواكن البيوت وذا لا يوجد فزعمي فيها ان يقال
ان لبس الخرقة سنة مطلقا وسنة المشائخ الكرام مقيدا فيها بزلة حصلت
لهم بها الحال ويسري بها منهم اليهم فيجوز اللبس لا الالباس لغرض صالح
والله تعالى اعلم بحقيقة الحال فان قلت ان ما وضعه المشائخ بدعة لقوله عليه
افضل الصلوة واكمل التحيات واياكم ومحدثات الامور فان كل بدعة ضلالة
وقال الفقهاء اذا تردد شيئ بين كونه سنة وبدعة فتركه لازم فلا بد ان
يتركها وضعوه من عندهم قلت البدعة بمعنى لغوي عام وهو المحدث مطلقا
عادة او عبادة لانها اسم من الابتداع بمعنى احداث كالرفعة من الارتفاع
الخلقة من الاختلاق وهذا اي المقسم في عبارة الفقهاء يعنون بها ما احدث
بعد الصدر الاول مطلقا وبمعنى شرعي خاص وهو زيادة في الدين او النقصان

Marfat.com

منه الحادثان بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا
صريحا ولا كناية ولا اشارة فما وضعوه مامور به كبناء المنارة للاعلام
وقت الصلوة والمدارس وتصنيف الكتب عونا للتعليم والتبليغ ورد
المبتدعة بنظم الدلائل ونهي عن المنكرات لان هذه مامور بها وعدم
وقوعه في الصدر الاول اما لعدم الاحتياج او لعدم القدرة لعدم
المال او لعدم التفرغ له بالاشتغال بالاهم او نحو ذلك ولو تتبعت كل ما قيل
بدعة حسنة من جنس العبادة وجدته ماذونا فيه من الشارع اشارة
او دلالة فافهم اذا عرفت ان نسبة الصحبة المتصلة الى النبي صلى الله عليه وسلم
ثابتة بلا شك وارتياب وآداب الطريقة والسلوك كذلك بالسند المستفيض
ان لم يثبت تعيين ذلك الآداب والاشغال فاقول قد صحب احقر عباد الله
خادم الفقراء فقير الله الحقه الله تعالى بسلفه الصالحين من المشائخ
الكرام آمين في الطريقة العلية القادرية قطب الاقطاب محمد مسعود الشاوري
وتادب عليه آداب الطريقة ولبس منه الخرقة وهو صحب الغوث الاكمل
قدوة المشائخ مجمع الطرق الالهية جامع البحرين ممكن النورين محمد
سعيد اللاهوري وهو صحب العالم الرباني سيد محمود بن سيد علي الشيخاني

Marfat.com

ان فعلا وہو صحب عبد الرزاق وقبلہ والدہ شرف الدین والشیخ شرف الدین
صحب عمہ السید الشیخ جلال الدین صحب عمہ السید الشیخ شہاب الدین احمد
صحب اخاہ وشقیقہ الشیخ جمال الدین عبد اللہ صحب عمہ السید الشیخ شمس الدین
ابو الوفاء صحب اخاہ وشقیقہ السید الشیخ شہاب الدین احمد صحب والدہ
السید الشیخ شہاب الدین ابا العباس احمد صحب والدہ السید الشیخ
شرف الدین یحیی صحب والدہ السید قاضی قضات المسلمین عمام الدین ابی
صالح نصر صحب والدہ وقدوتہ وسیلتہ الی اللہ تعالی السید
الشیخ عبد الرزاق صحب والدہ وشیخہ وقدوتہ الی اللہ تعالی شیخنا ومولینا
وامامنا ومرشدنا وہادینا ومرشدنا الی الحق الحجۃ الحق علی الخلائق الشیخ
محی الدین عبد القادر بن ابی صالح الجیلانی ابن موسی جنکی دوست ابن ابی
عبد اللہ بن یحیی الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسی بن عبد اللہ بن موسی
الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن المثنی بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ
ستوہ بن ابی طالب ثم البغدادی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین المتولد سنۃ
واربعمائۃ والمتوفی سنۃ احدی وستین وخمسمائۃ صحب شیوخا کثیرا اعلہم
ثلثۃ احدہم ابو قطب العالم سید السادات ابو صالح صحب موسی جنکی دوست

Marfat.com

جده الاعلى علي رضي الله تعالى عنه صحب النبي صلى الله عليه وسلم وثانيهم ابو سعيد المبارك
بن علي بن الحسين بن بندار البغدادي المخرمي بكسر الراء المهملة المشددة منسوب
الى المخرم محلة ببغداد فيها نزل بعض ولد بن المخرم فنسب اليه ذكره المنذري
كما في طبقات الحافظ ابن رجب الحنبلي صحب شيخ الاسلام ابا الحسن علي بن احمد بن
يوسف الهكاري القرشي صحب ابا الفرج محمد بن عبد الله الطرطوسي صحب ابا الفضل
عبد الواحد بن عبد العزيز بن حارث التميمي صحب والده عبد العزيز بن الحارث التميمي
صحب الاستاذ ابا بكر محمد بن خلف بن محمد بن مجدر الشبلي المتوفى ببغداد سنة
اربع وتسعين وثلثمائة وعاش سبعا وثلثين سنة صحب سيد الطائفة الاستاذ
ابا القاسم الجنيد بن محمد بن الجنيد القواريري النهاوندي البغدادي الزجاج
لقب بذلك لان اباه يبيع الزجاج ولذلك كان يقال له القواريري واصله من
نهاوند ومولده ومنشاءه بالعراق توفي ببغداد سنة ثمان وتسعين
ومائتين صحب خاله الشيخ ابا الحسن السري بن المغلس السقطي المتوفى ببغداد
سنة احدى وخمسين ومائتين صحب ابا محفوظ معروف بن فيروز الكرخي المتوفى
ببغداد سنة مائتين صحب سيدنا علي الرضا بن موسى الكاظم المتولد بالمدينة
سنة ثمان واربعين وقيل احدى وخمسين بعد المائة وتوفي بطوس

Marfat.com

سنة ثلاث ومائتين صحب اباه سيدنا موسى الكاظم المتولد بابواء سنة ثمان و
عشرين ومائة والمتوفي ببغداد سنة ثلاث وثمانين ومائة صحب اباه سيدنا
جعفر الصادق المتولد بالمدينة سنة ثمانين وقيل ثلث وثمانين وتوفي ايضا
ايضا سنة ثمان واربعين ومائة صحب اباه سيدنا محمد الباقر المتولد بالمدينة
سنة سبع وخمسين والمتوفي بها سبع عشرة ومائة صحب اباه سيدنا زين العابدين
علي بن الحسين المتولد بالمدينة سنة ثلث وثلثين او ثمان وثلثين او
وثلثين في خلافة جده علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه واكرم مثواه وتوفي
بالمدينة سنة اربع وتسعين وقيل تسع وتسعين صحب اباه سيدنا الحسين بن علي
رضي الله عنه المتولد بالمدينة سنة اربع من الهجرة والمستشهد بكربلاء سنة
احدى وستين صحب اباه سيدنا علي المرتضى كرم الله وجهه المستشهد بالكوفة
سنة اربعين قال في المغني في فصل التواريخ حرب الكرار اسد الله البتة
عشر خلت من رمضان سنة اربعين ومات بعد ثلث ليال وله ثلث وستون
سنة او غير ذلك رضي الله تعالى عنه صحب النبي صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم
ابو الحطاب محفوظ الكلوذاني صحب القاضي ابا يعلى صحب مولانا الحسن
بن حامد صحب مولانا ابا بكر عبد العزيز صحب احمد بن محمد الخلال صحب ابا بكر المروزي

Marfat.com

صحب الامام ابا عبد الله احمد بن محمد بن حنبل صحب سفیان بن عیینة صحب عمرو ابن دینار صحب ابا عمرو ابن عباس رضی الله تعالی عنه صحب النبی صلی الله علیه وسلم وسیدنا عبد القادر صحب ابا الوفاء الکردی صحب ابا محمد السبکی صحب ابا بکر بن جوادی الکبیر وصحب ابا بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه بطریق الروحانیة فنسبته الیه کنسبة اویس القرنی قدس الله تعالی سره الی النبی صلی الله علیه وسلم وسید الطائفة جنید البغدادی صحب ایضا شیوخ طریقة الاویسیة والفضیلیة وسند طریقة الاویسیة یصل الی عمر بن الخطاب وعلی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنهما وسند طریقة الفضیلیة متصلة الی فضیل بن عیاض یصل الی عبد الله بن مسعود رضی الله عنه فمن تلک الجملة تکون الطریقة القادریة متصلة بالطریقة الاویسیة والفضیلیة ایضا وصحب المعروف الکرخی الشیخ ابا سلیمان داود بن نصیر الطائی الکوفی المتولد سنة خمس ستین ومائة صحب فضیل وذو النون وحبیب بن محمد العجمی قال فی التقریب هو زاهد عابد ثقة من الطبقة السادسة انتهی ای من کبار اتباع التابعین صحبوا شیوخا کثیرة من التابعین وتبعهم اجلهم الحسن بن ابی الحسن یسار البصری المتولد لسنتین بقیتا من خلافة عمر بن الخطاب بالمدینة وحنکه عمر بیده وکان امه تخدم

ام سلمة ام المؤمنين فربما غابت فتعطيه وام سلمة ثديها تعلله به حتى يجيء امه
فتدر عليه ثديها فيشربه وكانوا يقولون ان الذي تلقيه الحسن من الحكمة هو
من بركة ذلك وهو كان امام وقته في كل فن وعلم وزهد وورع وعبادة
عاش نحوا من ثمان وثمانين سنة وتوفي في رجب سنة عشر ومائة صحب هؤلاء
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم انس بن مالك خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم
وحافظ سنته وابو موسى وابن عباس رضي الله تعالى عنهم فهذه السلاسل
لا شبهة فيها ولا ارتياب في صحتها وايصالها وثبت عند المشايخ وبعض المحدثين
ان الحسن رضي الله تعالى عنه صحب عليا رضي الله تعالى صحب النبي صلى الله عليه وسلم و
جرح اكثر المحدثين من الثقات في هذا السند كما عرف مما مر في تحقيق الانتساب
وسيدنا جعفر الصادق صحب ايضا جده لامه القاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق
رضي الله تعالى عنهم وهو احد الفقهاء السبعة من التابعين بالمدينة وكان
هو رضي الله تعالى عنه من اكملهم في علم الظاهر والباطن صحب سلمان الفارسي و
مع تشرفه بصحبة اشرف الانبياء محمد صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تشرف بصحبة ابي بكر الصديق
رضي الله تعالى عنه وعنهم وتادب عليه باداب الطريقة وان لم تكن معينة صحب النبي
عليه افضل الصلوة واكمل التحيات وعلى آله وصحبه ١٢ اللهم صل وسلم على السيد

Marfat.com

الهاشمي خير الورى وحبيبك المجتبى محمد ن المصطفى عدد ما كان ويكون
ومعلوماتك وعدد ما ذكر الف الف مرة وكل ذلك مضروب
في نفسها كذلك في كل لمحة ولحظة الى يوم الدين كلما ذكرك الذاكرون
وغفل عن ذكرك الغافلون في كل وقت وحين صلوة وسلاما
تنجينا بهما من جميع اهوال الدنيا واهوال الاخرة وسوء الخاتمة
وتبرد علينا بهما النار الحاطمة وتميزنا بهما الرحمة في يوم الرافتة وتبلغنا
بهما الى الجنان من غير المناقشة وتقر بهما عيوننا بلقائك يوم البيان
في الجنان يا حي يا قيوم يا لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين يا
ارحم الراحمين رب بنور وجهك واسمائك وانبيائك واصفيائك
واوليائك وبمن اكرمته لديك وبمن له طريق اليك صل وسلم على طراز
ملكك وامين مملكتك وسرك الاعظم ومظهرك الافخم ومجلي لجميع الصفات
الكمال ومدني الى ذروة الوصال وعين اعيان الاكوان وانسان عين
ام الامكان وهيولي الحروف العاليات والارواح ونور الحروف السافلات
والاشباح وسر الاسرار ومشرق الانوار وفارس بيداء الهاهوتية و
سباح بسكك الجبروتية وزين قدم الملكوتية والى ولاية الناسوتية

وسباح الجبر

وبسملة كتاب الوجود وشرط وجود الموجود ونقطة المجملة البائية ومبرقع
سرقعة العمائية وسيار سوق الانفس والافاق وانيس دائرة القيد
والاطلاق ومركز دائرة الوجود بل مادة وجود الموجود وسر الشاهد
والمشهود وصاحب المقام المحمود ولواء الحمد المعقود سيدنا ومولانا
وشفيعنا محمد خير الخلايق كنز الحقايق عارف الدقايق صاحب الحدايق
رحمة للعالمين سيد المرسلين سر الانبياء اصفى الاصفياء اتقى الا
معدن الحلم والحياء عدد ما ذكر وكل ذلك مضروب فيها الف الف مرة
وكما تحب وترضى بهما منا وترضيه عنا وتلحقنا به يوم القيمة وتدفع عنا شر
الظالمين من الجنة والناس اجمعين وتقضي لنا جميع حوائجنا يا اله
العالمين ورب باسمك الذي اذا دعيت به اجبت واذا سئلت به
اعطيت صل على عين عيون الاسرار ومصدر جميع الانوار وروح
مراتب الشهود وقلب جميع الموجود وخلاصة حروف الاعيان ومركز دائرة
الامكان ومحرم الاسرار الغيبية ومخبر الاخبار اللاريبية ومعدن
الفيوضات الالهية ومظهر التجليات الاسمائية ومقتبس الانوار القدسية
ومشرق شمس الانسية سيدنا ومولانا وشفيعنا محمد مهدينا الى الصواب

ومفضينا الى الثواب ومنجينا باذنك في فيافي القيمة من العذاب
وطهرنا يوم الندامة وشفيعنا دار المقامة والمتوج بتيجان الكرامة و
المعروف بالشهامة صلوة تكرم بها مثواه وتبلغه بها الى مناه وترضى
بها منا وترضيه بها عنا وتطهر بها قلوبنا عن كل وصف يباعدنا عن
مشاهدتك وتبذل علينا بها من كنوز مواهبتك وتاجرنا بها في مضائنا
وتخلف لنا بها خيرا منها وتضيئ بها مذاهبنا وتحصل لنا بها مراداتنا
وتبلغنا بها حاجاتنا وتعطينا بها براءاتنا وترفع لنا بها درجاتنا
وتغفر لنا بها جميع سيئاتنا وترحم بها محيانا ومماتنا امين وسلم
كذلك رب العالمين اللهم بكلماتك التامات وكتبك المنزلات وبمن
اكرمته من العلويات والسفليات وجميع الموجودات امطر وابل افضل
صلوتك واكمل تحياتك على شجرة اليقين واصل الريحان والياسمين
ومزين روضة العالمين وزينة روحة الموجودين ومعطر مشام العاشقين
وزائد حسن المحبوبين بل على شجرة طوبى القدسية البلد الطيب القدوسية
سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمد عبدك ورسولك الفاتح لما
اغلق والخاتم لما سبق والمعلن الحق بالحق والدامغ لجيشات الاباطيل

Marfat.com

وهادينا الى السلسبيل وابهج موضحات الاعلام ونايرات الاحكام ومنيرات
الاسلام وامينك المامون وخازن علمك المخزون مطرا ترويه به وتروينا
برشف زلاله وتدور علينا من كاس نواله وتسعملنا به في احياء جميع
وتوصفنا به بحسن احواله وتقر به عيوننا في الجنات بجماله عدد معلوماتك و
ذرات جميع مخلوقاتك وكل ذلك مضروب في نفسها في كل لمحة ولحظة الى
يوم الجزاء آمين وسلم كذلك رب العالمين اللهم بجدك العظيم و
صفاتك القديم وعلمك المحيط ورحمتك البسيط صل على محور فلك الحقايق
ومصور صور الخلايق ومظهر اسم الجلالة وخاتم فص الرسالة وعارف
احدية الصفاتية ومحرم اطلاق الذاتية واثمد عيون العرفاء
وكحل بصيرة الفقراء وسر الله الاتم الاكرم المتحقق بالكمال الاعظم
وخازن كنوز الغيوب وواقف رموز المحب والمحبوب وسر الاحدية
في الوجود وانسان عين الشهود وطريقة العون في حقيقة الكون و
مطلع نور الايمان وكاشف ستور العرفان ونقطة الجامعة لنقط
كتاب الابداع وحرف الجامع لحروف الانواع ومعماء الوجود بين الشاهد
والمشهود وبرزخ البرازخ ومجمع الاضداد ومنقذنا بالهداية والارشاد

Marfat.com

سيدنا ومولانا وشفيعنا محمد امام العالمين وسيد المرسلين المعروف
بالقدر المجهول من بين اظهر جم غفير الفحول طراز الحلل منجي الملل شمس
الشريعة سلطان الطريقة برهان الحقيقة كاشف ام المعرفة صاحب قاب
قوسين بل ساكن قباب او ادنى من اعلى المنزلين المتحقق بمعارج اليقين
وموطي مدارج جميع النبيين البحر المواج الازلي والسراج الوهاج الابدي
صاحب معراج الحقيقي وعروتنا الوثقى الوثيقى صلوة تكون لك رضا
وملحقة اداء بقدر رتبته ودرجته وتنجينا بها من جميع الآفات والاهوال
وتبلغنا درجات الكمال وتقضي لنا بها جميع الحاجات وتطهرنا بها من
جميع السيئات انماها واشرفها وازكيها واعلاها تعطر الكون وتنتج العون
عدد الحصى والثرى والرمل ونجوم السماء ونبات الارض والمدر وقطرات
المياه والمطر وحروف الصحائف ما يتلى ويسطر ومثاقيل السموات والاراضي
والجبال والآجام وما فيه واللبث مع الاشبال والطيور والوحوش
والاسماك والنعم والجن والبشر والاملاك والنمل والحبوب والذر
والشعير والصوف والارياش والوبر وما احاط به علمك وجرى به
قلمك وما احصاه اللوح المحفوظ ونعمائك التي مننت بها على الخلائق

مدخلة

مذ خلقتهم الى ان تحشرهم وتدخل المؤمنين في الحدائق وما كان ويكون و
يضحكون ويبكون والفاظهم والحاظهم وانفاسهم واجناسهم في كل طرفة
عين يطرفون بها وفي كل لمحة تبدوا الاشياء لها وملاء السموات و
الارضين وملاء العرش والكرسي وما الى اسفل السافلين وما اعدمت
موجودا او وجدت معدوما والجنان والنار وجميع الاطوار في الدهور
والازمان لتتفرق العدد وتحيط بالحد لا عناية لها ولا انصرام ولا انفداد
لها ولا اختتام والسلام كما مر من عدد مع ضعف اضعافها الف الف مرة
بمقابلة كل عدد منها وكل ذلك مضروب فيها كذلك في كل ساعة وان و
لمحة وزمان في كل وقت وحين يا ارحم الراحمين يا عالم رموز الخرس
ويا عالم لغة الترك والفرس تسمع دبيب النملة الخرساء على الصخرة
الملساء في لجة الدآماء كما تسمع نعام الظبية الجيداء على صحن البيداء
ترفع اليك ايدينا بالدعاء فارحمنا يا واهب العطاء والطف بها عجزنا
واغسل بماء كرمك رجزنا واغفر سيئاتنا واستر عوراتنا واصفح زلاتنا
وحصل مراداتنا ولا تحرمنا لقائك ولا تشمت بنا اعداءك ولا تمنع
عنا عطاءك ولا تضرب على وجوهنا غطاءك اجعلنا على اثر حبيبك وعلى

قدم نجيبك ووالهين في هوائك ومشتاقين الى لقائك وفانين
في تجليات اسمائك وباقين في ام الائك ومستانسين بك ومستوحشين
عمن دونك ومفتقرين اليك ومشوقين فيما لديك وقانعين بعطائك
ومغنيين عمن سواك يا حي يا قيوم بوجهك ووجه حبيبك زين بملازمة
عتبة بابك اشباحنا وبمناسمة الطاف جنابك ارواحنا وشوقنا الى
فضاء ملكوتك وغرقنا في لجة بحر جبروتك واسقنا من شراب محبتك و
قربنا الى جوار رحمتك يا ارحم الراحمين انك قلت ادعوني استجب لكم
وقد دعوناك بقدر قلة عقلنا وفهمنا فاستجب بالنبي وآله الامجاد انك
لا تخلف الميعاد اللهم صل على قطب رحى الماهيات وام سماء الممكنات
وشمس فلك الصفوة ومركز دائرة النبوة وغاية الغايات ومنتهى النهايات
والمتوج بتاج اللولاك لما خلقت الافلاك والقمر التام ومصباح الظلام
وسلك جواهر الامهات وفلك جميع الجهات والكاس الجام من شراب
الود والمحبوب الجلاب بحسن الخد وجلباب حسن الازلي وبواب باب
الصمدي وقمقام دولة السرمدي وختام امانة حضرة الالهي حبيبك سيدنا
ومولانا وشفيعنا محمد ليث اجام الجبروتية وريث اكام الملكوتية

محمد السماسي وخليفة الامير سيد كلال والخواجه محمد صحب خواجه محمد علي الرامتيني
صحب خواجه انجير الفغنوي صحب خواجه عارف ريوكري صحب عبد الخالق الغجدواني
صحب خواجه يوسف الهمداني صحب ابا علي الفاريدي صحب شيوخا كثيرة اجلهم
اثنان احدهما الامام ابو القاسم القشيري صحب ابا علي الدقائق صحب ابا القاسم
النصرابادي والحصري صحب الشبلي صحب سيد الطائفة الجنيد البغدادي و
الثاني خواجه ابو القاسم الكرماني صحب ابا عثمان المغربي صحب ابا علي الروذباري
صحب جنيد البغدادي والجنيد البغدادي صحب خاله السري السقطي صحب
معروفا الكرخي صحب شيوخا اجلهم اثنان احدهما الامام علي بن موسى الرضي
صحب ابا الامام موسى الكاظم صحب الامام جعفر الصادق صحب اباه الامام
محمد الباقر صحب اباه الامام زين العابدين صحب اباه الامام حسين صحب اباه
امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم اجمعين صحب سيد الانبياء
والمرسلين صلى الله عليه وسلم وثانيهما داود الطائي صحب فضيل وحبيب العجمي
وذو النون صحبوا شيوخا كثيرا من التابعين وتبعهم اجلهم الحسن البصري
صحب هؤلاء اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم انس خادم رسول الله صلى الله
عليه وسلم وحافظ سنته وابو موسى وابن عباس كذلك رضي الله تعالى عنهم

صحب ابا علي الكاتب

Marfat.com

والجعفر الصادق رضي الله تعالى عنه صحب ايضا جده ابا امه القاسم بن محمد بن
ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنهم صحب سلمان الفارسي صحب ابا بكر الصديق
صحب النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وقد اجاز لي القطب في طرق اخرى اجازة
مشافهة واجازة مكاتبة بخطه ايضا ولقنني فيها وهذا نقل خطه رضي الله
تعالى عنه وعن اسلافه واولاده ومحبيه معربا قال رضي الله تعالى عنه ثم
بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين و
الصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد يقول
خادم الفقراء محمد مسعود مسترشد مجمع البحار منبع المعارف والاسرار
محقق علوم الشريعة ومدقق دقائق الطريقة الحاج محمد سعيد اللاهوري
ان اخبرت العالم الرباني الشيخ فقير الله بالطريقة القادرية والنقشبندية
والسهروردية والشطارية والچشتية ليكون مشغولا بالحق ومثمر الخيرات
بالافادة الى طالبي الحق ومرشد امين الطريقة وعارفه ومعرضه ومقبله
الى الله تعالى رب وفقه للخير ولا تكله الى الغير فانت حسبه ونعم الوكيل
خاتمة الشيخ والطالب مشتركان في تصحيح النية وخلوص القلب من اغراض
الدنيا وتحسين الخلق ويتفرد الشيخ بان يسمع اذا احتيج اليه ويتطهر ويجلس

Marfat.com

بوقار ولا يعلم قائما ولا عجلا ولا في الطريق الا ان يضطر الى ذلك ولا يمسك
عن التعليم اذا خشي التغير او النسيان لمرض او هرم ويتفرد الطالب
بان يوقر الشيخ ولا يتضجره ويرشد غيره لما سمعه ولا يدع الاستفادة
لحياء او تكبر ويكتب ما سمعه تاما ويعتني بالتقييد والضبط ويذاكر بمحفوظه
ليرسخ في ذهنه ومن التحمل التمييز على الاصح وقد جرت عادة المحدثين
باحضارهم الاطفال في مجالس الحديث ويكتبون لهم انهم حضروا ولا بد
في ذلك من اجازة المسمع والاصح في سن الطلب بنفسه ان يتاهل لذلك
والمشائخ الصوفية شرطوا ان يكون المبايع عاقلا بالغا راغبا وقد
جاء في الحديث انه عرض على النبي صلى الله عليه وسلم صبي ليبايعه فمسح راسه
فدعا له بالبركة ومن المشائخ من يجوز بيعة الصغار تبركا تفاؤلا اقول وان
اوان الطلب التمييز وان لم يبلغ كما مر من المحدثين اما الصغار فلا يجوز
البيعة معهم الا الصحبة لورود الخبر ولا يتشاغل الطالب بما يخل به من نسخ
او حديث او نعاس والاسماع كذلك وذكر في الخلاصة لا باس بنعاس
لا يخل منه فهم الكلام اكتفيت هنا تنبيها على هذا القدر وموضعه اصول
الحديث لله الحمد على كل حال والصلوة والسلام على رسوله محمد وعلى آله

صحبه وسلم كذلك قال المؤلف رحمه الله تعالى تمت النسخة المباركة المبركة
المسماة بوثيقة الاكابر في الشكارپور من مدائن
السند بيد مولفها الراجي رحمة ربه عشاء ليلة
السبت احدى عشرين من شهر صفر
المنتظم في سلك الشهور في سنة خمس و
ستين ومائة الف بعون الله تعالى
كاتبه فقير الحقير خاكپاى اهل الله
فريد الدين محمد منكرية غفر الله
له ولوالديه ولجميع المؤ
منين والمؤمنات
والمسلمين و
المسلمات

Marfat.com

Marfat.com

بازیافت یک رسالۂ مفقودہ

رسالہ در عقائد ضروریہ

تالیف

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری

(۱۰۹۱۔۱۱۷۳ھ/۱۶۸۰۔۱۷۶۰ء)

عکس مبنی بر نسخۂ خطی منحصر بفرد

(مملوکہ شادرواں خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور)

بمقدمۂ مختصر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

رسالۂ حاضر کی بازیافت

۱۹۹۷ء کی بات ہے، راقم عاجز مخدومی خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم (تاجر مخطوطات) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حسب معمول انہوں نے نو دریافت مخطوطات دکھائے، جن میں ایک رسالہ در مسائل ضروریہ تالیف حضرت محمد غوث لاہوری بھی تھا، اس کے آغاز میں حضرت مولف نے اپنے نام کے ساتھ اپنے والد گرامی حضرت سید حسن پشاوری کا نام بھی لکھا ہے، یہ رسالہ دائرہ معارف اسلامیہ میں مولف پر مقالہ لکھتے وقت مجھے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی آپ کی اولاد کے علماء سے اس کا نام سنا تھا، بہر حال میں یہ رسالہ دیکھ کر بہت خوش ہوا، مرحوم سے اس کی فوٹو کاپی عنایت کرنے کی درخواست کی تو فوٹو کروا کر دینے کا وعدہ فرما لیا، میں اپنے فرائض منصبی کی مصروفیات میں ایسا کھویا کہ ان کی خدمت میں کئی سال تک نہ جا سکا، آپ علیل ہو گئے، علالت بڑھتی گئی تو آپ کو اپنے مخطوطات مجبوراً فروخت کرنے پڑے، یہاں تک کہ ۲۶ رجنوری ۲۰۰۲ء کو ان کا انتقال ہو گیا اور میں اس نادر الوجود رسالہ سے محروم ہو گیا۔

چند ماہ پہلے مرحوم کے صاحبزادہ شقائق النعمان داؤدی صاحب میرے ہاں آئے اور کچھ مخطوطات کی فوٹو کاپیاں میرے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے والد گرامی نے یہ عکسیات آپ کے لئے بنوائے تھے اور فوت ہونے سے پہلے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں آپ تک پہنچا دوں، لیکن یہ بات میرے ذہن سے محو ہو گئی، اب معذرت کے ساتھ یہ کاپیاں آپ کو دے رہا ہوں، ان میں مذکورہ رسالہ بھی تھا، چونکہ اب تک اس کا یہی واحد نسخہ دریافت ہوا ہے اس لئے اس کا عکس ہدیۂ قارئین ہے، بعد میں اس کے دیگر قلمی نسخے ملے تو تقابل اور ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مخلص

رمضان المبارک/مئی ۲۰۱۹ء

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری

(مولف رسالۂ عقائد ضروریہ)

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری، نجیب الطرفین سید اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم کی اولاد میں سے تھے، مضافات پشاور میں حدود ۱۰۹۱ھ/۱۶۸۰ء کو ولادت ہوئی اور لاہور میں ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء کو وصال ہوا، [۱] آپ کے والد گرامی حضرت سید حسن پشاوری (ف ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء) اکابر علماء ومشائخ میں سے تھے۔

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری نے اپنے حالات، تحصیل علم اور تکمیل سلوک کے حالات اپنے ایک رسالہ درکسب سلوک میں خود تحریر کئے ہیں، کشمیر، کابل، لاہور وغیرہ میں آپ کا قیام رہا، لاہور کے اکابر مدرسین کی خدمت میں تحصل کی، اپنے والد گرامی سے سلوک کی تکمیل کے بعد درس وتدریس اور سلوک ومعرفت میں عملی کردار ادا کیا، آپ کی تالیفات میں مختصر رسائل کے علاوہ بخاری شریف کی فارسی میں شرح بھی ہے، اب تک اس شرح کے تین پارے دستیاب ہو سکے ہیں، جنہیں آپ کی اولاد میں سے آخری ذی علم بزرگ حضرت مولانا امیر شاہ قادری نے پشاور سے تین جلدوں میں شائع کر دیا، [۲] آپ

۱۔ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کے یہ سنین ولادت ووصال آپ کے خانوادہ کی ایک خاتون محترمہ ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی بنت مولانا محمد امیر شاہ قادری کے پی ایچ ڈی کے مقالہ محدث کبیر شاہ محمد غوث لاہوری، مطبوعہ پشاور ۱۹۹۰ء ۷۶، ۹۹۔۱۰۱ سے مستفاد ہے۔

۲۔ شرح غوثیہ (طبع عکسی بخط شارح)، پشاور، مکتبۃ الحسن ۲۰۰۲ء (تین جلدیں)، فارسی

Marfat.com

نے یہ شرح ۱۳۳۸ھ/ ۱۷۲۵ء کو تالیف کی تھی، اس وقت حضرت شاہ محمد غوث کا مدفن مبارک لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر ہے۔

اگست ۱۹۷۵ء کو راقم عاجز نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کے لئے حضرت شاہ محمد غوث لاہوری، مولانا محمد امیر شاہ قادری مرحوم کی تالیفات تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ اور تذکرہ شاہ عبداللہ صحابی ٹھٹھوی کی بنیاد پر ایک مقالہ لکھا، [1] پھر مرحوم کی صاحبزادی ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی نے شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور سے اپنے جد اعلیٰ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کی علمی ودینی خدمات پر ایک مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی جو مرحوم نے پشاور ۱۹۹۰ء کو شائع کر دیا تھا، ہماری تمام تر معلومات اسی مقالہ سے ماخوذ ہیں، محترمہ کو اپنے مقالہ کی تالیف وترتیب کے دوران رسالۂ حاضر رسالہ در مسائل ضروریہ کے وجوہ کا علم نہیں تھا، اب اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

عقائد ضروریہ تالیف حضرت شاہ محمد غوث لاہوری

بعض اہم امور

۱۔ حق تعالیٰ قدیم است..... و واجب الوجود است یعنی وجود او خود بخود است بدیگر حاجت ندارد

۲۔ اما اہل سنت و جماعت برانند کہ گناہ کبیرہ از پیغمبران نہ سہواً می شود و نہ عمداً می شود و در احکام شریعت ہم سہو انبیاء نمی شود

۱۔ یہ مقالہ اب میرے مجموعہ مضامین تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان و ہند کی جلد اول میں شامل ہے۔

Marfat.com

۳۔ اعتقاد باید کرد کہ آنحضرت ﷺ درشب معراج بہمیں جسد خود از مسجد حرام بمسجد اقصیٰ رفتند واز انجا بہ سوی آسمان ..... وحق تعالیٰ را دیدند اما بچشم دل دیدند وبعضی فرمودند کہ بچشم سر دیدند.....

۴۔ آپ خلفاء راشدین کو اہل سنت کی ترتیب کے مطابق فضیلت دیتے تھے۔

۵۔ کراماتِ اولیاء حق است اما اعتقاد باید کرد کہ ہیچ ولی بدرجۂ پیغمبران نمی رسد۔

Marfat.com

Marfat.com

Accn. No. 502

23-1-97

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مؤمن ثانی

دوم ایمان آوردن بملائکه یعنی فرشتگان که آنها مخلوق خدای تعالی هستند ۳
و اجسام لطیف اند و نورانی اند بهر صورت که بخواهند متشکل میشوند و ایشان را
اولاد نیست و مرد و زن نیستند و در آسمان و زمین و در هوا می باشند
و با هر کس که موکل اند با او میباشند چنانچه با مر آدمی چندین فرشته موکل اند
بعضی نامه اعمال مینویسند و بعضی محافظت میکنند و هیچ مکانی نیست
که در آنجا ملائک نباشند در حدیث آمده است که مخلوقات ده حصه است
نه حصه فرشتگانند و یک حصه همه خلق است و فرشتگان را بازوها و پرها هست چنانچه
در حدیث است که در شب معراج رسول خدا صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم جبرائیل
را با شش صد بازو دیدند و چهار فرشته مقرب اند یکی جبرائیل که وحی به پیغمبران می
آرد و دوم میکائیل که معین کردن رزق خلق بدست اوست سیوم اسرافیل
که نفخ صور باو سپرده اند و عزرائیل که بر قبض ارواح مسلط است و هشت
فرشته که عرش را گرفته استاده اند و آنها بحدی کلان اند که نرمه گوش
آنها تا کتف هفتصد ساله راه است و هر یک از فرشتگان را مقامی معین بدر
گاه حق تعالی هست و بی فرمانی حق تعالی نمیکنند سیوم ایمان بکتابهای حق
تعالی که نازل کرده است آنها را بر پیغمبران خود و مردم را بمتابعت آن فرموده

مؤمن ثالث

و کتابها یکصد و چهار اند از آنها چهار کتاب کلان و مشهور است یکی توریت که
نازل شد بر حضرت موسی علیه السلام و دوم زبور که نازل شد بر حضرت
داود علیه السلام و دیگر انجیل که نازل شد بر حضرت عیسی علیه السلام و دیگر فرقان
عظیم که نازل شد بر حضرت محمد الرسول الله صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم
و این کتابها قدیم اند و کلام اند چهارم ایمان آوردن بر پیغمبران که بندگان حق تعالی
هستند و فرستاده است آنها را حق تعالی بسوی خلق برای رسانیدن احکام
شریعت و هرچه آوردند از طرف حق همه حق است اول از همه پیغمبران آدم
است علیه السلام و آخر از همه محمد الرسول الله است صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم
اگرچه در بعضی روایات آمده است که پیغمبران یک لکه و بیست و چهار هزار اند لیکن در
ایمان معین نباید کرد مجمل بهمه ها ایمان باید آورد شاید که زیاده یا کم باشند و باید دانست
که پیغامبران همه راستگو بودند و از گناه کبیره منزه و پاک بودند و از گفتن دروغ هم
پاک بودند و در گناه صغیره اختلاف است بعضی علما گویند که از صغیره هم پاک اند و بعضی
برانند که صغیره عمداً نمیکنند و اگر سهواً صادر گردد میتوانند که اما اهل سنت و
جماعت برانند که گناه کبیره از پیغمبران نه سهواً میشود نه عمداً میشود و در احکام شریعت
هم سهو از انبیا نمیشود و در دیگر افعال اگر سهو شود جایز است و افضل از همه

Marfat.com

پیغمبران محمد رسول الله است صلی الله علیه و علی آله و سلم و نیز اعتقاد باید کرد که
آنحضرت صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم در شب معراج بهمین جسد خود از مسجد حرام
بمسجد اقصی رفتند و از آنجا بسوی آسمان رفتند و از آنجا تا هر جا که حق تعالی خواسته
بود رفتند و حق تعالی را دیدند اما بچشم دل دیدند و بعضی فرمودند که بچشم سر دیدند و بعضی
میگویند که ندیدند والله اعلم بالصواب و اصحاب آنحضرت صلی الله تعالی علیه و علی
آله و سلم بهترین امت بودند و افضل همه بعد آنحضرت صلی الله علیه و علی آله و سلم
حضرت ابوبکر صدیق است و بعد او حضرت عمر بن الخطاب رضی الله عنه و بعد
او حضرت عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه و بعد او حضرت علی ابن ابی طالب
رضی الله تعالی عنه و بعد آنها اهل بیت نبوی و ده یار بهشتی و دیگر اهل بدر اند و پیغمبران
آدمیان بهتر از پیغمبران ملائکه و اولیا و اتقیا آدمیان بهتر اند و از دیگر فرشتها
و کرامات اولیا هم حق است اما اعتقاد باید کرد که هیچ ولی بدرجه پیغمبران نمیرسد
و هیچ بنده عاقل و بالغ نمیرسد بدرجه که معاف شود از اوامر و نواهی چنانکه ملحدان میگویند
و حلال دانستن گناه کفر است و سبک دانستن گناه هم کفر است و اعتقاد کردن
بر قول منجم و هر که خبر غیب میدهد کفر است و نا امید شدن از رحمت حق کفر است و منعم
بودن از عذاب خدا و خود را خلاص دانستن از عذاب بیقین نیز کفر است و مسخری کردن

Marfat.com

بشریعت نیز کفر است پنجم ایمان آوردن بروز قیامت باید که اعتقاد کند
که روز قیامت حق است و دران روز کافرانرا در دوزخ و مسلمانانرا بعد
عذاب یا بغیر عذاب بفضل خود در بهشت می اندازد و وزن کرده میشود
عمل های بندگانرا دران روز و نامهٔ اعمال بندگانرا بدست آنها میدهند
که آنچه در عمر خود از نیکی و بدی کرده است دران نوشته اند مسلمانانرا
بدست راست میدهند و کافرانرا بدست چپ از پس پشت میدهند و حساب
نیز بر حق است و سوال هم حق است که دران روز حق تعالی می پرسد از بند
گان که چه طاعت و عبادت کردید مرا در دنیا و از ملائکه نیز حساب میگیرند
چنانچه جبرائیل را می پرسند که چگونه امانت وحی بانبیا رسانیدی و در روا
یات آمده است که حسنات ظالم را بمظلوم میدهند و گناهان او را باین میدهند
بحدیکه هفتصد هزار نماز مقبول بمقابل یک دانگی میرود و نیز حوض کوثر دران روز
حق است که عرض او یکماهه راه است و بوی او از مشک بهتر و رنگش از
شیره سفیدتر و شیرینی از شهد زیاده است هر که ازو بنوشد باز تشنه
نشود و نیز پل صراط حق است که در روز قیامت بر پشت دوزخ پلی می نهند
که از موی باریک و از شمشیر تیز و جمیع خلایق را حکم میشود که برو بگذرند پس

بهشتیان

بهشتیان مثل باد و برق و جانور پرنده و اسپ نیز رود و پیاده میگذرند
موافق مراتب حق و دوزخیان می لغزند در دوزخ می افتند و نیز
در روایات آنست که آن پل صراط یک هزار و پانصد ساله راه پانصد
ساله بالا رفتن و پانصد ساله برابر رفتن و پانصد ساله فرود آمدن است
و نیز شفاعت روز قیامت حق است که پیغمبران و اولیان و ملائکه
از برای گناه کاران نزد الله تعالی شفاعت میکنند اما اول شروع
شفاعت از رسول خدا یعنی محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه و علی
آله و سلم خواهد شد هیچ کس از پیغمبران از دهشت آن مقام اول
قدم پیش نهاده نمیتوانند و همه التجا بجناب پیغمبر آخر الزمان محمد
رسول الله صلی الله علیه و علی آله و سلم می نمایند و از ایشان نیز بعد آنحضرت
هر کس شفاعت امت خود خواهند کرد و چون رسول خدا در روز حشر
اول سر بسجده نهد هفت روز یعنی مقدار هفت روز در سجده باشد
زیر عرش پس حکم شود که سر بردار و بخواه هر چه میخواهی پس سر از سجده
بردارد و شفاعت خواهد و باز بسجده رود و باز شفاعت خواهد و باز بسجده

Marfat.com

Marfat.com

همه حق است و اگر کسی گنگ باشد او را اعتقاد و یقین بدل هم کفایت میکند
و ایمان و اسلام هر دو در شرع یکیست و نیز ایمان در وقت سکرات موت
در حال غرغره مقبول نیست و نفع ندارد و نیز بگناه کبیره و یا صغیره هیچ
کس کافر نمیشود مگر آنکه گناه را حلال داند و گناهکار مسلمان که بی توبه
مرده باشد بسبب گناه همیشه در دوزخ نخواهد ماند و نیز مسلمان را
باید که بگوید که من مسلمان ام تحقیق و نگوید که من مسلمانم ان شاء الله
تعالی زیرا آنکه درین شک میشود در ایمان خود و بدانکه عذاب قبر
کافران را و مسلمان فاسق را و ثواب در قبر مسلمانان صالح را
حق است و سوال منکر و نکیر هم تحقیق در قبر هست اعتقاد باید
کرد که بعد مردن بنده را عذاب و ثواب میشود اگرچه در آب غرق
شده باشد یا در آتش سوخته باشد یا در قبر دفن شده باشد دو فرشته
عظیم هیبت ناک سیاه و کبود چشم در قبر آمده میت را سوال میکنند
از پروردگار و از پیغمبر و از دین که خدای تو کیست و دین تو چیست و پیغمبر
تو کدام است اگر آن میت مسلمان مرده باشد جواب میدهد که رب
من الله است و دین من اسلام است و پیغمبر من محمد رسول الله

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ یعنی ایمان باجمال آوردن
که ایمان آوردم بحق تعالی چنانچه ایمان آوردم بنامهای وی تعالی
وصفتهای آن الله تعالی وقبول کردم تمامی حکم های الله تعالی
و ایمان مدلل است که ایمان بدلیل آوردن و ایمان مقلد است
که ایمان آرد و دلیل نداند و ایمان عطائی است که ایمان عطائی را
زوال هرگز نیست و ایمان عاریتی است که ایمان عاریتی را گاه
البته زوال است و ایمان مخلوق است نزد ائمه سمرقند رح قالوا انه
مخلوق گفته اند که بدستی ایمان پیدا کرده شده است و ایمان غیر مخلوق است
نزد ابوحنیفه و ائمه بخاری رحمة الله تعالی علیهم اجمعین لان البخاریین قالوا
الایمان هدایة الرب لعبده الی معرفته وذلک غیر مخلوقة زیرا که ائمه
بخاری گفته اند که ایمان راه نمائی پروردگار است
بسوی شناختن او است و این نه پیدا کرده شده است و ایمان مکتوب است
و ایمان مکتوب من جهة الله تعالی وهو قوله کتب فی قلوبهم الایمان یعنی ایمان
نوشته شده است از جانب الله تعالی که فرمودن وی تعالی نوشته شده است در دلهای ایشان
ایمان و ایمان محکوم علیه است که آن ایمان فعل بنده است و نوشته شده

الله تعالی

الله تعالی نیست مخلوق و محکوم علیه پیدا کرده شده که فعل بنده است

و ایمان متبوع است و ایمان متبوع ایمان فرشتگانست و ایمان

مقبول است و ایمان مقبول ایمان پیغامبران است و ایمان معصوم است

و ایمان معصوم ایمان مومنان است و ایمان موقوف است

و ایمان موقوف ایمان مبتدعان است و ایمان مردود است

و ایمان مردود ایمان کافران است نعوذ بالله من ذلک والله الهادی

ومنه التوفیق والرشاد تمت تمام شد شرح آمت بالله تم تم

Marfat.com

Marfat.com

سلسلۃ الاولیاء

(احوال ومناقب اولیاء جمیع سلاسل)

تالیف

محمد صالح کنجاہی (۱۲۲۰۔۱۳۰۷ھ/۱۸۰۵۔۱۸۸۹ء)

خلیفۂ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)

عکس مبنی برخود نوشت خطی نسخہ مولف مملوکہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری

(سابق استاد زمیندار کالج، گجرات)

بمقدمۂ مختصر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

سلسلۃ الاولیاء کے قلمی نسخہ کی بازیافت

مئی ۱۹۷۳ء کو لاہور کے مشہور علم پرور بزرگ مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کو ساتھ لے کر پروفیسر قریشی احمد حسین احمد کا آبائی کتب خانہ دیکھنے کے لئے گجرات ان کے گھر گیا، موصوف حکیم صاحب کے مطب میں اکثر آتے رہتے تھے، ان کا یہ ذخیرہ نادر مخطوطات کے اعتبار سے شہرت رکھتا ہے، حکیم صاحب کی وجہ سے انہوں نے چند قیمتی مخطوطات دکھائے ورنہ اگر میں تنہا جاتا تو شاید کامیابی نہ ہوتی۔

ان سے بعض مخطوطات مطالعہ اور تحقیق کے لئے لاہور لے کر جانے کی اجازت چاہی تو بادلِ نخواستہ اجازت دی، ان میں مولوی محمد صالح کنجاہی کی تالیف سلسلۃ الاولیاء کا یہ نسخہ بھی تھا، جس کی عکسی اشاعت اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ مولف کا خودنوشت خطی نسخہ ہے، جس کی کتابت انہوں نے ۲۱ر جمادی الآخر ۱۲۹۵ھ کو اپنے مستقر کنجاہ میں کی تھی، اس سے پہلے ان کے قلم کی کتابت کی ہوئی کتاب ''مجمع التواریخ'' قطعاتِ تاریخ تصنیف حافظ غلام محی الدین بن مولوی محمد صالح کنجاہی کا مکمل عکس آپ ارمغانِ امام ربانی کی آٹھویں جلد میں ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کا سواد خط بھی ''سلسلۃ الاولیاء'' جیسا ہی ہے۔

اگر آج میں ڈاکٹر قریشی صاحب سے یہ نسخہ اشاعت کے لئے مانگتا تو کبھی نہ دیتے، یہ حکیم صاحب مرحوم کی برکت تھی کہ ان کی ہمراہی کے باعث انہوں نے دینے سے انکار نہ کیا، اس خطی نسخہ کے آخر میں مولف (مولوی محمد صالح) نے اپنے نام وصول ہونے والے

Marfat.com

مکاتیب اپنے شیخ خواجہ غلام محی الدین قصوری بھی اسی طرح عمدہ خط میں نقل کر کے محفوظ کر دیئے ہیں، جن کی عکسی اشاعت ''ارمغان امام ربانی'' کی نویں جلد میں آپ دیکھ چکے ہیں، اب ''سلسلۃ الاولیاء'' بھی ان کے شکریہ کے ساتھ یہاں شائع کی جارہی ہے۔

اس مذکورہ سنہ میں عکس بنواتے وقت غلطی یہ ہوئی کہ اس کے ابتدائی ساٹھ اوراق کی کاپی نہ بنوائی، جس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں متقدمین صوفیہ کے مناقب تھے، جن میں کوئی قابل توجہ معلومات نہیں تھیں، کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کا مکمل عکس زیادہ مفید رہتا لیکن اب کیا ہوسکتا ہے؟ سوائے علمی حسرت اور اس پر ندامت کے احساس کے ساتھ جو کچھ ہے اس کو غنیمت جانیے، اس کے مولف کے احوال ہماری مرتبہ کتاب ''ملفوظات چہل روزہ'' کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۲۳/مارچ ۲۰۱۹ء
یوم قراردادِ قیام پاکستان

مخلص
محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

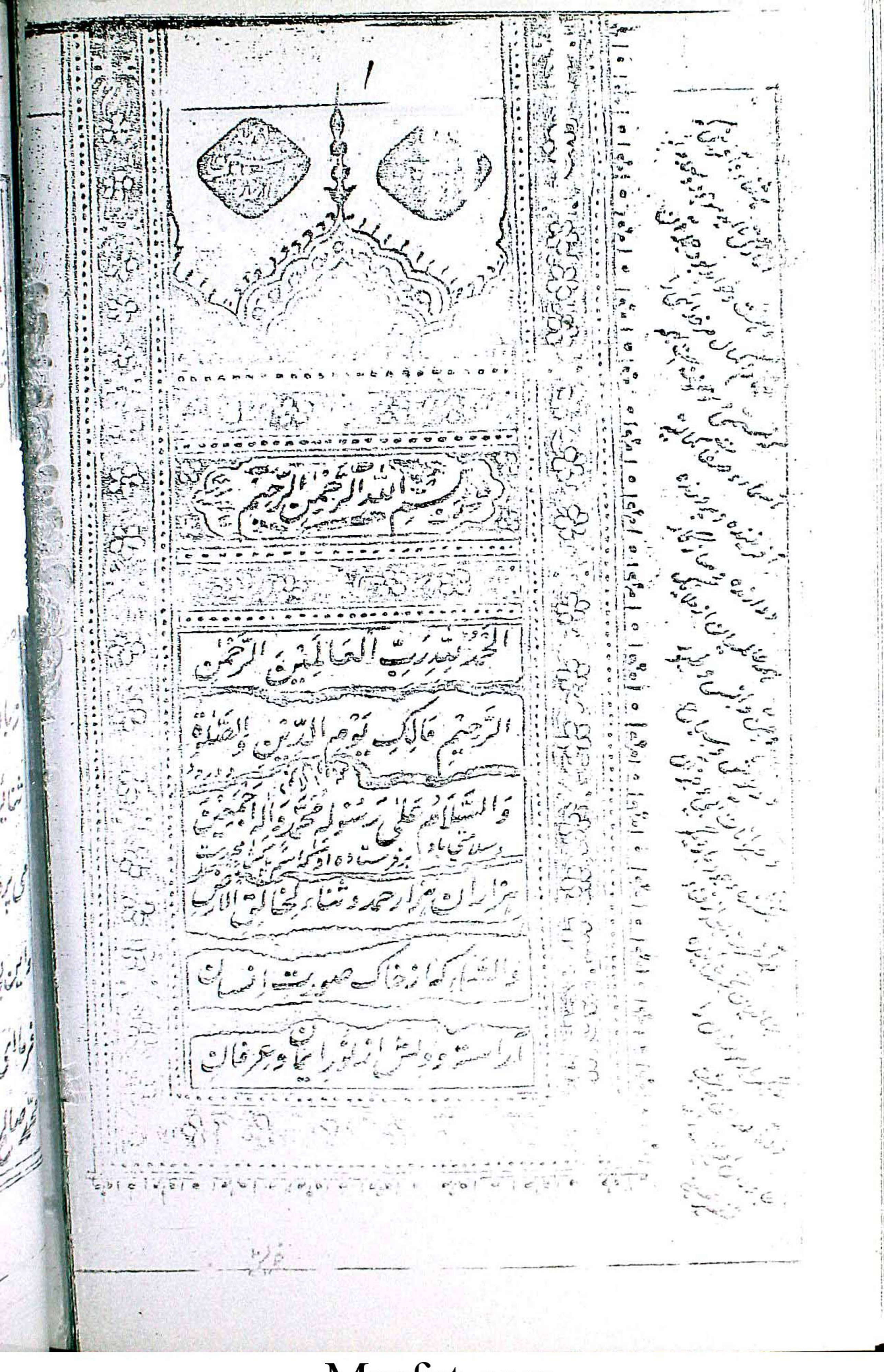

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین الرحمن

الرحیم مالک یوم الدین والصلوة

والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین

هزاران هزار حمد و ثنا بخالق الارض

والسماء که از خاک صورت انسان

آراسته و دلش از نور ایمان و عرفان

Marfat.com

خویش پیراسته و بخلعت وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ اورا
ممتاز ساخته و بتاج لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ
تَقْوِیْمٍ سرش برافراخته ابیات وَحْدَهٗ سُبْحَانَ جَلَّ جَلَالُهٗ
وَاهِبٌ لِلْکُلِّ عَمَّ نَوَالُهٗ قَادِرٌ حَیٌّ تَعَالٰی شَانُهٗ
مَالِکٌ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ جائیکه شاه سخنوران
صاحب اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
زبان بکلمه لَا اُحْصِیْ کشاده دیگری را چه یارا که دم در
ثنائیش زند لهذا از آن ساکت شده بمناجات
می پردازم الٰهی این بینوا را نواء ایمان خود ببخشا
و این بی سر و پا را سر و پاء عرفان خویش عطا
فرما ای رب بی سبب نواز این بنده را بطفیل
محمد صالح ساز

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ
اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
شمار نمیتوانم کرد ثنا را بر تو
تو خود چنانچه ثنا کردی
بر ذات خود

خدایا توئی ذو الجلال و غنی — ترا می سزد کبریا و منی

توئی رب ارباب و اعلی ملیک — ثنا ئیتو بس وحده لا شریک

توئی مالک الملک و معطی عطا — توئی تنزع الملک ممن تشا

نگارندهٔ نقش ارض و سما — کشایندهٔ باب رحمت بما

شود هر چه خواهش کنی یا کبیر — که هستی علی کل شیء قدیر

الهی بدرگاه تو آمدم — ز عصیان خود تیره رو آمدم

ز رحمت بحال خرابم ببین — برسوائی و اضطرابم ببین

بلطفت خطا و گناهم ببخش — بدنیا و دین عز و جاهم ببخش

همه وقت کس بیکسان را توئی — دهنده توان ناتوان را توئی

تو دانی که مسکین و بیچاره ام — بغمهای بیهوده آواره ام

ز هر رنج و غمها امانم بده — سعادات هر دو جهانم بده

الهی نگهدار ایمان من — برافروز از معرفت جان من

Marfat.com

۵۹: تنم خلعت بندگی بنه بر سرم تاج افگندگی

من از نفس امّاره تنگ آمدم ز شیطان بکام نهنگ آمدم

زین دشمنانم پناهی بده وز آن پس سوی خویش راهی بده

تو دانی ضمیر دلم یا غفور که هستی علیم بذات الصدور

الهی بذات نبی الوری مه مرسلان و شه انبیا

بصدق ابوبکر عالیجناب بعدل عمر شاه ابن الخطاب

بعثمان عفان روشن لقا بشیر خدا شاه مشکل کشا

بخلق حسن سید خافقین بتسلیم و توحید شاه حسین

بجمله بزرگان اهل صفا مکن شرمسارم بروز جزا

در آنوقت لطفت قریبم شود ز احمد شفاعت نصیبم شود

چو صالح ارد بجز نام تو همین بس بود بهر انجام او

و تحفه صلوات زاکیات و تحیات نامیات بروح نازنین

صح
دانندهٔ بالجمله در سینها است

Marfat.com

سید العالمین اصل الموجودات اشرف الکائنات

شاہ اورنگ رسالت ماہ سپہر جلالت والی ولایت نبوت حاکم اقلیم

فتوت طوطی گلشن تنزیل (قرآن) بلبل چمن ترسیل (قرآن) مخاطب بخطاب

انک لعلی خلق عظیم قائل کلمہ انا احمد بلا میم بادشاہ

نیکوکاران شفیع جمیع گناہگاران رہنمائی خاکیان

پیشوائی افلاکیان شہنشاہ بارگاہ لی مع اللہ حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ

اجمعین ۔ محمد سید اولاد آدم ۔ محمد باعث ایجاد عالم

امام المرسلین شاہ شاہان (الانبیا) ۔ شکست از وی خورد خیل گناہان

براہ حق ہدی للمتقین است ۔ بمحشر ہم شفیع المذنبین است

امیر کشور دین و امامت ۔ سپہ سالار میدان قیامت

مہ روشن مہر قبلتین است ۔ شہ میدانگہ بدر و حنین است

قولہ علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

عزیز مکه و خاقان یثرب ۔ امیر مشرق و سلطان مغرب

چه جبهش مطلع نور فتوت ۔ چه ظهرش مظهر مهر نبوت

شهنشاه سریر لی مع الله ۔ بفرقش ظل چتر قل هو الله

زده بر عرش اعلی بارگاهی ۔ ملایک هستش افواج و سپاهی

ثنایش خواند حق طه و یس ۔ نگین خاتمش ختم النبیین

وجودش دو جهان را قبله گاه است ۔ دو عالم را پناه و بادشاه است

اغثنی یا رسول الله زغمها ۔ ارحنی یا حبیبی از المها

ز کید نفس سرکش بس ملالم ۔ بخلق پاک خود امدد بحالم

غریبم بیکسم در کنج آهم ۔ درین درماندگی باشی پناهم

نصیبی ده مرا از فیض سرمد ۔ مرا می ساز صالح یا محمد

بعد تحمید خالق الارض والافلاک و نعت صاحب لولاک

لما خلقت الافلاک میگوید بنده خاکپای درویشان الهی

Marfat.com

فقیر محمد صالح کنجاہی اصلحہ اللہ تعالیٰ فی الدارین عفی عنہ

گشتہ از احوال حضرت سید المرسلین و صحابہ راشدین

و ائمہ معصومین و اولیاء و صالحین بمقتضائی عنید

ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ بیان نمائید لہذا بحسب تمام

یاد کردن نیکو کاران فرود می آید رحمت

از کتب معتبرہ ہر یک بسلسلہ علیحدہ جمع نمودہ بسلسلۃ

الاولیا

موسوم گردید الحمد للہ تعالیٰ و تقدس کہ این حقیر بجمع نمودن

این مجموعہ توفیق یافتہ بمنہ و کرمہ ربنا اتنا من لدنک

رحمۃ و ہیئ لنا من امرنا رشدا

سر دفتر آفرینش شاہ ارباب

دانش بینش والی ہر دو سرا پادشاہ روز جزا آفتاب

ماہتاب کشت احمد نجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف

Marfat.com

بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب

بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانه در معارج النبوت

آورده که ولادت با سعادت سید الانام علیه افضل الصلوة والسلام

بعد از طلوع صبح روز دوشنبه دوازدهم یا هشتم از ماه ربیع الاول

در سال فیل واقع شده چهل و دو سال از حکومت نوشیروان عادل

گذشته بودند و هشتصد و هشتاد و دو سال از سلطان سکندر رومی

رفته بودند و ششصد سال از حضرت عیسی علیه السلام منقضی گردیده

بودند و هم در وی است که والد آن سرور علیه السلام قبل از ولادت

در معارج النبوت

آن بدو ماه وفات یافته بود و چون به پنج ساله رسید مادر آنحضرت

علیه السلام ازین جهان رحلت نمود و آنحضرت از جانب پدر و مادر اشرف

از قبیله قریش است و هم در وی است که ابتداء وحی بر آن سید علیه السلام

در معارج النبوت

روز دوشنبه بر کوه حرا هشتم از ماه ربیع الاول بعد سال چهلم

Marfat.com

Marfat.com

نیر الاعظم سپهر یقین — وارث انبیا و محی الدین

پیر پیران جناب او والا — پایهٔ او ز قدسیان بالا

غوث اعظم ز اولیا نامی — قدس الله سره السامی

عاجزم الغیاث یا غوثا — المدد بر مرید یا مولی

در همه رنجها پناه توئی — بهمه حال دستگاه توئی

سر صالح فدائی تو بادا — سر بسر خاکپائی تو بادا

اسامی اولاد امجاد حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه

در مناقب غوثیه از بهجة الاسرار آورده که فرزندان حضرت

غوث الاعظم ده بودند اول حضرت قطب الاقطاب شیخ عبد

سیف الدین سید عبد الوهاب تولد او در ماه شعبان سال پانصد

و بیست و دو از هجرت و وفاتش در بغداد بیست و پنجم از ماه شوال

سال پانصد و نود و سه از هجرت عمرش هفتاد سال بعد انتقال

Marfat.com

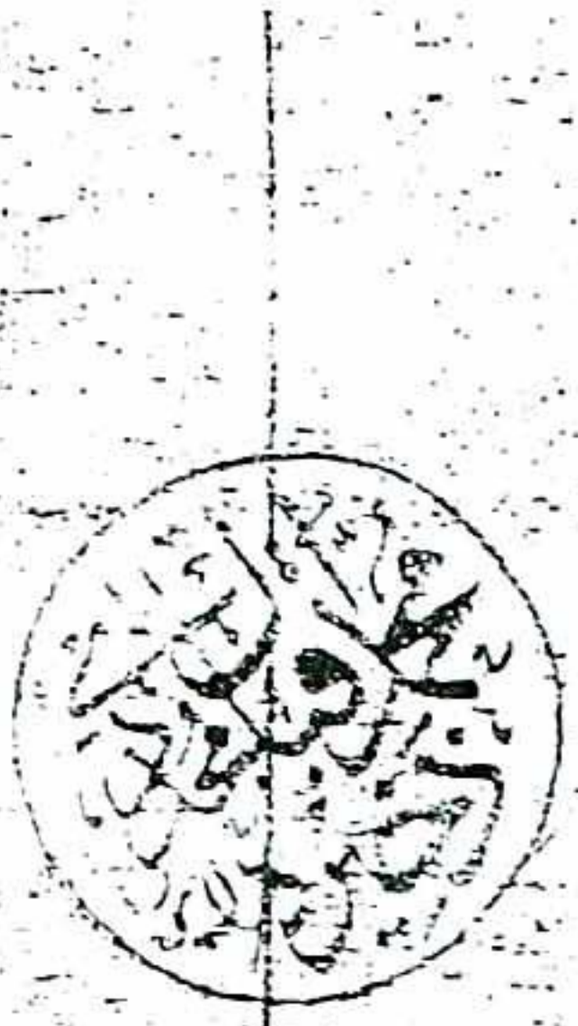

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

محمد قاسم آن فرخ سرانجام — که شد ز ایفاء عهدش بوالانعام

محمد اسلمش شد هادی راه — که پیوند ابوت بود دلخواه

بخلق از حافظ بدها شبیه اوست — که فرزندست و سر للابیه اوست

وی از حافظ امان الله امان یافت — که او را والد با عز و شان یافت

محمد مصطفی بگرفت دستش — نمود آگاه از بالا و پستش

چو از جان محمد بهره ور شد — کراماتش بعالم معتبر شد

میان ودا که در رتبه کلاست — کنایه خواجه اسماعیل زاست

ز مخدوم جهان عبدالکریمش — بسیر آبی است گلزار نعیمش

محمد طیب آن شیخ کبیر است — ز پا افتادگان را دستگیر است

رشید راهبرش برهان دین است — چراغ علم و مصباح یقین است

حسام الدین خطاب متقی داشت — که تخم اتقا در مرز دین کاشت

بزرگ الدین که رکن عالم آمد — ستون کاخ دین محکم آمد

Marfat.com

رسید از شیخ صدر الدینش ارشاد — بنوت را ز بیعت زینتی داد
فرزندی

ولی نعماش پیر اهل عرفان — بهاء الدین است ز کریای ملتان
پدر او

شهاب الدین عمر شیخ الشیوخ است — امام سهروردی با رسوخ است

ضیاء الدین که عبد القاهر است این — بکنیت بو نجیب طاهر است این

وجیه الدین لقب بو حفص دارد — جهان در دین وجیهش می شمارد

محمد شیخ عبد الله معروف — باوصاف مشیخت گشت موصوف

بود دینوری احمد اسود الدین — ز دین احمدی با فر و تمکین

ز ممشاد علو آن فخر دینور — چو مه روشن شدش سیمای پر نور

جنید آن طایفه را سید خاص — علم افراشت در بغداد اخلاص

ز عبد الله سری سقطی اسرار — بود معلوم آن پاکیزه کردار

چو شیخش حضرت معروف کرخ است — غلامش از زمین تا فوق چرخ است

نهاد از حضرت داود طائی — بفرق خویش تاج رتبائی

Marfat.com

حبیب از نسبتش زینت عجم را — عرب محتاج الطافش کرم را

حسن بصری که او شیخ الکرام است — بخوبی پیشوائی خاص و عام است

وسیله کرد نیل مدعا را — امیر المومنین شیر خدا را

چراغ او که پر نور و ضیا است — ز شمع خواجه هر دو سرا است

خداوندا بحق احمد پاک — که زیبد بر سر او چتر لولاک

بحق پیر پیران غوث اعظم — جهان را دستگیر آن قطب عالم

بحق این بزرگان کز عقیدت — سر فرازند از الطاف مزیدت

مرا از قید غم آزاد گردان — بفضلت خاطرم را شاد گردان

خداوندا طفیل سید الکونین ابو القاسم — رسول ایزدی محبوب حق از انبیا اکرم

طفیل صفدر کفار حضرت مرتضا حیدر — طفیل خواجه گیتی حسن بصری شه عالم

طفیل پیر عجمی بحر عرفان حبیب حق — طفیل حضرت داود طائی هادی مردم

طفیل شیخ حق معروف کرخی عارف مولی — طفیل سری سقطی بخسته خاطر آن مرهم

ایضاً از جامع

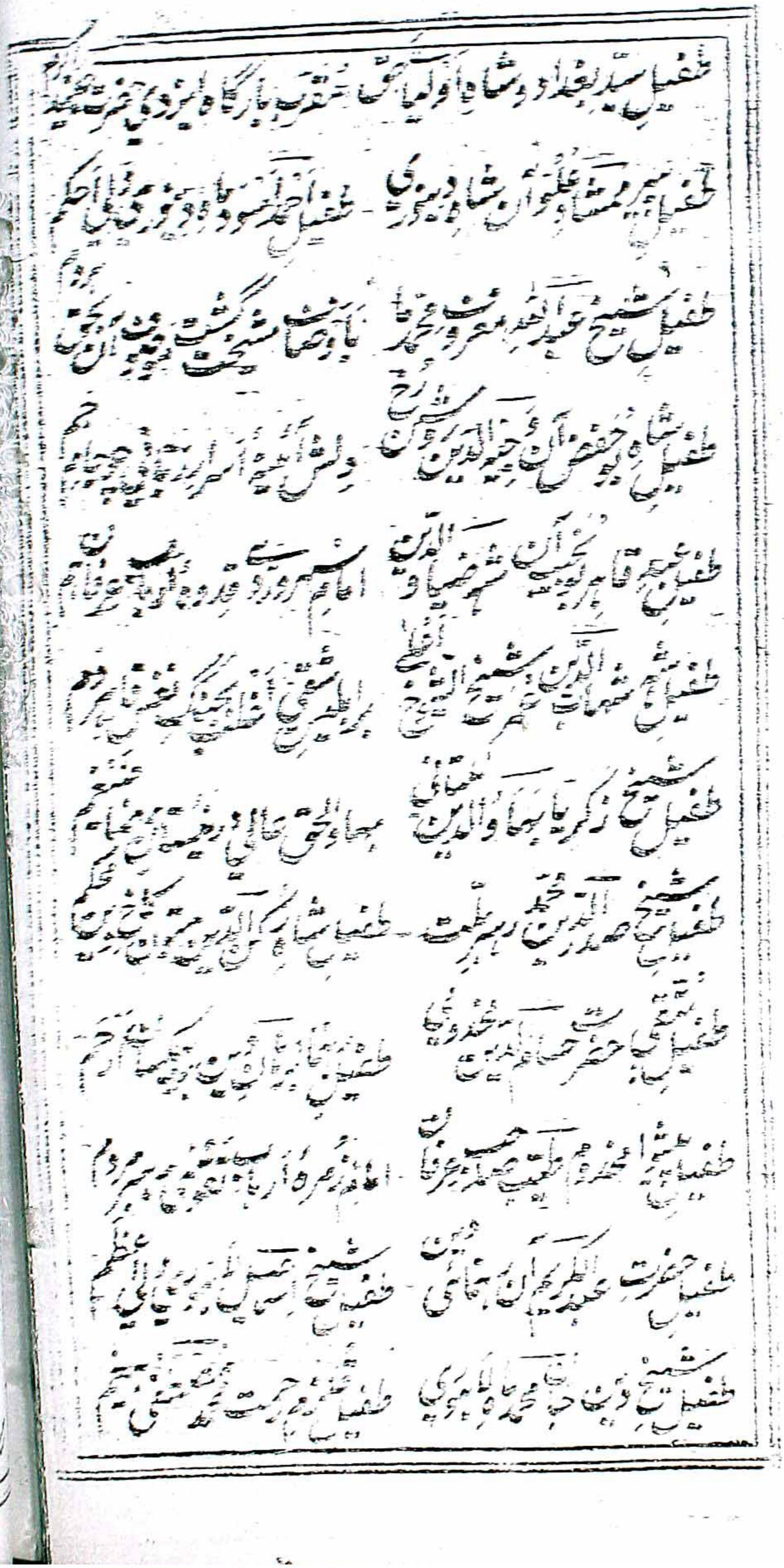

Marfat.com

سلسلہ زرین ایران

شنیدم بشب حافظ آمد بخواب — که ای خفته بر خشت و بالین طناب

نه خاطر ز جمع و نه دل ز کار — نه دانش نه تقوی نه دین نه ورع

نه خود را ز خوبان نگهدار و شرم — نه از خلق و از داور روز بیم

نه بر خوان یغما نه در بزم جم — نه در کنج محراب و بر تخت و طاق

نه در مدرسه نه به خانقاه — نه در حلقه زاهد نه در جمع راه

نه در ره نه در منزل و کاروان — نه در بحر کشتی نه در بر توان

نه در دشت غولان نه در کوه سار — نه در شهر یاران نه در مرغزار

نه در خانه با زن نه در کوی با خویش — نه با دشمن و دوست نه با خویش و کیش

نه در خلوت و انجمن شهر و ده — نه در بیشه و مرز و آب و گذر

نه در دشت و در باغ و در راغ و راه — نه در کاخ و در کوخ و در قصر و چاه

نه در کار و بار و نه در کسب و سود — نه در بیع و در داد و در وام و سود

نه در کار دنیا و نه در کار دین — نه در عقل و در رای و در آب و طین

نه در ساز و در برگ و در نوش و نیش — نه در کار درویش و در کار خویش

نه در کار و در بار و در رزم و بزم — نه در شادی و در غم و در بیش و کم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

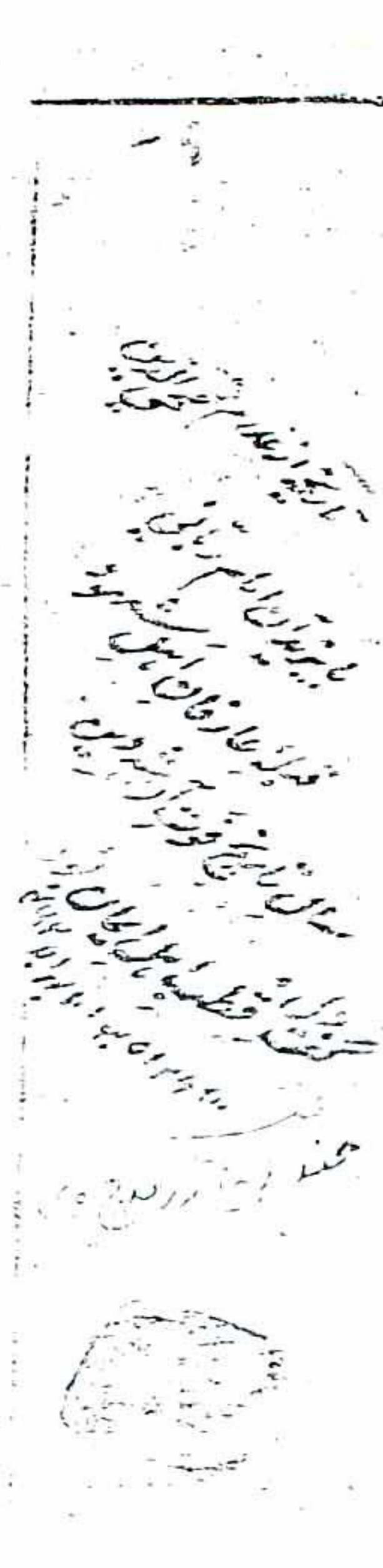

Marfat.com

Marfat.com

هجرت بود قبرش در طوس صاحب کرامات جلیله و مقامات

جلیله عالم ربانی خواجه ابو یوسف یعقوب همدانی رحمة الله علیه

مرید شیخ فارمدی است و در مجلس حضرت غوث الثقلین در بغداد

رسیده است وفاتش غره صفر در سال پانصد و سی و پنج از هجرت

بود قبرش در مرو عاشق سبحانی خواجه عبد الخالق غجدوانی

رحمة الله علیه خواجه از اولاد امام مالک است و پیر خرقه وی خواجه

همدانی است و خواجه زنده دلان حضرت خضر علیه السلام وی را

بفرزندی قبول کرده و در جوانی سبق ذکر دل هم از خواجه زنده دلان

حاصل نموده وی علی الدوام بر متابعت شرع و سنت نبی علیه السلام

وفات او دوازدهم ربیع الاول در سال پانصد و هفتاد و پنج

از هجرت بود از عیوب بری خواجه عارف ریوگری رحمة الله علیه

مرید خواجه غجدوانی است از اجله مشایخان وقت بود

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

شیخ دین بیدار دل خواجه جهان — قطب عالم واقف راز نهان

رهنمای دین و شرع مصطفی — پیر خاص الخاص درگاه خدا

خاندان نقشبندان را امام — رحمة الله علیه والسلام

ای خدائی خالق پست و بلند — از طفیل شاه خواجه نقشبند

از دیار نور ایمانیم ده — لذت ذوق مسلمانیم ده

جان ما از شمع عرفان بر فروز — سینه و دل حاسدان را بسوز

حضرت خواجه نقشبند را سه خلیفه مشهور اند یکی خواجه محمد پارسا

که در راه مکه معظمه وفات یافته و قبرش در بقیع بمدینه منوره است

بجوار حضرت عباس رضی الله عنه عم رسول علیه السلام دوم خواجه

علاء الدین عطار سیوم حضرت مولینا یعقوب بن عثمان

بن محمود بن محمد چرخی و چرخ دیهی است از توابع غزنین

ظاهر و باطن کامل بود واقف رموز کاشف اسرار

حضرت ناصر الدین عبید اللہ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

بیست و هشتم صفر در سال یکهزار و سی و چهار از هجرت بود

قبرش در سهرند است هذا در سفینه جامع علوم عروة الوثقی

خواجه محمد معصوم رحمة الله علیه فرزند و مرید خواجه سهرندی است

وفاتش نهم ربیع الاول در سال یکهزار و هفتاد و نه از

هجرت بود قبرش نزد والد خود شیخ الوقت پیر زمان

دستگیر طالبان حضرت شمس الدین حبیب الله مرزا جان جانان

مظهر شهید رحمة الله علیه صاحب ریاضات و کرامات عالیه بود و در

علم و عمل بی نظیر مریدان بسیار داشت و هر یک بدرجه کمال رسیده بود

اوصافش از تحریر افزون است مرید در طریق نقشبندیه حضرت

سید نور محمد بداونی است و او مرید خواجه سیف الدین و او مرید

والد خود خواجه محمد معصوم است و در طریق قادریه مرید شیخ

محمد عابد سنامی است و او مرید شیخ عبد الاحد و او مرید والد خود

Marfat.com

خازن الرحمة شیخ محمد سعید و او مرید والد خود امام ربانی است

و طریق سهروردیه و چشتیه نیز از شیخ سنامی دارد و وفاتش وقت مغرب

که پگاه دهم محرم بود در سال یکهزار و یکصد و نود و پنج از هجرت

بود و قبرش در دهلی است کاشف اسرار نهانی واقف رموز

خداوانی قبله اهل عرفان حضرت حافظ غلام علی شاه عبد الله

قیوم زمان رحمة الله علیه مرید در هر چهار طریقه مرزا صاحب است

و در علم حدیث شاگرد مولوی شاه ولی الله دهلوی است و از فرزند

حضرت مولوی شاه عبد العزیز نیز سند حدیث داشت در عهد خود بی رغبت بود

از متابعت نبی علیه السلام یکسر مو تجاوز نکرده مریدانش در مکه

معظمه و مدینه منوره و روم و بخارا و هند بودند هر یک درجه

کمال داشت منبع فیض و دریای نوال بود و صاحب کرامات و مقامات

علیا اوصافش از ترقیم بیرون است وفاتش روز شنبه بیست و دوم

Marfat.com

باصفا این گدا است پیر روشن ضمیر خضر جبین خواجه ما غلام محی الدین

زبدهٔ عالمان اهل عمل برگزیدهٔ مشائخان کمل

مصدر فیض و صاحب اشفاق مخزن حلم و مجمع اخلاق

شرح ساز لطائف قرآن در ره فقر بس عظیم الشان

مجلس آرائی وعظ دین متین زینت افزائی حلقهٔ تلقین

با بهائی علوم را مفتاح هم سبیل سلوک را مصباح

سایهٔ اش کم مباد از سر ما بسط الله ظله ابدا

بعد حمد خالق لیل و نهار نعت پیغمبر رسول کردگار

نیز مدح چار یاران نبی هست شجرهٔ نقشبندیه جلی

مرشد من رهبر راه یقین خواجهٔ ما آن غلام محی دین

دستگیر او غلام شه علی صیقل دل همّ و غم زو منجلی

میرزا مظهر رشید خافقیه جان جانان رحمة الله علیه

Marfat.com

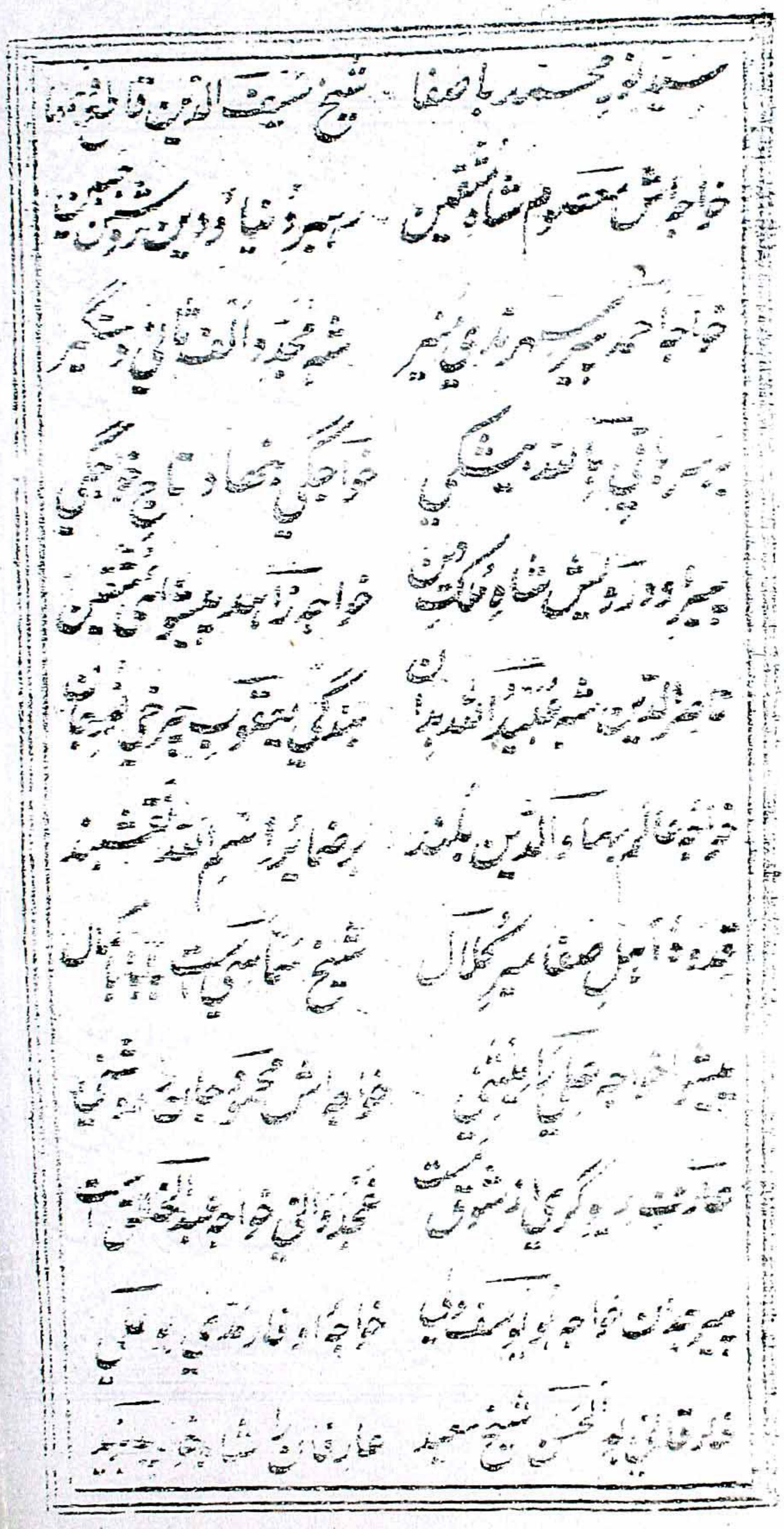

Marfat.com

جعفر صادق امام حیدری — آفتاب ملت پیغمبری

خواجه اش قاسم امام زاهدین — رهبرش سلمان پارس شاه دین

پیر او صدیق اکبر نور حق — بر همه اصحاب میدارد سبق

سرور عالم محمد مصطفی — باعث ایجاد ارض و سما

یا الهی با طفیل صالحان — ساز ما را هم ز خیل صالحان

صد درود از حق بروح مصطفی — والسلام علی من اتبع الهدی

الحمد لخالق عرش برین که رهبر عالی داد بما — آن شیخ غلام محی الدین شاه [illegible]

رهبر او شاه غلام علی در ظاهر و باطن پیر ولی — هم کاشف راز خفی و جلی [illegible]

آن مظهر جان جان کشاف رموز و سر نهان — مرهم ریش خسته دلان [illegible]

پس شیخ ولی عابد سلطان عبد احد — رهبر او شیخ سعید ابدال [illegible]

مهدی شیخ امم سلطان مجدد الف دوم — پس شاه سکندر [illegible]

پس شاه فضیل آن پیر جهان هم ثانی شاه گدا رحمان — و آن شمس الدین [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

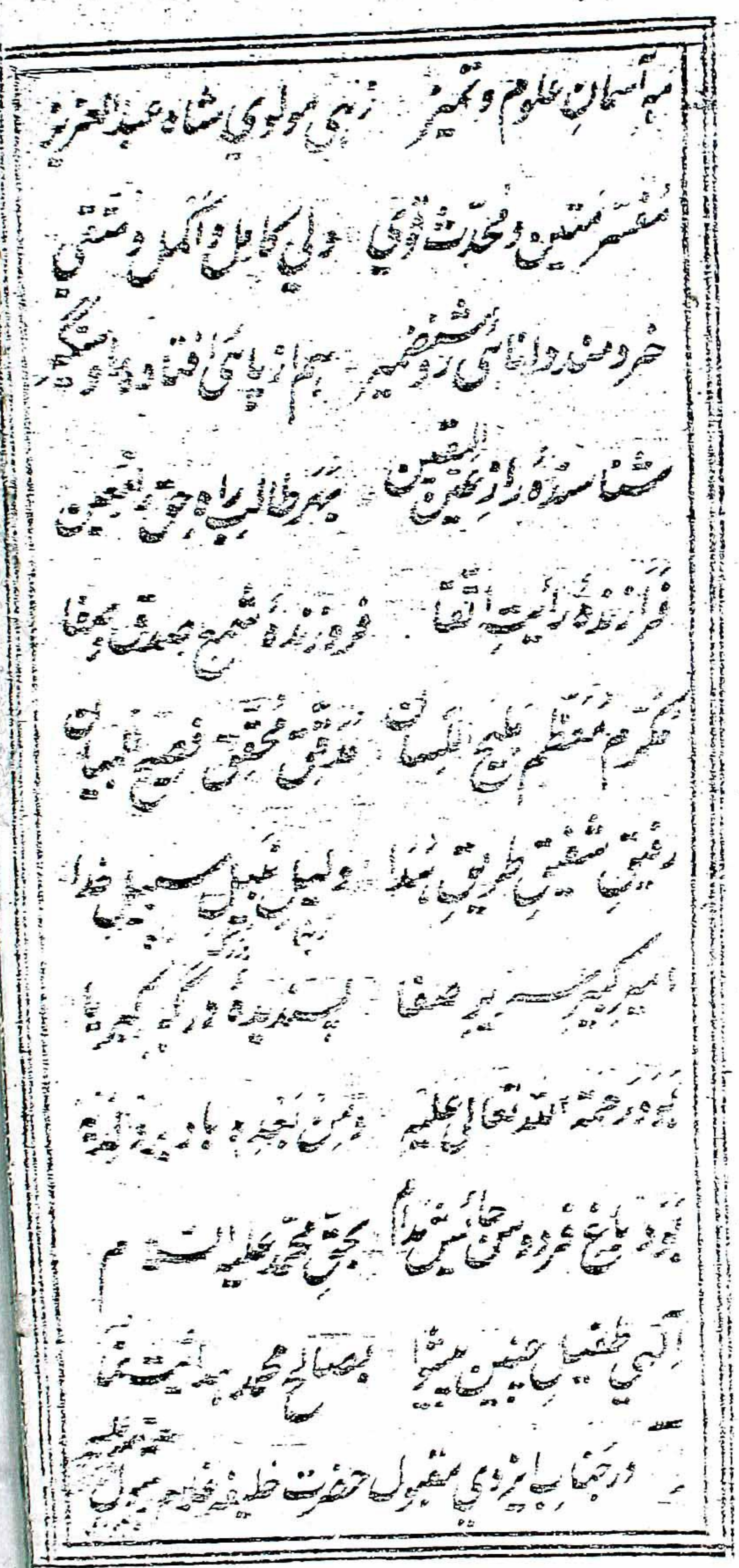

Marfat.com

Marfat.com

در علوم ظاهری بیمثل است و در باطنی نیز زاهد و واعظ
کمال که از یاد وعظ و تعلیم کتب میفرماید و وعظ در عبارت
عربی و فارسی و هندوی و افغانی مینماید صاحب تاثیر کثیر است
اصلش از لاهور است رفیع الشان خواجه سلیمان
حرسه الله عن آفات الزمان درین عهد کامل مردی است
در ظاهر و باطن صاحب کرامات و مقامات عالیه مرید در طریق
چشتیه حضرت میان نور محمد است و او مرید مولوی فخر الدین دهلوی است
و او مرید شاه نظام الدین اورنگ آبادی است و او مرید شیخ کلیم الله
جهان آبادی است و او مرید خواجه یحیی مدنی و او مرید شیخ محمد چشتی دهلوی
و او مرید شیخ حسن محمد چشتی و او مرید شیخ جمال الدین و او مرید
شیخ حمید الدین محمود راجن و او مرید شیخ علم الدین و او مرید شیخ
سراج الدین و او مرید شیخ کمال الدین و او مرید شیخ نصیر الدین

اودهی است رحمة الله علیهم اکنون خواجه موصوف معمر است
و دایره دولت اقامت در توسه سنگهر دارد زبدة الصلحاء
نام قریه نام ملک
قدوة الاتقیاء با طبع زکی میان محمد نقی رحمة الله علیه
عالم و زاهد و متقی در زمان خود بود مرید حضرت حافظ محمد بود
و او مرید حضرت شیخ علی اصغر که والد ماجد حضرت میان محمد نقی است
و او مرید حضرت خواجه محمد زبیر است وفاتش در سال
یکهزار و دو صد و هشت از هجرت بود قبرش در سیالکوت است
نزد والد خود رئیس الفقراء انیس الغرباء رفیع القدر عالیجاه
حضرت میان محمد کاظم مشهور کاکی شاه رحمة الله علیه در عهد خود
رفیع الشان بود خوش طبع و شیرین زبان در علم ظاهری
و باطنی بهره داشت مرید والد خود حضرت میان محمد نقی است
وفاتش در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و یک از هجرت بود قبرش

Marfat.com

Marfat.com

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بدانکه بعد از انبیا علیهم السلام افضل
اولیاء الله اند روح الله ارواحهم علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل مراد از ایشان است که علم ظاهری و باطنی
آنحضرت علیه السلام بایشان رسیده و این طایفه همیشه بوده اند
و هستند و تا قیامت باشند و مدار استقامت عالم از ایشانست
در خبر است از سرور کائنات علیه السلام که در روز قیامت چون بنده
از عمل خود نا امید بماند حق تعالی فرماید فلان دانشمند را در فلان
محله می شناسی گوید می شناسم حق تعالی فرماید ترا بخشیدم
پس شناخت اهل الله سبب نجات است هذا فی السفینة و النفحات
و هم در وی است که طریق این طایفه بر یک نهج نیست بعضی
پنهانند و بعضی آشکار و بعضی بامر الهی کرامت ظاهر کنند
و بعضی از جهة عجب نفس اظهار کرامت نکنند و بعضی از تعلقات

ابو العباس طاهر گوید
اگر نتوانی که دست در دوستی او زنی
دست در دوستی دوستان او زن
که دوستی دوستان او دوستی
اوست ۱۱ نفحات الانس

دنیا تارک اند و بعضی باسباب ظاهری دنیا اشتغال
دارند و بعضی از ایشان ملامتیه اند که تا کسی نشناسد اما
نه مخالف شرع چنانچه حضرت شیخ ابایزید بسطامی در ماه رمضان
از سفر ببسطام آمد اکابر و اشراف از خواص و عوام باستقبالش
آمدند شیخ از بازار نانی خریده در جمع خورد همه منکر شدند
و حالانکه مسافر را روزه رخصت است اینچنین ملامت شعار خود
سازند و حضرت پیشوای وقت شیخ عبدالرزاق در مکتوبات
خود فرموده که اولیاء الله علماء و فقهاء اند که بیان حلال و حرام
کنند قال علیه السلام العلماء ورثة الانبیاء و امام اعظم رحمة الله علیه
فرموده که اگر علماء دوست خدا نیند فلیس لله فی الارض ولی
و نزد بعضی آنانکه از گناه کبیره در اجتناب اند در سفینه است
عبدالله سالمی رحمة الله علیه گفته که اولیاء الله چند نشان است

۷۲

لطافت زبان و حسن خلق و تازه روئی و سخا نفس
و قلت اعتراض و پذیرفتن عذر و شفقت بر خلق از ایشان
هیچکس عالمتر و حلیمتر و خلیقتر نیست پس دوستی ایشان دوستی
خداست و ادب ایشان ادب خداست و نزدیکی ایشان نزدیکی
خداست و انکار این گروه انکار باطن نبوت و شریعت است
و سهل عبد الله تستری فرموده بدبختی است که دیدار و صحبت
اولیاء الله دست دهد و توفیق قبول نیابد و در دل انکار
آرد و در کشف المحجوب و دیگر کتب معتبره مشایخ تحقیق کرده است که
چهار هزار اولیاء الله مکتوم اند که ایشان یکدیگر را نشناسند
و جمال حال خود را ندانند و اندر کل احوال از خود و خلق مستور باشند
و سیصد سرهنگان درگاهند که ایشان یکدیگر را می شناسند و صاحب
حل و عقد اند و باذن محتاج اند در امور و ایشان را اخیار گویند

اولیاء الله محبوبان بارگاه
عزت الهی اند و رشد الهی بحکم
اولیائی تحت قبائی لا یعرف
غیری ایشان را در نقاب
ان لله اولیاء ا... ناه
پنهان میدارد تا دیده هیچ
نامحرمی جمال با کمال ایشان
نبیند و شک نیست که ولی را
جز ولی نشناسد و بعضی اولیا
باشند که هیچکس را از اولیا
و غیرهم بر حال ایشان اطلاع
نباشد بلکه حال ایشان
نیز بر ایشان مخفی بود
لب لباب شرح مثنوی شریف

وچهل ابدال اند و هفت ابرار و چهار اوتاد و سه انقبا
و دو قطب که ایشان را امامان یمین و یسار گویند و یکی غوث
و جماعت دیگر مفردانند از همه ممتاز و بی نیاز در نفحات آورده
صوفی آنست که بواسطه متابعت رسول علیه السلام مرتبه وصول یافته
و بعد از آن برای دعوت خلق مامور و ماذون شده و این طایفه
کامل و مکمل است که صوفی بجز خدای تعالی بهر دو جهان غرضی
ندارد و هیچ ارادت او را مخصوص نبود جز مشاهده جمال ازلی
و محبت لم یزلی و فقیر بهیچ چیز دو جهان تعلق ندارد الا بفقر
که فقیر بارادت محجوب بود و زاهد آنست که دنیا را بصورت قبیح بیند
و از حظ نفس دنیا دور باشد و عابد آنست که پیوسته بوظایف عبادات
مواظبت نماید برای نیل ثواب آخرت و با وجود رغبت بدنیا
صورت عبادت ممکن بود و جماعتی متشبه بایشانند که در اندرون

غرض حظ نفس خود دارند و از بیرون محض به نیکو دانستن
خلق ایشان باطل اند و مرائی و هم در وی است نهایة الاولیا
بدایة الانبیا ولی تا شریعت را بکمال فرا نگیرد قدم در ولایت
نتواند نهاد چنانچه انبیا از انشای گناهان معصوم اند
اولیا از خوار داشت گناهان محفوظ در تکمیل الایمان است
وجود کرامت شرط ولایت نیست ولی باشد که هرگز از وی کرامتی
ظاهر نگردد و اصل ولایت استقامت بر دین است که الاستقامة
فوق الکرامة و هیچ ولی بمرتبه نبی نرسد که انبیا معصوم اند
از معاصی و مامون اند از عزل و خوف خاتمت و مکرم اند
بوحی و مامور اند به تبلیغ احکام پس تفضیل ولی بر نبی
باطل و واجب الرد است و بنده تا عاقل است بجائی نرسد
که تکالیف شرعیه از وی سقوط پذیرند سقوط تکالیف

Marfat.com

Marfat.com

بفتح الواو وسکون اللام بمعنی قرب وآن بر دو قسم است
ولایت عامه و ولایت خاصه ولایت عامه مشترک است میان
همه مومنان قال الله تعالی الله ولی الذین آمنوا یخرجهم
من الظلمات الی النور و ولایت خاصه مختص است بواصلان
ارباب سلوک وهی عبارة عن فناء العبد فی الحق وبقائه
فالولی هو الفانی فی الحق والباقی به و فنا عبارت است
از نهایت سیر الی الله و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله
و کرامت ولی حق است چنانچه در کشف المحجوب است ظهور کرامت
جایز است بر ولی اندر صحت حال تکلیف بر وی و کرامت
علامت صدق ولی بود و ظهور این بر کاذب روا نباشد
بجز علامت کذب دعوی وی در ترجمه روضة الصفا چنین آورده
هرچه جایز است انبیا را از معجزات جایز است اولیا را

Marfat.com

مثل آن از کرامات بشرط عدم دعوی زیرا که معجزه
واجب است بر پیغمبر که اظهار کند و کرامت واجب است بر ولی که
آنرا پوشیده دارد مگر بوقت ضرورت یا اذنی یا حالی غالب
که او را در آن اختیار نباشد یا از برای تقویت مریدان
حضرت شیخ الاسلام فرموده که دیدار مشایخ را غنیمت
باید شمرد و در سفینه است حضرت ممشاد علو دینوری فرموده
هر که بر دوستی از دوستان حق انکار کند کمینه عقوبت او
آن است که او را دخل در دوستان خود ندهند سرور کائنات
علیه افضل الصلوات فرموده من احب قوما فهو منهم
حق تعالی ببرکت دوستی دوستان خود ما را هم از ایشان
کناد الحمد لله تعالی و تقدس که مرادم بحصول انجامید یعنی
این کتاب مستطاب تمام گردید سی ام از ماه صفر روز جمعه

Marfat.com

در سال یکهزار و دو صد و شصت و هفت از هجرت مقدس

اللهم صل علی محمد و علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین

واغفر لجامعه و لوالدیه و لجمیع المؤمنین والمؤمنات

والمسلمین والمسلمات برحمتک یا ارحم الراحمین

از کرم و لطف شه انبیا ختم شد این سلسلة الاولیا

۱۲۶۷

گفتن تاریخش دیدم اشق گفت خرد مخزن اسرار حق

بار خدایا بشفیع الوری جرمم بخشا و صوابم نما

هر چه روا نیست بشرع نبی دار از آن جمله مرا اجنبی

ختم شد این نسخه شیرین بیان بر صلوات شه پیغمبران

باد شبا روز درود و سلام بر وی و بر آل و صحابش تمام

اتمام رسید این نسخه شریفه مسمی بسلسلة الاولیا بروز شنبه وقت چاشت بیست و یکم از

ماه جمادی الآخر در سال یکهزار و دو صد و نود و پنج از هجرت برای [illegible]

Marfat.com

مثنوی از عارف جامی

اولیا پانصد اند در اقطار — بدلا هم چل اند و هفت اخیار

چار اوتاد دان درین شکی — نقبا هم سه اند و غوث یکی

غوث چون رخت بندد از دنیا — یکی آید بجایش از نقبا

از نقیبان یکی چو بردارند — وتدی را بجای او آرند

چونکه اوتاد کرده باشد طی — آخری را دهند منزل وی

چون ز اخیار کم شود فی الحال — یکی آرند بجایش از ابدال

بدلا را یکی چو کم آید — پس ولی بجای وی آید

ور ز پانصد ولی یکی کم شد — رخنه اش از عوام محکم شد

این جماعت که اهل عرفان اند — سبب انتظام دوران اند

کسوت اجتهاد در پوشند — طعمه درد و ابتلا نوشند

در ره عشق یار جان سپرند — عالمی را به نیم جو نخرند

در حریم وصال یافته راه — در جمال حبیب کرده نگاه

متنعم بنعمت شوق اند — متلذذ بلذت ذوق اند

شده از جام لایزالی مست — از شراب طهور رفته ز دست

Marfat.com

Marfat.com

این همه تاریخات از حافظ غلام محی الدین ابن محمد صالح تاریخ وفات جده

مادریه والدهٔ بی بی عظمت خاتون مرحومه روز شنبه نوزدهم ماه رمضان در سال یکهزار و دو صد و چهل

و سه از هجرت بود سال تاریخ وفات بی بی نیکو شیم جستم از هاتف بگفتا

باد بر وی فضل حق تاریخ وفات جده پدریه والدهٔ من حضرت سلطان بی بی مغفوره

۱۲۴۳ ۲۰۰ ۱۰۶۲ ۸۰ ۳۰ ۱۰۰۸

روز چهارشنبه هفدهم ماه صفر در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و پنج از هجرت بود

حیف کز دیر مسدس درگذشت رابعه ثانی زهی نیکو نهاد

سال تاریخش ز هاتف خواستم گفت دایم جایش اندر خلد باد

۴ ۱۰ ۴ ۱۳ ۱۳ ۱۵ ۴ ۲۰ ۴ ۱۲

هر دو تاریخ وفات رابعه بی بی مادر خالصاحب حسام الدین روز جمعه بیستم ماه رمضان

و وفات عمه من زینب بی بی روز جمعه نوزدهم شوال در سال یکهزار و دو صد و پنجاه و هفت از هجرت

هر دو خاتون که زین جهان رفتند هر دو باشند جاودان در خلد

سال تاریخ گفت ملهم غیب دایما باد جای شان در خلد

ایضاً تاریخ عمه صاحبه ۱۰۱۴ ۴ ۱۲ ۴ ۱۳ ۱۱ ۳۰ ۱ ۵ ۴ ۲۰ ۳۰ ۴

[illegible] تاریخ وفات عمه من [illegible] یکهزار و دو صد

[illegible]

تاریخ مادر مادر مامه میان حسام الدین که نامش فضل بی بی بود

هی دریغا رفت زین دار فنا بی بی تقوی گزین و پارسا

از پی تاریخ آن نیکو سرشت گو مقامش دائما با وا بهشت

تاریخ وفات والده والد من یعنی جده صاحبه حسن بی بی مرحومه در نیم شب یکشنبه

بیست و ششم ماه رمضان در سال یکهزار و دو صد و هشتاد و از هجرت بود

دریغ و درد آه احسرتا که جده من ز سجن قالب آزاد گشت جان او

بلیل یوم احد بیست و شش ز شهر صیام خدا بروضه رضوان کند مکان او

بگفت هاتف جستم چو سال تاریخش دوام رحمت حق باد بر روان او

تاریخ وفات بیگم بی بی مادر برخوردار غلام یاسین شب یکشنبه یازدهم ذی الحجه در

سال یکهزار و دو صد و هشتاد و یک از هجرت

تاریخ سنین فوت بیگم بی بی

او رفت و نکو بماند نامش از وی

دریغا که رفت از جهان خواهر من ز حق باد باران رحمت بجانش

خرد گفت تاریخ سال وفاتش که در خلد جاوید باد امکانش

Marfat.com

زبدۃ الفرائض

تالیف

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)

عکس مبنی بر نسخۂ خطی بخطِ مولف

مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

بمقدمہ مختصر

محمد اقبال مجدی

Marfat.com

Marfat.com

تصدیر

۱۹۷۴ء کی بات ہے جب میں لکچرر منتخب ہوا تو اپنی والدہ مرحومہ کے ہمراہ اپنے ننہالی قصبہ قصور گیا، مجھے اپنے بزرگوں کے ذریعہ یہ بات معلوم تھی کہ یہاں حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کے ایک بہت ذی علم اور صاحب ذوق خلیفہ خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) رہتے تھے، ان کا بہت عظیم کتب خانہ بھی تھا، جس میں نادرالوجود مخطوطات بھی تھے، لیکن افسوس کہ امتدادِ زمانہ اور خانوادہ کے متاخرین کی جہالت کے باعث وہ برباد ہوگیا۔

میں نے جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اس کے کچھ باقیات قصور میں ایک حکیم سید ارشاد حسین شاہ کے پاس ہیں، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، کتب خانہ دکھانے کی درخواست کی تو صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کتابیں بہت ہی پرانی اور عربی و فارسی زبانوں میں ہیں، جواب یہاں کوئی نہیں جانتا، میں نے کہا کہ میں یہ دونوں زبانیں جانتا ہوں مجھے دکھایئے تو وہ بصد حیلہ رضامند ہوئے، ایک الماری کھولی تو اس میں موجود مخطوطات کے اندر زندہ دیمک ان کو کھانے میں مصروف تھی۔

میں نے صبر کے آنسو بہائے لیکن کچھ نہ کہا کہ اگر میں نے برا بھلا کہا تو باقی الماریاں وہ اپنی بدنامی کے خوف سے کھولیں گے ہی نہیں، انہوں نے مجھے کل پھر آنے کو فرمایا تو میں باقاعدہ نذرانہ لے کر حاضر ہوا تو ان کے مزاج میں مزید نرمی آگئی، ان میں جو نوادرات دیکھے ان میں سے حضرت قصوری کے اپنے دست مبارک کے لکھے ہوئے بہت سے خطوط اور رسائل بھی نظر آئے، میں نے عرض کی کہ آپ یہ کتابیں کسی سرکاری لائبریری میں جمع کروادیں تو آپ کے بزرگوں کا نام علمی دنیا میں زندہ رہے گا، یہ بات ان کی فہم سے بعید تھی، اس لئے میں نے عرض

Marfat.com

کی کہ میں ان کی ابھی قیمت دلوا سکتا ہوں، لاہور میں تو کوئی لائبریری ایسی نہیں تھی جو اتنی کرم خوردہ کتابیں لے لیتی، ناچار میں نے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے رابطہ کیا تو وہ خریدنے پر رضامند ہو گئے، میں حکیم صاحب کو ہمراہ لے کر مذکورہ سنہ میں وہاں پہنچا تو رب کریم کے فضل سے انہوں نے تمام مخطوطات خرید لئے اور فوری ادائیگی کر دی، جس سے ایک تباہ شدہ ذخیرہ محفوظ ہو گیا، اسی میں یہ نادرالوجود رسالہ ''زبدۃ الفرائض'' کا ایک ایسا نسخہ بھی نظر میں آیا تھا، جو مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اس کا سالِ تالیف و کتابت ۱۲۲۷ھ ہے، اس نسخہ پر بہت سے حواشی بھی عربی میں ہیں، جو خود مولف کے دست مبارک سے ہیں، ورق ۶۔الف پر انہوں نے اپنے دستخط فقیر غلام محی الدین بھی ثبت کئے ہیں۔

اس کے آخری ورق کے خاتمہ میں واضح طور پر کاتب الحروف ومحرر السطور لکھنے کے بعد اپنے والد گرامی کا نام مصطفیٰ اور دادا بزرگوار کا نام حافظ مرتضیٰ لکھا ہے اور اس کے حاشیہ پر رمضان ۸ یا ۹/ ۱۲۲۷ھ کو مکمل ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس بیش بہا رسالہ کے صرف ایک ہی اسی خطی نسخہ بخط مولف کے وجود سے ہم آگاہ ہیں اور کوئی نسخہ موجود یا معلوم نہیں، اس لئے ہم نے اس کا عکس شائع کرنا ہی مناسب سمجھا اس کے متن اور حواشی کا خط آپ کے خود نوشت مکتوبات جو عکسی صورت میں ارمغان امام ربانی کی نویں جلد میں شامل ہیں سے مشابہت کامل رکھتا ہے، اس لئے اس کے بخط مولف[1] ہونے کا پورا اطمینان ہے۔

۱۴/اپریل ۲۰۱۹ء

مخلص

(یوم درس مکتوبات امام ربانی)

محمد اقبال مجددی

۱۔ زبدۃ الفرائض، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، شمارہ ۷۹۲۰ کا اندراج فہرست الفبائی ص ۳۵۰ پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

رسالہ زبدہ

مالکہ کاتبہ العبد المسکین الفقیر غلام محی الدین
القادری الحنفی القریشی عفی اللہ تعالیٰ عنہ

این نسخہ شریفہ کہ در طرز تازہ ایست
دریا بکوزہ ایست سلیمان بکازہ ایست

این رسالہ ایست
علم میراث لفاضل اجل حضرت مولانا
غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری بخط مصنف
حال بملک حکیم حیدر شاہ حسین مدظلہ قصور
این بکشش مملوکہ احقر حمدہ
محمد اقبال مجددی
۲۴ جولائی ۱۹۷۴ء
لاہور

تاریخ تصنیف و کتابت
۱۲۲۷ھ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي تفرد بالعزة والكبرياء وتوحد بالعظمة والبقاء
وفرض فروض الوارثين والوارثات وبين اصحاب
الفروض والعصبات وامر بوصل ذوي الارحام بالواصحات
وقدر نصيب المستحقين في التقسيمات والصلوة على محمد
افضل البريات وعلى آله المكرمين بالسعادات واصحابه
المخصوصين بالكرامات بعد فيقول افقر الفقراء
الى اغنى الاغنياء عبد الله اولياء لما رايت قصورهم
يعني عبد الله بن اولياء
طالبي علم الفرائض عن حفظ الكتب والعرائض ملتمسين
مني مختصرا مغنيا عما صنف فيه من المطولات والمختصرات

وكنت

Marfat.com

ثم يقضي ديونه ثم وصيته من ثلث الباقي لغير القاتل والوارث

مطلقة او معينة

وله بعد الاجازة ثم يقسم بين ورثته وهم صاحب فرض

اجازة الورثة

بالكتاب والسنة

وهو تسع اب وجد صحيح وان علا وزوج وزوجة وبنت

مطلقا واخت عينية اولاد وام واولادها وجدة صحيحة

وسهامهم في الكتاب ستة نصف ربع ثمن

ثلثان ثلث سدس ثم عصبة ومن كان

ذا فرض وعصوبة يرث بهما ثم الرد على ذوي الفروض

النسبية ثم ذوي الارحام ثم مولى الموالاة ثم

المقر له بالنسب على غيره لم يثبت نسبه منه باقراره اذا مات

عليه ثم الموصى له بالجميع ثم بيت المال فالنصف لثلثة

بنت وحدها مطلقا واخت كذلك وزوج عند عدم ولد

بنت الابن عند عدم البنت الاصلية وبنت الابن معها السدس تكملة للثلثين

Marfat.com

والربع لاثنين زوج معه وزوجة مع عدم ولد والثمن لها
معه والثلثان لمن كان له نصف اكثر من واحد
والثلث لاثنين ام مع عدم ولد واثنين من الاخوة
والاخوات ومع الاب بعد فرض احد الزوجين ثلث
الباقي واولادها اكثر من واحد والسدس لاب وجد
مع ابن وابنه وبنت وبنته مع بنت وام مع احدهما
وجدة واخت علات مع اعيان وواحد من اخياف

فصل في الحجب

يحجب كل الاخوة والاخوات
بابن وابنه وباب وجد عند ابي حنيفة وعليه الفتوى وبنو العلات
ايضا بالواحد العيني ذكرا او انثى اذا صارت عصبة والاخياف
ايضا ببنت وبنته وبنات ابن وبنتين وبنت

اذا كن بعيدة الا ان يكون بازائها او اسفلها غلام
فيعصب من بحذائه او من فوقه اذا لم تكن ذات سهم
والبعيد بالقريب والجد بالاب والجدات بام والابوات
فقط ايضا بالاب والجد الا ام الاب مطلقا

المانع اربعة اختلاف الملة والدار في حق
الكفار والرق والقتل والمحجوب يحجب مطلقا بالاتفاق
كام الاب معه ام ام عند العامة وكالاخوين الاثنين
معه الام من الثلث الى السدس والمحجوب والمحروم لا
عندنا

في العصبات

البنت والاخت
عصبة باخيهما فلهما نصف ماله والاخت مع البنت
فالباقي واقربها جزءه ثم اصله ثم جزء اصله القريب

لقوله عليه السلام اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة

ثم البعيد والترجيح لقرب الدرجة او لقوة القرابة فاخت اعيان
مثلا مع البنت اولى من غيرها ثم المعتق ولو انثى ثم
عصبته بنفسه على الترتيب ثم السببية

في المخارج والعول مخارج الفروض الستة سبعة
اثنان للنصف واربعة وثمانية وثلثة وستة لجزء منها واثنى عشر
للربع مع كل الثاني او بعضه واربعة وعشرون للثمن مع البعض
عندنا فالثلثة الاخيرة تعول فحسب فالستة الى عشرة وترا
وشفعا واثنى عشر الى سبعة عشر وترا فقط واربعة وعشرون
الى سبعة وعشرين مرة عندنا كالمنبرية

في التصحيح والضرب ومعرفة الانصباء
اذا انكسر السهام على طائفة يضرب وفق رؤسهم ان توافقا

Marfat.com

في الرد ما فضل عن فرض ذوي الفروض ولا مستحق
يرد عليهم ان كانت جنسا واحدا والا على سهامهم عند عدم من لا يرد عليه
وهما الزوجان والفتوى اليوم على الرد عليهما عند عدم المستحق
والمسئلة منها اعني من اثنين اذا كان فيها سدسان
او من ثلثة اذا كان ثلث وسدس وقس وان كان
مع الاول من لا يرد اعط فرضه من اقل مخرجه فان استقام
الباقي على من يرد والا فاضرب وفق الرؤس في مخرج
فرض من لا يرد ان توافقا والا الكل فيه وان كان
مع الثاني فاقسم الباقي على مسئلة من يرد ان استقام
والا فجميع مسئلته في مخرج فرض من لا يرد وسهام من
لا يرد فيها ومن يرد في الباقي منه فصل في ذوي
الارحام وهم اربعة اولاد البنات مطلقا ثم
الاجداد الفاسدة والجدات الفاسدة ثم اولاد الاخوة

Marfat.com

لأمٍّ والاخوات وبنات الاخوة مطلقاً ثم العمات

والاعمام لأمٍّ والاخوال والخالات وبنات الاعمام والاولاد

هؤلاء اولاهم الى الارث الى المورث ثم ولد الوارث

لا ولد الولد في اصح القولين بهذه الصورة

مسئلة

ابن بنت بنت بنت بنت بنت

ثم اقربهم فمن كان عينياً او علاتياً اولى من غيرهما بهذه الصورة

مسئلة

بنت اخت لاب وام بنت اخت لاب بنت اخت لام وان لم يكن هو او هو فقط

فان اتفق صفة الاصول يعتبر ابدان الفروع والا الفروع

عدداً والاصول صفة عند محمد رحمه الله وعليه الفتوى

بهذه الصورة

اصل مسئلة تصحيح ٣

ابن بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت

وكذا

اذا كان في الاولاد بطون مختلفة يقسم المال على

الاصول المختلفة اولاً فما للذكور يجمع ويقسم على اول الخلاف

فيهم وكذا الاناث بهذه الصورة

اصل مسئلة تصحيح ١٨

ابن بنت ابن بنت بنت بنت بنت بنت

فالمسئلة من ستة وتصح من ثمانية عشر ويعتبر الجهة

ويعتبر الجهة

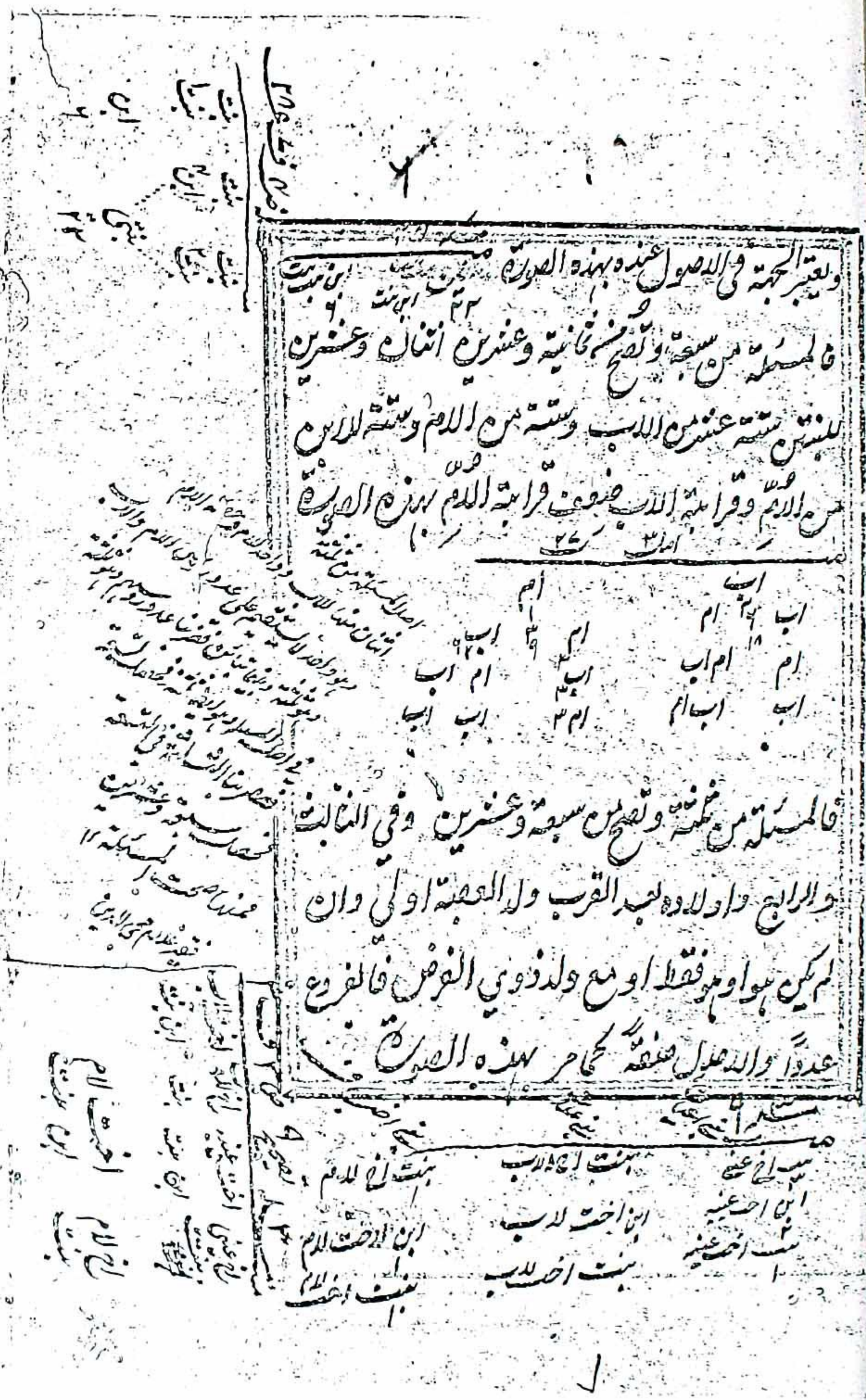

ويعتبر الجهة في الاصول عنده بهذه الصورة

فالمسئلة من سبعة وتصح من ثمانية وعشرين اثنان وعشرين للبنتين ستة عشر من الاب وستة من الام وستة للابن من الام وقرابة الاب ضعف قرابة الام بهذه الصورة

اب			ام		
اب	ام		ام	اب	
ام	ام اب		اب	ام	اب
اب	اب ام		ام	اب	اب

فالمسئلة من ثلثة وتصح من سبعة وعشرين وفي الثالث والرابع واولاده بعد القرب ولد العصبة اولى وان لم يكن هو او هو فقط او مع ولد ذوي الفرض فالفروع عددا والاصول صفة كما مر بهذه الصورة

بنت اخ عينى	بنت اخ لاب	بنت اخ لام
ابن اخت عينيه	ابن اخت لاب	ابن اخت لام
بنت اخت عينيه	بنت اخت لاب	بنت اخت لام

Marfat.com

وان كانوا اخيافا فالاصول فقط وقس على هذا

في المناسخة اذا مات بعض الورثة قبل القسمة

فان امكن تم تصحيح الاول على الثاني والا نظر وفقه

ان توافق ما في يده تصحيحه والا كل الذي في يده وسهام ف

ورثة الاول في الثاني او وفقه وسهام ورثة الثاني

في يده او وفقه فالحاصل من الضربين مخرج المسئلتين

كزوج وبنت وعم ثم ماتت البنت عن زوج واب وكل الثاني

مقام الاول والثالث مقام الثاني ان مات ثالث

وكذا الى تمام العمل

في المفقود والحمل

والخنثى والمرتد والاسير والغرقى ونحوهم

المفقود لا يرث منه احد ولا منه احد حتى يصح او يمضي عليه

تسعون سنة من الولادة وعليه الفتوى فح يقسم

تركته بين الموجودين عند الحكم بموته ويصح مسئلة حيوته

Marfat.com

ثم مماته فيضرب وفق احديهما في الاخرى ان وافقتا والا الكل
فيها ثم ما لكل من مسئلة الحيوة في مسئلة الممات او وفقها
ومن مسئلة الممات في مسئلة الحيوة او فيه واعط لكل
اقل النصيبين والفضل موقوف كما اذا ترك زوجا ١٩/١٢/٦
واما واربعة اخوة لام واحدهم مفقود مسئلة الحيوة فيها
من اثني عشر والممات من ثمانية عشر وهي موافقة
فيضرب الوفق في الاخرى فالحاصل تصحيح المسئلتين للزوج
ثمانية عشر وللام ستة ولكل اخ والمفقود ثلثة
اكثر مدة الحمل سنتان واقلها ستة اشهر ويوقف له
نصيب ابن وعليه الفتوى وتصحيحه كالمفقود وللخنثى
المشكل اقل النصيبين وعليه الفتوى كما اذا ترك ابنا وبنتا
وخنثى فله نصيب بنت وكسب المرتد في الاسلام لورثته
المسلمين وفي الردة لبيت المال عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى عليه

Marfat.com

والمرتدة فيهما لهم قبل اللحوق عند جميع اصحابنا رحمهم الله تعالى
وكسبهما بعده فيء بالاجماع وكلاهما لا يرثان من احد
الا اذا ارتد اهل قرية والاسير مسلم واذا ارتد فمرتد
وعند عدم العلم مفقود واذا لم يعلم تقديم موت احد
من جماعة جعل كانهم ماتوا معا ومال كل لورثته
وهو المختار وعليه الفتوى والحمد لله على الاتمام والاختتام
وعلى رسوله الصلوة والسلام واتوب اليه من جميع الذنوب والاثام

كاتب الحروف ومحرر السطور العبد المسكين اذنب المذنبين الفقير الحقير
غلام محي الدين ابن صاحب السخاوة والصفا الموصوف بصفة
الانابة والاجتبا الشيخ الراجي المصطفى الحقه الله تعالى بالرفيق الاعلى
ابن الشيخ العالم العامل والعارف الكامل قطب الخلائق وغوث الطرائق
صاحب الولاية العليا الشيخ الحافظ المرتضى رضي الله تعالى عنه وارضاه امين

Marfat.com

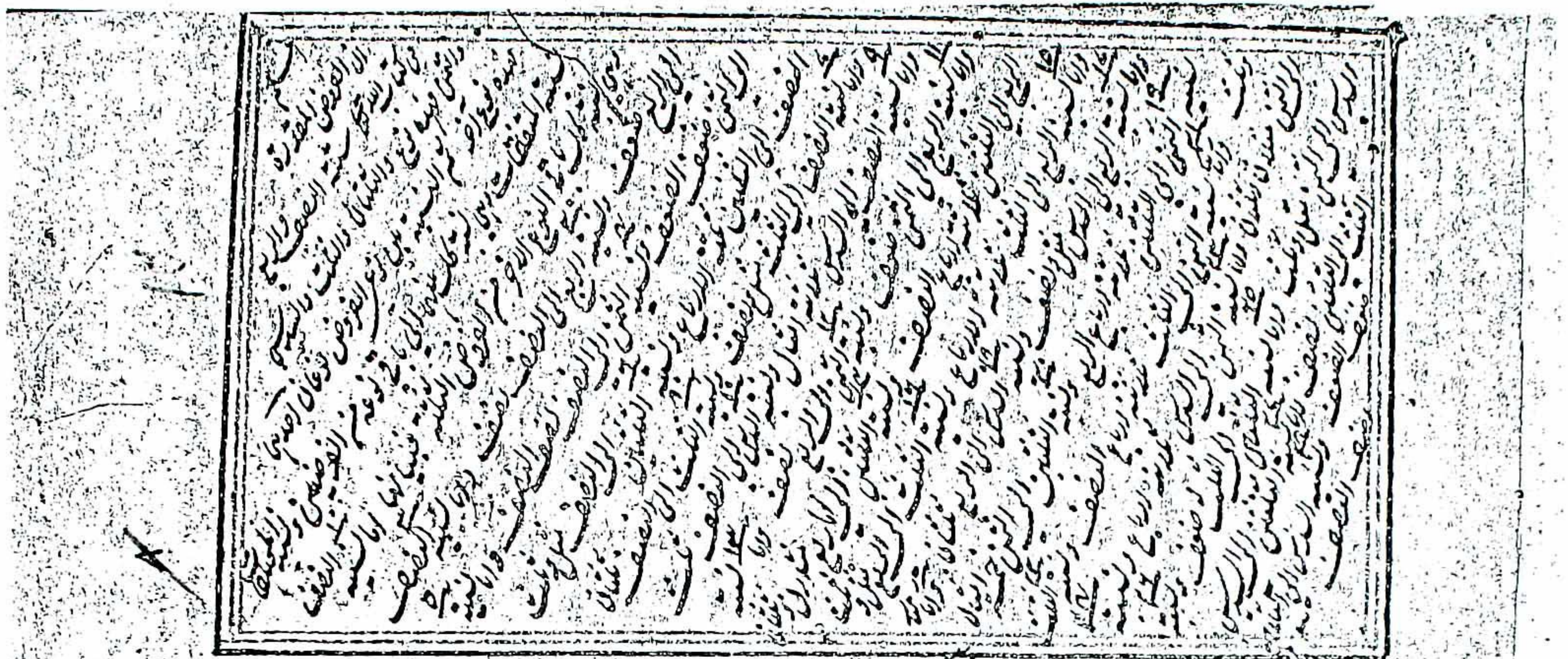

[illegible]

٣٠ واما نسبة الثلث الى السدس ضعف ونسبة السدس الى الثلث نصف ١٢

مجموعها ثلاثون نسبة فاحفظها ولا تنسها ١٢ نقلت حاشية شريفي كاتبه فقير غلام محي الدين القادري

Marfat.com

Marfat.com

رسالۂ نظامیہ

(در مبحث وحدت الوجود)

تصنیف

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)

خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)

عکس مبنی بر نسخۂ خطی بخط مولانا سید مبارک علی ہمدانی قصوری (۱۹۵۳ء)

ذخیرۂ محمد اقبال مجددی (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)

بمقدمۂ مختصر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

ابتدائیہ

رسالہ نظامیہ فارسی نظم میں ہے اور حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کی تصنیف ہے، اس کا موضوع وحدت الوجود کے حقائق کا بیان ہے۔

آپ نے یہ رسالہ اپنے معاصر عالم و صوفی سید نظام الدین شاہ کھیم کرنی (ف ۱۸ر شوال ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء) کے مکرر اصرار پر تصنیف کیا، خود وضاحت فرماتے ہیں۔

عزیزی مخلصی خاص الولایت — سیادت انتساب اہل عنایت
کہ باشد نام او چوں ویس قرنی — نظام الدین شاہ کھیم کرنی
تقاضا کرد از من بار بار آں — تقاضا کردنِ یاران ز یاران
کہ در توحید یک رنگین رسالہ — وجیز و مختصر واضح مقالہ
بطرز تحفۃ البدریہ آسان — کہ آید در قیاس حق شناساں
بنظم آوردہ می باید بزودی — بطور مشرب وحدت وجودی

شیخ نظام الدین کھیم کرنی، قصور کے مشہور ہمدانی خاندان کے جد مادری تھے، اس خانوادہ نے اپنے انساب میں ان کا نسب نامہ سید نظام الدین شاہ بن سید نور علی شاہ بن ..... خود لکھا ہے، اس خاندان کے ایک عالم مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی قصوری نے اپنے والد سید محمد عبدالحق محدث قصوری (شاگرد مولانا مفتی غلام دستگیر قصوری خلیفہ و داماد حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری) کے حالات پر ایک کتابچہ ''ذکر خیر'' کے نام سے لکھا تھا، ان کے فرزند جلیل مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی قصوری نے اس مطبوعہ رسالہ پر بہت سے حواشی

Marfat.com

کا اضافہ بھی کیا تھا، مولانا نے رسالہ نظامیہ کا یہ قلمی نسخہ اور مذکورہ رسالہ ذکر خیر مطبوعہ مجھے عنایت کرتے ہوئے اسے طبع کروانے کا امر فرمایا تھا، جواب اس عکسی اشاعت کی صورت میں پورا ہو رہا ہے، مولانا کھیم کرنی کی تاریخ وفات انہیں کی یادداشتوں سے منقول ہے۔

ہم نے حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری کے احوال اور آپ کی تالیفات کی تفصیل ملفوظاتِ چہل روزہ شاہ غلام علی دہلوی کے مقدمہ اور مقاماتِ مظہری کے مقدمہ میں دے دی ہیں، لہٰذا یہاں ان کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

رسالہ نظامیہ کے کئی اور خطی نسخے بھی پاکستان میں پائے جاتے ہیں، فہرست مشترک (۱۲۵۲/۲/۸) میں اس کے چار نسخوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۴/اپریل ۲۰۱۹ء

(یوم درس مکتوبات امام ربانی)

مخلص

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

MS. No. 141/A

رسالۂ نظامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام آشکارا و نہانے — بنامِ آں بلند و بے مکانے

بنام آنکہ نامش نامہا شد — زبر شد - زیر شد - خور شد - سہا شد

بنامِ آنکہ ہر جا جلوۂ اوست — بنام آنکہ ہم مغز است و ہم پوست

بنامِ آنکہ چوں دریا بموج است — گہے سر در نشیب و گہ بر اوج است

گہے دریا و گہ غواص و گہ در — گہے خالی چو نے گاہے چو نے پر

بہ بیچونی بہ چوں چوں جاں بتن شد — گل بستاں شد و مشک ختن شد ~~چو گل در بوستاں یا ہمچو مشک اندر ختن شد~~

گہے کاہ است و گہ کوہ است و گہ کاں — بہ ایں جملہ بود آں کہا کاں

تغیر را درو راہے نہ گاہے — نہ سرخ و نے سپید و نے سیاہے

نہ کل است و نہ بعض است و نہ جسم است — نہ حرف است و نہ فعل است و نہ اسم است

میانِ دو جہاں مانند او نیست — کدامیں دل کہ اندر بند او نیست

نہ ہر جائے نہ در جائے نہ بیروں — نہ کم او را تواں گفتن نہ افزوں

Marfat.com

ز اوصاف بشر او پاک بیشک - ز لوحِ ذات او حرفِ فنا حک

چو عنقا او شکار کس نگردد - شکاری را ز شوقش بس نگردد

کمالات [illegible] ثابت ذات او را - دو عالم شد گواه اثبات او را

ز عجزِ فہم فریاد است اینجا -

پیمبر آں شد و ملکِ حقیقت - دلیل راہ و نور آن طریقت

چو لا احصی ثناءً - گفت برخیز - غلام محی دیں دنداں مکن تیز

مشامت چوں ندارد تاب ایں بو - ثنائے اہل لا احصی ثنا گو

در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

چہ میدانی محمد کیست اے دل - صفات ذاتِ پاکش چیست اے دل

محمد رحمۃ للعالمین است - محمد گنجِ رحمت را امیں است

محمد ہست محبوب الٰہی - محمد عارفِ اشیا کماہی

محمد عین حمد است و سپاس است - محمد عین عرفان و شناس است

محمد باعثِ اظہار تشبیہ - محمد مخزن اسرار تنزیہ

محمد ہست یزداں را مطیعے - محمد صاحبِ جاہِ رفیعے

Marfat.com

محمد عاصیاں را تکیہ گاہے — محمد بے پناہاں را پناہے

محمد پردہ پوشے غیب ماکان — محمد قبلۂ سرہائے پاکاں

چو از نور احد احمد جدا شد — کمر بند عبودیت عطا شد

عبودیت چناں از وے ادا شد — کہ با وصف شہنشاہی گدا شد

بہر کس وفق او ارشاد میکرد — دلِ غمناکیاں او شاد میکرد

دمے بے طاعتِ یزداں نماندے — انا عبد انا عبد بخواندے

بگوش محرماں گفتے بتفہیم — عرب بے اولم احمد بلا میم

کہ یعنی ظاہر ارچہ ظل اوئیم — ولے باطن باصل خود

مرا ہر کس جدا داند جدا ماند — خودی از من جدا شد پس خدا ماند

بحمد اللہ کہ ما را پیشوا اوست — ز جانش دوست تر دارم گوا اوست

الٰہی ختمِ من بر دوستی کن — کنیزک وار خوار ستم ستی کن

Marfat.com

باعث تصنیف این رسالہ

ہویدا باد بر دلہائے ناکاں ۔ کہ باشد پردہ پوشے عیب ناکاں

عزیزی مخلصی خاص الولدیت ۔ سیادت انتساب اہل عنایت

کہ باشد نام او چوں ویس قرنی ۔ نظام الدین شاہِ کہیکرتی

تقاضا کرد ازمن بار بارآں ۔ تقاضا کردنِ یاران زیاران

کہ در توحید یک رنگیں رسالہ ۔ وجیز و مختصر واضح مقالہ

بطرز تحفۃ البہریہ آساں ۔ کہ آید در قیاسِ حق شناساں

بنظم آوردہ مے باید بزودی ۔ بطور مشربِ وحدت وجودی

من ارچہ انکہ در اشغال بودم ۔ عمل بر امر للتہر نمودم

امیدے دارم از الطاف کاراں ۔ بخاکِ پردہ پوشے تخم کاراں

کہ گر حرفِ خطا یابند دروے ۔ چو خورشیدِ کرم تابند بروے

ندارندم روا تشہیر و افضاح ۔ رواں سازند بر دے ملک اصلاح

چو از بہر نظام الدین درکشادم ۔ نظامیہ ازاں نامش نہادم

نظامِ دو جہاں بادا نصیبم ۔ خدا دارد بخود ہر دم قریبم

Marfat.com

در بیان مراتبِ ذاتِ حق جلّ شانہٗ و تعالیٰ برہانہٗ (۵)

بدان اے طالبِ اعلیٰ مراتب — کہ ہستی را بود سبع المراتب
نخستت احدیت ہست اے نیکنیت — ازاں پس وحدت و پس واحدیت
و لے احدیت اے مقبول بے رد — عبارت باشد از ذاتِ مجرد
معرا ز اعتبارات و عبارات — مبرا از دلالت و اشارات
ز آنی انفکاک ہست و نہ اتفاق — ز ہر قیدے ہست مطلق تا ز الحدق
نیاید در زبان گفتگوئے — رسد آنجا نہ دستِ جستجوئے
بود ایں مرتبہ کنہ الٰہی — نہ کس را گوئے ایں میدان کماحقی
ز ہر کس باشد ایں مخفی و مستور — بنامِ لاتعین ہست مشہور
چو آں ذاتِ مجرد از نظاہر — بعلمِ خویش شد ہر خویش ظاہر
نخستیں جلوۂ اجمال در دارد — درختے بود شیریں برو داد
صفات و ذات را با جمد اعیاں — بطورِ مجملہ معلوم گرداں

Marfat.com

چو اہل معرفت درہا بہ بستند - محمد را حقیقت ایں بگفتند

تعین اولیں ایں را شمردند - بجز وحدت دگر نامش نبردند

ازاں پس اختصار آمد بتطویل - کہ شد اجمال را رو در تفاصیل

ذوات از ذات او ممتاز گردید - زبے صورت ظہور با ساز گردید

بنام واحدیت ایں مبین است - حقیقت ذات انساں را ہمیں است

ہمیں سہ مرتبہ باشند واجب - دگر جا اند امکاں را مراتب

یکے ارواح و دگر عالم مثال است - سوم ~~انسان~~ اجسام و ایں انساں کمال است

ولے ارواح اے ذاتِ شریفہ - بود اشیاءِ نورانی بسیطہ

مرکب را در ایشاں راہ گم شد - ظہورِ شاں بر اشکالِ خود و خود

ولے عالم مثال اے طالبِ رب - بود اشیاءِ نورانی مرکب

ولے با وصفِ ایں ترکیبِ کامل - بعضے را بجز نیست قابل

بود اجسامِ ظلمانی مکدر - مرکب از عناصر شد سراسر

Marfat.com

تعین آخریں انساں برآمد ۔ چناں کش خواستند انساں برآمد

از و حاصل شد آخر ہر طالب ۔ درو درج است ہر سابق مراتب

مقید شد ولے مطلق نہ شد ۔ زمیں شد لیک در عرشی نہ باشد

پسیں شد لیک عین اولیں شد

شدہ آئینہ ذاتِ الٰہی ۔ درو شد جلوہ گر تا بہ ماہی

ولے انسانِ کامل در طریقت ۔ بود اہل عرب اندر حقیقت

زخود گردِ ترکب ہا فشاندہ ۔ بجز ذات مجردے نماندہ

عروجِ کامل از روئے نہایت ۔ رسولِ پاک ما را شد عنایت

بقرب قاب قوسیں زاں رسیدہ ۔ شراب از جامِ اَو اَدنیٰ چشیدہ

دگر را ہر دقائقِ اتباعش ۔ بدست آید ازاں رنگین متاعش

ولے انسانِ ناقص ہست ابتر ۔ زہر انواعِ جسم آمد فروتر

زہر کہتر بود آں بوزک کہتر ۔ ازاں بدرگ سگ و خر خوک کہتر

بود ناقص خودے را در پرستش ۔ شراب غیر بینی کردہ مستش

ہوا ہا نی ہمہ مقصود او شد ۔ ہوائے نفسِ او معبود او شد

Marfat.com

الٰہی ناقصم کامل بگرداں - عنایاتِ خودم شامل بگرداں

در تاکید حفظ مراتب

بداں اے عارفِ امکان و واجب - کہ لازم باشدت حفظِ مراتب

ربوبیت عبودیت جدا دار - نہ اسمِ پاک بر اں دیگر روا دار

بجامِ دل شرابِ تفرقہ ریز - بہم احکامِ یکدیگر میا میز

بدل وحدت زباں بر کثرت آور - ہمیں توحید در دیں است باور

بدار آئی کنی گر راز فاشی - وگر چندانکہ چوں منصور باشی

غرض راہِ ادب باید سپردن - کہ یعنی دیدہ نادیدہ شمردن

چہ خوش گفتند پیشاں عبارت - ادب باشد بنا دیگر عمارت

الٰہی از ادب تاجم لبردہ - مرا از ہرچہ مے باید ادب بہ

در بیان کمالات وجود

کمالاتِ وجودی ہر دو قسم اند - یکے اسمائی دگر ذاتی خردمند

بذاتِ خود شہود جملہ اعیاں - چو درختہ شجر دانی ہمے داں

در اعیاں دیدِ ذات اے باصفائی - چو در نخلہ نوات آمد سمائی

نخستیں نامِ آں عینے ہمانی - دوم مشہود با نام عیانی

Marfat.com

نخستیں را جلد ہم نیز خوانند - دوم را نام استجلد بدانند
دگر میداں کہ آں ہستی معرا - بود ساری بساری در ہمہ اشیا جملہ
ہماں یک ذات ساری عین کل است - ازو خالی نہ خار است و نہ گل است
محیط جزو و کل است او غلط نیست - چو ملزوم است لزوم است نمط نیست
صفاتش ہمچناں ساری محیط است - بہر یک گر مرکب ور بسیط است
حلول و اتحاد اینجا گماں نیست - کہ اینجا از دوئی نام و نشاں نیست
سہ عالم را بود نام اے سخنور - شیوں باشد تعین اول اندر
ولیکن در تعین ثانی اے جاں - تو اعیان ثابتہ نامش ہمے خواں
چو در خارج از وحدت شد معمّا - باعیاں خارجیہ شد مسمّا
بداں اے صورت معنیٰ نمونہ - بود قرب الٰہی بر دو گونہ
صفاتِ بندہ فانی شد چو کامل - صفتہائے خدا شد در نوافل
چو در ذاتِ خدا ذاتش فنا شد - لقب قربِ فرائض یافتہ شد
بود در قرب اول بندہ فاعل - خدا آلت بود اے مرد عاقل
بقربِ دوم بندہ آلت آمد - خدا فاعل بود خوش حالت آمد

Marfat.com

چہ میدانی فنا معنے چہ دارد - بگویم پیش تو قولم مکن رد
شنیدستم ز شیخِ چون انا زید - فنا باشد ہمیں تبدیلِ فہمید
بقا شد ثمرہ اش اے مردِ حازم - ہم چسپاں چو ملزوم اند و لازم
دگر میداں تو اے اہلِ کرامت - نصیبِ ما و تو باد استقامت
دگر تعذیب و ثواب و دردمندی - شکست و بست و پستی و بلندی
ز طاعت معصیت توبہ ندامت - غمین و رنج و خسران و غرامت
فزودن کم شدن گہ راست گہ خم - دگر از جنسِ تغییراتِ عالم
رجوعِ ایں ہمہ شونے صفات است - بیک حال است قائم آنکہ ذات است
عزیزا گر تو خواہی حق نمودن - درِ تو حید را بر خود کشودن
بباید گشتنت اول مجاہد - مجاہد چوں شدی کردی مشاہد
جہاد اکبر خلافِ نفس باشد - خلافش نقشِ شک از دل تراشد
یقیں حاصل شود چوں شک نماند - ز حق اہلِ یقیں منفک نماند
بصقلِ کلمہ دل را کن مجلیٰ - بایں معنیٰ کہ لا موجود الا اللہ
دمے بے ایں خیال اے جاں نباشی - خیالاتِ دگر از دل تراشی

Marfat.com

اگر مدت بدیں ورزش نمائی - ولے تیری تو باشی یابد روشنائی
به فهمی پس تو رمز ایں نما را - نهان گردد برویت آشکارا
جهاں را شیشهٔ مقصود یابی - خدا را هر کجا موجود یابی
اجازت گیر لیک از صاحب دل - که تاثیریست در ارشاد کامل
نوشته خوانده تاثیرے ندارد - چو تصویرے که تقریرے ندارد
اگر خوانندگاں یابند راهے - شود دارو فروش اکسیر شاهی
بهشت ار بایدت ترک طرب کن - وگر خواهی خدا - مرشد طلب کن
بحمد الله رسید آخر رساله - وفیه بلا خفا دفع الجهالة
عجب ایں کوزهٔ دریا مثال است - که آبش رشک حیوان زلال است
چو آب نیل سبطی را شکر باد - بکام قبطیاں خون و خطر باد
بلند اصلاں ازیں اسرار مسرور - مگس طبعاں ز شهد فهم آں دور
الٰهی درد دل دارم دوا کن - عجب بے همتم همت عطا کن
ز شوقت جام دل را کن لبالب - قصوری را حضور ما ساز یارب
ز توفیقت چراغ نه براهم - قربشی کن - چو زنگی دل سیاهم

Marfat.com

مرا ہردم سوئے خود راہبری کن ۔ کمال انذر طریقے قادری کن

غلام محی دین کن در دو عالم ۔ چہ گویم بیش ازیں واللہ اعلم

تمت الرسالۃ النظامیۃ والحمد للہ رب العلمین

کتبہ السید مبارک علی شاہ الہمدانی العضوری عند قیامہ

فی بلدۃ خیر فوز من مضافات بجاد لفوز سنہ ۱۳۵۳ھ

جمادی الاولیٰ

Marfat.com

ثمرات الحیات

ملفوظات شیخ برہان الدین راز الٰہی

(۹۹۸_۱۰۸۳ھ/۱۵۸۹_۱۶۷۲ء)

مولفہ بسال ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء

جامع

میر علی عسکری مخاطب بہ نواب عاقل خان رازی

(ف ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۶ء)

طبع عکسی

مطبوعہ مطبع شمس الاسلام، حیدرآباد (دکن)

بمقدمہ مختصر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

عاقل خان رازی

جامع ثمرات الحیات

میر عسکری مخاطب بہ عاقل خان (ف ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۶ء) اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ شہزادگی کے زمانہ سے ہی منسلک ہوگیا تھا، عالمگیر کی تخت نشینی (۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء) کے بعد اس کے منصب میں برابر ترقی ہوتی رہی، ۴۰۰۰/۱۰۰۰ کے منصب تک پہنچا تھا، اُسے دہلی کا صوبہ دار بھی بنایا گیا تھا۔

وہ ایران کے مشہور علاقہ خواف کا باشندہ تھا، اُس کے دربار سے کئی شعراء وابستہ تھے، معروف ترین فارسی شاعر مرزا عبدالقادر بیدل کو بھی اُسی کے توسل سے شہرت ملی، (نشتر عشق ۱/۲/۶۱۹) عاقل خان خود بھی فارسی کا صاحبِ دیوان شاعر تھا، اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کی تاریخ فارسی میں واقعات عالمگیری کے نام سے لکھی تھی، جسے ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے مرتب کر کے لاہور سے ۱۹۳۶ء کو شائع کیا تھا۔

عاقل خان، سلسلۂ قادریہ شطاریہ کے مشہور صوفی شیخ برہان الدین راز الٰہی (۹۹۸۔۱۰۸۳ھ/ ۱۵۸۹۔۱۶۷۲ء) سے خاص عقیدت رکھتا تھا، ان کے ساتھ اسی انس کے نتیجہ میں اس نے اپنا تخلص رازی رکھا تھا، اس نے اپنے شیخ کے ملفوظات ''ثمرات الحیات'' کے نام سے فارسی نثر میں جمع کئے تھے، اس کا سالِ ترتیب ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء ہے یعنی اپنے شیخ کے حینِ حیات ہی مرتب ہوگیا تھا، یہ مجموعہ خاصا متداول رہا ہے، اس میں شیخ کے احوال و سخنان کے علاوہ کئی اہم تاریخی واقعات بھی ملتے ہیں، اس کتاب کا ایک بہت عمدہ اور خوش خط ایڈیشن مطبع شمس الاسلام، حیدرآباد (دکن) سے طبع ہوا تھا، موجودہ عکسی اشاعت اسی پر مبنی ہے۔

Marfat.com

ہم نے تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند کی جلد اول میں شیخ برہان الدین رازالٰہی اور ان کے مرشد شیخ عیسیٰ بن قاسم جنداللہ برہان پوری (۹۶۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۵۵۔۱۶۲۲ء) کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

عاقل خان رازی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۱۔ صمصام الدولہ شاہنواز خان: مآثر الامراء ۲/۸۱۴۔۸۱۶

۲۔ محمد کاظم شیرازی: عالمگیرنامہ ۴۴ وبہ بعد

۳۔ محمد ساقی مستعدخان: مآثر عالمگیری ۳۸۳ (حوادث ۱۱۰۸ھ، وفات عاقل خان)

۴۔ شیرخان لودھی: مراۃ الخیال، مطبوعہ مطبع فتح الاخبار، کول ۱۸۴۸ء ص ۲۵۳۔۲۵۶

۵۔ سرخوش: کلمات الشعراء

۶۔ والہ داغستانی: ریاض الشعراء مرتبہ محمد حسن ناجی ۲/۸۷۷

۷۔ خوش گو، بندرابن: سفینۂ خوشگو ۳/۱۳۔۱۴

۸۔ قدرت اللہ گویاموی: نتائج الافکار ۲۷۴۔۲۷۵

9- Storey, C.A: Persian Literature, 1/1/584-5

10- Athar Ali: Mughal Nobility Under Aurangzeb. (Index)

Marfat.com

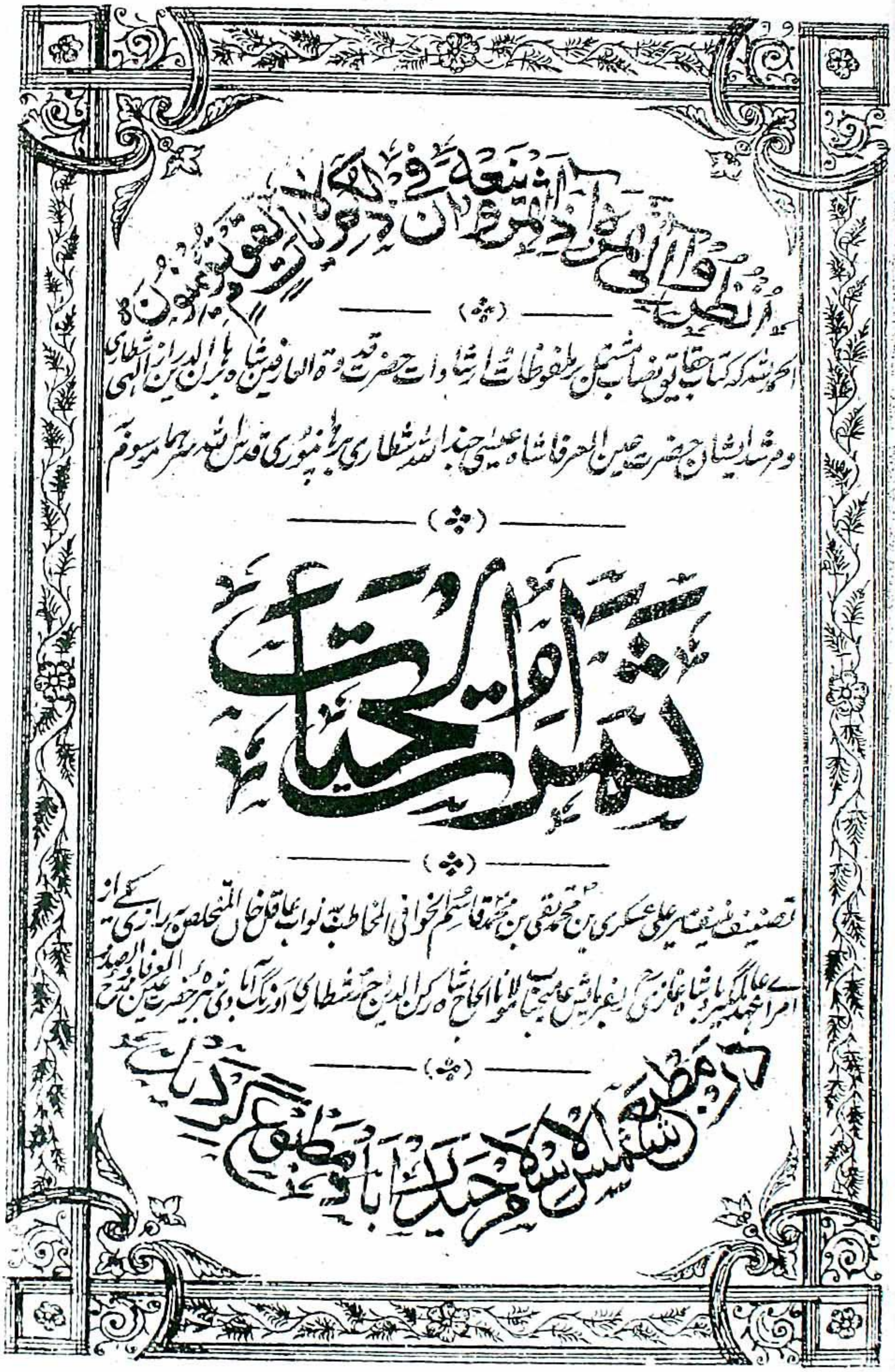

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد الخفی والجلی لله القوی الولی والصلوة والسلام
علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آله واصحابه الزکی الوفی
اما بعد میگوید از غایت عجز وانکسار ونهایت ضعف وافتقار ذرهٔ بیمقدار
وبندهٔ خاکسار العبد المذنب الآثم الجانی علی عسکری بن محمد تقی بن محمد قاسم
الخوافی که چون این فقیر کثیر التقصیر شرف از سعادت ملازمت حضرت
هدایت پناه ولایت دستگاه شیخ الزمان ومقتدی الدوران الذی آثار
ولایته مبین من الجبین الهادی الی مقعد الصدق والیقین بالحجج والبراهین
حجة الطریقة والحقیقة برهان الحق والدین یافت وشعشعهٔ جمال عدیم المثال

Marfat.com

آن خورشید نظر بر مرآت ضمیر این حقیر تافت بحصول تصدیق ارادت و
وصول توفیق ہدایت رخت انابت از ورطۂ جنایت بحصن حمایت فراد
کشید چون آن قدوۂ صوفیان صافی این ضلیل علیل را دلیل شافی از
استعمال عرفان بار شاد ارباب وجدان می پرداخت و زلال فضل آل
بحر احسان و ہدایت از اصحاب خسران و غوایت دریغ نمیداشت و قطرۂ
ازان محیط بیکران در کام جان اہل عطشان می انداخت این مخذول قبول
فرموده آئینه زنگ پذیر این فقیر کثیر التقصیر را مصقلۂ توحید مصقول نمود
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْبُوْدِ عَلٰى وُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ **تَمْهِيْدُ الْمُقَدِّمَهْ**
چون بعضی اوقات این کمترین بمضمون ہدایت مشحون آیه کریمه فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ متمسک شده بجناب
ارشاد مآب آن حقایق پناه ودقایق آگاه جرئت بر عرض سوال می نمود
واکثر آوان حضرت ایشان بحکم آنکه وَلِلّٰهِ الْاَرْضُ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ
کلمه مشتمل بر تربیت طلاب ومحتمل بر تقویت اصحاب صادر میفرمودند باین
آن جواب باصواب وکلمات فایض البرکات را برای انتفاع ارباب
قبول سوای انقطاع ابواب وفصول مجموعۂ تالیف داود ثمرات الحیات

Marfat.com

تمام نہاد و در ضمن تحریر بعضی کلمات موافق مضمون آن از آیات و احادیث
بجہت تاکید و تائید افزودہ و در بعضی از کلام سلف و اشعار منظومہ علاوہ
نمودہ تا ہر کہ از کافہ اہل اسلام و خاصہ انام بر مجموعہ مذکور دشرف عبور یابد
و بصدق عقیدہ بمطالعہ آن کوشد بشکرانہ ارتیاح ارواح کہ از نتایج آن متر تب
شود تحمل کہ مولف بقصور معترف را از قافلہ اختصاص بفاتحہ و اخلاص یاد
آرد و وجہ تسمیہ این مجموعہ آنست کہ چون این کمترین از تعب و تاب ضلالت
جہالت مضطر و مضطرب گشتہ التجا بظل مستقل شجرہ مطہرہ ارادت حضرت
ایشان آورد و بنسیم عنایت متحرک شد و اصدار اثمار متبرک گشت ہر ثمرہ
کہ از ثمرات واردات آن نخل مراد بمقتضای اوقات صادر شد
احتفاظ وافر و التذاذ متکاثر از صدور آن شامل حال متناول گشت آنرا
ثمرہ نہال زندگانی و مفید حیات جاودانی دانستہ فراہم آورد و بثمرات
الحیات مسمی ساخت و تاریخ تالیف این کلمات واہب البرکات
سال ترتیب ثمرات الحیات این قطعہ اشتمال نماید قطعہ
این ثمرات چونکہ شد وارد از نخل الغیب سال ترتیب این خرد گفتا
ثمرات الحیات بی شک و ریب۔ بواسطہ اعلام انفصال کلام لفظ ثمرہ

Marfat.com

بر هر فقره ثبت نموده و این اشارت است با آنکه ثمره ازین ثمرات یعنی
کلمه ازین کلمات خواندن و بکار بستن رطب مراد از نخلستان حیات
چیدنست و بقدر استعداد خود دست در آغوش عروس مراد کشیدن غایتاً
آنرا که مستحق این رطب نباشد اگر چاشنی در مذاق جان نیفتد و حلاوتی پدید
نیاید عجب نباشد در مکتوب حضرت شیخ شرف الحق والدین احمد بن یحیی منیری
قدس الله سره العزیز مسطور است که کودک نابالغ را از لذت مجامعت چه خبر
مثنوی هر که محجوب است از خود کودک است ٭ مرد آن باشد که بیرون
از شک است ٭ درین مجموعه هر جا که لفظ حضرت ایشان صادر شود مراد
از صاحب ارشاد است اعنی بندگی حضرت شیخ برهان الدین بن کبیر محمد
بن علی الصدیقی الگجراتی الشطاری الملقب براز الهی قَدْ اَحْبَبْتُ مِنَ
الْکَوْنِ نُوْرَ لِقَائِهٖ وَسَاَلْتُ عَنْ رَبِّ الْکَوْنِ وُفُوْرَ بَقَائِهٖ
بحسب و نسب والد بزرگوار صدیقی اند والده معظمه مکرمه حضرته سیده بودند
و فاطمه نام داشتند مولد شریف ایشان موضعی از مواضع خاندیس است
و نشو و نما در شهر برهانپور یافته اند هم درینجا در ابتداء به تحصیل علوم ظاهری اشتغال
فرموده بودند چون غلبه طلب حق غالب آمد بخدمت قدوة المحققین

Marfat.com

زبدة العارفین جامع علوم الشریعة والحقیقة قامع رسوم الجهل والبدعة نتیجه
حدیث اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ مقتدای صف اصفیا
شیخ عیسی بن قاسم المقلب بعین العرفا المکنی بابو البرکة قدس الله سره العالی
رجوع نمودند و ارادت درست کردند و مدت پانزده سال در ملازمت
حضرت شیخ بودند هر جا که لفظ حضرت شیخ درین رساله صادر شود اشارت
بایشانست و حضرت شیخ را نسبت ارادة بیک واسطه که بندگی حضرت
شیخ لشکر محمد عارف باشد بحضرت حاجی حمید المعروف شیخ محمد غوث می رسد
قدس الله تعالی سرهما و افاض علینا و علی العالمین برهما وَمَا تَوْفِیْقِیْ فِی
الْبَیَانِ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَیْسَ الْمَوْجُوْدُ الْحَقِیْقِیْ بِالْعَیَانِ اِلَّا اللّٰه
ثمره ۱ - میفرمودند هر جا که ادب نیست فیض نیست مثنوی ادب تاجیست
از لطف الهی ٭ بنه بر سر برو هر جا که خواهی ٭ چه ابلیس که مذموم است و از فیض
نامتناهی الهی محروم هم از ترک ادبست چنانچه قول مولوی معنوی مقوی
این سبب است مثنوی از خدا جوئیم توفیق ادب ٭ بی ادب محروم گشت
از فیض رب ٭ بی ادب تنها نه خود را داشت بد ٭ بلکه آتش در همه آفاق زد
ثمره ۲ - میفرمودند در هر طریق که طالب حق مطلب را طلب کند امید واثق است

Marfat.com

که بوصول آن طرب کند اما طریقه که احکام فرایض و واجبات و سنن را مطیع و
منقاد نیست دران طریق غیر از فریق مجاذیب و مجانین غریق بحر الحاد باشد مقصود
ازین بیان این بود که فرقه بی قیدان که در تفرقه جاوید مانده اند و با وجود اقرار
توحید و اختیار تجرید خود را از خود نرهانده نتیجه آنست رباعی ای برده گمان
که صاحب تحقیقی ٭ واندر صفت صدق و یقین صدیقی ٭ هر مرتبه از وجود حکمی دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭ بیت محالست سعدی که راه صفا ٭ توان رفت
جز در پی مصطفی - میفرمودند هرگاه که جماعت بیقیدان را می بینم تمنا میکنم که
خداوندا ما را با نمازیکه میگذارم همتی ده که اینچنین مجرد و آزاد باشم و این جماعت را
بآزادی و تجریدی که دارند توفیق رفیق گردان که در ادای صلواة خمسه اهمال
نیارند ثمره ۳ - میفرمودند در خبر وارد است که هرگاه بنده مومن به نیت
صدق عزیمت زیارت برادر مومن نماید هفتاد هزار فرشته کمر موافقت بسته
استدعاء رحمت از حق در حق او نمایند و بمتابعت او شتابند تا آن مومن را
دریابند و فرمودند درین محل عزیزی تصرف کرده و گفته که اگر آن مرد یکی از
اولیای حق باشد و نظرش بر جمال مطلق سائر ملائک نیز بازائر مستفیض شوند
و اگر بر خلاف زعم آنکس اتفاق افتد ملائک همراه او می آیند و استعانت از

Marfat.com

مقلب القلوب طلبیده باصلاح عیوب او پرداخته بتخانهٔ قلبش را منهدم ساخته
بنای مسجد انداخته مراجعت نمایند ثمره ۴ میفرمودند چون عبادت و ریاضت
سلف بی شائبهٔ غرض و داعیهٔ عوض می بود بنابر آن باسرع الزمان عقدهٔ
باطن ایشان میکشود و الحال که رایض نفس بدرام است طالب کشف و
الهام است لاجرم هر چند از تاب ریاضت میسوزد کار آن خام و ناتمام است
شعر تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن که دوست خود روش بنده پروری داند
و فرمودند چون شیخ مجد الدین بغدادی اربعین اول بآخر رسانیدند و ثمرهٔ
آن مرتب ندیدند بخدمت پیر خود شیخ نجم الدین کبری رحمة الله علیه صورت
حال باز نمودند ایشان در جواب فرمودند همانا که نیت تو فاسد خواهد بود
شیخ مجد الدین عرض کردند که نیت من این بود که بحق واصل شوم و بعد از آن
مهجوران را واصل سازم شیخ نجم الدین گفتند درین نیت تمام خلل است
زیرا که بر غرض مشتمل است اکنون در اربعین بنشین و نیت کن که حجره بمنزل
قبر است و پیرهن بمثابهٔ کفن و من مرده ام مرا هیچ در نمیباید چون حسب
امر مرشد نیت کردند و اربعین کشیدند یافتند آنچه یافتند و دیدند آنچه دیدند ثمره ۵
می فرمودند آنکه سلطان العارفین در مناجات گفت الهی کیف

Marfat.com

الطَّرِيقُ اِلَيْكَ یعنی خدایا چگونه راه بسوئے تست خطاب آمد۔ دَعْ
نَفْسَكَ وَتَعَالَ ای بگذار نفس خود را و بیامرزاد از گذاشتن
نفس بالطبع است نه بالعین یعنی اشارت بانخلاع صفات بشریت که غبار
راه است نه بانقطاع حیات عنصری که خاک درگاه است شعر تو کز سرائے
طبیعت نمیروی بیرون ٭ کجا بکوی حقیقت گذر توانی کرد ٭ جمال یار ندارد
نقاب و پرده ولی ٭ غبار ره بنشان تا نظر توانی کرد۔ ثمره میفرمودند از کلام حضرت
شیخ جنید رحمة الله علیه منقول است که خَطْوَتَانِ قَدْ وَصَلْتُ
یعنی شعر یکقدم بر نفس خود نه وآن دگر در کوی دوست ٭ هرچه بینی دوست بین
با این و آنت کار نیست۔ و میفرمودند که حضرت شیخ فرمودند که مراد از قدم
نهادن بر نفس شناختن اوست که واسطه و رابطه معرفت بدوست ثمره
میفرمودند که کافه انام در صرف معاش بر سه نوع اند یکی آن که عطیه عظمی الهی را
در نظر خلق بپوشد و در اظهار افلاس کوشد او منافق باشد دوم آنکه مطابق آنچه
اسباب دنیوی دارد در معیشت بظهور آرد او موافق باشد سیوم آنکه اوقاتش
بفقر و فاقه جاری باشد و او در مقام ستاری این همه فایق باشد و نعمت
فقر را لایق و بحکم اِظْهَارُ الْغِنَاءِ مِنَ الشُّكْرِ

Marfat.com

شربت شکر را ذایق ثمره ۸ - میفرمودند چون بر درویش توکل کیش ابواب فتوح
کشاید آنچه بی خطره دل و احتمال شبهه و منت حاصل آید باید که اقبال نماید و اگر
بر در استغنا زند و از اخذ آن ابا کند هم بمثل آن محتاج شود رمز آنست که مَنْ
رَدَّ الْفُتُوحَ اُبْتُلِيَ بِالسُّؤَالِ یعنی هر که رد کرد فتوح را مبتلا شد بسوال
زیرا که بنده را بندگی باید و صفات بندگی احتیاج و افتقار است و استغنا و بی
نیازی خاصه ذات ملک الجبار است و قول شیخ ابوبکر همدانی قدس سره که در
نفحات الانس مسطور است تائید اینمعنی میکند که گفته درویشی سه چیز است تَرْكُ
الطَّمَعِ وَالْمَنْعِ وَالْجَمْعِ یعنی از کسی طمع نکنی و اگر چیزی بتو رسد
منع نکنی و چون بگیری جمع نکنی و نیز میفرمودند که عزیزی گفته که مرا هر فتوحی که مفتح الابواب
بواسطه مخلوق میرساند خوشتر میدارم از آنکه بی واسطه خلق از غیب رساند زیرا که
این متحمل بر عجب و آن مشتمل بر عجز است و فرمودند که درویشان را بدانچه بدیشان از
وجه فتوح آید خمس آنرا ایثار فرمایند و مطابق مضمون آیه کریمه وَاعْلَمُوا
أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ عمل نمایند
ثمره ۹ میفرمودند سهوی که در نماز از مصلی واقع شود بر دو قسم است عامه و خاصه
سهو عامه نتیجه آنست که دل ایشان از ذکر تعلقات و فکر اسباب و آلات پریشان

Marfat.com

شود اینمعنی منعدم حضور و مستلزم قصور نماز ایشان شود و سهو خاص ناشی از انست
که چون باطن ایشان در حالت نماز از غایت نیاز مستغرق ذات بی نیاز شود
اصول عشق بر فروغ عقول غالب آید و قلب التفات بحرکات قالب ننماید
آن سهو محض غفلت است و این سهو عین صحو انجا لهو در لهو و اینجا محو در محو بیت

در نمازم خم ابروی تو چون یاد آمد	حالتی رفت که محراب بفریاد آمد

ثمره ۱۰ میفرمودند هر که در مذهب مخالف نماید با او صحبت و اختلاط نشاید زیرا
که در آن مصاحبت مداهنت نموده آید و آن بقاعده اهل نفاق گرآید شعر

نخست موعظت پیر صحبت این حرفست	که از مصاحب ناجنس احتراز کند

و فرمودند که از صحبت مجاذیب نیز [illegible] بود اما از هر گونه امداد و اعانت
این جماعت باید نمود زیرا که در خدمت مجذوب فایده است و در صحبتش
نقصان عایده ثمره ۱۱ این کمترین بعرض رسانید که قبل ازین اولیاء الله
مشهور و معروف بودند و بخوارق ظاهره و کرامات باهره موصوف و الحال در
زاویه خمول منزوی شده باخفاء خود میکوشند و احوال خود از نظر خلق می پوشند سبب
چیست فرمودند اینمعنی یکی از حضرت شیخ سوال نموده بود و ایشان در جواب فرمود
که دران هنگام ظهور اسم ظاهر بود و درین ایام ظهور اسم باطن نمود ثمره ۱۲ میفرمودند

Marfat.com

که به تسبیح یا حیّ یا قیّوم لا اله الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین مداومت نمایند و هر روز سه صد و شصت
مرتبه یا آنچه مقدور باشد میخوانده باشید که جامع حصول مرادات دارین است و
قیام تمام مکونات از اثر تجلیات این دو اسم است و آن بر دو قسم است
روحانی و جسمانی حیات روحانیات بتاثیر صفات اسم حی است و ثبات
جسمانیات از اثر صفات اسم قیوم است پس کسی که حق را باین دو اسم یاد کند
بدان ماند که بزبان تمام موجودات روحانی و جسمانی تسبیح گفته باشد و در احادیث
صحیح مسطور است که اسم اعظم درین کلمات معظم مذکور است ثمره ۱۳ میفرمودند
که بنماز قلاقل مواظبت نمایید اگر کسی خواهد که کوه را بناخن تراشد اگرچه محال است
بطفیل این نماز ممکن باشد و نماز قلاقل چهار رکعت است بیک سلام ما بین
مغرب و عشا باید خواند نیت نفل باید کرد و در هر رکعتی چهار قل با فاتحه ضم نماید
و بعد ادای سلام سر بسجده نهاده هفتاد و یکمرتبه بگوید یا حیّ یا قیّوم
برحمتک استغیث ثمره ۱۴ روز عاشورا میفرمودند که امروز هفتاد مرتبه
کلمه حسبی الله و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر بخوانید
و این قرائت را مستلزم ثواب بیحساب دانید و در شب ماه میفرمودند هر که در شبهای غره هر ماه

سی کرة سورة فاتحه بخواند تا سلخ آن ماه اوقات معیشت بعافیة بگذراند ثمره ۱۵
میفرمودند اظهار کرامات در سه محل لازم است سوای این نشاید یکی بجهت انقطاع
طالب از ضعف عقیده دوم برای اندفاع هتک حرمت شریعت سوم
بموجب الهام حضرت رب العزت و فرمودند که از بعضی فقرا مجانین یا اطفال
یتیم خرق عادت بظهور می آید سبب آنست که حق سبحانه تعالی بنا بر حکمت
بالغه از ایشان کرامتی بخلق فرا می نماید تا دلهای خلایق از مشاهده آن حال بدیشان
گراید و لوازم محافظت و مراسم مخاوست بجا آرند و پی مربی مجازی فرو نگذارند
و این معنی را معونت گویند ثمره ۱۶ میفرمودند در تفسیر آیات متشابهات چنانچه
آیه کریمه اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ـ وَیَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ
اعتقاد علمای سنت و جماعت بر سه نوع است معتقد بعضی چنانست که حق سبحانه
تعالی را وجه است نه چون وجوه خلایق بل وجهیکه مر او راست لایق و دستی
است نه چون دست من و تو بل دستی که سزاوار است بحضرت کبریاء او و جماعه
را عقیده بر آنست که از وجه مراد ذات است و از ید قدرت و همچنین هر آیت
متشابه را تاویلی است مطابق علم و حکمت و طائفه را اعتقاد آنست که برین آیت
اعتقاد درست باید نمود و از ادراک کنه آن عاجز باید بود ثمره ۱۷ میفرمودند یکی

Marfat.com

از مخلصان بعرض حضرت شیخ رسانید که در خانقاه بعضی درویشان خرابانی نیز
جمع آمده اند و بجهة حصول مغیرات بعضی اوقات بخرابات رجوع میکنند تحمیل که
درین صورت بدنامی بمنتسبان این آستان که متعلگاه راستان است
راه یابد اگر حکم شود که آن جماعه در خانقاه ما نیایند آنسب باشد حضرت شیخ در جواب
او فرمودند که خانقاه بمثابه صحراست چنانچه در صحرا زهر و تریاق بهم می رویند
همچنان در مسکن فقرا نیک و بد فراهم میآیند بلکه نیکان و پاکان را همه جا جاست
اما هر که بد باشد و از هر دستی رد باشد وی را بجز این خانقاه جا کجا است بیت
نیک و بد گر دوست داری گوی بردی از میان * نیک را هر کس که باشد دوست
دار و در جهان - میفرمودند بهر جا لیکه دارند بر در ارباب دل خود بهر گز رجوع
نمی آرند تمثیل - میفرمودند کسی که ابواب دنیوی حاصل میکند و بعد از تحصیل
محصولرا می افشاند در نصورت دل خود را خراب میکند و دلهای غیر را معمور میگرداند
و بجهت جمعیت خلایق دایما در تفرقه علایق میماند و را باید که ملاحظه نماید اگر دلی که
بواسطه تعمیر آن مصدر تخریب دل خود است از دل وی بهتر است یعنی اگر درین
کار رحمت او مصروف خدمت اهل الله است بدان اشتغال نماید و اگر بر خلاف این موجود
بر خلاف آن باید زیرا که قلب او اطمینان را سزاوارتر است از قلوب عوام

Marfat.com

وسالک را تخلیه دل از جمیع کدورات تعلقات اهم مهام است نظم

آنکه ستائش و نیایش	بهتر از انست که ستائش
درستدن حرص جهانت دهند	وزستدن آسایش جانت دهند

شعر ۱۹ - میفرمودند که تقبیل ابهامین و مماس آن بر عینین در وقت استماع اشهد ان محمدا رسول الله از موذن سنت آدم علی نبینا وعلیه السلام است و حقیقت این مقدمه آنست که چون تمام ذریات را روز الست آدم علیه السلام بر صفحه ناخن ابهام ملاحظه نموده بمجرد مشاهده لقای عالم آرای حضرت نبوت پناه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم از روی تبرک و استفاده ابهامین خود را بوسه داده بر عینین مماس فرموده بیت رواق منظر چشم من آشیانه تست * کرم نما و فرود آ که خانه خانه تست

شعر ۲۰ - میفرمودند که چون حق سبحانه تعالی دنیا را آفرید خطاب کرد که یا دُنیَا اُخدُمِی مَن خَدَمَنِی وَاستَخدِمِی مَن خَدَمَکِ یعنی ای دنیا خدمت کن کسی را که او خدمت کرد مرا و طلب خدمت کن از کسی که خدمت کرد ترا و فرمودند که در هفتاد و دو ملت اسلام و هفت صد ملت کفر ضلالت انجام تارک دنیا محمود و ممدوح است لمحرره

Marfat.com

اَلْجَوْهَرُ فَقْرٌ وَسِوَى الْفَقْرِ عَرَضْ	اَلْفَقْرُ شِفَاءٌ وَسِوَى الْفَقْرِ مَرَضْ
اَلْعَالِمُ كُلُّهُ خَدَاعٌ وَغُرُورْ	وَالْفَقْرُ مِنَ الْعَالِمِ سِرٌّ وَغَرَضْ

ثمرہ ۲۱ - چون یکی را از مریدان حضرت ایشان که در سلک ملازمان سلطان منتظم بود داعیهٔ ترک روی نمود و اینصورت را بعرض آنحضرت رسانید فرمودند سعادت ترک مر کسی را مسلم است که اگر احیاناً وقتی بقوت محتاج شود ببازار رود آنچه بعد از مراجعت تره فروشان بر مکان دوکان ایشان از جنس تره بسبب ترک کساد متاع و عدم استعداد ابتیاع بر زمین افتاده ماند آنرا بردارد و ازالهٔ جاه درین کار سد راه او نگردد و نفس او با و درین معامله مساهله پیش نیارد کما فی المثنوی المعنوی اشتهار خلق بند محکم است ؛ راه این از بند آهن کے کم است و بعد از ارتکاب این امر بر غذای مجموع کفایت و قناعت نماید و نشاید که طالب حظوظ نفسانی و حطام دنیای فانی باشد و متابعت نفس اماره نموده بتحصیل آن گراید و فرمودند که اگرچه رزاق لایزال تا باین حال امتحان نمی نماید اما سالک تارک را قوت استیصال طمع بدین منوال باید تا اشتغال امور دنیوی مورث وجود ملال و باعث عدم استقلال نیاید و فرمودند اگر سالکی تواند و از عهدهٔ آن برآید که خود را در لباس کسب مخفی داشته سلوک نماید بهتر از آنست که در زی فقر در آید

گر توکل مے کنی در کار کن　　کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

مراد آنست کہ صفت صوفی کاین و باین باید یعنی نظاہر ہمہ پیوستہ و بہ باطن از ہمہ گسستہ بحکم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ صفت ظاہرا عتبار را نشاید شعر۔ مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست ۔ کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش کمر ۲۳ ۔ میفرمودند چنانچہ تنگ و پوے و جستجوی در تحصیل اسباب معیشت خلاف اخلاق حمیدہ است ہمچنان بجد و جہد رو نمودن و پشت پا زدن بران نیز ناپسندیدہ است زیرا کہ بندہ را بر مقام تسلیم مستقیم باید بود و ترک اختیار خود باید نمود نہ بہ تجمیع تضییع باید کشید و نہ بہ تفریق تفرقہ باید دید چنانچہ نقل است کہ عابدی در عہد حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام مدتی مدید بریاضت و عبادت اشتغال نمودہ در انزوای خلوت نشستہ و در زاویہ عزلت بر روے خلق بستہ بود غایتاً مجاہدہ او بمشاہدہ نہ پیوستہ روزی از استیلاء این سوز بر سر راہ کلیم اللہ مترصد شد و بعد از دریافت ملازمت او صورت واقعہ خود بعرض رسانیدہ درخواست نمود کہ بعد از صعود بر کوہ طور احوال حسرت مآل این مہجور را بعرض حضرت رب العزت رسانیدہ موانع وصول و مدرجہ قبول استفسار نمایند پیغمبر مذکور را اجابت نمودہ متوجہ مقصد گشت چون

Marfat.com

بشرف مکالمه مشرف شد مدعای عابد را بجناب کبریا رب الارباب التماس نمود
خطاب آمد که اگرچه او بحسب صورت در عبودیت ما مشغول است اما فی الحقیقه
عاشق ریش است و همتش مصروف بتربیت حشیش لاجرم نامقبول است
همانا که آن عابد محاسن داشته و پیوسته آئینه میدید و شانه میکشید القصه چون کلیم
کریم مراجعت نمود آنچه در جواب مستدعی از حضرت ذوالجلال شنیده بود با حسن
مقال بیان فرمود عابد مذکور بمجرد استماع آن فرمان از شدت یاس و حرمان
در حجره مالوفه در آمده بنتف محاسن خود مقید شد فی الحال جبرئیل علیه السلام
وحی از علیم علام بکلیم علی نبینا و علیه السلام رسانید که آن غافل را بگو که هنوز مشغول
بریش خودی چنانچه التفات بتزئین آن مصدر آفات بود همچنان اشتغال
باستیصال و تضییع اوقاتست چنانچه در منطق الطیر آن عاشق سبک سیر اشاره بدین
قصه کرده جائیکه گفته نظم ریش اگر آراست پر تشویش بود ٭ ور همین بر کند هم
در ریش بود ٭ یکدمی بی او بر آوردن خطاست ٭ چه بگذار باز مانی چه براست
ثمره ۲۳۵ - میفرمودند هر که را از هیچ کسب بهره نبود و مجرب شود که اگر بتجارت
شتابد خسارت یابد و اگر جان را رهین نوکری نماید در قبول نگشاید و اگر بزراعت
گراید بر مزرعش آفت آید و اگر بر در حرفه زند صرفه نکند او را باید که از سعی باز ماند

Marfat.com

و بالیقین داند که مسبب الاسباب وی را بی سبب اکتساب روزی رساند
بیت هین توکل کن ملرزان پا و دست ٭ رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
و میفرمودند که آنرا که بعد از ترک تعلقات ظاهر جمعیت باطن حاصل نشود علامت
آنست که خوشنودی حق سبحانه تعالی در ترک او نیست او را لایق آنکه در هر کاریکه
بوده و از آن باز آمده باز بآن اشتغال نماید و رضا بقضا دهد تا انچه نصیب
اوست از مکمن غیب منصهٔ ظهور آید مثنوی طمع گر خواهد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین ثمره ۲۴ - یکی از ابناء روزگار تارک شد
چون متاهل و متعلق بود بی جمعیت صوری باندک روزگار خاطرش متفرق گشت
رقعه بخدمت حضرت ایشان ارسال داشت مشتمل بر این مضمون که اگر متصدیان
صدارت ایمانی فرمایند تا روزمره بجهت معیشت من مقرر نمایند از عنایت
بی غایت بعید نخواهد بود. در جواب رقعه او فرمودند یا چون سائر خلایق در
دایرهٔ علایق آمده باکتساب ارتکاب بایستی نمود یا بعد از التباس بلباس
درویشان و ارتسام برسم ایشان بر مرکز توکل مستقیم باید بود و مآل احوال
بر رزاق لایزال تفویض باید فرمود قطعه یا مکن با پیلبانان دوستی ٭
یا بنا کن خانهٔ در خورد پیل ٭ یا مکش بر چهره میل عاشقی ٭ یا بکش بر خانمان

Marfat.com

انگشت نیل ۔ و نیز میفرمودند که اتخاذ وظیفه پنج طائفه مفصله ذیل را جایز است
و غیر ایشان را حرام یکی عالم دین دوم متعلم سوم کسی که متولی امور مسلمانان
باشد چون قاضی و مفتی چهارم پیر جای مانده پنجم اهل بلوی چون کور و لنگ
و لوک که قدرت بر کسب نداشته باشند ثمره ۲۵ ۔ میفرمودند وجه تسمیه انسان آنست
که در جبلت او صفت نسیان است بلی هم از آنست که آیه کریمه فنسی آدم
در شان اوست ثمره ۲۶ ۔ میفرمودند ماه رمضان المبارک را برمضان فقط
بر زبان نباید راند و از لوازم تعظیم حرفی با وضم باید ساخت و کذلک در
تحریر زیرا که انچه گفتن آن جایز نیست نوشتن آن نیز جائز نه ثمره ۲۷ ۔ میفرمودند
اگر سالکی تارک شود و بمنتهای مطلب نرسد باید که دل تنگ نباشد زیرا
که احوال او بدان ماند که مگسی از سر نجاست برخاست و پرواز گزید اگرچه بآسمان
نرسید اما از آلودگی نجاست باز رهید مثنوی گر ندارم از شکر جز نام بهر این
بسی خوشتر که اندر کام زهر آسمان نسبت بعرش آمد فرود ورنه بس عالیست
نزد خاک تود ۔ و فرمودند بهمه حال امتعه فانیه دنیویه را صرف نمودن از نگاهداشتن
افضل است و اشرف خواه در مصرف خواه در غیر مصرف زیرا که امساک مستلزم
محبت است و محبت دنیا سر همه خطیات است و اصراف مستوجب ترک

Marfat.com

و نفرتست و ترک دنیا سر همه عبادات غایتاً هر کرا توفیق رفیق آید و بمصرفش صرف
نماید تخم سعادت بهنگام افادت کاشته باشد و آنکه بر در اسراف زند و بحکم
طبیعت خرج کند هم بهتر از آنست که نگاهداشته باشد چه درینحال نیز احتمال دارد که
وجه مسروقه بعد از انتقال از ملک صاحب مال بواسطه رفته رفته بمصرف
شتابد و حق بمرکز قرار یابد و فرمودند که اکراه اهل دنیا از سوال فقرا بنا بر آنست
که دنیا معشوقه ایشانست ثمره ۲۸ - میفرمودند روزی حضرت شیخ فرمودند که یک
نصیحت از من یاد دارید و آن اینست که رکعات معدوده صلواة مفروضه را
بهیچ وجه من الوجوه ترک نکنید و فرو نگذارید و بهر مقامیکه از مقامات معرفت
برسید بران خورسند نشوید و اکتفا نکنید و بدرجه اعلی از آن درجات همت گمارید بیت
این راه را نهایت صورت نمی توان بست ٭ کش صد هزار منزل پیش است
بدو رایت — و فرمودند که حضرت شیخ فرمودند که مرا در باطن کلمه مشتمل
بر مضمون اعلی القا شد و آن اینست که مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ
زَيْنٌ وَمَا كَانَ لِغَيْرِهٖ فَهُوَ شَيْنٌ
یعنی چیزیکه باشد برائے خدا پس آنچیز محض حسن و زیب است و آنچه باشد
برائے غیر پس آنچیز عین قبح و عیب است ثمره ۲۹ - میفرمودند جمیع افعال مختلفه

Marfat.com

که فعال مجازی از کمن قوة بمنصه فعل میآرند تعلق به نیت فاعل دارند بسا باشد
که امری از دو کس مخالف یکدیگر بوقوع میاید و در مخالفت بدیهیست
که اگر یکجا خیر مترتب شود جای دیگر شر باشد و اگر ثمره یکی نفع باشد نتیجه دیگری
ضرر بود اما چون نیت هر دو فاعل مختلف الفعل خیر و ثواب بود هر کدام ماجور
و مثاب بود اختلاف فعل صوری نه در حساب بود چنانچه نقلست که مردی
وتدی بر لب چاهی که بر سر راهی واقع بود نصب نمود به نیت آنکه چون مسلمانی
صادر شود و خواهد که دابه خود را سیراب نماید بآن وتد مقید ساخته بسهولت بمراد
خود فائز آید و بعد از آن شخصی دیگر بر سر آن چاه رسید وتدی منسوب دید
فی الفور از جای بر کند و بر کنار افگند به نیت آنکه اگر یکی از مسلمانان جهت
اطفای حرارت عطشان شبی برین چاه وارد شود مبادا که پیش پای بخورد
و ایذا بدو برسد مراد آنست که اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ
وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ
یعنی خدای تعالی نمی بیند بسوی ظاهرهای شما و نظر نمی کند بعملهای شما
لکن می بیند سوی دلهای شما و نیتهای شما مثنوی ما برون را ننگریم
و قال را ٭ ما درون را بنگریم و حال را ثمره ۳۰ - میفرمودند روزی گذرم

Marfat.com

بر بتخانه افتاد ساعتی بتفرج استادم دیدم هر که از عبدهٔ اصنام ضلالت انجام
آمدی اول صنم بزرگ را پرستاری کردی و لوازم عبودیت را بجا آوردی
بعده سائر اصنام کوچک را پرستش نمودی انگه گاو مصور که در مقابل آن
منصوب بود ویرا نیز پرستیدی از مشاهدهٔ آن صورت این معنی بخاطر رسید که
آداب طلاب حق نیز اینچنین باید یعنی چون طالب حق بخدمت مرشد گراید
وحسب المقدور از عهده مخادمت وی برآید نسبت بمخدوم زادها هم لوازم
خدمتگاری و مراسم پرستاری باید که بجا آرد حتی که خدام انقبلهٔ مرام را نیز
عزیز و محترم دارد و نیز فرمودند که هرگاه مردم انبوه بر من جمع می آیند و بملاقاتم
غلو می نمایند و دلم در انحالت تنگ می آید و از صحبت بنفرت میگراید بخاطر
میرسد که چون بت سنگین در مقام تسلیم مستقیم نباید بود و خویشتن را هم مثل الصنم
مظهری تصور نباید نمود که نه کسی را بزیارت خویش میخواند و نه از پیش می راند
روزی شیخ عبد القادر که یکی از صوفیان شهر بود بحضرت ایشان آمد و اظهار نمود
که صفت حلم و افتقار و تواضع و انکسار در حضرت بحیثیتی معاینه میکنم که در پیر خویش
دیدمی در جواب وی فرمودند که اظهار شکستگی و فروتنی بی تحقق مرتبه فنا نطقی
ندارد و بعد از وصول بدرجهٔ فنا فی الله و حصول نتیجه بقا بالله تکبر و استغنا نقصی

Marfat.com

لازم نیارد چنانچہ تقلست کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پیوستہ
لباس فاخرہ پوشید ندمی، و در طریقہ بزرگی و کبریائی کہ لایق جناب عزت
آپ ایشان بود کوشیدندمی روزہی یکے از مخلصان بخدمت معروض داشت
کہ تمام اخلاق و اوضاع حضرت امام مقبول خاص و عام است الا آنکہ
با خلق خدای تعالیٰ تواضع نمیفرمایند و بسبیل تکبر و تجبر سلوک میفرمایند جواب
یافت کہ آنچہ معاینہ میکنی نہ از تکبر ماست بل ظہور کبریائی خداچون کبر و نخوت
از نہاد ما بازآمد و بعرض فنا پیوست کبریائی حق منعمہ وجود ما برآمد و جلوہ
شد شعر پروانہ چون در آتش افتاد و سوخت خود را نہ گوید کہ آتشم من لیک از
زبان آتش۔ مثنوی ۳۱ میفرمودند کہ میتواند بود کہ سہ کس بر طبق واحد طعام
خورند و از ایشان یکی حرام خورد و یکی حلال تناول ننماید و غذای یکی نور
شود و این تفاوت بنابراین قاعدہ صورت بندد کہ ہر کرا عزیمت آنباشد
کہ زبدہ و خلاصہ خورد دلی بخورد و باقی نصیبہ مشرکا شود لقمہ او حرام است و ہر کہ
در برداشتن لقمہ منصف باشد یعنی موافق بانصاف قسمت خود بکار برد و قوت
او حلال است و ہر کہ را ہمت او مصروف آنباشد کہ در مطعومات باہم
کاسہ ایثار کردہ اسفل را خود بردارد و افضل را بشریک واگذارد و غذای

Marfat.com

آن نوراست و میفرمودند سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمه الله اصحاب خود را جدا جدا
طعام میدادند یکی سوال کرد که حضرت سلطان را تمام سلوک و اوضاع مطابق
قانون سنن نبویست علیه الصلوٰة والسلام این عمل بخلاف سنت بلیغ همی نماید
سلطان علیه الرحمة والغفران در جواب سائل فرمودند بلی میدانم که اجماع بر یکسه
سفره و تناول در یک قصعه موافق سنت است و مورث برکت غایتًا و زمان
سابق که این عمل معمول بود هر یک بر دیگری ایثار همی نمود الحال چون عزیمت
ایثار بر سبیل ندرت می بینم طعام را بر مریدان قسمت میکنم تا هر کدام با کل نصیبه
خود بپردازند و به نیت فاسد لقمهٔ حلال را حرام نسازند ۱۲ منه میفرمودند
از مقتدای عالم یعنی امام اعظم رحمة الله علیه آورده اند که ایشان نماز چهل
ساله را اعاده کرده اند سبب این موجب اقوال علما آنست که بعد از مرور مدت
مذکور بوصول حدیثی از احادیث نبوی صلی الله علیه وسلم دانستند که تخلیل
انگشتان پا در طهارت بخلاف سنت بعمل آورده اند بنابران اعاده فرمودند
و صورت این مسئله مطابق سنت آنست که به انگشت کاف دست چپ
خلال از کف پا بالا کند و حضرت امام انگشت خلال از پشت پا فرو آرند
آورده اند اما محققان گویند چون ایشان را بعد از انقضای مدت چهل سال از

Marfat.com

عمر خجسته مآل در حین نماز مشاهدهٔ محبوب بی نیاز نصیب گشت لاجرم صلوة ماضیه را
بواسطهٔ عدم مشاهدهٔ ذاتیه دانسته رجوع باداء قضای آن نمودند نظم
وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم ؛ عمری که بی حضور صراحی و جام رفت
بخاطر حزین این کمترین میرسد که غایتاً حضرت امام نیز در شعری که گفته اند
صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِی لَهْوٍ وَلَعِبٍ ؛ فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا - اشارت
برین معنی فرموده اند و بهنگام وجدان بمطلوب امام بر فقدان آن تأسف نمودند -
ثمره ۳۳ - میفرمودند که تکبر بر دو قسم است تکبر عوام و تکبر خواص تکبر عوام آنست
که ایشان از وجود تنعمات دنیوی و تکلفات صوری مسرور و مغرور گردند
و بدان افتخار کنند و تکبر خواص آنست که ایشان چون سخن حق بشنوند اقبال
ننمایند و بر قایل آن نظر استحقار کنند و بر قول امیر المومنین سیدنا علی رضی الله
عنه نپردازند که فرمودند لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ
و حدیث شریف وارد است اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ
یعنی کبر سرکشی کردن از کلمهٔ حق و تحقیر و استفاهت کردن بر خلق و فرمودند
چون با مومنان صحبت دارید هر که در سال از شما اصغر است چنان پندارید
که بر صفحهٔ اعمال او رقم عصیان کمتر خواهد بود مطابق آن پیش آئید و آنکه سال او

از شما بیشتر است چنان اعتقاد کنید که قدم او در وادی معرفت بیشتر و عرفان او بیشتر خواهد بود موافق آن سلوک نمائید بیت سوی هر کس چنان گردان نظر را ۔ که بینی بهتر از خود بهر بتر را ۔ و نیز میفرمودند اگر خلق را بنظر حق دیده شود و اعتراض وجود گیرد و اگر بنظر حق دیده شود صلاح کل صورت پذیرد بحکم مَا صَنَعَ اللّٰهُ فَهُوَ خَيْرٌ ثُمَّ ۳۴ میفرمودند تخصیص التیام کلم کرم اللہ وجہہ بنام خجستہ فرجام امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بنا بر آنست کہ ایشان قبل از ظہور نبوت سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام والہا دعوت آنحضرت بر دین اسلام نیز ہر گز روے مبارک خود بسجود اصنام نخواہیت انجام بر زمین ننہادہ بودند و حق سبحانہ تعالےٰ وجہ فرخندہ ایشان را کرامت ازلی و ابدی دادہ ثُمَّ ۳۵ میفرمودند کہ در ابتدای احوال بخاطرم گذشت کہ زمرۂ جوکیان و فرقۂ متقیدان باید کہ در ضلالت و جہالت مساوی باشند زیرا کہ ایشان اگرچہ دم از اسلام و ایمان میزنند اما امتثال احکام آن نمیکنند پس نباشد درین باب الا مدعی کذاب چون صورت این خاطر را بعزیزی باز نمودم فرمود اینچنین نیست بنا بر آنکہ جوکیان جاہل در اصول دین غلط کردہ اند و سر بجیب کفر آوردہ ولی قیدان غافل در فروع خطا کردہ اند

Marfat.com

واحکام بجا نیاورده وامور منهیه را مباح دانسته زخم اماجت والحاد خورده۔
ثمره ۳۶ میفرمودند که پنج طائفه از باز خواست عمل قولا وفعلا معاف و مرفوع
القلم اند یکی معصوم یعنی کودک تا بحد بلوغ نرسد قلم تکلیف بر و نرود دوم
نائم یعنی هر که در خوابست بدانچه از وی صادر شود یا وقت نماز فوت گردد
مواخذه نباشد سوم دیوانه چهارم معدوم العقل و تفریق میان دیوانه و معدوم
العقل ازینجهت است که سوای جنون نیز زوال عقل ممکن است چنانچه امتداد
زحمت و اختلاط اجنه و استیلاء عشق و مانند آن مزیل عقل است پنجم مبتلی
یعنی هر که بشدت بلا و کثرت عنا مبتلا باشد اگر از روی اضطرار و عدم اختیار
گستاخی بر زبان راند ویرا بدان نگیرند ثمره ۳۷ این کمترین بعرض رسانید که
اشتغال به تصنیف شعر شاید یا مطلقا ازین امر احتراز باید اول در جواب
این آیه خواندند وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ
یعنی نیاموختیم ما محمد صلی الله علیه وآله وسلم را شعر گفتن و نشاید مر او را این فن
باز این خطاب بر زبان راندند که اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً
یعنی از جمله شعر هر آئینه حکمة است و فرمودند بهر تقدیر که از واردات است
املا نمایند و اگر از فضولاتست بهتر آنکه ابا نمایند زیرا که اهم مهام واتم مرام

Marfat.com

آنست که اوقات را مصروف ذکر و شغل باید نمود و از جمیع مشغله اعتراض باید
فرمود مقصود ازین بیان این بود که همت را همگی مصروف استغراق معیت بلا جهت
که بحکم آیه کریمه وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ثابت میشود باید ساخت
و از همه امور بذکر دوستی که رجوع همه بدوست و دوستیهای همه از وست
و دوست حقیقی اوست بل محب و محبوب همه اوست باید پرداخت بیت
مصلحت دید من آنست که یاران همه کار ٭ بگذارند و خم طره یاری گیرند
بعده از استعمال کتابت باز پرسیدم فرمودند هر کرا میسر شود که در حین کتابت
مشغول بود خوبست زیرا که در اثنای نوشتن باین شغل مشغول میتوان بود که حروف
معدوم بر صفحه کاغذ در عرصه وجود می آیند و در مظهر کاتب صفت خالق روی
مینماید ثمر ۳۸/۵ - میفرمودند اجساد بنی آدم که بعد از مفارقت ارواح بمرور
یک شبانروز اماس میکنند و متعفن میشود بنا بر حکمت است زیرا که اگر نه چنین بودی
مردم آبا و اقربای خود را لحد نگذاشتندی و لغوش آنها را بجهت تسلی دل مصیبت
منزل خود قدید نموده نگاه داشتندی و فرمودند در احتباس غله که بمرور مدت کرم
می افتد و مصدر تضییع آن میشود بنا بر آنست که اگر بخلاف این صورت بودی حریصان و
ممسکان بمثابه زر و نقره غله را نیز مصئون و مدفون ساختندی و اکثر مردم محتکر گشته در عالم قحط

انداختندی ثمرهٔ ۳۹ - میفرمودند روزی حضرت شیخ کلاهی از زیر دستار فیض شعار
خود برآورده بدست مبارک خود در سر من پوشانیدند و فرمودند هر که علی الدوام
زیر عمامه کلاه میداشته باشد ملایکه رحمت در حق او صلواة میگویند و رحمت میجویند
ثمرهٔ ۴۰ - روزی درویشی از اهل تجرید بخدمت حضرت ایشان باز نمود که چنانچه
زکوة اغنیا مقرر و مبین است زکوة فقرا نیز مشخص و معین است معمول اغنیا
اینست که از چهل درم یکدرم دهند و مذهب فقرا آنست که اگر یکدرم را نگاه دارند
بر خود یکداغ نهند در جوابش فرمودند هر کسی چنانچه خود را بهمگنان فرانماید فی الحقیقه
نیز همچنان باید یعنی آنکه دم تجرید زند اگر یکدرم ذخیره کند مستحق داغ است
وانکه چون سائر مردم معیشت نمایند در حق او نگهداشت اسباب بقدر
حاجت مساغ است چنانچه در خبر است که یکی از اصحاب صفه ودیعت حیات
بموکلان قضا و قدر باز سپرده بود و یکدرم و یا یکدینار از و ترکه ماند و چون
اینصورت بجناب حضرت نبوت مآب باز نمودند فرمودند که آن درم را تافته
بر نعش او داغ نهند و چون یکی دیگر از اصحاب صفه رحلت نمود از وی دو درم
متروکه ظاهر شد آنسرور صلی الله علیه وسلم فرمودند آن دو درم را تافته بر وی
دو داغ نهند و ویرا از محاسبه یوم الحساب فراغ دهند و آنحضرت علیه السلام والتحیت

به نماز میتین مذکورین حاضر نشدند و صحابه را حکم کردند یکی از اصحاب سوال
نمود که یا رسول الله بعضی از یاران هستند که مال وافر دارند و میراث متکاثر
میگذارند در حق آنها هرگز این حکم شرف صدور نیافت آنسرور فرمودند که آنها
آنچه دارند در صرف معیشت بظهور میارند و دعوی تجرید نمیکنند و بر وصول نعم
نامتناهی الهی هم درین سرای قابل اند لاجرم معاتب نمیشوند و اینان چون
آستین همت از حطام عدم انجام دنیوی افشانده بودند و نسخه فقر از صفحه روزگار
خوانده لاجرم آنچه داشتند و واگذاشتند اگرچه قلیل بود بر کدورت معامله ایشان
دلیل بود ثمره ۴۱ - در باب کتاب نفحات الانس میفرمودند که کتاب مذکور
بمثابه حربه ایست در دست طائفه علیه صوفیه و فرمودند که در کتاب مذکور مسطور
است که شیخ سری سقطی رح در دم واپسین نصیحتی که سید الطائفه جنید بغدادی
قدس الله سره را فرمود این بود اِیَّاکَ وَمُصَاحَبَةَ الْاَشْرَارِ
وَلَا تَقْطَعْ عَنِ اللّٰهِ بِصُحْبَةِ الْاَخْیَارِ
یعنی بر تو باد که حذر کنی از صحبت مردم شریر و نیز باید که قطع نکنی بواسطه
صحبت نیکان از خدای قدیر و فرمودند که از جائے دیگر استماع افتاد که شیخ
جنید جواب داده که اگر قبل ازین این نصیحت شنودمی صحبت ناصح نیز ترک

Marfat.com

نمودمے ثمرہ ۴۲ در فضیلت مکتوبات شیخ شرف الدین یحیی منیری قدس اللہ روحہ
میفرمودند کہ اگر کسی طالب حق باشد و مرشد کامل نیابد یا یابد بسوئے او
کشش دل نیابد باید کہ بر مطالعہ مکتوبات مذکور مواظبت نماید و بصدق
دل و فکر کامل ہر روز میخواندہ باشد و حسب المقدور بعمل آوردہ تا چہل
شبانروز زیر سر گذاشتہ بخواب رود انشاء اللہ تعالے بعد از انقضاے
مدت مذکور از امداد روح پر فتوح ایشان انعزیز را فتح باب شود روزے
در مکتوبات خواندہ شد کہ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ
عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فرمودند معنی ایں حدیث
آنست کہ ہر طالبی کہ بعمل آرد آنچہ از مرشد خود تلقین شدہ باشد حق تعالیٰ
وی را سوای آن نیز وارث علم دیگر گرداند ببرکت صدق معاملت و استقامت
بر آنچہ دانستہ و توانستہ بیت پیش مشنو ز نیک و بد گفتار ٭ آنچہ بشنیدہ
بکار در آر۔ ثمرہ ۴۳ می فرمودند در خبر است ہر کہ بعد از اداے فریضہ ہر روز
بامداد در حق مومن و مومنات استغفار کند حق تعالے وے را از جملہ آن
اولیا گرداند کہ ببرکت ایشان اہل زمین را رزق میرسد پس مصلی را باید کہ بعد
از نماز فجر در وقت استدعا دست برداشتہ بست و ہفت کرۃ بگوید

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

و فرمودند حضرت شیخ بعد از ادای فریضه بامداد همبرین مواظبت نمودی و
فقیر نیز در وقت مذکور اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
بست و هفت کرة میگوید و نیز میفرمودند که قاعدهٔ ائمه آنست که بعد از فراغ
نماز رجوع بقوم نموده دعا خواهند و مرا بعد از ادای نماز بحدی خجالت و انفعال
روی می نماید که روی بقوم نمیتوانم نمود بنا بر آن همچنان روے بقبله گماشته
و پشت بخلق داشته دعا میکنم بخاطر قاصر این کمترین میرسد که این کلمه نتیجه کلام
سلف است که فرموده اند حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ
یعنی هر عملی که نزد نیکوکاران از اعمال حسنه است نزدیک مقربان از
امور سیئه است ثمره ۴۴ میفرمودند تا درویش را در مجالس متعدده دیده نشود
و صحبتهاے متجدده باوے اتفاق نیفتد حقیقت او کماهی مفهوم نگردد زیرا که
بر انسان بحسب شمول اوقات مختلفه احوال متنوعه جاریست و حقیقت
او دران متواری و نیز میفرمودند درویش را در سه میدان امتحان باید نمود
یکی در میدان علم دوم در میدان تقوے سوم در میدان حال وَلِلّٰهِ
دَرُّ مَنْ قَالَ و نیز میفرمودند که شناختن خداے تعالی آسانست

Marfat.com

اما شناختن اولیا متعذر بیت در نیابد حال پخته هیچ خام پس سخن کوتاه باید
والسلام۔ ثمرہ ۴۵۔ میفرمودند که کرم ایزد پاک در حق این مشت خاک بی باک
از حد ادراک بیرونست چنانچه در خبر است که روز قیامت دو عاصی را
ازین امت حکم شود که بدوزخ ببرند یکی فی الفور بی تقاضاے موکلان
بسوی آتش سوزان روان شود و دیگری را چون ملایکه عذاب میکشیده
باشند و میرفته باشد و در قفای نگریسته تا ایزد بی نیاز هر دو را طلب فرماید
اول از آنکه تن برضا در داد سوال کند که باعث توجه و اقبال تو بجهنم چه بود
او گوید خدایا با خود اندیشه کردم که در دنیا اطاعت و انقیاد اوامر و نواهی
الٰهی هرگز از من وجود نگرفته الحال درین حکم باری مطیع و منقاد باشم فرمان شود
که او را ببرکت اطاعت این امر بخشیدم بجنتش برید بعد از آن از آنکه او را
میکشیدند و باکراه میرفت و باز پس میدید بپرسد که تو بکدام نیت بقفاء
خود نگاه میکردی و همت بر استخلاص میگماشتی و با عمل تباه و نامه سیاه خود
چه طمع میداشتی گوید خدایا اگرچه غرق گناهم و جزاے اعمال خسارت
مال من آن بود که حکم رفت اما در دلم میگذشت حق تعالے عادل است
و کریم است حکمی که کرد بمقتضائے عدل کرد احتمال دارد که کرمش تقاضاے

Marfat.com

عفو کند و رشحات سحاب رحمانی نقطهٔ سیئات و نافرمانی از نامهٔ اعمال و
ناصیهٔ احوال این مجرم فرا شوید فرمان شود که این را بطفیل حسن ظنش عفو
کردم به بهشتش در آرید فرد کمر کوه کم است از کمر مور اینجا ناامید از در رحمت
مشو ای باده پرست ثمرهٔ ۴۶ یکے از درویشان بی استیذان از حضرت
ایشان مسافر شد چون مراجعت نمود و شرف از سعادت ملازمت یافت
فرمودند که درین سفر مانع تودیع چه بود آن درویش بخدمت باز نمود که آخر
شب بعد از تهجد توجه بدین جناب کردم و رخصت سفر درخواستم چنان معاینه
افتاد که حضرت ایشان مرخص نمودند و بر سبیل نصیحت فرمودند که در سفر قریب
بمساجد و خانهٔ ارباب دنیا نزول اختیار نخواهی کرد در جواب او فرمودند
که اگر از ما وداع میشدی نصیحت بر خلاف این شنودی زیرا که اگر مسافر
نزدیک مساجد وارد نشود بعلت بعد مسافت از ثواب جماعت محروم
ماند و قرب جوار را کسی سزاوار است که مومن باشد و باوصاف حمیده
موصوف بود چه از ملوک چه از مفلوک نه آنکه از روی تعصب از جنب
مومن صالح تونگر باید گریخت و در پهلوی کافر فاسق مفلس باید آویخت
ازین ثمره اشتمال مینماید که مبتدی را بر معامله خود که توهم و تخیل است

سعلوک

اعتماد نشاید همانا آنچه در متخیله آن درویش نمود خیال فاسد بود ثمره ۴۷ میفرمودند
خامشی از تکلم مالایعنی بهتر است و کلام نافع از سکوت اولی و خلوت از صحبت
جهال و اهل غفلت انسب و صحبت علمای دین و درویش صاحب تمکین
از خلوت افضل مثنوی نار خندان باغ را خندان کند ٭ صحبت مردانت
از مردان کند۔ گر تو سنگ صخره و مرمر شوی چون بصاحب دل رسی گوهر
شوی و نیز میفرمودند که حکمت در اجتماع اهل علم و مصافحه ایشان باهم در
ایام جمعه و عیدین و هنگام طواف حرمین شریفین آنست که چون از لا ارواح
باهم بودند و ابدا فراهم خواهند آمد۔ فی مابین نیز در اوقات عزیز مجتمع شوند
و اتحاد ازلی و ابدی یاد کنند و نیز میفرمودند که دیگر از فواید مصافحه آنست
که در مومنان کسی که مغفور بود هر که با او مصافحه کند وی نیز مغفور گردد
ثمره ۴۸ میفرمودند که ارباب دولت را باید که بعد از تقدیم مراسم شکر نعمت
تخفیف محاسبه یوم الحساب از جناب رب الارباب استدعا می نموده باشند
و در مناجات پیوسته میگفته که الهی چون نعم این جهان از فضل و کرم عطا
کردی حساب آنجهان نیز از عفو و احسان آسان گردان و فقرا را باید که
بر وصول فقر شاکر بوده مستدعی آن باشند که از حد اعتدال تجاوز نه کنند

مصافحه

Marfat.com

وہموارہ در مناجات بگویند کہ الٰہی چون بہ تشریف فقر کہ خلعت خاص انبیا
و اولیا است مشرف ساختی غایتاً شدت آن ازین بندۂ ناتوان باز دار
و ضعیفی را در محل امتحان میار ثمرہ ۴۹ میفرمودند الآن کہ طالبان خدا ریاضت
میکنند و نتیجہ آن مترتب نمیشود بنا بر اینست کہ دل ایشان کما ینبغی از دنیا
منقطع نمیگردد و این بدان ماند کہ موشی مردہ در چاہ افتادہ باشد و جیفۂ
آنرا نہ کشیدہ آب از چاہ میکشیدہ باشند درین صورت ہر چند آب بر آید پاکی
چاہ رو ننماید و اگر اول آن جیفہ را کہ مصدر ناپاکیست از چاہ بر آرند
بکشیدن چند دلو معدودہ آب طاہر شود ہمچنان اگر سالکان لوث حب
دنیا از چاہ دل خارج کنند باندک مجاہدہ صفا ظاہر شود بیت خاطرت
کے رقم فیض پذیرد ہیہات ٭ مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی ۔ و فرمودند
کہ طلب دنیا و طلب خدا ہر دو ضدان لا یجتمعان اند چنانچہ از امیر المومنین
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منقول است کہ فرمودی کہ اگر دین و دنیا یکجا فراہم
آمدے مرا میسر شدے بیت ہم خدا خواہی و ہم دنیاء دون ٭ این خیالیست و
محال است و جنون ثمرہ ۵۰ میفرمودند مقرر است کہ در حالت مخمصہ مردار
حلال شود اما باید دانست کہ بموجب اختلاف طبائع حکم مخمصہ مختلف و

Marfat.com

متفاوتست کسی را که طاقت بر امساک سه روز باشد مخمصه او بعد از وقوع
سه فاقه است و آنرا که قوت زیاده از یکفاقه نیست نهایت مخمصه در حق او
همانست و هر کرا فاقه از امور شاقه است و صبرش بران ممتنع غایتاً صبر او
بر گرسنگی ساعت مخمصه اوست کما قال الله تعالی لا یکلف الله
نفسا الا وسعها یعنی تکلیف نمیکند خدا هیچ نفس را مگر بر وسع
امکان آن نفس و فرمودند علامت صحت وقوع مخمصه آنست که ادای
نوافل ایستاده نتواند کرد و اگرچه فرض را در حالت قیام بانصرام رساند ثمره
میفرمودند که در تصنیفات حجة الاسلام امام محمد غزالی رحمة الله علیه مسطور است
و علما را نیز برین قول اتفاق است که انسان را بعد از اطلاق شاهباز روحانی
از علایق جسمانی سرائر عالم غیب مشاهده میشود و این معنی دالست بر صدق
احوال علیه طایفه صوفیه چه ایشان خود را در بوته ریاضت گداخته کدورت
نفسانی را مضمحل ساخته اند و در قمارخانه موتوا قبل ان تموتوا
نقد بشریت در حین حیات باخته لاجرم با وجود مرکب اشباح شهسواران
ارواح ایشان در عرصه ملکوت تاخته و دیدنی دیده و شناختی شناخته بیت

جسم ترا پاک تر از جان کنی چونکه چهل روز بزندان کنی

Marfat.com

وفرمودند که اہل کشف را حالتی دست میدہد که معقولات بصورت محسوسات
شده می نماید و عکس این نیز بہیچ حال منکر احوال صدق مال ایشان نباید بود
واعتراض بر اقوال و افعال شان نشاید نمود چنانچه خواجه ابو فاء خوارزمی رح
در مصرع ثانی این رباعی فرموده رباعی او ہست نہان و آشکار است جہان
برعکس بود شہود اہل عرفان ؛ پیداست چه آشکارا چه نہان ؛ گر اہل حقیقی غیر یکے
ہیچ مدان ۔ ثمره ۵۲ میفرمودند چون بر حضرت شیخ محمد غوث قدس سره بعد
از ارتکاب ریاضات شاقه و تجرید و تفرید تامه دنیا عرض کردند ایشان
اقبال نه نمودند دران اثنا ارواح بزرگان علیهم الرحمة والغفران حاضر
شدند و گفتند ای فرزند آنچه بر تو عرض میکنند قبول کن که قبول دنیا بعد
از وصول بمرتبه کمال نقصانی ندارد حسب الاشاره ارواح مطهره اعزه
اختیار فرمودند بعده اظهار نمودند که قبل ازین تسبیحات جمادات و
نباتات و حیوانات شنودمے از آنگاه که مرتکب امتعه فانیه دنیویه شده ام
از استماع تسبیح جمادات باز مانده ام مقصود ازین بیان این بود که هرگاه
در شخصی که به تکلیف ربانی و ترغیب روحانی التفات بدنیا نموده باشد
آنقدر اثر کند آنانرا که بطلب نفسانی و تکلیف جسمانی اشتغال بدین حطام

قبول

Marfat.com

فانی نمایند چه ثمره بخشند ع آشنا را حال اینست وای بر بیگانه ثمره ۵۳
میفرمودند هر که برای ادای نماز جمعه متوجه شود و مسجدی تعین کند که در انجا
قاری قرآن بخوش الحان میخواند یا خطیبی خطبه را بصورت دلکش بمسامع
مستمعان میرساند یا درویشی دران مکان میگذارد و نیت وی در تعین
مسجد این باشد که آن اصوات حسنه را استماع نماید و یا درویش معتکف را
زیارت کند نمازش مکروه شود و مراد آنست که سعی و توجه مصلی بمساجد خالصاً
للصلوة باید و نشاید که بشائبه اغراض بیالاید ثمره ۵۴ - میفرمودند کسی که در خلوت
بذکر ایزد لایزال اشتغال مینموده باشد خدایتعالی از و خوشنود گردد و به
جبرئیل علیه السلام اعلام کند تا وی نیز ازان بنده عزیز خشنود گردد و بعده
جبرئیل بسائر ملائکه ندا کند که از بنده که خدا راضیست شما هم راضی باشید
انگاه جمیع فرشتها نیز از وی راضی شوند و در دلهای خلایق القا کنند تا مردم
عالم هم ازان بنده راضی بوده اطاعت وی مینموده باشند و در استرضاش
بکوشند و شخصی که در خلوت بلهو و لعب اشتغال فرماید و در مجلس خود را مشغول
حق وانماید باندک زمانی در خلوتش فتنه راه یابد و حالتی رود که مآل
احوالش برسوائی منجر شود نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ هٰذَا الضَّلَالِ

Marfat.com

بیت نیک باشی و بدت گوید خلق ؛ به که بد باشی و نیکت گویند. ثمره ۵۵
میفرمودند اگر کسی در شیوه سخاوت کجرو باشد کجروی نیز چون مثمر سخاوت است
مستحسن و زیباست و فرمودند که از شیخ شبلی قدس سره منقولست که بخیل بسعادت
شهادت مستسعد نگردد زیرا که هر که نان نتواند داد بدیهیست که جان نتواند داد
و فرمودند که شجاع را خدایتعالی دوستدارد اگرچه شجاعت وی منحصر برین بود
که در همه عمر خویش جرأة نموده مار پرا کشته باشد ثمره ۵۶ - میفرمودند که سخنی که
دروغ نماید اظهار را نشاید اگرچه راست باشد مثلاً ضعیفی که بعصایش احتیاج
است گوید که من قوة ده جوان پهلوان داشتم یا مفلسی که بدانکی محتاج است
نماید که مرا استعدادی بود که اسپ و فیل بخشیدمی اگرچه ممکن است که آنرا
در ایام جوانی و این را بهنگام کامرانی چنانچه باز نمودند میسر باشد غایتاً
این مقدمات در وقتی که معرا یند از انصفات لطفی ندارد ثمره ۵۶ - میفرمودند
انتقال مرده بعد از تدفین از ان زمین ممکن است چه بعضی را در هر کجا که دفن
میکنند نعوش ایشانرا بزمین رحمت آئین کعبه معظمه میبرند و بعضی را دران موضع
شریفه مدفون میسازند و اجساد ایشانرا از انجا بسمت دیگر می اندازند ع
کردگاران کند که میخواهد ثمره ۵۸ - میفرمودند بصورتی که اجنه و ارواح ملایکه

گویند
دانند

Marfat.com

متصور میشوند و در نظر مردم میایند آن صورت اصلی ایشان نیست بلکه
بصورت غیر متمثل شده خود را فرا خلق مینمایند و فرمودند که تجلیات حق جل و علا
نیز در نظر ارباب شهود ازین عالم تصویر باید نمود و فرمودند که اصحاب جنت
نیز حق سبحانه تعالی را بلا تعین نخواهند دید و آنکه مقرر و محققست که بیچون
و بیچگون ببینند آن نیز مراد از تعین است که بیچونی و بیچگونگی موصوفست
زیرا که آن ذات بحت از ادراک بصائر عقول انبیا و اولیا منزه و مقدس است
رباعی با گلرخ خویش گفتم ای غنچه دهان ؛ هر لحظه مپوش چهره چون عشوه
دهان ؛ زد خنده که من بعکس خوبان جهان ؛ در پرده میان باشم و بی پرده
نهان ثم ۵۹ ... درویشی از حضرت ایشان سوال نمود که در ساعت
زوال فراق و وصال معشوق با عشاق گریه را سبب چیست فرمودند چنانچه
گریه از غم وجود میگیرد از شادی نیز صورت می پذیرد و غایتاً تفاوت
بین الدمعین اینست که گریه که از غم ناشی است آبش نمکین است و گریه
که منشاء آن شادی است آبش شیرینست در آن حین این کمترین بخدمت
باز نمود که گریه بعد از وصول مقصود ازینجهت نیز میتواند بود که در آن حال
اهل وصال را محقق میشود که از چنان نعمتی مهجور مانده بودند چون سخن نیز

Marfat.com

از برکت خدمت حضرت ایشان در معرض بیان آمد مستحسن افتاد الحمد
لله الموفق بالسداد ثمرهٔ ۶۰ - میفرمودند هر که را در جمعیت ظاهر
جمعیت باطن دست داد وی را بتجرید و ریاضت احتیاج نیفتاد اما آنرا که
برخلاف این صورت روی نماید لابد ملازم مجاهده باید بود چنانچه نقلست
که ژنده پوشی بزیارت یکی از اولیاء حق که بغناء مطلق غنی گشته بود احرام بست
چون بمقصد پیوست او را دید بستر استراحت گسترده و بر فرش ممهده خوش
براحت آرمیده در خاطر درویش بگذشت که تعب من در طلب این درویش
فراغت کیش عبث بود زیرا که اگر مرد معنوی بودی هرگز چنین فارغ نیاسودی
فی الحال صورت خطره ژنده پوش در دل بیغل آن صاحب هوش که چون
مرات سکندری از کدورة بری بود پرتو انداخت و از وجه ارشاد زبان
بگشاد و گفت مرا درین معاش نمودن و برین فرش غنودن اختیاری منسوب
میداری یا تو درین ژنده که پوشیده و در طریقه که کوشیده مختاری دارنده هست
که مرا براحت میدارد و همت ترا بر اختیار محنت می گمارد زایر چون ادراک
ما فی الضمائر ازین مرد مشاهده نمود دانست که وی بر آن سلوک سالک بطریق
تحقیق بود ثمرهٔ ۶۱ - میفرمودند که اگرچه معنی الکریم اذا وعد وفا

اینست که چون وعده کرد وفا کند اما اینجا یک دقیقه نگهدارد والا خطا کند اگر
وعده بعطاست بوفاء آن احسان کردن زیباست واگر موعود ضرب
وایذاست نقض آن کردن اولی است واین قسم ثانی نافی معنی الکریم
اِذَا وَعَدَ وَفَا نبود بلکه مثبت کرامت وی شود چه تقاضای
کرم عفو واحسان است اگرچه وعده وعید برخلاف آنست ثمره ۶۲ میفرمودند
چنانچه مجذوب را بعد از سقوط شعور حسی ناسوتی سر امور غیبی ملکوتی منکشف
میشود مجنون نیز باین صفت متصف میگردد زیرا که اسقاط شعور ظاهر موجب
انکشاف سرایر است خواه بجذبات ویگانگی ساقط شود وخواه بمالیخولیا ودیوانگی
وفرمودند که تشبیه مجاذیب نیز خالی از فائده نبود زیرا که ویرا اگر فنا روی
ننماید ترک رسوم خود خود صورت بندد وآنهم مغتنم است شعر زیاده هیچت
اگر نیست این نه بس که ترا دمی ز وسوسه عقل بیخبر دارد ع محرم این هوش جز
بیهوش نیست ثمره ۶۳ میفرمودند یکی از فضلا بخدمت حضرت شیخ بازنمود
که علمای ظاهری علمی که دارند نمیتوانند که بفرزند خویش عطا میکنند حضرت شیخ
فرمودند که مشایخ نیز نتوانند که نعمت را بفرزند رسانند رمز آنست که اِنَّکَ
لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

Marfat.com

ثمرہ ۶۴ - میفرمودند حضرت شیخ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کہ عموی حضرت شیخ بودند
و در علوم ظاہری اوستاد ایشان در آخر عمر تلقین نمی نمودند و ہر کہ باین نیت
در خدمت ایشان میرفت در جواب وی میفرمودند کہ الحال مرا عروج نمی شود
یقینکہ تلقین من اثر نخواہد کرد و فرمودند کہ چون حضرت شیخ را داعیۂ طلب
حق مستولی شد بخدمت عموی خویش باز نمودند کہ چون مربی ظاہر و اوستاد
شریعت شمائید لاجرم میخواہم کہ مربی باطن و پیر طریقت نیز شما باشید و مرا
ارشاد نمائید تا حق دیگری بر ذمہ من وجود نگیرد حضرت شیخ طاہر جواب
دادند کہ اگر کوزہ لبریز گردد تواند کہ ظروف دیگر را پر آب کند و خود ہم بے
آب نماند اما کوزہ کہ کم آب باشد اگر خواہد کہ ظروف دیگر را پر آب کند
نتواند و خود نیز از ان آبے کہ دارد تہی ماند حضرت شیخ فرمودند پس اجازت
یابم تا بخدمت مرشد دیگر شتابم ایشان اجازت دادند حضرت شیخ بخدمت
حضرت شاہ لشکر محمد عارف باللہ قدس سرہ رجوع فرمودند و ارادت
درست نمودند و یافتند انچہ یافتند و نیز میفرمودند کہ حضرت شیخ فرمودند کہ
اگر ما دو پیر مرد را نمی دیدیم گمان می بردیم کہ مشایخ وقت دکان دارند
و کسی با ہمت عالی نیست حاشا چون ایشانرا دیدیم دانستیم کہ دنیا از وجود

Marfat.com

اولیاء خالی نیست مراد از دو پیر مرد حضرت شیخ محمد طاہر محدث و حضرت شیخ
شاہ لشکر محمد عارف مذکورند رحمہما اللہ تعالیٰ ثمرہ ۶۵ روزی یکے روی ارادت
بخدمت حضرت ایشان آوردہ التماس بیعت کرد ملتمس او را قبول نفرمودند
و زبان بمعذرت کشودند وی بخدمت باز نمود کہ ہرگاہ جمعی در سلک ارادت
حضرت ایشان انتظام یافتہ باشند اگر یکی دیگرے نیز در انسلک عزیز منتظم شود
و مفضی المرام گردد چہ تفاوت کند فرمودند بعضی از انبیا گذشتہ اند کہ امت
ایشان یک کس بودہ و بس ہمانا کہ ان نبی بجہت دعوت مبعوث شدہ
و بعضی را قبیلہ امت بود و بعضی را شہری و بعضی را ملکی ثمرہ ۶۶ میفرمودند کہ در
کتاب قوۃ القلوب امام ابوطالب مکی آوردہ اند کہ الخواطر رسل
الحق فلیستجب لہ یعنی خطرات فرستادہاے حق اند پس
قبول کن آن خطرات را اگرچہ بحکم این قول اجابت خطرات باید نمود غایتاً
اینجا دقیقہ باید نگاہداشت و آن اینست کہ چون خطرہ صورت بست
صاحب خطرہ را باید ملاحظہ نمود اگر جمالیست اجابت کند و آن اجابت را بفعل
مقرون گرداند و اگر خطرہ جلالیست آنرا ہم اجابت کند لیکن بفعل نیارد
بلکہ مقتضائے آنرا بخیال بگذارند و فرمودند کہ این قول وظیفہ منتہی مینماید

Marfat.com

برخلاف مبتدی که ویرا نفی خاطر باید ثمرہ ۶۷ - میفرمودند همسایه که کافر است
یک حق دارد و آن حق جار است اگر ایذا بوے نرسانند حق او از ذمه
همسایگان ساقط شده باشد و همسایه که مسلمانست صاحب دو حق است
یکے حق همسایگی دوم حق اسلام و همسایه که مسلم و خویش است حقوق وی
از همه بیش است زیرا که ویرا سه حق است یکی حق قرب جوار دوم حق اسلام
سوم حق صله ارحام ثمرہ ۶۸ - میفرمودند تحریر تعویذ از براے شفاء مریض داب
حضرت شیخ نبود غایتاً هر که به نیت استشفا بخدمت ایشان رجوع کردے
قدری آب آوردی تا اسم پیر خود را [illegible] دمیده باو دادندی و در وقت
دمیدن انگشت سبابه را در آب نهادندی و فرمودندی که ما نیز برین سنت
عمل میکنیم و بهمان دستور به نیت شفای رنجور نام فرخنده فرجام حضرت شیخ را
بر آب میدمم و از شیخ فرید رحمة الله علیه که یکی از خلفای حضرت شیخ و پدر
خاتون حضرت ایشان بودند نقل کردند که هرگاه دم مار موثر گردد دم درویش
بی اثر چون شود ثمرہ ۶۹ - میفرمودند که روزی حضرت شیخ فرمودند که تا آنکه
ما در مقام ارشاد نه نشستیم قدر آداب مرشد کماهی ندانستیم زیرا که بعضی اوقات
در حین مراقبه صور خیالی و پیکر مثالی مریدان و طالبان حاضر میشوند و حقیقت

Marfat.com

ایشان ظاهر میگردد و بعضی را دیده میشود که بتوجه تمام متوجه گشته و ایستاده
و بعضی اعراض نموده اند و پشت داده و بعضی چشم بهوا کشاده و بعضی بیمین و
یسار رو نهاده و دران حالت نقد ارادت هر یک در غیبت وی بر محک
امتحان زده میشود و مخلص از منافق ممتاز میگردد وَاَخْجَلْنَا اَیُّهَا
الْمُنَافِقُوْنَ بیت ای جرعه نوش مجلس جم سینه پاک دار کائینه
ایست جام جهان بین گواه ازو ثمره میفرمودند که سالک را ترک صحبت
مردم کلهم لازم است الا صحبت مرشد و در خدمت مرشد نیز دو وقت حاضر
شود یکی وقتی که دقیقه از دقائق سلوک یاد گیرد و دوم وقتی که معامله از معاملات
صورت پذیرد آنرا بعرض پیر رساند و فرمودند که چون بندگی حضرت شاه لشکر
محمد عارف حضرت شیخ را رحمهما الله تعالی بجلوس اربعین فرمودند باظهار
هر معامله که بظهور می آید امر نمودند حضرت شیخ را نخست این معامله روی نمود
که درخت کیله است پر بار و ایشان ازان اثمار می چینند و در دامان خویش
میگیرند و در وقت غروب آفتاب جوانی مغل پشت بآفتاب داده و تیر و
کمان در دست گرفته استاده چون صورت این معامله را بخدمت حضرت
شاه رحمه الله باز نمودند تعبیر فرمودند که اتخاذ ثمره ازان شجره علامت افاده

Marfat.com

نماند و در شان او نیاید۔ تفسیر این آیه بقول مفسران اینست که هر که هست
در دنیا نابینا و دیدهٔ دلش راه صواب نبیند پس او در آخرت هم نابینا بود یعنی
طریق نجات نیابد یا هر که اینجا روی توبه نه بیند آنجا جمال مغفرت مشاهده نکند
و بقول محققان موید مضمون ثمرهٔ مکتوب فیه آنست شعر منکه امروزم بهشت
نقد حاصل میشود ٭ نسیهٔ فردای زاهد را کجا باور کنم۔ ثمرهٔ ۸۳۔ میفرمودند بصفتی که
پیر در دل مرید موصوف گردد و بحیثیتی که در معرفت وی معروف شود همان صفت
نقد وقت مرید گردد۔ و کسی که پیر خود را بحری مملو از درر اسرار معانی و جواهر
تجلیات انوار ربانی داند حق سبحانه تعالی لآلی حقیقت و معرفت خویش
در درج سینهٔ او مندرج گرداند و مریدی که پیر را عابد و مرتاض گمان کند
حق تعالی طے مراتب مجاهده بروے آسان کند۔ و مریدیکه پیر را متشرع
و متورع اعتقاد کند حق سبحانه تعالی وی را بر احکام علیه شرعیه منقاد کند۔
و مریدیکه داند که پیر او دام تزویر گسترده است و همت را همگی بر تحصیل لوازم
معیشت مصروف کرده او حاصل خود همان بیند۔ و مادام بدام تلبیس مبتلا بوده
بهزار بهانه دانه از خرمن رزق خود نچیند۔ مثنوی ای برادر تو همین اندیشهٔ
ما بقی تو استخوان و ریشهٔ ٭ گر گلست اندیشهٔ تو گلشنی ٭ ور بود خاری تو هیمهٔ گلخنی

Marfat.com

ونیز میفرمودند که اگر مریدی پیر خود را بصفاتی مذکور کند و بکراماتی مشهور گرداند
که وی بدان صفت متصف نباشد روز محشر آن مرید را محاذی پیر وی حاضر
سازند و رب الارباب از وجه عتاب خطاب کند که آنچه ما بنا بر حکمت صالحه
در پیر تو تعبیه نفرموده بودیم و ویرا مظهر آن ننموده تو در دنیا بوی منسوب
کردی اگر صادق بودی بر آن مقال الحال بحجتی پیش آئی و از آن اوصاف
در موصوف صفتی بنمائی و با در زمره کاذبان در آئی و طریقه دوزخ به پیمائی
پس مقرر است که نباشد در آن ساعت آن مرید الا مدعی خجل و مفتری منفعل
ثمره ۸۳ میفرمودند هر دل خسته را که بعد از مرور سی سال یا چهل سال از عمر
حسرت مآل غم این مرهم فراهم آمد یعنی طلب حق روی نماید و وی بوسیله علم
و عبادت به تحصیل مطلب گراید اگرچه بتشریف پاداش کردار چون علما و ابرار
مشرف و مخصوص شود غایتاً از خلعت خاص معرفت و اختصاص مایوس
و محروم ماند الا ما شاء الله زیرا که در ایام تحصیل سعادت از سرمایه عمر
غافل بود و بهنگام تکمیل محبت از باده غفلت لایعقل و فرمودند که از حضرت
شیخ بکرات شنیده شد که الصوفی بعد ثلثین بارد شعر
اے جوان سرو قد گوئے بزن ؛ پیش از آن کز قامتت چوگان کنند

Marfat.com

بیت هر که اول بین تر او مسعود تر ٭ هر که آخر بین تر او پدرود تر و نیز میفرمودند که
اگر از اتفاق حسنه و عنایات ذی الفضل والمنه کسی را در آخر عمر این عطیه اعظم فراهم
آید نادر است و حق سبحانه و تعالی بر ایقاع نوادر قادر است ثمره ۸۴ میفرمودند
هر کرا از وادی طلب گردی بر رخ زرد نشسته باشد و او با دل شکسته در جستجوی
مطلوب کمر همت بتک و پو بسته مطلبش منظور باید ساخت و نظر از تعصب بر مذهبش
نباید انداخت زیرا که در مذاهب متعدده هر که طالب است همانا که بسوی مقصد
متحده ذاهب است شعر گر پیر مغان مرشد ما شد چه تفاوت ٭ در هیچ سری
نیست که سری ز خدا نیست ثمره ۸۵ میفرمودند که بهترین عبادات و نیکوترین
طاعات در جمیع احوال و اوقات ذکر است زیرا که ذکر نافی ماسوای
دوست و مثبت ذات اوست بعده تلاوت قرآن بعد از آن سائر عبادات
که هر کدام مستتبع حسانست مقصود ازین بیان این بود که اگر در بعضی اوقات
که سالک مشغول باشد و نفس بنماز تطوع یا نوافل دیگر دلالت کند ویرا
باید که در القاء فعل نیک از اَعْدَیٰ عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ
بَیْنَ جَنْبَیْكَ استحالت کند چه مطلب او آن خواهد بود که این را از
ذکر و شغل که طریقه اولی و اقربست باز دارد و بمقتضای تصرف خویش در قعده

Marfat.com

وقیام نماز آرد و نیز میفرمودند که کیفیت فنا هر سالک را از هیچ عملی مترتب نمیشود
الا از ذکر و فکر پس غالبا ترجیح و تفضیل او کار و اشتغال برسایر اعمال بهمین
تواند بود زیرا که نتیجه هر عملی که در معاش است حسن پاداش است و ثمره این شجره
چیست رجوع باصل یعنی از انانیت خود فضل و بهویت هو وصل بهیت
تو ز خود گم شو کمال اینست و بس ؛ تو مباش اصلا وصال اینست و بس
و نیز میفرمودند کثرت طاعت و عبادت و وسیله دریافت جنت الماوی
و حور و قصور اولی و اعلی است و اشتغال بذکر و استغراق بمذکور و تخلیه
باطن از ماسوا باعث تحبب و تقرب حق است جل و علا آن قاعده عباد
و صلحاست و این قاعده عشاق و احباست اینجا حصول انعام است اینجا
وصول بمنعم آن جماعت را نظر بر اکرام است و این طائفه را منظور بکرم -
شعر تو و طوبی و ما و قامت یار ؛ فکر هر کس بقدر همت اوست ثمره ۸۶
یکی از ابنای روزگار از پریشانی دل و تشتت جمعیت بخدمت حضرت ایشان
بسبیل استرشاد بیان نمود فرمودند که حلقه ذکر بر در دل زنند تا از پریشانی
و تفرقه باز آید و گردن و سینه را اندک تکلفی و تشقی باید داشته بر ذکر نفی و
اثبات مداومت نمایند و بدرجه درجه عدد حلقه در تزاید اندازند تا بحدی که

Marfat.com

هشت هزار حلقه ذکر در روزی معتاد سازید و فرمودند اولاً از درویشی اذن
گرفته ثانیاً بعمل بپردازید شعر چه حلقه ها که زدم بر دل پر از سر سوز ببوی
صبح وصال تو در شبان دراز ثمره ۸۷ میفرمودند تلوین ثیاب و تعمیر خانقاه و
استدعاء فقرا و ترتیب لوازم استدعا و مثل هذا از جمله اسباب درویشی است
و اسباب درویشی مستلزم حقیقت درویشی و وصول مطلب درویشان نه طریقه
سلوک این طایفه چیست خود را بهیچ نگرفتن و احوال خویش را از همه نهفتن پیوسته
طریق شکستگی پیمودن و همواره بحق دل بستگی نمودن و نیز میفرمودند که روزی
در مبادی احوال حضرت شیخ جبه نجبه زده از گلیم سیاه در بر کرده بملازمت حضرت شاه لشکر محمد
عارف بالله قدس سره رسیدند حضرت شاه رحمه الله دیدند و فرمودند که عیسی بهائی امروز در نظرم مانند
شیخ الشیوخ مینمائی جامه یکتائی بروغن گل آگنده بپوشید و در طریق تحقیق
بکوشید همان روز حضرت شیخ جبه مذکوره را بدرویشی بخشیدند و از آن روز
اکثر اوقات به یکتائی می پوشیدند تا آنگاه که حضرت شاه بپوشیدن پیراهن
امر نمودند مقصود ازین بیان این بود که اگرچه اصلاح اوضاع ظاهری نیز
مستحسن است ولیکن شَانُ الطَّالِبِ شَانٌ اٰخَرُ یعنی شان
طالب حق شان دیگر است و او را نشانی دیگر ع مرد این ره را نشانی دیگر است

Marfat.com

بیت راه دین صنعت و عبارت نیست ٭ جز خرابی در و عمارت نیست - ثمر و ۸۸
میفرمودند سالک را باید که از مدح و ذم اهل عالم اصم بوده بسلوک اشتغال
نماید زیرا که هر که باقوال خلایق گوش نهاد از طریق تحقیق و اقبال باز ماند و
در ورطه تعطیل و اهمال افتاد چنانچه نقلست که پیر مردی با فرزندی مراهق
مسافر شد چون یک مرکب داشت خود بران نشست و آن پسر پیاده میرفت
ناگاه در راه با جمعی ملاقی شد او را دیدند و زبان ملامت کشیدند گفتند عجب مردیست
سنگدل خود راکب و پسر خورد سال را جل چون گوش بر قول آن قوم نهاد
پسر را سوار ساخت و خود در رکابش افتاد تا فرقه دیگر از پیش رسیدند و آن
درویش را باین کیش دیدند گفتند شخصی است غریب از قانون ادب بی نصیب
پسر خود را سوار ساخته و خود در رکابش پیاده تاخته چون این سخن استماع
نمود خود با پسر راکب شد و بسوی مقصد ذاهب تا گروهی دیگر آنحال را
مشاهده نمودند و زبان بسرزنش کشودند که ظالمی است جاهل و از محنت
این بی زبان غافل بیک بار بار این دو سوار بران ستور نهاده و از
طریق انصاف بر طرف افتاده چون برین کلمه اصغاء نمود خود با پسر پیاده
شده عنان مرکب بی سوار از روی اضطراب در دست گرفته میکشید تا

Marfat.com

بجماعت دیگر رسید چون آن فریق بدین طریق معائنه کردند گفتند طرفه پیریست
خرف از جادهٔ عقل منحرف و فعلش بر مادهٔ حمق معترف خود با پسر پیاده راه
میرود و مرکب برابر آماده همراه میبرد چون این سخن بشنید سر تحیر بجیب تفکر
فرو کشید و فهمید که از اضعاء معاملت بر اختلاف اقوال مردم باین حال رسید
و با وجود مطاوعت قول ایشان از ملامت نرهید و دید آنچه دید مثنوی
کس از دست جور زبانها نرست ٭ اگر خود نمایست و گر حق پرست ثمره ۸۹
میفرمودند سالک را در ابتدای حال سلوک بمطالعهٔ کتب یقینی و تحصیل علوم
دینی بقدر اشتغال باید زیرا که او در مبادی احوال از دو حال خالی نیست
اگر مشغول بما لا یعنی است افاده و استفادهٔ علمیه از آن باز میدارد و اگر از
استیلاء جذب بیخود است بخودش باز میآرد و در سلسله مجانین نمی گذارد
و فرمودند که حضرت شیخ میفرمودند که نباید که سالک را علی الدوام بتمام جذبه
در رباید زیرا که درین صورت معرفت حاصل نیاید همانا هر که مجذوب
مغلوبست از مشاهدهٔ جمال مطلوب محجوبست بیت مرا وصال تو هرگز
چگونه دست دهد ٭ که در حضور تو از خویش میشوم غائب و نیز میفرمودند
که حال بمثابهٔ رنگی است که گاه هست و گاه نیست اگر صاحب حال را

Marfat.com

بهره از علم باشد مقوی حال او گردد و در اوقات زوال حال در زاویه
غفلت و اهمال نماند علم را دستاویز خویش گرداند ثمره ۹۰ میفرمودند یک
میل است که در وجود انسان تعبیه است و او را دواعی متنوعه گویند همان
میل واحد در گرسنگی طعام خواهد و در تشنگی آب و در زمان سیری بمجامعت
رغبت کند و در آوان ماندگی بخواب و چون ازین همه مهجور شود رجوع کند
بطلب رب الارباب پس هر که بخورد و بیاشامید و تن خود را در بستر مباشرت و خواب
کشید استیلاء طلب حق ندید طبیعت او بحصول دواعی محظوظ و بهره مند گشت و آن بیخبر
بهمین قدر چون بهایم خورسند گشت بیت تا تو چون خر درین سرای خراب ٭ شکم
از نان پر است پشت از آب ٭ پای کے بر نهی ببام فلک ٭ باده کی در کشی ز جام ملک
و آنکه این داعیه را از حصول مدعای او باز داشت و در خوردن و آشامیدن و
مباشرت و خوابیدن اختیار نکرد مگر بقدر ضرورت اشتهاے او از جمیع مشتهیات
مایوس و محروم گشته عنان محبت و زمام همت وے از مجاز
بحقیقت مصروف شد مثنوی با خیال میل تو چون پر بود ٭ تا بدان پر بر
حقیقت بر شود ٭ چون براندی شهوت و پرت بریخت ٭ لنگ گشتی آن خیال
از تو گریخت ٭ پر نگهدار و چنین شهوت مران ٭ تا پر میلت برد سوی جنان

باب التقریظ والانتقاد

مکتوباتِ امام ربّانی کی جدید محقق اشاعت

(استنبول ۲۰۱۸ء)

ڈاکٹر عارف نوشاہی

(۱)

شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی (۹۷۱-۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء) کے خطوط، جو تصوّف کی دنیا میں مکتوبات امام ربانی نام سے پہچانے جاتے ہیں، مزید کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ خطوط، زیادہ تر فارسی اور چند ایک عربی زبان میں ہیں اور انھیں حضرت مجدّد کے خلفا نے ان کے حین حیات ہی حسب ذیل ترتیب کے ساتھ، تین دفاتر (جلدوں) میں جمع اور مرتب کر دیا تھا:

۱۔ دفتر اول موسوم بہ دُرّ المعرفت، جامع یار محمد جدید بدخشی طالقانی، بسال ۱۰۲۵ھ، مشتمل بر ۳۱۳ مکتوبات۔

۲۔ دفتر دوم موسوم بہ نور الخلائق، جامع عبدالحی حصاری، بسال ۱۰۲۸ھ، مشتمل بر ۹۹ مکتوبات۔

۳۔ دفتر سوم موسوم بہ معرفۃ الحقائق، جامع محمد ہاشم کشمی، بسال ۱۰۳۱ھ، مشتمل بر ۱۱۴ مکتوبات۔

چیدہ چیدہ مکتوبات کی قلمی نقلیں حضرت مجدّد کے زمانے ہی میں ضرورت مندوں تک پہنچنا شروع ہو گئیں تھیں۔ بعد میں جب یہ مکتوبات تین جلدوں میں مرتب ہو گئے تو مکمل متن کی قلمی نقلیں بھی تیار ہونے لگیں جو اب دنیا بھر کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ جب ہندوستان میں چھپائی (طباعت) کی صنعت آ گئی تو مکتوبات طبع ہو کر عام ہوئے۔ پہلی بار یہ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں مطبع احمدی، دہلی سے باہتمام شیر محمد خان بن غلام محمد خان جھجری مالک مطبع احمدی، تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ دوسری اشاعت ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں مطبع مرتضوی، دہلی سے حافظ حاجی عزیز الدین احمد مالک مطبع مرتضوی کے اہتمام سے ہوئی۔ منشی نول کشور نے بھی اپنے مطابع لکھنؤ/ کان پور سے مکتوبات

☆ ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد۔

Marfat.com

کی کئی اشاعتیں کیں۔اس مطبع سے ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں مکتوبات تیسری بار شائع ہوئے۔ ۱۳۲۴ھ/ جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت پر "بارِ ہشتم" لکھا ہوا ہے۔اس کے بعد بھی دیگر ناشروں کے ہاں سے اشاعت ہوتی رہی۔ چند اشاعتیں ہندوستان سے باہر بھی ہوئی ہیں۔ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں مطبع پور صوف، تاشقند (ازبکستان) سے بہ اہتمام حاجی عبداللہ بن حاجی اسد اللہ اور ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء میں زاہدان (ایران) سے بہ تصحیح و تعلیق محمد ایوب گنجی شائع ہوئے۔

مکتوبات امام ربانی کی مذکورہ ہندوستانی و غیر ہندوستانی اشاعتیں سب روایتی قسم کی اور غیر محقق ہیں۔اس سے ہٹ کر، آج سے تقریباً ایک صدی قبل، مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (وفات: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء) نے مکتوبات کی تصحیح و تدوین کا بیڑہ اٹھایا اور ۱۳۲۷ تا ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۰۹ تا ۱۹۱۶ء مطبع مجددی، امرتسر سے ہر دفتر کو متعدد حصوں میں تقسیم کر کے، جہازی سائز میں بتدریج شائع کیا۔ مولانا کی یہ اشاعت بے حد مقبول ہوئی اور اس نے سابقہ تمام اشاعتوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔اس اشاعت کا اعتبار اب تک قائم ہے۔اس میں مولانا نے تحقیق کے تمام اصولوں کو مدنظر رکھا ہے۔ چنانچہ متن کو قدیم نسخے پر استوار کر کے اس کا بقیہ نسخوں سے تقابل کیا اور اختلافات حاشیے پر درج کیے؛ آیات و احادیث کی تخریج کی اور حاشیے میں ان کا فارسی ترجمہ بھی لکھا؛ مشکل الفاظ کی فرہنگ لکھی؛ عربی مکتوبات اور فارسی مکتوبات میں در آئی عربی عبارات کا فارسی ترجمہ کیا؛ اگر مکتوبات کی کسی عبارت سے عقائد کے لحاظ سے غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ تھا تو حاشیے میں اپنی طرف سے وضاحت لکھ کر اس اندیشے کا سدباب کیا؛ عربی عبارات پر اعراب لگائے؛ جن افراد کا ذکر مکتوبات میں آیا ہے ان کے مختصر حالات زندگی جستجو کر کے حاشیے میں لکھے۔ غرض یہ کہ مولانا نور احمد نے اپنے زمانے میں دستیاب وسائل اور اپنی مقدرت کے مطابق مکتوبات امام ربانی کا ایک عمدہ ایڈیشن تیار کیا جس کی بعد میں ترکی اور پاکستان سے کئی بار عکسی اشاعتیں ہو چکی ہیں۔ تاہم سو سال پہلے ہونے والی اس اشاعت کا انداز قدیم ہے۔ دستی کتابت، حاشیہ در حاشیہ وضاحتیں اور بین السطور فرہنگِ الفاظ، یہ انداز اب تدوین اور طباعت کے جدید رجحانات سے لگا نہیں کھاتا اور کمپیوٹر اور ڈیجیٹل عہد کا قاری ایک صدی پہلے کے انداز کتابت و طباعت سے قطعاً مانوس نہیں ہے۔ ضرورت تھی کہ مولانا نور احمد کے ایڈیشن کی نئے تقاضوں کے مطابق تجدید اشاعت کی جائے یا مکتوبات امام ربانی پر از سرِ نو کام کیا جائے۔

Marfat.com

(۴)

نومبر ۲۰۱۳ء میں استنبول میں عزیز محمود ہدائی وقف کے زیر اہتمام "بین الاقوامی امام ربانی سمپوزیم" منعقد ہوا جس میں راقم السطور نے بھی شرکت کی اور ایک مقالہ "مکتوباتِ امام ربانی کی جدید تنقیدی اشاعت کی ضرورت" عنوان کے تحت پیش کیا۔ مقالے میں دی گئی تجویز کو نہ صرف سمپوزیم میں پذیرائی ملی اور اسے اعلامیے میں شامل کیا گیا بلکہ بعد میں عزیز محمود ہدائی وقف استنبول نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری بھی مجھی کو سونپ دی!

میں نے فروری ۲۰۱۴ء میں اس منصوبے پر مرحلہ وار کام شروع کیا اور پاکستان کے علاوہ، دیگر ممالک سے مکتوباتِ امام ربانی کے قدیم نسخوں کے کوائف اور مطلوب نسخوں کے عکسیات حاصل کرنا شروع کیے۔ چنانچہ حسب ذیل نسخے بصورت عکس حاصل ہوئے:

۱۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، شمارہ ۱۴۹۵، تاریخ ۱۰۵۶ھ۔ (صرف دفتر دوم)

۲۔ ابوریحان بیرونی انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل سٹڈیز، تاشقند، نسخہ ۱۴۹۹، تاریخ ۱۰۸۰ھ۔ یہ نسخہ ڈاکٹر مجدت طوسون صاحب نے فراہم کیا۔

۳۔ آفتاب کلیکشن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، شمارہ ۳/۱۴ف تصوف، تاریخ ۱۱۳۸ھ۔ یہ نسخہ ڈاکٹر طاخور شید صاحب نے مہیا کیا۔

ف: متن: پہلے مرحلے میں مکتوبات کا متن کمپیوٹر سے ورڈ (Word) پروگرام میں کمپوزنگ کیا گیا۔ اس کی بنیاد مولانا نور احمد کا تدوین کردہ متن (اشاعت امرتسر، ۱۹۰۹ تا ۱۹۱۶ء) ہے۔ ہم نے مولانا کا صرف متن لیا، ان کے حواشی، تعلیقات اور فرہنگ الفاظ کو شامل نہیں کیا۔ دوسرے مرحلے میں ٹائپ شدہ متن کا مذکورہ بالا مخطوطات سے تقابل کر کے ضروری اختلافات پاورقی میں منتقل کیے گئے۔ تقابل کے عمل میں بعض مقامات پر مولانا نور احمد کے مرتبہ متن میں کہیں کہیں تسامحات بھی نظر آئے جن کی اصلاح کر دی گئی اور متن میں درست لفظ/جملہ اختیار کیا گیا۔ متن کی اس تیاری میں فنی تدوین کے نقطۂ نظر سے بھی کئی چیزوں کا لحاظ رکھا گیا، جیسے غریب عربی الفاظ اور عربی عبارات پر اعراب لگانا؛ طویل عبارتوں کی اس طرح پیرابندی کرنا کہ موضوع کی تفکیک ہو جائے؛ رموز اوقاف کا لحاظ رکھنا، وغیرہ۔

Marfat.com

ب: اشاریہ سازی: جب ہر لحاظ سے مکتوبات کی تینوں جلدوں کا متن تیار ہو گیا تو اس کے مختلف اشاریے تیار کیے گئے۔ جو حسب ذیل ہیں: ۔

۱۔ احادیث نبوی اور بعض اقوال مشائخ بزبان عربی، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۲۔ عربی اشعار کی تخریج، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۳۔ فارسی اشعار کی تخریج، ماخذ کے ذکر کے ساتھ؛

۴۔ دینی، کلامی، فلسفی، عرفانی اور اخلاقی اصطلاحات اور مفاہیم؛

۵۔ دینی، عرفانی، کلامی، معاشرتی طبقات، اقوام، پیشہ ور، مناصب اور روحانی مراتب؛

۶۔ اشخاص اور فرشتے؛

۷۔ مقامات (آبادیاں، دریا، خانقاہیں، قلعے، پہاڑ، مساجد)؛

۸۔ رسائل، کتب، مکتوبات؛

۹۔ مکتوب الیہم کے اسماء بترتیب حروف تہجی؛

۱۰۔ چند مقامی (ہندی یا ہندی) الفاظ کی فرہنگ

ان اشاریوں کی خصوصیت یہ ہے کہ صفحات کی بجائے، مکتوبات کے دفتر (جلد) اور مکتوب نمبر پر مبنی ہے۔ اس طرح یہ تمام اشاریے مکتوبات کے کسی بھی قدیم وجدید یا مستقبل کے ایڈیشن کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔

ج: مقدمہ اور تعلیقات: مکتوبات کے تیار شدہ متن کو علمی انداز میں پیش کرنے کے لیے علمی مقدمہ اور تعلیقات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے میں راقم السطور نے "پیش گفتار" تحریر کیا جو مندرجہ ذیل موضوعات کا احاطہ کرتا ہے:

مکتوبات امام ربانی کے موجودہ ایڈیشن کی تیاری کی روداد؛

مکتوبات امام ربانی کی تدوین کی روداد؛

مکتوبات امام ربانی کے مخطوطات اور مآخذ کا جائزہ (مختلف ممالک کے حوالے سے)؛

مکتوبات امام ربانی کی سابقہ اشاعتوں کی تفصیل؛

مولانا مفتی احمد پسروری امرتسری کے حالات زندگی؛

Marfat.com

نور احمد امرتسری کی دیگر علمی مساعی:

نور احمد امرتسری کی مکتوبات امام ربانی کی تدوین کے لیے کاوشیں۔

دوسرے حصے میں پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مبسوط "مقدمہ" شامل ہے۔(اصل میں یہ تحریر اردو میں لکھی گئی تھی جسے راقم السطور نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے)۔اس مقدمہ کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں برصغیر کے سیاسی اور مذہبی حالات؛

امام ربانی شیخ احمد سرہندی کے حالات زندگی؛

مکتوبات امام ربانی کے جامعین کے حالات زندگی۔

مکتوبات امام ربانی کیسے جمع ہوئے؟

مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے ہونے والے کام کا جائزہ (تراجم، شروح، حضرات مجددیہ کی تفہیم مکتوبات کے لیے کوششیں، متفرق کتابیں متعلقہ مکتوبات، مکتوبات کی تخریج پر مبنی کتب فہارس اور اشاریے، حضرت مجدد الف ثانی کے رد اور دفاع میں لکھی جانے والی کتب)

اس کے بعد "تراجم" عنوان کے تحت پروفیسر محمد اقبال مجددی کا ایک اور طویل مقالہ ہے جس میں ان لوگوں کے حالات زندگی (بترتیب حروف تہجی) جمع کیے گئے ہیں جنھیں حضرت مجدد نے خطوط لکھے تھے۔(مجددی صاحب کی یہ تحریر بھی اردو میں تھی جسے راقم السطور نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے)

مکتوبات امام ربانی کا جو منصوبہ ۲۰۱۴ء میں شروع ہوا تھا، وہ ۲۰۱۷ء میں ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا اور اسے طباعت و اشاعت کے لیے عزیز محمود ہدائی وقف، استنبول کے حوالے کر دیا گیا۔ جسے ۲۰۱۸ء کے اواخر میں ارقم پبلی کیشنز (ERKAM YAYINLARI) استنبول نے نہایت نفیس کاغذ پر، خوب صورت پختہ جلد کے ساتھ چار جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔ان جلدوں کی ترتیب اس طرح ہے:

جلد اول: مکتوبات دفتر اول، اس جلد کو ضخامت کے پیش نظر دو حصوں میں چھاپا گیا ہے۔ پہلے حصے میں مکتوبات ۱ تا ۲۰۰ اور دوسرے حصے میں مکتوبات ۲۰۱ تا ۳۱۳، مع عرضداشت ہائے خواجہ محمد صادق و ترجمۂ فارسی مکتوباتِ عربی، ۶۰ + ۱۰۰۳ صفحات؛

جلد دوم: مکتوبات دفتر دوم، ۲۱ + ۴۱۱ صفحات؛

Marfat.com

جلد سوم: مکتوبات دفتر سوم، ۲۱+۴۹۸ صفحات؛

جلد چہارم: پیش گفتار، مقدمہ، تراجم، اشاریہ، تصاویر، ۵۶۱ صفحات۔

دو ہزار پانچ سو پچھتر (۲۵۷۵) صفحات پر پھیلا ہوا یہ تمام کام فارسی زبان میں انجام دیا گیا ہے۔ جو خصوصیات مکتوبات امام ربانی استنبول اشاعت ۲۰۱۸ء کو مکتوبات کی سابقہ اشاعتوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہیں:

صحت متن کا اہتمام، ایسے اقدم مخطوطات کے استعمال کے ذریعے جو اس سے پہلے استعمال میں نہیں آئے تھے؛

مکتوبات کی چوتھی جلد کے مشمولات اور مباحث تازہ کاری کی مثال ہیں اور پہلی بار علمی دنیا کو پیش کیے گئے ہیں۔ بالخصوص فارسی خواں حلقہ ان سے پہلی بار واقف ہوا ہے۔ اس سے پہلے مکتوبات کے مکتوب الیہم پر کام نہیں ہوا تھا، اس اشاعت میں یہ کام ایک ایسے محقق (محمد اقبال مجددی) نے انجام دیا ہے جس کا تخصص رجال مجددیہ ہے۔ حضرت مجدد کے مکتوبات میں جا بجا عربی و فارسی اشعار آئے ہیں۔ یہ کلام کس کا ہے اور ان کا مآخذ کیا ہے؟ اس پر پہلے کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔ موجودہ اشاعت میں نہ صرف ان اشعار کے شعرا کا سراغ لگایا گیا ہے بلکہ ان شعرا کے دواوین سے اختلاف متن بھی دیا گیا ہے۔

زیر بحث اشاعت کی ظاہری خوب صورتی (کمپوزنگ، سیٹنگ، جلد، کاغذ) پورے کام کو پُرکشش بنائے ہوئے ہے جو اس سے پہلے مکتوبات امام ربانی کی کسی اشاعت کو نصیب نہیں ہوئی۔

"مکتوبات امام ربانی، بہ کوشش عارف نوشاہی" کے پورے منصوبے میں کئی احباب کی معاونت شامل حال رہی۔ مکتوبات کی کمپوزنگ، صفحہ بندی، تخریج احادیث اور بذریعہ کمپیوٹر اشاریہ سازی کا کام اظہار القدوس نوشاہی صاحب نے انجام دیا۔ عربی عبارتیں اور ان کے اعراب ایک شامی دوست ڈاکٹر محمد عبدالمجید نے ملاحظہ کیے۔ محمد اقبال مجددی صاحب کے حصے کے کام کا ذکر ہو ہی چکا۔ اس طرح مکتوبات کی یہ اشاعت اب اہل علم کے استفادہ کے لیے دستیاب ہے۔ ترکی میں ناشر سے اس پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے:

www.kampanyakitaplari.com, www.erkamyayinlari.com

فون نمبر: (212+90)6710700 فیکس نمبر: (212+90)6710748

نبشکریہ معارف، اعظم گڑھ، مئی ۲۰۱۹ء

Marfat.com

مکتوبات امام ربّانی

شیخ احمد سرهندی مجدّد الف ثانی

دفتر اوّل: درّ المعرفت

بخش یکم: مکتوبات ۱ - ۲۰۰

جامع

یار محمد جدید بدخشی طالقانی

(بر اساس چاپ نور احمد امرتسری و مقابله با نسخه های کهن خطّی)

به کوشش

عارف نوشاهی

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا جدید تحقیقی ایڈیشن، مطبوعہ استنبول، ترکی ۱۹۸۰

Marfat.com

مکتوبات امام ربّانی

شیخ احمد سرهندی مجدّد الف ثانی

جلد چهارم

پیشگفتار و نمایه ها از:

عارف نوشاهی

مقدّمه و تراجم از:

محمد اقبال مجدّدی

Marfat.com

جلد دہم

ارمغانِ امامِ ربّانی

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمّد ہمایوں عباس شمس

باہتمام

محمّد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

امامِ ربّانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com